



New Era Magazine



اڄنبي پندهن



از قلم منال مهر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مکمل ناول)

اجنبی بندھن

از منال مہر

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین



اب اس نئی مصیبت کو کیسے ہینڈل کروں۔۔۔ وہ مسلسل سوچ سوچ کر جھنجھلا سا گیا تھا۔ پچھلے ایک ہفتے سے ایک ہی بات سوچ سوچ کر اب اس کا دماغ ماؤف ہونے لگا تھا۔ اتنا سوچنے کے بعد بھی اسے کوئی حل نظر نہیں آ رہا تھا۔

اپنے ماں باپ کی خلاف ورزی وہ بالکل بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن وہ اپنے کیے وعدے سے بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ اتنی ٹینشن میں اس کا دھیان سڑک سے ہٹا تھا۔۔۔ کوئی تیزی سے گزرتا اس کی کار سے ٹکرایا تھا۔ اس نے پوری کوشش کی تھی کہ کار سامنے والے کو بالکل بھی ٹچ نہ ہو وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہوا تھا۔ اس کا پاؤں فوراً بریک تک گیا تھا۔ فوراً ہی کار سے باہر نکلا تھا۔

جو بھی ہو غلطی اس کی تھی۔۔۔ اسے دھیان دینا چاہیے تھا۔

ایکسیوزمی آپ ٹھیک تو ہیں؟ آرش حیدر نے سڑک پر گرے اس وجود سے پوچھا۔۔۔ آرش کے مطابق اس نے تو بروقت بریک لگادی تھی۔۔۔ تو سامنے والا ناجانے ایسا کیوں ظاہر کر رہا تھا جیسے اسے بہت زیادہ چوٹیں آئی ہو۔۔۔

سامنے والے وجود نے اپنی کیفیت پر قابو پایا اور اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

کیا تکلیف ہے تیرے کو؟ تیری وجہ سے میں موت کہ منہ سے واپس آئی ہوں؟ تیرے کو اندازہ بھی ہے ابھی اگر میں مر جاتی تو۔

آرش نے حیرانی سے سامنے کھڑی عجیب مخلوق کو دیکھا تھا۔۔۔ جو اسے لڑکی تو کہی سے بھی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔ عجیب و غریب لڑکوں والا حلیہ اپنائے۔

شرٹ کے ساتھ کھلی سے گھیرا دار شلوار پہنے۔ گلے میں لٹکتی بے شمار چین اور ہاتھوں میں آن گنت بینڈ چڑھائے۔ سر پر کیپ جس کے اندر اس کے چھوٹے سے گھنگریالے بال چھپ گئے تھے۔ آرش کو وہ لڑکی کم غنڈہ زیادہ لگی۔ گلے میں لٹکتے اس کے چھوٹے سے سٹالر کو اس نے ناگواری سے دیکھا تھا۔

اس نے کراہیت سے اس کا گندہ ساحلیہ دیکھا تھا جو اس کے مطابق ایک لڑکی کا بالکل بھی نہ تھا۔

فی الحال وہ کسی بحث کے موڈ میں بالکل بھی نہ تھا اس لیے اس نے سوری بولنے کا سوچا۔ دیکھو! آئی ایم سوری۔۔۔ میری غلطی ہے میں مانتا ہوں۔۔۔ پر آپ کو بھی دیکھ کر چلنا چاہیے تھا۔

واہ! غذب۔۔۔ ایک تو غلطی کرو اور الزام دوسرے پر ڈال کر پھڑھو جاؤ۔

دیکھو اب تم بات کو بڑھا رہی ہو۔۔۔

پہنے کے ساتھ ساتھ اس کو بولنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ اس نے دل میں سوچا۔

میں بات کو بڑھا رہی ہوں۔ تو ابھی جانتا نہیں ہے میرے کو۔۔۔ اچھے اچھے کو سیدھا کر دیتی ہوں میں۔

چندہ نام ہے میرا چندہ۔ جو اپنے آپ کو بڑا تیس مار خان سمجھتا ہے نا۔۔۔ اُسے ایسے چٹکیوں میں سیدھا کر دوں میں۔۔۔

اس کا نام چندہ نہیں غنڈی ہونا چاہیے تھا وہ بڑ بڑایا۔

او کے میری غلطی تھی۔۔۔ سوری! ٹھیک ہے۔

آرش نے اس سے جان چھوڑانے کے لیے معافی مانگی۔

لو بھلا انسان کی جان لے لو اور سوری بول کر نکل جاؤ۔ یہ صحیح ہے بھئی۔۔۔

تو اب کیا تمہارے پاؤں پکڑ لوں! حد ہے۔ جب ایک انسان معافی مانگ رہا ہے تو بات

کو طول دینے کا کیا فائی دہ۔

ویسے بھی میں اب دوبارہ معافی مانگنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔۔۔ اس لیے سائیڈ ہٹو۔

ایسے ہی سائیڈ ہٹو۔۔۔ یہ دیکھ نہیں رہے میرے بازو میں کتنی چوٹ لگی ہے۔

ایسے تو تجھے میں جانے نہیں دوں گی۔

او کے مجھے بات سمجھ آگئی۔۔۔ تم جان بوجھ کر میری گاڑی سے ٹکرائی ہو تاکہ پیسوں کا مطالبہ کر سکو۔ میں خوب جانتا ہوں ایسے لوگوں کو۔ خیر جو بھی ہے پیسے لو اور میری جان چھوڑو۔

آرش نے جیب سے وائی لٹ نکالا اس میں سے چند نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔

کیا ہے یہ؟ چندہ نے سینے پر بازو باندھ کر اس کا انداز ملاحظہ کیا۔

پیسے ہیں جن کی خاطر تم کب سے ڈرامہ کر رہی ہو۔

مجھے یہ پیسے بالکل بھی نہیں چاہیے۔۔۔ یہ نا اپنے پاس رکھو بلکہ مجھے اپنی اس کار میں بیٹھا

کر ہسپتال لیکر جاؤ اور وہاں سے میری پیٹی کرواؤ۔

آریوسیریس؟ میں یعنی آرش حیدر تمہیں یعنی غنڈی چڑیل کو اپنی اتنی مہنگی گاڑی میں بٹھاؤ۔

نووے! بالکل بھی نہیں۔۔۔ مجھے پاگل کتے نے تھوڑی کاٹا ہے جو ایک بلا کو اپنے سر لے

لوں۔ آرش نے نخوت سے سر جھٹکا۔

میں یہاں تماشہ لگا دوں گی اگر تم نے میری پیٹی نہ کروائی۔ سمجھے تم۔

سیر یسلی! تمہیں لگتا ہے میں تمہاری دھمکیوں سے ڈر جاؤں گا۔ چلو لگاؤ تماشہ۔ میں
بھی دیکھتا ہوں کیا تماشہ لگاتی ہو۔

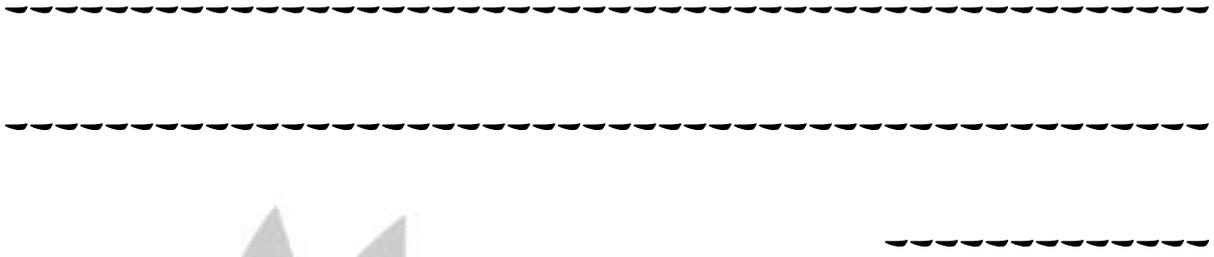
میں کہوں گی تم میرے شوہر ہو اور مجھے مارتے پیٹتے ہو۔ اور اب مجھے چوٹ لگی ہے پر تم
میری پیٹی نہیں کروا رہے۔

سیر یسلی ذرا اپنا حلیہ چیک کرو۔ کون یقین کرے گا کہ تم جیسی غنڈی میری بیوی ہے۔
تمہارا پلان ایک دم فضول ہے۔

آر ش نے زبردستی نوٹ اس کے ہاتھ میں تھمائے۔ اسے بازو سے کھینچ ڈرا ساسائی بیڈ پر
کر کے گاڑی میں بیٹھ زن سے گاڑی بھگالے گیا۔
پچھے چندہ اسے کوستی رہ گئی۔

آج کا دن ہی اس کے لیے خراب تھا۔ پہلے صبح صبح ہی ابو سے جھگڑا ہو گیا۔ پھر اب اس
لڑکی سے ٹکڑے۔۔۔۔۔ اسے سخت کوفت ہوئی تھی۔۔۔ خراب موڈ کے ساتھ
آفس میں داخل ہوا۔

کسی کی بھی کوئی ی بات سنے بغیر سیدھا اپنے کین میں چلا گیا۔
 کر سی پر بیٹھ گہری سانس خارج کی۔ ہر سوچ ذہن سے جھٹک کر کام میں مصروف
 ہو گیا۔



گہرائی سی ادھر ادھر دیکھتی یونی میں داخل ہوئی۔ آج اس کا پہلا دن تھا اس لیے
 وہ تھوڑا گہرا رہی تھی۔ اس نے سنا تھا نئے آنے والے سٹوڈنٹس کے ساتھ ریگنگ کی
 جاتی ہے۔

یہ بزدلی اس کی ذات کا بالکل بھی حصہ نہ تھی۔۔۔ لیکن مسلسل ہونے والے حالات و
 واقعات نے اُسے ایسا بنا دیا تھا۔

اپنا ڈیپارٹمنٹ وہ پہلے ہی چندہ کے ساتھ آکر دیکھ چکی تھی۔ شاید وہ جانتی نہ تھی کہ اس
 کی بہن پہلے ہی آکر سب کو وارن کر چکی تھی۔۔۔۔ کہ اس کی بہن کی طرف کوئی
 آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ اس لیے کوئی ی بھی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا تھا۔

وہ بغیر ادھر ادھر دیکھے تیزی سے راہداریوں سے گزرتی اپنی کلاس کی طرف بڑھی تھی۔

جب وہ کلاس میں داخل ہوئی سب سٹوڈنٹس باتوں میں مصروف تھے۔ اب تک کوئی بھی ٹیچر کلاس میں نہ آیا تھا۔۔۔ وہ سکون سے چلتی ایک خالی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی۔

ساتھ بیٹھی لڑکی نے اسے مخاطب کیا۔۔۔ شاید اُس کی بھی کوئی دوست نہ تھی۔
ہائے! میں عائشہ اور تم؟ عائشہ نے اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔

میرا نام آئی زل ولید۔ اس نے عائشہ کا بڑھا ہوا ہاتھ تھاما۔
نئی س نیم! بالکل تمہاری طرح۔۔۔۔۔ عائشہ اس کا گال کھینچ کر بولی۔

کیا کر رہی ہو۔۔۔ سب ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔

کوئی اتنا فارغ نہیں بیٹھا کہ ہم پر دھیان دیں۔

اتنے میں سر کلاس میں داخل ہوئے۔ دونوں فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی۔

آرش ابھی کام سے فری ہو کر سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔ پیچھے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی۔ کوئی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ آرش نے آنکھیں نہ کھولی کیونکہ کہ وہ جانتا تھا کہ آنے والا کون ہوگا۔

ہائے برو! کیسے ہو؟ شازم کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھا۔

میں ٹھیک ہوں تو سنا تو ایک دن بھی ٹیک کر کام نہیں کر سکتا۔

بس کیا کروں تیرے بغیر دل نہیں لگتا۔ تو بس آجاتا ہوں تجھے ملنے۔

تو بتا کیا بنا نکل مان گئے الوینا کے لیے؟

کہاں یار۔۔۔ پاپا اور انکل کی اتنی اچھی دوستی تھی پتہ نہیں ایسا کیا ہوا کہ پاپا انکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔

یار انکل تیری بھلائی کے لیے ہی کر رہے ہونگے۔ شازم نے اپنی رائے دی۔

یار جو بھی ہو ان سب میں الوینا کی کوئی غلطی نہیں۔ پہلے تو سب ہی اس رشتے پر

راضی تھے۔ صبح بھی پاپا سے بات کی۔۔۔۔۔ پر ان کا کہنا ہے الوینا کی جگہ کس بھی لڑکی کا

نام لوں گا مان جائے گئے۔ اور الوینا سے بات کرو وہ تو ہتھے سے اُکھڑ جاتی ہے۔

مرنے کی دھمکیاں دیتی ہے۔

دونوں طرف سے میں پس رہا ہوں۔ اس نے سر ہاتھوں میں گرایا۔

شازم اسے پریشان دیکھ کر بولا۔۔۔ یار چل کر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ انشاء اللہ
چھوڑ تو اپنا بتا مل گئی تیری ڈریم گرل؟

کہاں یار ہر جگہ ڈھونڈ چکا ہوں پتہ نہیں کہاں جا کر چھپ گئی ہے۔ پچھلے ایک سال
سے پتہ نہیں کہاں کہاں خوار ہو کر دیکھ لیا ہے۔

اب تو ممی پاپاشادی کے لیے انسٹ کرنے لگے ہیں۔۔۔ پر یار کیسے سمجھاؤ انہیں اس
کے بنا جینے کے بارے میں سوچتا بھی ہوں تو سانس رکنے لگتی ہے۔

آرش اس کے آنکھ میں نمی دیکھ کر اس کے قریب آ کر بیٹھا۔ اس کے کندھے پر ہاتھ
رکھا۔

یار وہ مجھے کب ملے گی؟ اس کے بغیر میں نامکمل ہوں۔۔۔ یار اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں
بھی ختم ہو جاؤ گا۔

کیسی باتیں کر رہا ہے۔۔۔ دیکھنا وہ تجھے جلد ہی مل جائے گی۔

یار دعا کرو مجھے وقت رہتے مل جائے۔۔۔ میرا یہ سوچ کر دل ڈرتا ہے کہ وہ کسی اور کی
زندگی میں شامل ہو کر اس کی زندگی تو مکمل کر دے گی۔۔۔ پر مجھے نامکمل کر جائے گی۔

آرش نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں کسی بہت قیمتی شے کو کھونے کا ڈر صاف نظر
آ رہا تھا۔

آرش نے اسے گلے سے لگایا۔۔۔۔۔ سچے دل سے اس کی خوشیوں کی دعا مانگی۔

وہ غصے سے گھر میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی۔
آئی زل نے اس کے ہاتھ پر چوٹ دیکھی۔۔۔ بھاگ کر اس کے قریب آئی
۔۔۔۔۔ آپی چوٹ کیسے لگی؟ آپ اپنا دھیان کیوں نہیں رکھتی۔ آنکھوں سے برسات
جاری تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ اسے ڈانٹ بھی رہی تھی۔
چندہ نہ اس کی طرف دیکھا جس کے ساتھ اس کا کوئی ی بھی خون کا رشتہ نہیں تھا۔۔۔
پران کے درمیان احساس کا خوبصورت سا رشتہ ضرور تھا۔
ایک دوسرے کی ذرا سے تکلیف پر تڑپ جانے والے رشتے ایسے ہزاروں رشتوں سے
بہتر ہیں جو تکلیف میں ہمیشہ تنہا کر جاتے ہیں۔

اسے بھی یہ سامنے بیٹھی نازک لڑکی ہر کسی سے زیادہ عزیز تھی۔
آزو! جانم کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم رونا بند کرو۔
چپ کر کے بیٹھے میں بینڈج کر دیتی ہوں۔۔۔ آپ کو تو اپنا بالکل خیال نہیں ہے۔

آئی زل نے اس کی بینڈج کر رہی تھی۔۔۔۔ جب وہ اس سے مخاطب ہوئی۔۔۔۔ کیسا
 رہا یونی میں پہلا دن کسی نے تنگ تو نہیں کیا۔۔۔۔ اگر کوئی ی تنگ کرے تو فوراً مجھے
 بتانا اس کی ہڈیاں توڑ دوں گی۔

نہیں میری پیاری آپی کسی نے تنگ نہیں کیا۔۔۔ اور آپ کو پتہ ہے میری ایک بہت
 اچھی فرینڈ بھی بن گئی ہے۔۔۔ اس کا نام عائی شہ ہے۔۔۔۔ بہت زیادہ بولتی ہے۔
 اور بہت بہت اچھی ہے۔

چندہ اس کی باتیں سن کر مسکرا رہی تھی۔

سامنے بیٹھی لڑکیوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔ ان کی ڈریسنگ ہی نہیں بلکہ ان کی
 نیچر بھی دونوں سے مختلف تھی۔۔۔ جہاں ایک طرف حالات نہ آئی زل کو کمزور کر دیا
 تھا وہی دوسری طرف چندہ کو مضبوط کر گئے تھے۔۔۔

کھانا بن گیا ہے آجاؤ دونوں۔۔۔۔۔ رضیہ بیگم نے دونوں کو آواز دی۔

رضیہ بیگم آئی زل کی والدہ تھی۔ اپنوں سے دھوکا کھانے کے بعد ایک حادثے میں وہ
 چندہ کو ملیں تھی۔۔۔ وہ انھیں اپنے ساتھ لے آئی تھی۔ تب سے وہ اس کے ساتھ
 ہی رہ رہی تھی۔

رضیہ بیگم نے اس لڑکی کو دیکھا جو اپنا سب کچھ کھو کر خود کو تباہ کرنے پر تلی تھی۔۔۔۔۔
 ان کے ہزار بار سمجھانے کے باوجود بھی وہ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی نہیں ہلی
 تھی۔۔۔۔۔ وہ ایک گروپ کے ساتھ کام کر رہی تھی جو پہلے لوگوں کو قرضہ دیتے۔۔
 اس پر اچھا خاصہ سود وصول کرتے۔۔۔۔۔ جب کوئی پیسے واپس نہ کرتا تب وہ انکی زمین
 ،جائی یاد یا گھر پر قبضہ کر لیتے۔۔۔۔۔

عورتوں سے نیٹن کے لیے انہوں نے چندہ جیسی بے شمار لڑکیاں رکھی تھی۔ چندہ کو ان
 کے ساتھ کام کرنے کا یہ فائی دہ ہوا تھا کہ وہ آکر سب محلے والوں کو دھمکا کر گئے
 تھے کہ کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے۔ واقعی پھر وہ سب بھی جو اس پر
 بُری نظر رکھتے تھے وہ بھی اسے دیکھ کر اپنا راستہ بدلنے لگے۔

اس کا کہنا تھا بے شک وہ لوگ غلط طریقے سے پیسہ کما رہے ہیں۔۔۔۔۔ پر وہ خود لوگوں
 کے ساتھ خوار ہوتی تھی اسے قرض وصول کرنے کے لیے اچھا خاصہ خوار ہونا پڑتا تھا
 پھر کہی جا کر وہ قرض ادا کرتے تھے۔۔۔۔۔

اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں تھا کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں اسے بس اپنے کام
 سے غرض تھا۔۔۔۔۔ خود وہ ایمانداری سے کام کر رہی تھی۔ اسے صرف اپنی محنت کا صلہ
 ملتا تھا۔

ان کے ساتھ کام کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس کی تعلیم نامکمل تھی۔۔۔ جس کی بنا پر اسے کوئی ی اچھی جا ب ملنے سے رہی۔

رضیہ بیگم جانتی تھی وہ یہ کام صرف ان کی حفاظت کے لیے کر رہی تھی۔۔۔۔۔ وہ جانتی تھی آج کل کے زمانے میں عورتوں کا اکیلا رہنا محفوظ نہیں۔۔۔ چندہ وقتاً فوقتاً محلے والوں کو دھمکاتی رہتی جس کی وجہ سے کوئی ی بھی ان کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا۔۔۔

اب تو ان کی خواہش تھی کہ کاش کوئی ایسا آئے جو اس کو ان سب سے نکال کر لے جائے۔۔۔ وہ اسے بھی خوش دیکھنا چاہتی تھی۔ جو بغیر کسی صلے کے ان کی مدد کر رہی تھی جب ان کے اپنوں نے ان کے ساتھ اتنا برا کیا تب اس چھوٹی سی لڑکی نے ان کی مدد کی۔

وہ خود اس وقت اس عمر میں تھی جب بچے اپنے والدین سے لاڈاٹھواتے ہیں لیکن وہ خود ان کی بیٹی کی ہر بات پوری کرتی تھی۔۔۔ واقعی بڑی بہن ہونے کا فرض نبھار ہی تھی۔۔۔

دونوں کی عمروں میں خاص فرق نہیں تھا وہ آئی زل سے صرف ایک سال بڑی تھی۔

پر زندگی نے اسے ایسے سبق سکھائے تھے کہ وہ وقت سے پہلے ہی سمجھدار ہو گئی تھی۔

اس وقت وہ ایک عالی شان ریسٹوران میں بیٹھا لوینا کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ آج ضد کر کے اُس نے اسے یہاں ملنے بلایا تھا۔۔۔ پر خود وہ ابھی تک نہ آئی تھی۔ پانچ منٹ ہی مزید گزرے جب وہ سامنے سے آتی ہوئی دی دکھائی دی۔ ماڈرن سے ڈریس میں چہرے پہ کیا میک اپ اسے دلکش بنا رہا تھا۔
 ہائے آرش! کیسے ہو؟ کرسی گھسیٹ کر بیٹھتے ہوئے اس نے پوچھا۔
 میں ایک دم فٹ۔۔۔ تم سناؤ۔ کہاں بیزی تھی اتنے دنوں سے؟
 کہی نہیں ادھر ہی تھی۔۔۔ تم بتاؤ تم نے انکل سے بات کی کیا کہاں انکل نے وہ تجسس سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔
 آرش کا دھیان صبح والے واقعے کی طرف گیا۔

پاپا آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔

ہاں کیوں نہیں بچے۔۔۔ حیدر صاحب فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

پاپا میں نہیں انکل سے کس بات پر لڑائی ہوئی ہے۔۔۔ جو بھی وجہ ہو ان سب میں
 الوینہ کی کہی بھی کوئی غلطی نہیں۔۔۔

جیسے کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ سب اس رشتے پر راضی تھے۔۔۔ میں نے اسے ہمیشہ ایز
 آلائف پارٹنر دیکھا ہے۔ اور میں جانتا ہوں ہم دونوں ایک ساتھ بہت خوش رہے
 گئے۔ تو آپ پلیز یہ لڑائی جھگڑا ختم کر دے۔

میں اور الوینا دونوں ہی بہت پریشان ہیں۔ پلیز پاپا۔۔۔ اس نے جیسے التجا کی۔

آرش بیٹا تمہارا باپ ہوں تمہارے لیے غلط نہیں سوچ سکتا۔۔۔ پہلے میں نے یہ فیصلہ کیا
 تھا کہ یہ بات تمہیں نہ بتاؤں۔۔۔ لیکن مجھے لگتا ہے تمہیں یہ بات جاننا ضروری ہے۔
 کبھی کامران میرا دوست تھا لیکن اب جو کام وہ کر رہا ہے مجھے وہ بالکل بھی نہیں پسند۔۔۔
 تم جانتے ہو اس نے جتنی بار بھی مجھ سے فینیشلی مدد مانگی میں نے ہمیشہ کی ہے۔۔۔ پر

اب وہ لالچی ہو گیا ہے۔ اس نے غلط لوگوں کے ساتھ ہاتھ ملا لیا ہے۔ ڈر گزڈینگ میں انوالو ہو گیا ہے۔

میں نے اسے بہت منع بھی کیا۔۔۔ پر وہ میری ایک بھی بات ماننے پر راضی نہیں۔ میں نے تو اس کی مدد کی بھی ہامی بھری پر وہ راضی نہیں۔ اس کا کہنا ہے وہ اب ان لوگوں سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔

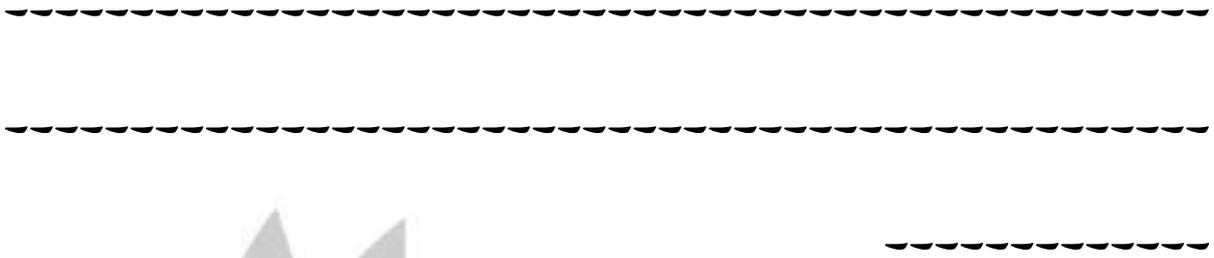
تم میرے ایک ہی بیٹے ہو۔۔۔ جانے کتنی منتوں مرادوں کے بعد تم ہمیں ملے ہو۔۔۔۔۔ میں سب جانتے ہوئے تمہیں اُس دلدل میں نہیں جھونک سکتا۔ بے شک ان سب میں الوینا کی کوئی غلطی نہیں لیکن جس گناہوں کی دلدل میں اس کا باپ کو دنا چاہتا ہے اس کا اثر اس کی بیٹی پر بھی پڑے گا۔

تمہاری ماں اور میں تمہارے لیے بہت حساس ہیں۔ تم ہمیں کس قدر عزیز ہو یہ تم کبھی نہیں جان سکتے۔۔۔ تمہاری ماں کی جان بستی ہے تم میں۔ کیا تم چاہتے ہو اسے تکلیف ہو۔

تمہیں ذرا سے کھروچ بھی آئے گی تو وہ تڑپ اُٹھے گی۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ تم جس بھی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو ہم راضی ہیں سوائے الوینا کے۔۔۔ اگر

تمہیں خود کوئی لڑکی نہیں پسند تو تمہیں اپنی ماں کی پسند کی ہوئی لڑکی سے شادی کرنی ہوگی۔

اتناسب سن لینے کے بعد وہ کچھ بول نہ سکا اس لیے چپ چاپ وہاں سے نکل گیا۔



الوینا اس کی طرف متوجہ تھی جو کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

کیا ہوا آرش؟ کیا سوچ رہے ہو؟

آرش اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے دو ٹوک الوینا سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

پہلی بار اس نے شازم کو کسی بات میں انوالو نہیں کیا تھا۔ کیونکہ وہ الوینا اور اس کے پاپا

کی انسٹ نہیں کروانا چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا شازم اس کی بات کسی سے شئی نہیں

کرے گا۔ اب وہ اپنے مسئی لے خود سلجھانا چاہتا تھا۔

وہ تو پہلے ہی پریشان تھا اس کو اور پریشان کرنے کا آرش کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

کچھ دیر خاموشی کے بعد آرش کی آواز گونجی۔ کیا تم جانتی ہو تمہارے پاپا کے نئے

بزنس کے بارے میں؟

اگر نہیں جانتی تو جان جاؤ کہ وہ کتنے غلط کام میں انوالو ہو چکے ہیں۔
جانتی ہوں۔۔۔ دونوں پہلے ہی معلوم ہوا مجھے۔

تو تم نے اپنے پاپا کو سمجھانے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ پورے حق سے انہیں
روکوں۔۔۔

تم جانتی ہوئی میرے پاپا نے کتنی سمپل لائی ف گزاری ہے۔ اور مجھے لیکر وہ کتنے ٹچی
ہیں۔ اس لیے انہیں یہ بات نہایت ناگوار گزر رہی ہے۔ میرے حساب سے وہ ٹھیک
بات کر رہے ہیں۔ ابھی انکل کو دکھ نہیں رہا یہ نہ ہو کہ دیر ہو جائے اور انہیں پچھتانے کا
موقع ہی نہ ملا۔

تم ان کی بیٹی ہو تم بھی یہ نہ چاہو گی کہ وہ یہ غلط کام کریں۔ تم انہیں سمجھاؤ کیونکہ پاپا
نے مجھے جسٹ ایک منتھ دیا ہے اپنی پسند سامنے رکھنے کا۔۔۔ اور وائی ز نہیں تو پھر ان کی
مرضی سے شادی کرنی ہوگی۔

الوینا کی آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئی۔۔۔

تم روؤ تو مت۔۔۔ بس تم کسی طرح انکل کو ہینڈل کرو تب تک میں پاپا کو منانے کی
کوشش کرتا ہوں۔ اوکے۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔ الوینا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

وہ چھت پر کھڑی اس نارنجی آسمان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جہاں سے سورج نمودار ہونا شروع ہوا تھا۔۔۔ اسے بچپن سے ہی جلد اٹھنے کی عادت تھی۔۔۔ اور یہ عادت اس قدر پختہ ہو چکی تھی کہ صبح اس کی آنکھ خود بخود کھل جاتی۔۔۔

پہلے پہل اسے جگانے کے لیے اس کی ماں کو کتنی محنت کرنا پڑتی تھی۔ لیکن اب وہ جان چکی تھی جن بچیوں کے سروں پر باپ کا سایہ نہیں ہوتا انہیں ناز و نخرے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔۔۔

کیونکہ وہ جانتی تھی اب ناز اٹھانے والا وہ مہربان سایہ نہیں ہوگا۔
 ماں پوری کوشش کرتی تھی کہ اسے کوئی کمی محسوس نہ ہو لیکن باپ جیسے مہربان شجر کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔

خود سے زیادہ دکھ تو اسے اپنی آپنی کے لیے ہوتا تھا۔ اس کے خود کے پاس ماں جیسی

نعمت تھی۔۔۔ پر اس کی آپنی تو دونوں سے محروم تھی۔

جو ہنس کر ہر غم چھپا جاتی انہیں ذرا بھنک بھی نہ پڑنے دیتی۔

اسے کبھی کبھار خود پر غصہ آتا تھا۔۔۔ کہ جن پیسوں پر ماڑو آپنی کا حق تھا وہ سب اس کی تعلیم پر خرچ ہو رہے تھے۔۔۔ وہ اس کی ضرورتوں کے لیے خوار ہوتی تھی۔

اسے وہ دن اچھے سے یاد ہے جب اس کا انٹر کارزلٹ آیا تھا اس نے مزید پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔ اب وہ مزید بوجھ نہیں بننا چاہتی تھی۔۔۔۔

اس کا ذہن دور کہی بھٹکا۔۔۔۔ اس کے کانوں میں ماڑب کی آواز گونجی۔

اس بات کا کیا مطلب ہے کہ تم مزید نہیں پڑھنا چاہتی۔ اتنے اچھے نمبر گھر بیٹھنے کے لیے لیے ہیں۔

اچھا آپنی ایسی بات ہے اگر میں یہی بات آپ سے کہو تو۔۔۔۔

اس کی باتیں سن کر اس نے نظریں چرائی۔۔۔ میری بات کہاں سے آگئی۔

آپنی آپ سمجھ کیوں نہیں رہی آپ پہلے ہی اپنا ایک سال ضائع کر چکی ہیں۔۔۔ میں تو کہتی ہوں ہم دونوں ایک ساتھ ہی یونی میں ایڈمیشن لے لیتے ہیں۔

چھوڑو میری اپنی بات کرو۔

آپنی اگر ایسی بات ہے تو آپ کے پیسوں پر میرا کوئی حق نہیں۔۔۔۔۔

ماڑو نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اچھا تو تم یہ جتنا چاہتی ہو کہ میں تمہاری کچھ نہیں لگتی۔

اس کے گھر والوں کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہ تھا۔
 دونوں کی آپس میں انڈرسٹینڈنگ بھی کافی ہو گئی تھی۔ اس کو ایز آلائف پارٹنر
 دیکھنے کے بعد اسے وہ اچھی لگنے لگی تھی۔ بلکہ اب اسے محسوس ہونے لگا تھا کہ وہ اس
 سے محبت بھی کرنے لگا ہے۔ دونوں کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ تھی پر اب اچانک یہ
 سب۔

جب دل نے بھی اسے قبول کر لیا تھا اس پر اب یہ سب ہو رہا تھا۔ اسے تو اس پریشانی کا
 کوئی حل نظر نہ آیا۔



اسے سیڑھیاں چڑھتے دیکھ اس کی ماما نے اسے آواز دی۔ شازم بیٹا دھر آؤ کچھ بات
 کرنی ہے۔

وہ یہ بات اچھے سے جانتا تھا کہ انہیں کیا بات کرنی ہے۔۔۔۔ پھر بھی گہرا سانس بھر کر
 ان کی جانب بڑھا۔

دیکھو بچے میں جو بھی کہو گی اس میں تمہاری بھلائی ہی ہے۔ پچھلے ایک سال سے تم اس
 کے پیچھے خوار ہو رہے ہو۔۔۔۔۔ پر کیا ملا؟ ملی وہ تمہیں۔

نہیں نا۔۔۔ نہ وہ ملے گی۔ ارے اسے تو پتہ بھی نہیں ہوگا کہ کوئی ی اس کے پیچھے
 مجنوں بن کر گھوم رہا ہے۔ کوئی ی اس کے پیچھے خوار ہو رہا ہے۔
 بس اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔۔۔ تمہیں اور خوار نہیں ہونے دوں گی۔ میں آج
 ہی آپنی سے عالیہ کے لیے بات کرتی ہوں۔۔۔ وہ تمہاری زندگی میں آئے گی خود بخود
 سب ٹھیک ہوتا چلا جائے گا۔
 تم اسے بھولنے کی کوشش ہی نہیں کرتے کیونکہ تم اے بھولنا ہی نہیں چاہتے۔ نہیں تو
 اب تک تمہیں وہ لڑکی یاد بھی نہ ہوتی۔
 شازم نے بے یقینی سے ماں کی طرف دیکھا تھا۔ وہ تو اچھی طرح آگاہ تھی اس کی تڑپ
 سے۔۔۔ وہ ایسی بات کیسے کر سکتی تھی۔
 کیسے خدا سے وہ بس اُس کے ایک بار ملنے کی دعا کر رہا تھا۔۔۔ اور یہاں اس کی ماں اسے
 بھولنے کا مشورہ دے رہی تھی۔
 اگر یہ اس کے بس میں ہوتا تو وہ ایسا ضرور کرتا۔ پر یہ دل تو بس اس کی ایک جھلک کا منتظر
 تھا۔ اور وہ ایسی چھپ کر بیٹھی تھی کہ وہ اس کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ لگا سکا۔
 شازم نہ ساری سوچوں کو ذہن سے جھٹکا۔ پلیز ماما مجھے نہیں کرنی فی الحال کوئی ی
 شادی۔

اگر کبھی زندگی میں میری کبھی شادی ہوگی بھی تو صرف اس سے جس سے میں چاہتا ہوں۔

تو کیوں نہیں سمجھتا کہ اسے ملنا ہوتا تو مل چکی ہوتی۔ اب کہ وہ تھوڑا نرم پڑی۔
ماما پلینز مجھے کچھ وقت دیں ان سب سے نکلنے کے لیے۔

وہ یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ وہ اس کی یادوں سے نہیں نکل سکتا۔ اگر اس کے بس میں ہوتا تو ایسا بہت پہلے کر چکا ہوتا۔ لیکن اس نے اپنی ماں کو تسلی دی کہ وہ ان سب سے نکل آئے گا۔



ایک اوپن ریستوران میں دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ آرش کب سے اس کی خاموشی کو نوٹ کر رہا تھا۔۔۔ پر وہ چپ بیٹھا کچھ سوچنے میں مگن تھا۔
شازم یار کچھ بتا تو سہی کب سے خاموش بیٹھا ہے۔۔ جب تک تو کچھ بتائے گا نہیں مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ کیا پریشانی ہے تجھے۔

مجھے کوئی طریقہ بتا کہ میں اسے بھول جاؤ یا پھر کچھ ایسا کر کے وہ مجھے مل جائے۔

آرش نے بے بسی سے اس کو دیکھا جو اس کے نام کے علاوہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہ نام بھی اس نے شازم کے منہ سے سنا تھا۔ جس کو اس نے کبھی دیکھا نہ تھا کیسے وہ اسے ڈھونڈ سکتا تھا۔ شازم کے پاس اس کی کوئی تصویر بھی نہ تھی۔

کیا ہوا آنٹی نے کچھ کہا ہے؟ تو پریشان نہ ہو وہ دونوں میں سب بھول جائے گی۔ نہیں اس دفعہ ان کے ارادے پختہ ہیں وہ نہیں بھولے گی۔ میں جانتا ہوں انہیں۔۔۔ وہ کیوں نہیں سمجھتی میں اور عالیہ ایک ساتھ جڑ کر خوش نہیں رہے گے۔ آرش خاموش بیٹھا اسے سن رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کھل کر اپنی بات کریں۔ لوگ کہتے ہیں وقت کسی کے لیے نہیں رکتا۔۔۔ پر میرا وقت تو وہی ٹھہر گیا ہے جہاں میں نے اسے کھویا تھا۔ گھڑی کی سوئی یاں رفتہ رفتہ بڑھ تو رہی ساتھ ساتھ میرا سکون بھی ختم کر رہی ہیں۔ اُسے خود میں سے نکالنے کی کوشش کرتا ہوں تو سانس تھمنے لگتی ہے۔

آرش نے افسوس سے اس کی طرف دیکھا جسے محبت دھیمک کی طرح چاٹ رہی تھی۔ اسے وہ کوئی دیوانہ ہی لگا۔ واقعی اسے یقین آیا تھا کہ محبت ایک بے اختیار جذبہ ہیں جس پر انسان کا خود کو کوئی زور نہیں چلتا۔

آرش نے بے اختیار اسے گلے سے لگایا تھا۔ کہنے کو اس کے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔

.....

.....

ماما آئی نے آپ سے اب تک میرے اور شازم کے رشتے کی بات نہیں کی۔ اس نے سوالیہ نظروں سے ماں کی طرف دیکھا۔

نہیں کی اور مجھے نہیں لگتا وہ کریں گی بھی۔

یہ کیا بات ہوئی ماما؟ آپ ایسے کیوں کہہ رہی ہیں؟

آپ جانتی ہیں میں اسے پسند کرتی ہوں۔

جانتی ہوں میں۔۔۔۔۔ پر تم کسی کی زندگی میں زبردستی شامل نہیں ہو سکتی۔ اور نہ ہی میں ایسا ہونے دوں۔۔۔ جانتے بوجھتے تمہیں کنوئیں میں دھکیل دوں۔ کیونکہ تم کسی کی زندگی میں زبردستی شامل تو ہو سکتی ہو۔۔۔۔۔ پر اس کی زندگی کا حصہ نہیں بن سکتی۔

جو بھی ہو ماما میری شادی ہوگی تو صرف اور صرف شازم سے۔ سن لے آپ۔

ندا بیگم نے بے بسی سے اس کی طرف دیکھا۔ عالیہ تم سمجھنے کی کوشش کرو بیچے۔

مجھے کچھ نہیں سمجھنا اگر آئی بات نہیں کر رہی تو آپ کر لیں۔

مجھ سے یہ باتیں کرنے کا کوئی فائی دہ نہیں جو تمہارا باپ چاہے گا وہ ہوگا۔

وہ کب سے پریشان سی بیٹھی تھی۔ اس کی دوست کب سے اسے دیکھ رہی تھی۔
 الوینا! تمہاری باتوں کو سننے کے بعد اگر میں کہو کہ میرے پاس ایک پلان ہے۔ جس
 سے تمہارا اور آرش کا مسئی لہ بھی حل ہو جائے گا۔ اور آرش کے پیرنٹس بھی خوش
 ہو جائے گے۔

الوینا نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا کہ ایسا کونسا پلان چل رہا تھا اس کے دماغ میں۔
 الوینا اپنی حیرانی پر قابو پاتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی۔ اگر تمہارے دماغ میں
 میری شادی کا پلان ہے تو کینسل کر دو۔ کیونکہ میرے دو سال تک ابھی شادی کا
 کوئی ارادہ نہیں۔

اور یہ بات بھی میں اچھے سے جانتی ہوں کہ آرش کے پیرنٹس صرف مجھے اس سے دور
 کرنے کے لیے یہ کر رہے ہیں۔
 پر یہ میں ہونے نہیں دوں گی۔

فاطمہ نے اس کی طرف دیکھا بے شک اسے اپنی دوست عزیز تھی لیکن وہ یہ بات بھی جانتی تھی کہ آرش کے پیرنٹس کے انکار کی ایک وجہ وہ خود تھی۔ وہ اس کی خود غرضی دیکھ چکے تھے۔ اس کا بد تمیزانہ رویہ انہیں اس سے متنفر کر گیا تھا۔

فاطمہ صرف سوچ سکی اس سے کہا کچھ نہیں۔

تم جانتی ہو نیکسٹ منتھ مجھے انگلینڈ بھی جانا ہے اپنے فیشن کمپنیشن کے لیے۔ اس کے بعد مجھے اپنا کیریئر بنانا ہے۔ شادی کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔

جانتی ہوں اس لیے میں تمہیں یہ مشورہ دے رہی ہوں۔۔۔ ورنہ اس چیز کے حق میں میں بالکل نہیں ہوں۔

فاطمہ اس کی واحد بیسٹ فرینڈ تھی جو اس کے ساتھ مخلص تھی۔ فاطمہ کا تعلق مڈل کلاس فیملی سے تھا۔۔۔ دونوں کی دوستی یونیورسٹی میں ہوئی تھی۔ اب تک بھی الوینا اپنی ہر پریشانی اس سے شیئی کرتی تھی۔

اچھا چلو بتاؤ کیا پلان ہے؟ الوینا متجسس سی ہوئی۔

آرش کے پیرنٹس نے اُس کو کون منتھ دیا ہے اپنی پسند سامنے رکھنے کا۔۔۔ رائیٹ۔

اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

تو آرش کو کہو کہ وہ شادی کر لے اپنی مرضی سے۔

یہ کیا بکواس ہے؟ میں نے یہاں تمہیں اپنی پریشانی کم کرنے کے لیے بلایا ہے نہ کہ بڑھانے کے لیے۔

میری بات تو پوری ہونے دو۔

اچھا ٹھیک ہے بولو؟ اب کہ وہ تھوڑا ٹھنڈی پڑی۔

میں یہ کہہ رہی ہوں کہ اس سے پہلے کے اس کے پیرنٹس اس کی کہی اور شادی کروا

دیں۔ اگر اس کی شادی اس کے پیرنٹس کی مرضی سے ہوئی تو اسے ہر حال میں

نبھانی ہوگی۔ یعنی تمہارا چانس ختم سمجھو۔۔۔ لیکن اگر ہم آرش کی شادی ایک ایسی

لڑکی سے کروائے جسے پیسوں کی ضرورت ہو۔ اگر ہم اسے کنٹریکٹ میریج کے لیے

راضی کر لیں۔

میرے کہنے کا یہ مطلب ہے ہم آرش کی شادی وقتی طور پر کسی سے کروا دیتے ہیں جب

تک آرش کے پیرنٹس تمہارے لیے راضی نہیں ہوتے۔

الوینا کو اس کا مشورہ واقعی ہی پسند آیا تھا۔

چندہ یہ سامان کی لسٹ ہے مارکیٹ سے لیکر آنا ہے۔ رضیہ بیگم نے لسٹ اس کی جانب بڑھائی۔

اچھالے آؤ گی۔۔۔ اس نے لسٹ تھامتے ہوئے کہا۔

ماما آپنی کونا ان کے نام سے پکارو یہ چندہ نام مجھے بالکل پسند نہیں۔ ان کا اپنا نام کتنا پیارا ہے۔ آئی زل نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔

آپی ذرا بتائے کہ آپ کا نام تو اتنا اچھا ہے یہ چندہ نام کیسے۔ مطلب کہ کوئی کنیکشن ہی نہیں ہے۔

اپنے بابا کے لیے تو میں انکا چاند تھی ان کی لاڈلی بیٹی۔ پر لوگوں کے لیے چندہ ہوگئی۔
خیر ان باتوں کو چھوڑو۔

میں جاتی ہوں مارکیٹ سے سامان بھی لے کر آنا ہے۔

آرش حیدر اور نمرہ کی اکلوتی اولاد تھا۔ وہی ان کا کل سرمایہ تھا جسے انہوں نے بہت لاڈ سے پالا تھا۔ آرش کا رشتہ حیدر صاحب سے بالکل دوستوں والا تھا۔

کامران اور حیدر صاحب دوست تھے ان دونوں کے رشتے پر انہیں کوئی اعتراض نہ تھا۔۔۔ پر حالات اب کچھ مختلف ہو چکے تھے۔

نمرہ بیگم کو کچھ گروسری کا سامان لینا تھا آرٹس انہیں مارکیٹ میں چھوڑ کر خود جا چکا تھا۔ گروسری کا سامان خرید کر جب وہ گاؤں نٹر پر آئی تو انہیں احساس ہوا کہ وہ اپنا بیگ کہیں بھول آئی ہیں۔

دیکھیے میرا پرس کہی کھو گیا ہے۔ یہی کہی گم ہوا ہے۔

دیکھو ذرا ان آنٹی کی طرف کپڑوں سے تو اچھے خاصے گھر کی لگ رہی ہیں اور حرکتیں چیک کرو۔ گاؤں نٹر پر کھڑے لڑکے نے ساتھ والے لڑکے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

اس کا لہجہ صاف مزاق اڈانے والا تھا۔

تمیز سے بات کرو میں بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔ انہوں نے غصہ سے کہا۔

چلو آگے بڑھو ہمارا ٹائی م ویسٹ مت کرو۔

اے لڑکے تمیز سے بات کر۔ شرم ورم نہیں آتی۔۔۔ اپنی ماں کی عمر کی عورت سے بد تمیزی کرتے ہوئے۔ مار ب غصے سے مخاطب ہوئی۔

اور وہ سچ کہہ رہی ہیں واقعی وہ اپنا بیگ غلطی سے وہی چھوڑ آئی تھی۔

مارب جو خود گروسری کرنے آئی تھی۔ نمرہ بیگم جو کہ اپنا بیگ گروسری کے وقت وہی چھوڑ آئی تھی۔۔۔ ان کے پیچھے آئی تھی تاکہ ان کا بیگ لوٹا سکے۔۔۔۔۔ پر یہاں اس آدمی کو بد تمیزی کرتا دیکھ اس کا دماغ گھوما تھا۔

فوراً ان کا ڈیفنس کرنے میدان میں کودی۔

یہ لے آئی آپ اپنا بیگ وہی چھوڑ گئی تھی۔ نمرہ بیگم نے تشکرانہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اور ایک جتنا نظر اس سیزمین پر ڈالی۔

شکر یہ بچے! کیا نام ہے آپ کا؟

چن۔۔۔۔۔ جو روانی میں انہیں چندہ کہنے لگی تھی فوراً سنبھلی۔

جی میرا نام مارب ہے۔

بڑا پیارا نام ہے تمہاری طرح۔۔۔۔۔

شکر یہ آئی جی اب میں چلتی ہوں۔

ان سے خدا حافظ کر کے وہ باہر کی طرف بڑھی تھی۔

آرش جو انہیں کال کر کے اپنے آنے کا بتا چکا تھا۔ اب کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کا موبائی ل رنگ ہوا۔۔۔ فوراً کال اٹھا کر سائیڈ پر ہوا۔

ماڑونے اسی دن والے لڑکے کو دیکھا تو اس کی آنکھیں چمکی۔ اس سے اپنا بدلہ بھی لینا تھا۔

شیطانی دماغ میں فوراً پلان ترتیب دیا اور اس کی طرف چل پڑی۔۔۔

آرش دوسری طرف منہ کر کے کال پر متوجہ اس آفت سے انجان تھا۔

ماڑونے اس کے قریب آ کر پاس کھڑے پانی میں چھلانگ لگائی جس سے چند قطرے اس کے اور اچھے خاصے چھینٹے آرش کے شاندار سوٹ کو داغدار کر گئے۔

پھر تیزی سے اس کے قریب سے گزرتے ہوئے اس کے کندھے سے ٹکرائی۔

آرش نے صدمے سے اپنے کپڑوں کو دیکھا۔ ابھی وہ اس آفت سے نہیں سنبھلا تھا کہ ہاتھ میں پکڑا فون گندھے پانی کی زینت بنا تھا۔

آرش نے مرٹھ کر خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔۔

نموننی چڑیل ہونے کے ساتھ آندھی بھی ہو۔ آنکھیں ہونے کے باوجود آندھوں کی طرح چل رہی ہو۔ نموننی کہی کی۔ آرش اس دن والی لڑکی کو سامنے دیکھ اس پر چڑھ

دوڑا۔

کیا کیا میں نے اب تم ہی راستے میں کھڑے ہو۔۔۔۔ اس میں میری کوئی غلطی نہیں۔ وہ صاف مکہ گئی۔

آرش نے غور سے اس کی چالاکی کا نظارہ کیا۔۔۔ میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ جان بوجھ کر کیا ہے۔

اچھا تمہیں بڑا پتہ ہے۔ چلو ٹھیک ہے میری غلطی ہے میں مانتی ہوں۔ سوری۔۔۔ لٹھ مار انداز میں کہا گیا۔

تمہارے سوری کا اچار ڈالوں۔ یہ دیکھ رہی ہو میرا موبائی ل جو تمہاری وجہ سے پانی میں گر گیا۔ مجھے تمہارا سوری نہیں چاہیے فوراً میرا موبائی ل نکال کے دو۔ بالکل بھی نہیں خود ہی نکال لو۔

ہے یو! میں تمہیں چوڑو گا نہیں۔۔۔۔

کیا کر لو گے۔۔۔۔ چچ! افسوس تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔

آرش بیٹا تم یہاں کیوں کھڑے ہو اور یہ کپڑوں کو کیا ہوا۔۔۔۔ نمرہ بیگم نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

ماما اس آندھی چڑیل نے کیا ہے یہ سب۔۔۔۔ اس نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔۔

آنٹی میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا غلطی سے ہو گیا۔۔ میں انہیں سوری بھی بول چکی ہوں پھر بھی کب سے مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔ اس نے معصوم سامنہ بناتے ان کی طرف دیکھا۔

آرش وہ بے چاری کہہ تو رہی ہے کہ غلطی سے ہو گیا۔۔۔۔ بڑی پیاری بچی ہے میری کتنی مدد کی۔

پیاری کہنے پر آرش نے اسے طنزیہ نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔۔ ہمنہ! پیاری۔

اُو بچے تمہیں گھر چھوڑ دے۔
 نہیں آنٹی شکریہ! میں چلی جاؤں گی۔۔۔ ادھر پاس میں ہی ہے میرا گھر۔۔۔۔
 چلو جیسی تمہاری مرضی۔۔۔ چلیں آرش؟ اب کہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔
 جو اسے ایسے گھور رہا تھا جیسے سالم ہی نکل جائے گا۔۔۔

ماڑونے انگھوٹھا دکھا کر لوزر کا اشارہ کیا۔۔۔ جو آرش کو آگ لگا گیا۔
 آرش نے بھی اسے انگلی سے وارننگ کا اشارہ کیا جیسے کہہ رہا ہو دیکھ لوں گا تمہیں۔۔۔

ہائے میں کتنی لیٹ ہو گئی۔۔۔۔۔ جلدی بھاگ عائی شہ نہیں تو سر تجھے نہیں
 چھوڑے گے۔ کیا ضرورت تھی اتنی دیر سونے کی اب بھگت۔۔۔ مسلسل تیز تیز بھاگنے
 کے انداز میں کلاس کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ساتھ میں بڑبڑانا بھی جاری تھا۔
 سر تو کلاس میں اینٹر بھی نہیں ہونے دے گے۔۔۔ اللہ جی پلیز آج بچا لو۔۔۔۔۔ کاش سر
 ابھی تک کلاس میں نہ آئے ہو۔

مسلسل آنکھیں بندھ کیے وہ سامنے سے آنے والے وجود سے ٹکرائی۔ خود تو نیچے
 زمین کو سلامی دینے پہنچی ساتھ اُسے بھی رگید لیا۔

اُف خدا یا آج کا دن ہی خراب تھا۔ صبح صبح ہی کون سی بلا مجھ پر نازل ہو گئی۔۔۔ اس
 نے اپنا بیگ اٹھایا اور سامنے والے کے مقابل کھڑی ہوئی۔
 سامنے والا بھی خود کو سنبھالتے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔

بھائی صاحب ذرا ان کی مدد تو کریے گا۔ یہ بے چارے اندھے ہیں۔ پاس سے
 گزرتے ہوئے لڑکے کو مخاطب کر سامنے کھڑے وجود کی طرف توجہ دلائی۔
 لڑکے نے سامنے کھڑے کالج کے ہونہار سٹوڈنٹ کی طرف دیکھا جو ہر ٹیچر کی نظر
 میں نمبر ون تھا۔ اور پھر ایک نظر اس پاگل لڑکی پر ڈالی۔۔۔۔۔ اور وہاں سے کھسکھسنے
 میں ہی عافیت جانی۔

عرشمان نے اسے قہر آلود نظروں سے دیکھا جو اپنی غلطی ہونے کے باوجود اندھا بھی اسے ہی بول رہی تھی۔

آندھی تو تم خود ہو جو بے لگام جانور کی طرح آندھی طوفان بنی چلی آرہی ہو۔
بے وقوف ناہو تو۔ اپنے لیے آندھے کا لفظ سن کر عرشمان نے اس کی اچھی خاصی ٹھکائی کر دی۔

تم نے مجھے جانور بولا۔ بد تمیز کہی کے۔ عائی شہ خود کے لیے جانور کا لفظ سن کر چلائی۔ میں تمہیں چھوڑو گی نہیں۔

ایکسیوزمی! میں پاگلوں کے منہ نہیں لگتا۔ اس کو اگنور کیے وہ ایک سائیڈ سے نکل گیا۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پچھے عائی شہ اسے کوستی کینٹین کی طرف بڑھی۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی سر اسے اندر بالکل بھی نہیں آنے دے گے۔

نازیہ بیگم اور علی کے دو بیٹے تھے۔۔۔ بڑا بیٹا شازم جو اپنی تعلیم مکمل کر کے بزنس
 سنبھال رہا تھا۔ اور چھوٹا بیٹا عرفان جو ایم بی اے کے لاسٹ ایئر میں تھا۔
 شازم اور آرش بچپن کے دوست تھے۔۔۔ دونوں نے ساتھ ہی تعلیم مکمل کی۔۔۔
 اب دونوں ہی کامیابی سے بزنس کی بھاگ دوڑ سنبھال رہے تھے۔
 شازم کا ٹکراؤ تقریباً ڈیڑھ سال قبل اپنے پاپا کے دوست کی بیٹی سے ہوا تھا جس کے
 بعد وہ اپنا دل ہار بیٹھا تھا۔



وہ گھٹنوں میں سر دیے رونے میں مصروف تھی۔۔۔ اندر داخل ہوتے وجود نے کرب
 سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔ کچھ سوچ کر اس کی طرف قدم بڑھائے۔
 آہٹ پا کر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے اپنے قریب بیٹھا دیکھ بیڈ سے ایسے اتری جیسے
 وہ کوئی می اچھوت ہو۔۔۔
 کیوں آئے ہو یہاں؟

اس نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔ جب وہ پھر ایک بار دھاڑی۔۔۔ میں نے پوچھا کیوں آئے ہو یہاں؟ یہ دیکھنے کے میں کس حال میں ہوں یا میری بے بسی کا مزاق اڑانے۔
 غصے سے اُس کی آواز کانپ سی گئی تھی۔ لیکن آج وہ کمزور نہیں پڑھنا چاہتی تھی۔۔۔ اس لیے بار بار خساروں پر بہتے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑ رہی تھی۔
 پر نسز ایک دفعہ میری بات سن لو پلیز۔۔۔ التجا کی گئی۔
 مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔ آپ جھوٹے ہیں۔۔۔ آپ نے دھوکا دیا ہے مجھے۔
 وہ اسے مسلسل پیچھے کی طرف دھکیل رہی تھی۔۔۔ اُس نے اس کے پیچھے دھکیلتے ہاتھوں کو تھامنا تھا۔۔۔ پر نسز مجھے خود سے دور مت کرو۔۔۔ اپنے ہاتھ میں مقید اس کے ہاتھوں کو چومنا تھا۔۔۔ اور اس کے ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکایا۔۔۔ پر نسز ایک چانس دو۔۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔
 اس کے ہاتھوں میں قید اپنے ہاتھوں کو دیکھ غصے کی شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی۔
 اس کا ہاتھ جھٹک کر اسے پیچھے دھکیل وہ ہذیبانی انداز میں چلائی۔
 آپ کی یہ محبت بھی آپ کی طرح جھوٹی ہے۔۔۔ اپنی مجبوریوں کا راگ میرے سامنے مت لاپے۔۔۔ جو مجبوریوں کے آگے جھک جائے میرے خیال میں وہ محبت نہیں ہو سکتی ہاں وقتی جذبہ ضرور ہو سکتا ہے۔

اور آپ کو بھی یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔ بلکہ آپ کو تو شاید مجھ سے صرف ہمدردی تھی۔

وہ اپنی محبت کی توہین پر تڑپ اٹھا تھا۔ پلیز پر نسیزیہ مت کہو۔۔

آپ جانتے ہیں کہ محبت میں شراکت کرنا گناہ ہے اور آپ اس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔

میں کبھی بھی کسی سے محبت جیسے جذبے سے نہیں جڑنا چاہتی تھی۔۔۔ کیونکہ میں جانتی تھی میں خالی ہاتھ رہ جاؤں گی۔۔۔ اور دیکھیے میں سچ میں خالی ہاتھ رہ گئی۔ آپ نے میرے دامن میں صرف چند خوشیاں بھری تھی۔۔۔ پر جب چھیننے پر آئے تو اس بھیک میں دی گئی خوشیوں کے ساتھ میرے خواب بھی نونچ کر لے جا رہے ہیں۔

آپ رشتوں کے امتحان میں تو سرخرو ہو گئے ہیں۔۔۔ پر آپ اپنی محبت ہار گئے ہیں۔۔۔ اپنے ہمسفر کو ہار گئے ہیں۔

وہ اسے ڈھونڈتی ہوئی کیٹیٹین میں آئی۔۔۔ جو مزے سے سموسوں کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔

اسے یہاں مزے سے کھانا دیکھ آئی زل کو تپ چڑھی۔ اس کے سر پر کتاب مار کر قریب رکھی کرسی پر بیٹھی۔

کیا تکلیف ہے صبح صبح ہی تشدد شروع کر دیا ہے۔ عائی شہ نے سر سہلاتے ہوئے دھائی دی۔

کلاس میں کیوں نہیں آئی؟ میں کب سے تمہارا ویٹ کر رہی تھی۔ آئی زل نے اسے گھورا تھا۔

لیٹ ہو گئی تھی۔۔۔ مزے سے کھاتے ہوئے بتایا گیا۔۔۔

چلو پھر تمہارے لیے اچھی خبر ہے۔

ہائے تیری منگنی ہو رہی ہے۔ کتنا مزہ آئے گا۔ پہلے مجھے تصویر دکھا پھر میں بتاؤ گی کہ

تیرے ساتھ حج تو رہے ہیں۔ باقی تو مجھے کوئی میسٹی لہ نہیں پر کھانا اچھا ہونا

چاہیے۔ صدا کی چٹوری عائی شہ نے چسکالے کر کہا۔

بد تمیز میں نے کب کہاں میری منگنی ہو رہی ہے۔

ویٹ تو تو پھر ڈائی ریکٹ شادی کروا رہی ہے۔

بے وقوف لڑکی نہ میری منگنی ہو رہی ہے نہ شادی۔ آئی زل نے جنجھلاتے ہوئے کہا۔
 آئی زل نے اس کے چہرے پر چمکتی شرارتی مسکان دیکھی یعنی وہ اسے تنگ کر رہی
 تھی۔

پھر کونسی اچھی خبر ہے۔۔۔ اب کہ اسے بھی تجسس ہوا جانے کا۔
 سرراشد نیکسٹ ویک سے پریزنٹیشن لے رہے ہیں۔ اور اچھی خبر یہ ہے کہ تمہارے
 گروپ کافر سٹ نمبر ہے۔ اب کہ آئی زل نے شرارت سے مسکراتے ہوئے اسے
 بتایا۔ اس کے توقع کے عین مطابق اُس کی دہائی یاں شروع ہو چکی تھی۔

لوجی نوا کٹا کھل گیا ہے۔
 اس کے پنجابی میں بولنے پر وہ کھلکھلائی۔ یو آر سو فنی عائی شہ۔
 ہاں تمہیں یہاں مزاق کی پڑی ہے میرا سانس سوکھ رہا ہے۔۔۔ ہائے اب تو اللہ جی ہی
 کوئی کرشمہ کر سکتے ہیں۔

باس اس چندہ پر بڑا بھروسہ کر رہے ہیں۔۔۔ ساری کی ساری رقم اس کے پاس جمع ہوتی ہے۔۔۔ مجھے تو حیرت ہے اس کل کی آئی ی لڑکی کو سر ہم پر ترجیح دے رہے ہیں

اور کیا۔۔۔ دوسرے نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔ اس کا تو کچھ کرنا پڑے گا۔
میرے پاس ایک پلان ہے پہلا بولا۔۔

ہے تو بول۔۔۔ دونوں راز و نیاز کرنے میں مصروف ہو گئے۔



جہاں سے وہ گزر رہی تھی وہاں ہیل کی ٹک ٹک کی آواز گونج رہی تھی۔ بنا کسی کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔ وہ آرش کے کین کی طرف بڑھی۔۔

بنادروازے پر دستک دیے وہ اندر داخل ہوئی۔

آرش نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ وہاں کیوں کھڑی ہو آؤ بیٹھو نہ۔۔۔

وہ چلتی ہوئی اس کے سامنے رکھی چٹائی پر بیٹھی۔

ہائے آرش! کیسے ہو؟

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔ تم سناؤ اچانک کیسے آنا ہوا؟
 ویسے ہی تم سے ملنے کا دل چاہ رہا تھا تو بس آگئی۔
 آرش نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ انٹرکام اٹھائے دو کافی لانے کا کہتا اس کی طرف
 متوجہ ہوا۔

کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ اس سے مخاطب ہوئی ی مجھے تم سے بات کرنی
 ہے۔۔۔ آرش اسی کی طرف متوجہ تھا۔

جیسے کے تم جانتے ہو ہمارے رشتے پر راضی ہے۔۔۔ اس لیے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے ہم
 تمہاری شادی کسی ایسی لڑکی سے کروادے گے جسے پیسوں کی ضرورت ہو۔ تب تک
 ہم اپنے گھر والوں کو بھی منالیں گے۔ اپنے پلان اس کے گوش گزار کر کے اب وہ اس
 کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

تم پاگل ہو کیسی بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو کیا تمہیں یہ کوئی مزاق لگ رہا ہے۔ ہم
 کسی کی مجبوری کا فائدہ اٹھائے۔۔۔۔۔ واؤ کتنا اچھا پلان ہے۔ اس نے صاف اس کا
 مزاق اڑایا۔

شادی نہ ہی کوئی بیچوں کا کھیل ہے اور نہ ہی تمہارے اس فضول پلان میں شامل ہونگا۔ آئی سی سمجھ۔ میں تمہیں اچھی خاصی میچور لڑکی سمجھتا تھا۔۔۔ تم نے مجھے خاصا مایوس کیا۔

اپنا پلان رد کیے جانے پر اس کا چہرہ دھواں دھواں ہوا تھا۔ کیا برائی ہی ہے اس میں اور ہم کسی کی مجبوری کا فائدہ نہیں اٹھا رہے بدلے میں اسے اچھی خاصی رقم دیں گے۔ جو بھی ہو پر میری طرف سے انکار ہے۔۔۔ میں اپنے پیرنٹس کو دھوکے میں نہیں رکھ سکتا۔۔۔۔۔ ویسے بھی میں انہیں منانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

تم تو مجھ سے محبت ہی نہیں کرتے یہ سب صرف میری طرف سے۔۔۔۔۔ اس سے ناراضگی کا اظہار کرتے وہ اٹھتی ہوئی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

حیدر کیا بات ہے اتنے پریشان کیوں ہیں؟ نمبرہ انکے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئی۔

کچھ نہیں آرش کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔۔۔۔۔ کہ اسے ابھی نظر نہیں آ رہا پر وہ لڑکی اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ شاید وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ میں کامران کی وجہ سے الوینا کو رد کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ پر ایسا بالکل بھی نہ ہے۔

مجھے اس کے باپ سے کوئی غرض نہیں کہ وہ کیا کرتا پھر رہا ہے۔

اگر وہ لڑکی میرے آرش کے لیے صحیح ہوتی تو میں کبھی انکار نہ کرتا۔

آپ کو تو یاد ہے اس دن کا واقعہ۔۔۔۔۔ حیدر نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ نمرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

جب نمرہ اور حیدر ان کے گھر دعوت پر گئے تھے۔۔۔ آرش وہاں موجود نہ تھا۔

ایک ذرا اسی بات پر الوینا نے اپنی ماں سے دگنی عمر کی عورت پر ہاتھ اٹھایا۔ کامران

صاحب نے اسے روکنے کی بھی ضرورت محسوس نہ کی۔

جب کوئی اسے سمجھانے کے لیے نہ بولا تب نمرہ بیگم آگے بڑھی۔

پیٹا تحمل سے بھی بات ہو سکتی ہے۔ آپ کو انہیں تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔ دیکھو وہ

آپ سے کتنی بڑی ہیں۔ مجھے آپ کی یہ بات بالکل اچھی نہیں لگی۔ نمرہ بیگم نے مان

سے کہا تھا وہ اسے ہمیشہ اپنی بیٹی ہی سمجھتی آئی تھی۔ وہ اسے حق سے سمجھانے آگے

بڑھی۔ کہ وہ ان کی بات ضرور سنے گی۔ پر اس کی بد تمیزی پر نمرہ بیگم کی آنکھیں نم ہوئی۔

اوپلیز انٹی میرانی الحال یہ لیکچر سننے کا موڈ بالکل بھی نہیں ہے۔ جب آج تک میرے ماں باپ نے مجھ پر روک ٹوک نہیں لگائی تو آپ کون ہوتی ہیں مجھ پر حکم چلانے والی۔ میں ہمیشہ سے ایسی ہوں۔۔۔ اور ایسی ہی رہوں گی۔ کسی کے لیے بھی خود کو بدل نہیں سکتی۔

حیدر صاحب نے اس بد تمیز لڑکی کی طرف دیکھا اور ایک نظر اپنے دوست پر ڈالی جس نے اسے روکنا بھی ضروری نہ سمجھا۔
 حیدر نے ایک افسوس بھری نظر الوینا پر ڈالی جسے بت کرنے کی بھی تمیز نہ تھی۔
 نمرہ بیگم کا ہاتھ پکڑتے انہیں لیکروہاں سے چلے گئے۔

حیدر صاحب نے یہ بات دل کو نہ لگائی اور نہ ہی آرش سے اس کا ذکر کیا۔ بلکہ انہوں نے یہ بات بھولا بھی دی تھی۔

ان دنوں آرش نیا نیا بزنس میں ان لوہو ہوا تھا۔۔۔ اس کا پہلا پروجیکٹ سکسیس فلی کمپلیٹ ہونے پر انہوں نے ایک گیٹ ٹو گیدر رکھی تھی۔۔۔

کامران کو انوائیٹ کرنے وہ خود گئے تھے۔ ان کے گھر پہنچ کر وہ کامران کے کمرے کی طرف بڑھے۔ وہ اکثر یہاں آتے رہتے تھے۔ انہیں گھر کے اندر جانے کے لیے کسی اجازت کی ضرورت نہ تھی۔

پروہاں سے جو حقیقت سننے کو ملی۔۔ انہیں سخت رنج میں مبتلا کر گئی۔ وہ یہ بات نمرہ بیگم سے بھی چھپا گئے تھے۔



حیدر صاحب کامران کے کزن تھے۔ افضل صاحب کامران کے والد تھے اور حیدر کے تایا۔۔ جو چھوٹے بھائی اور بھابھی کی موت پر انتہائی غمگین تھے۔۔ پر انہوں نے خو کو سنبھال لیا تھا کیونکہ اب کامران کے ساتھ ساتھ حیدر کی ذمہ داری بھی ان پر آگئی تھی۔

لہذا حیدر کی کفالت کی ذمہ داری کامران کے والد صاحب نے نبھائی۔ انہیں حیدر بہت عزیز تھا۔۔ ہونہار سا حیدر ہر چیز میں کامران سے سبقت لے جاتا۔۔ رفتہ رفتہ وہ کامران کی آنکھ میں کھٹکھٹنے لگا۔

نفرت تو انہیں شروع سے ہی تھی حیدر سے۔۔۔۔۔ پر انتہا کو تب پہنچی جب کامران کے والد مرنے سے پہلے ساری یاد دہانوں میں برابر تقسیم کر کے گئے۔

حیدر خوش سے اپنے بیٹے کی پہلی کامیابی اپنے دوست سے شئی رکرنے آئے تھے۔ پر اندران کے خلاف زہرا گلنے والا انسان ان کا دوست تو بالکل بھی نہ تھا۔ اس حیدر نے بالکل بھی اچھا نہیں کیا میرے باپ کو اور غلاء کر میرے حصے کی آدھی جائیداد خود ہڑپ لی۔ پر اب مجھے اس سے پائی پائی واپس لینا ہے۔ اس پاگل انسان نے سب کچھ آرش کے نام لگا دیا ہے بس تمہیں وہ سب آرش سے کسی بھی طرح اسکے باپ کے خلاف ورغلاء کے واپس لینا ہے۔

آپ فکر مت کریں پاپا۔۔۔۔۔ پر ابھی میرا شادی کا کوئی پلان نہیں۔۔۔۔۔ اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا۔۔

کیا تم سچ میں آرش سے محبت کرتی ہو۔

آف کورس ڈیڈ۔۔۔۔ جو بھی ہو پر میں آرش کو کسی بھی قیمت پر نہیں چھوڑو گی۔ وہ
صرف میرا ہے ہر حال میں۔

حیدر جیسے آئے تھے ویسے ہی خاموشی سے واپس مرگئے۔

اتنی دولت ہونے کے باوجود ان کی نظر صرف حیدر صاحب کی جائی یاد کی طرف
تھی۔۔۔۔ یا شاید وہ یہ بات بھول گئے تھے کہ جائی یاد پر حیدر کا بھی پورا حق تھا۔
افضل صاحب ایک نیک انسان تھے۔۔۔ انہوں نے انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے
جائی یاد کی تقسیم کی تھی۔

کامران کے دل میں دولت کی حوس اس حد تک بڑھ چکی تھی۔۔۔۔ وہ وقتاً فوقتاً کیے
جانے والے حیدر کے احسانوں کو بھول چکے تھے۔ کئی دفعہ کامران صاحب کے
بزنس میں ہونے والے گھاٹوں میں ان کی مدد کے لیے صرف حیدر صاحب ہوتے
تھے۔ لیکن کچھ لوگ احسان فراموش ہوتے ہیں۔۔۔ اور الوینا بالکل ان کا پر تو تھی۔

رات کے اندھیرے میں دو ہیولے آہستہ سے کمرے میں داخل ہوئے۔۔۔ ویسے تو میں راستہ کلیئی رک کر کے آیا ہوں۔۔۔۔۔ پر پھر بھی کوئی رسک نہیں لے سکتے۔۔۔۔۔ تو دروازے پر کھڑا ہو میں جلدی سے کام کرتا ہوں۔۔۔۔۔

اگر کوئی بھی آئے تو مجھے سگنل دے دینا۔ پہلا شخص نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ دوسرے وجود نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ایک شخص دروازے پر کھڑا تھا۔۔۔ دوسرے وجود نے اندر موجود لا کر کوچرائی ہوئی چابیوں سے کھولا۔

اندر موجود رقم دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکی۔ کچھ رقم بیگ میں رکھ کر لا کر دوبارہ بند کیا۔

بیگ اٹھا کر دروازے پر موجود شخص کو اوکے کا سگنل دیا۔ اور دونوں جیسے آئے تھے ویسے ہی نکل گئے۔

چندہ بیٹا ٹھیک سے ناشتہ کرو۔۔۔ رضیہ بیگم نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

ماما آپ تو جانتی ہے آج پہلی تاریخ ہے۔۔۔ اور سر ہر پہلی تاریخ کو آتے ہیں مجھ سے پیسوں کا حساب لینے۔۔۔ بس اس لیے جلدی جانا ہے۔۔۔ آج تنخواہ بھی مل جائے گی آپ کی دوائی یاں بھی لیتی آؤں گی۔

رضیہ بیگم کو سانس کا مسئی لہ تھا۔۔۔ ماڑو کی کوشش ہوتی ان کی دوائی یاں ختم نہ ہو۔

او کے اللہ حافظ! ماما۔

رضیہ بیگم نے کچھ پڑھ کر اس پر پھونکا۔۔۔ پھر اس کی پیشانی چوم اسے ڈھیر ساری نصیحت کی۔

اگر ماڑو نے انہیں اپنوں سے بڑھ کر مان دیا تھا تو رضیہ بیگم اور آئی زل بھی اسے بے تحاشہ چاہتی تھی۔

جلدی جلدی گھر سے نکلتی وہ اپنی مخصوص کام کی جگہ پہنچی۔۔۔ جہاں تقریباً سب ہی موجود تھے۔۔۔ کیونکہ آج سب کو ہی ان کے کام کا معاوضہ ملنا تھا۔

ماڑو نے اندر جا کر پاس موجود چابیوں سے لا کر کھولا۔۔۔ رقم دیکھ کر اسے ایسا محسوس ہوا کہ جتنی رقم کل اس نے خود اپنے ہاتھوں سے رکھی تھی اب اس سے کم ہے۔۔۔

پھر اس نے سر جھٹکا ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا جواب ہوگا۔

کچھ لوگ رقم چیک کی صورت میں دیتے اور کچھ کیش کی صورت میں۔۔۔۔ کیش کی صورت میں ملنے والی رقم کی ذمہ داری ماڑو پر تھی۔۔۔

ماڑو سر آگئے ہیں پیسے پورے ہیں۔۔۔ جن جن سے لینے تھے سب سے لے لیے تھے۔۔۔ جی آپنی رقم تو مکمل ہے۔ ماڑو نے سامنے موجود عورت کو دیکھا جو اس کی طرح مجبوری میں ایسا کام کر رہی تھی۔

چل ٹھیک ہے۔ وہ کہتی ہوئی وہاں سے نکلی۔

مارو نے ساری رقم سر کے آگے رکھی۔۔۔ اور ایک فائل اس کی جانب بڑھائی جس میں سارا حساب کتاب تھا۔

باس نے پیچھے کھڑے بندوں کو رقم گننے کا اشارہ کیا۔۔۔

وکی اور ٹونی نے شیطانی مسکراہٹ ایک دوسرے کو پاس کی۔

سر جی! اس میں سے چار لاکھ کم ہے۔۔۔

مارو نے حیرانی سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔ کیسی باتیں کر رہے ہو میں نے خود کل

ساری رقم پوری کر کے رکھی ہے۔

معاف کیجئے گا چندہ باجی میں نے دوبار گن کر تسلی کی ہے۔

مارو خود آگے بڑھی اور ایک بار پھر رقم کو گننا شروع کیا۔۔۔ جیسے جیسے وہ گن رہی تھی ویسے ویسے ہی اس کا دل ڈوب رہا تھا کیونکہ رقم واقعی کم تھی۔

سرجی میں نے خود کل پوری کر کے رکھی ہے۔۔۔ ایسے کیسے کم ہوگئی۔ باس نے کڑے تیوروں سے اسے گھورا۔

وکی اور ٹونی نے اداکاری شروع کی۔۔۔ چندہ ہمیں تم سے تو یہ امید بالکل بھی نہ تھی۔۔۔ تمہیں ایک بار بھی شرم نہ آئی باس کے ساتھ غداری کرتے ہوئے۔ باس میں تو کہتا ہوں پولیس کو فون کریں۔۔۔ پکڑوائے اسے چوری کے الزام میں۔ وکی نے بات کو مزید ہوا دی۔

بالکل صحیح کہہ رہا ہے وکی۔۔۔ سراسر بھی اسے پولیس نے حوالے کریں۔ ٹونی نے اپنا حصہ ڈالا۔

باس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا۔ تم دونوں چپ کرو گے۔ باس نے سختی سے بول کر انہیں چپ کروایا۔

چندہ یہ تم نے بالکل اچھا نہیں کیا۔۔۔ میں نے ہر مشکل میں تمہارا ساتھ دیا اور تم میری ہی پیٹ پیچھے یہ سب کر رہی ہو۔

سر میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ آواز میں نمی سی گل گئی تھی۔ آنسوؤں کو آنکھیں سے بہنے سے سختی سے روکا۔ وہ مضبوط سی لڑکی جو ہر پریشانی ہنس کر ٹال جاتی تھی۔۔۔ خود پر ایسا گندہ الزام لگتا دیکھ کمزور پڑی تھی۔

میری ڈکشنری میں معافی جیسا لفظ شامل نہیں۔۔۔ اس لیے تمہیں بھی کوئی ی چھوٹ نہیں ملے گی۔

پر سر میری بات سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔۔

میں تمہیں پولیس کو نہیں پکڑوا رہا۔۔۔ پر اپنا نقصان بھی بالکل نہ ہونے دوں۔ اور آج کے بعد تمہیں کام پر آنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تم جیسے بے ایمان لوگ نہیں چاہیے۔

منان اس کی اس بار کی تنخواہ اسے نہیں دی جائے گی۔۔۔ اور تم اس کے ساتھ جاؤ اور اس کے بینک اکاؤنٹ سے رقم نکلو اور لاؤ۔

اس نے دو لاکھ بینک اکاؤنٹ میں جمع کر رکھا تھا جو کہ وہ خود ہی جانتی تھی کہ کیسے اپنی ہر ضرورت کو ختم کر اس نے وہ صرف آئی زل کی تعلیم کے لیے جمع کیا تھا۔۔۔ اگر رقم چلی جاتی تو وہ کیا کریں گے۔۔۔

یہ سوچ سوچ کر اسے اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا۔

آرش کے اصرار پر وہ اس سے ملنے آیا تھا۔۔۔۔۔ دونوں اس وقت آمنے سامنے بیٹھے تھے۔۔۔۔۔

یار اس الوینا کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اس کی وجہ سے سخت پریشان ہوں۔۔۔ آرش بے بسی سے گویا ہوا۔

کیوں اب وہ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں نے تجھے پہلے ہی کہا تھا اس سے دور رہ۔۔۔ اسے اپنے گلے کا پھندا نہ بنا۔۔۔ پر تو تو پاگل ہے جو اس کا پر پوزل ایکسیپٹ کر لیا۔۔۔ مجھے وہ لڑکی شروع دن سے ہی زہر لگتی ہے۔۔۔ شازم تڑخ کر بولا۔

یار تو مجھے اور پریشان نہ کر۔۔۔ تو جانتا ہے میں بھی اسے پسند کرتا ہوں۔۔۔

ایسا مجھے لگتا تو نہیں ہے۔۔۔ وہ الوینا تو مجھے ایسا لگتا ہے جیسے مصنوعی محبت کرتی

ہو۔۔۔ آرٹیفیشل کہی کی۔۔۔ شازم نے صاف اس کا مذاق اڑایا۔

تو اپنا منہ بند رکھے گا۔۔۔ میں مانتا ہوں تیرے جیسی محبت نہیں کرتا۔۔۔ پر ہم دونوں

میں اچھی انڈر سٹیڈنگ ہے۔۔۔ اور مجھے لگتا ہے ہم دونوں ایک ساتھ اچھی لائی ف

گزار سکتے ہیں۔

یہ بھی تیرا وہم ہے۔۔۔ شازم نے پھر فقرہ کسا۔

آرش نے اسے گھوری سے نوازا۔۔۔ یعنی تو مجھے بات نہیں کرنے دے گا۔۔۔ تو
میں یہاں کیوں بیٹھا ہوں۔۔۔ وہ واقعی ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

اچھا نہ بیٹھ تو سہی۔۔۔ اب نہیں بولوں گا۔ اب کہ شازم فوراً سیدھا ہوا۔
چل بول نہ کیا بات کرنی تھی۔۔۔

اب تو بیچ میں ایک لفظ بھی بولا تو پھر دیکھنا۔۔۔

یار الوینا چاہتی ہے کہ میں کسی ایسی لڑکی سے وقتی طور پر شادی کر لوں۔۔۔ جسے
پیسوں کی ضرورت ہو۔۔۔ اور جب ماما پاپا مان جائے تو اس لڑکی چھوڑ دوں۔۔۔

تو ہی بتا کسی کی مجبوری کا فائی دہ اٹھانا غلط نہیں ہوگا۔

میں تو پہلے ہی کہہ رہا ہوں وہ لڑکی شروع سے پاگل ہے۔

آرش نے اسے گھوری سے نوازا۔

اچھا یار اب تو مجھے کچھ بولنے بھی نہ دیں۔۔۔

دیکھ تو جس سے بھی ڈیل کرے گا کوئی یز بردستی تھوڑی کرنی اس کی خود کی مرضی
بھی شامل ہوگی۔۔۔ بدلے میں تم لوگ اسے پیسے بھی دو گے۔۔۔ میرے نہیں خیال

یہ غلط ہے۔

پر پاپا ماما کو دھوکے میں رکھنے والی بات نہیں ہے۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ فوراً اندر بڑھی۔۔۔ رضیہ بیگم نے تڑپ کر اس کی روئی کی روئی کی آنکھوں کو دیکھا۔۔۔ مارو جان کیا ہوا؟ اپنی ماما کو نہیں بتاؤ گی۔ وہ اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔۔۔ مارو نے ان کی گود میں سر رکھا۔

ماما میں چور نہیں ہوں۔۔۔ کبھی کسی کی بات پر یقین نہ کرنا۔۔۔ بس میری بات سنیے۔۔۔ ان کو سب بتا کر جیسے وہ خود کو ہلکا محسوس کر رہی تھی۔

میں جانتی ہوں میری بیٹی چور نہیں ہے۔۔۔ اور مجھے میری بیٹی کے بارے میں جاننے کے لیے کسی کی بھی گواہی کی ضرورت نہیں ہے۔ رضیہ بیگم نے مان سے کہہ کر اس کی بالوں میں انگلیاں چلائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

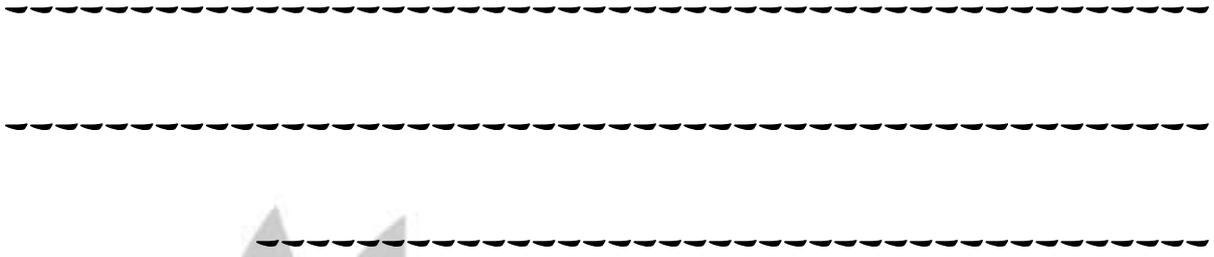
شازم مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ وہ دھڑلے سے دروازہ کھول اندر داخل ہوئی۔

تمہیں تمیز نہیں ہے کہ کسی کے روم میں نوک کیے بغیر نہیں جاتے۔ اسے سامنے دیکھ اس کا حلق تک کڑوا ہوا۔

عالیہ نے اس کی بات لاپرواہی سے اڑائی۔
 میں نے کہا مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ وہ ایک بار پھر ڈھٹائی می سے بولی۔
 کیا بات کرنی ہے۔۔۔ بولو میں سن رہا ہوں۔۔
 اس نے قریب آ کر شازم کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔ شازم میں تم سے محبت کرتی ہوں اب
 سے نہیں جانے کب سے۔ ہمیشہ تمہاری طرف سے پہل کا انتظار کیا۔۔۔۔۔ کہ شاید تم
 کبھی تو ذکر کرو۔۔۔ پر تم نے کبھی کچھ کہا ہی نہیں۔۔۔ اس لیے میں نے سوچا کہ میں
 ہی پہل کر دو۔

شازم نے نرمی سے اس کے ہاتھ سے اپن ہاتھ چھوڑا یا۔ دیکھو میں تمہیں غلط نہیں کہہ
 رہا ہے۔۔۔۔۔ لہکن جیسے تم اپنی محبت کے آگے بے بس ہو۔۔۔۔۔ ویسے ہی میں بھی
 بے بس ہوں۔۔۔۔۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے میں تو خود کسی کا اثیر ہوں۔۔۔۔۔ تمہیں
 کیا دوں گا۔۔۔ میں تو خود کسی کا طلب گار ہوں۔۔۔۔۔ میں تو خود تہی دامن
 ہوں۔۔۔۔۔ میرے پاس تمہیں دینے کو کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔
 ایکسیوزمی پلیز! اسے وہی چھوڑو وہ خود وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

عالیہ نے بہتی آنکھوں سے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔۔۔ جس کے خواب اس نے
بچپن سے دیکھے تھے وہ تو کبھی اس کا تھا ہی نہیں۔۔۔ بچپن سے بٹنے ہوئے خواب
ٹوٹتے ہی محسوس ہوئے۔



ایک دفعہ پھر وہ آرش کے سامنے موجود تھی۔۔۔ کیا سوچا پھر تم نے۔۔۔
نارا ضنگی بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔۔۔
فرض کرو میں مان بھی جاؤ۔۔۔ پر کون لڑکی راضی ہوگی اس سب ڈرامے کے
لیے۔۔۔

وہ تم مجھ پر چھوڑ دو۔۔۔ بس تم ایک دفعہ ہاں کر دو۔۔۔ میں جلد ہی کوئی ڈھونڈ لوں
گی۔۔۔ پیسوں کے لیے بہت سی لڑکیاں راضی ہو جائیں گی ایسا کام کرنے کے لیے۔
آرش نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔ اوکے ٹھیک ہے۔۔۔ جو بھی لڑکی لے کر آؤ
اسے ساری سیچویشن اچھے سے سمجھا دینا۔۔۔ تاکہ بعد میں کوئی میسجی نہ
ہو۔۔۔

اس چیز کی تم فکر چھوڑ دو۔۔۔۔ میں سب سنبھال لوں گی۔۔۔ اب کہ وہ چہرے پر
مطمئن مسکان سجائے بیٹھی تھی۔۔۔

مارونے خود کو تو سنبھال لیا تھا۔۔۔ پر اسے جلد ہی کوئی نئی نئی نوکری ڈھونڈنی
تھی۔۔۔ تھوڑے بہت پیسے موجود تھے وہ تو تیزی سے ختم ہو رہے تھے۔
صبح سے وہ کئی جگہ خوار ہو چکی تھی۔۔۔ پر ہر طرف ناکامی کا سامنا کرنا پڑھ رہا تھا۔
ناکامل تعلیم کی وجہ سے کوئی ایسے رکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔ اسے اب صحیح معنوں میں
پریشانی لاحق ہوئی کیسے کرے گی وہ سب ہینڈل۔۔۔۔
تھکی ہاری گھر داخل ہو کر وہ صوفے پر ڈھے گئی۔

ماڑو کو پریشان بیٹھا دیکھ کر وہ بولی۔۔۔ تم کہو تو میں تمہاری کچھ مدد کر سکتی ہوں۔۔۔
 ماڑو نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔
 اگر تم کہو تو جس سکول میں میں پڑھاتی ہوں۔۔۔ وہاں تمہارے لیے بات کر سکتی
 ہوں۔۔۔ ہاں مگر وہاں سیلری اتنی زیادہ نہیں ہوگی۔۔۔
 ہاں پلیز تم ٹرائی کرو۔۔۔ جتنی بھی سیلری ہو مجھے چلے گا۔۔۔ جب تک کوئی
 اچھی جاب نہیں مل جاتی میں تب تک تو یہ جاب کر سکتی ہوں۔
 اوکے میں کل صبح ہی بات کر کے تمہیں بتاتی ہوں۔۔۔
 تمہارا بہت شکریہ فاطمہ تم نے ہمارے بارے میں اتنا سوچا۔ ماڑو نے مشکور نظروں سے
 اُس کی طرف دیکھا۔۔۔
 کیسی باتیں کر رہی ہوں تم نے تو ہر قدم پر میری مدد کی ہے۔ میں تو تمہاری ٹھیک سے
 مدد بھی نہیں کر پار ہی۔۔۔
 جتنا تم کر رہی ہو میرے لیے اتنا ہی بہت ہے۔۔۔

ماڑو کو فاطمہ کے توسط ایک چھوٹے سے پرائی یویٹ سکول میں جا ب تو مل گئی
تھی۔۔۔۔۔ پر یہ ناکافی تھی۔۔۔ ساتھ ساتھ اس کی کوشش تھی کہ کچھ بہتر جا ب مل
جائے۔

وہ فاطمہ کی شکر گزار تھی جس نے ان کے بارے میں سوچا۔۔۔
اب بھی پریشان سی بیٹھی تھی۔۔۔ جب رضیہ بیگم آئی زل اس کے پاس بیٹھی
تھی۔۔۔ کیوں پریشان ہو رہی ہو سب ٹھیک ہو جائے گا۔
ہاں آپ ٹینشن کس بات کی لے رہی ہیں۔۔۔ اگر ہم نے اچھا وقت ساتھ گزارا ہے تو
برا بھی نہیں رہے گا۔۔۔
آپ ایک بات بولو۔۔۔ وہ میں کہہ رہی تھی میں بھی کسی اکیڈمی میں ٹیچنگ شروع
کردوں۔۔۔ اسے کچھ بولتا دیکھ وہ دوبارہ گویا ہوئی۔۔۔ پلیز آپنی کرنے دیں۔۔۔
مجھے ایکسپیرینس بھی مل جائے گا۔۔۔ پلیز پلیز آپنی۔۔۔
اوکے۔۔۔ جیسے وہ ہار مانتی ہوئی ی بولی۔
عائی شہ کے انکل کی اکیڈمی ہے۔۔۔ عائی شہ نے میرے لے وہاں بات کی
ہے۔۔۔۔

وہ جانتی تھی نہ ہی سکول اور نہ ہی اکیڈمی سے ان کا خرچہ پورا ہوگا۔۔۔ کوئی اچھی
جاب ضروری تھی۔

لیپ ٹاپ لے کر بیٹھا وہ آفس کے کام میں لگن تھا۔۔۔ جب کمرے کا دروازہ دھاڑ سے
کھلا تھا اور کوئی آندھی طوفان کی طرح نازل ہوا۔

شازم نے نظر اٹھا کر آنے والے کو گھوری سے نوازا۔ عرثمان یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔
میسرز نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔۔۔

بھائی ی پلیر بس کیجیے یہ لائی ن تو بچپن سے سکول اور پھر کالج میں سنتے آئے ہیں
ہم۔ آپ یہ سب چھوڑیے اور جلدی سے ریڈی ہو جائے مجھے شاپنگ کرنی ہے میرے
دوست کے بھائی کی منگنی ہے۔۔۔

بھائی ی ویسے آپ کب کروارہے ہیں منگنی۔۔۔ میرا بڑا ہی ارمان ہے کہ آپ کی
شادی کا۔۔۔

شازم نے اس کی بات کو بالکل انکور کیا۔

تو چل نکل یہاں سے میں کام کر رہا ہوں۔۔۔ مجھے کہی نہیں جانا۔۔۔ تم اکیلے ہی
چلے جاؤ۔۔

نووے بھائی ی میں آپ کو ساتھ ہی لے کر جاؤں گا۔۔ اس نے ڈھٹائی کی مظاہرہ
کیا۔۔۔

اچھا تو چل میں دو منٹ میں آ رہا ہوں ریڈی ہو کر۔ مجبوراً وہ ساتھ جانے کے لیے راضی
ہوا۔



وہ پانچ منٹ میں ریڈی ہو کر نیچے موجود تھا۔۔۔ چلیں بھائی ی۔۔۔

وہ دونوں شاپنگ پر مشغول تھے۔۔ جب شازم اس کے اتنے نخرے کرنے پر چڑسا

گیا تھا۔۔۔ تجھے کچھ پسند آئے گا بھی یا نہیں۔۔۔ کب سے خوار کر رہے ہو۔

بھائی ی کچھ اچھا نہیں مل رہا کیا کروں۔۔۔

میں نوڈکار نر کی طرف جارہا ہوں۔۔۔ وہی آجانا۔۔۔ شازم اس کی کچھ بھی سننے بغیر نکل گیا۔

آدھا گھنٹہ مزید خوار ہونے کے بعد اسے ایک شاپ پر ڈمی پر لگی ہوئی می شرٹ پسند آئی۔۔۔ اس نے قدم اس شاپ کی طرف بڑھائے۔۔۔ عائی شہ کو بھی وہی شرٹ اپنے بھائی می کے لیے پسند آئی۔۔۔ دونوں نے ایک ساتھ شرٹ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

اوائے مسٹر یہ شرٹ مجھے پسند آئی می ہی ہاتھ ہٹاؤ۔۔۔ پہلے میں نے پکڑی ہے تو میری ہوئی۔۔۔ اچھا۔۔۔ عائی شہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔۔۔ پردیکھی تو پہلے میں نے ہے تو میری ہوئی۔۔۔

ایسے ہی تمہاری ہوئی۔۔۔ تم نے کونسا خود پہننی ہے جو بحث کر رہی ہو۔۔۔ تمہیں کیا تکلیف ہے میں پہنوں یا نہ پہنوں۔۔۔ شرٹ تو صرف میری ہے۔۔۔ ویسے بھی تمہارا کلر کافی ڈل ہے تم پر بالکل بھی سوٹ کرے گی۔۔۔ اس کے اچھے خاصے گورے رنگ کو وہ ڈل کہہ رہی تھی۔۔۔ خود کیا کالی بھوتنی کہی کی۔۔۔ چھوڑو شرٹ۔۔۔ اب تو یہ میری ہی ہے۔

دونوں لڑتے ہوئے شرٹ اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔۔
 عائی شہ نے جھنجھلاتے ہوئے اسے دیکھا جو شرٹ چھوڑنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔
 غصہ میں آکر اس نے اپنے ہاتھ میں پہنی نوکیلی سے انگھوٹھی شرٹ پر پھیر دی۔۔۔
 عر شمان نے صدمے سے اس کی طرف دیکھا تھا جس نے شرٹ میں اچھا خاصہ سوراخ
 کر دیا تھا۔۔۔

عائی شہ نے مزے سے شرٹ اس کی طرف اُچھالی۔۔۔ یہ لو اب تم پر بہت سوٹ
 کریں گی۔۔۔ فقیر کہی کے۔

سیل میں کو اپنے قریب آتا دیکھ اس کا ماتھا ٹھٹھکا۔۔۔
 ہے یو ایڈیٹ گرل۔۔۔ ادھر آؤ یہ شرٹ تم نے خراب کی ہے۔۔۔ اس کی پیمینٹ کر
 کے جاؤ۔۔۔ اسے دور جاتا دیکھ چلایا۔

سر یہ آپ نے کیا کیا۔۔۔ اب اس کی پیمینٹ کیے بغیر نہیں جاسکتے۔۔۔ میں کیوں
 کروں پیمینٹ۔۔۔ جب میں نے یہ کیا ہی نہیں۔۔۔۔۔ یہ اس لڑکی نے کیا ہے جو ابھی
 یہاں سے نکلی ہے۔۔۔ سر میم جاچکی ہیں پیمینٹ آپ کو ہی کرنی ہوگی۔۔۔
 تمہیں چھوڑو گا نہیں۔۔۔ اس نے دانت پیس کر سوچا۔۔۔

الوینا نے بے حد کوشش کی لیکن کوئی می مناسب لڑکی اس کام کے لیے نہیں مل رہی تھی۔۔۔۔۔ واقعی آرش نے صحیح کہا تھا کہ یہ اتنا بھی آسان کام نہیں۔۔۔۔۔ کسی لڑکی کو اتنا لمبا کانٹریکٹ منظور نہیں تھا۔۔۔۔۔ تو کوئی می سچ میں شادی کے لیے تیار تھی۔۔۔۔۔ کسی کو اس نے ریجکٹ کر دیا۔۔۔۔۔ اب اس صورت حال سے وہ جھنجھلا سی گئی تھی۔۔۔

کچھ سوچ کر اس نے فاطمہ کو کال کی تھی۔۔۔۔۔ اسے یہ سب ہینڈل کرنے کا کہا تھا۔۔۔۔۔ اچھا یار میں کوشش کرتی ہوں۔۔۔۔۔ پر وعدہ نہیں کر سکتی۔۔۔۔۔ کچھ کرتی ہوں چلو تم پریشان نہ ہو۔

اب وہ پرسکون سی بیٹھ گئی تھی۔۔۔۔۔ کیونکہ وہ جانتی تھی اب فاطمہ سب سنبھال لے گی۔

کھانے سے فارغ ہو کر اب وہ لائونج میں بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے۔۔۔۔
 آرش تم نے کیا سوچا پھر؟ وہ سنجیدہ سے اس کی طرف متوجہ تھے۔۔۔
 جی بابا بس کچھ دن دے دیں پھر آپ کو بتاتا ہوں۔۔۔

ہمم! انہوں نے ہنکار بھرا۔۔۔ ایک ہفتے کے اندر اندر ہمیں ملو او جس سے بھی ملوانا
 ہے۔۔۔ اس کے بعد میں تمہاری ماں کو اجازت دے دوں گا۔۔۔ وہ اپنی مرضی سے
 تمہارے لیے لڑکی پسند کریں۔۔۔ سمجھے۔۔۔

جی پاپا میں آپ کو جلد ہی ملواتا ہوں۔۔۔ بس کچھ دن اور۔

وہ اب سوچ سوچ کر پچھتارہا تھا۔۔۔ کس مصیبت میں پھنسا دیا۔۔۔

کب سے بیٹھا عر شمان کا انتظار کر کر کے اب وہ جھنجھلا سا گیا تھا۔۔۔ کیا مصیبت ہے؟
آخر کار تھک ہار کہ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ نوڈ کار نر سے نکل کر وہ باہر کی جانب
بڑھا۔۔۔

باہر آ کر اس کا نمبر ملا یا۔۔۔ جو وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔۔۔ اب صحیح معنوں میں اسے غصہ
آیا تھا۔۔۔ کچھ سوچ کر وہ اس شاپ کی جانب بڑھا جہاں آخری بار اسے جاتا دیکھا
تھا۔۔۔

شاپ کے اندر داخل ہو کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔۔۔ جب وہ اسے کہی نہ نظر آیا تو
اب کہ اس کا دل کیا کہ اسے چھوڑ کر چلا جائے۔۔۔۔۔
یار دیکھو یہ کتنا ہیوی ہے۔۔۔ شادی تمہاری کزن کی ہے اور ٹرائے میں کر رہی
ہوں۔۔۔۔

میٹھی سی آوازوں کانوں سے ٹکرائی جی جسے وہ ہزاروں میں بھی پہچان سکتا تھا۔۔۔
اس نے فوراً مڑ کر دیکھا۔۔۔ جو اس کی طرف بالکل بھی متوجہ نہ تھی۔۔۔ اپنی ڈریس
میں الجھی الجھی اس خوبصورت سے روپ میں اس کا دل دھڑکا گئی تھی۔۔۔
اس کے ہونٹوں سے بے آواز اس کا نام ادا ہوا۔۔۔۔۔ ایک ٹرائس کی کیفیت میں
اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

جو کب سے ڈریس میں الجھی تھی اب سر اٹھا کے سامنے دیکھا تھا۔۔۔۔ اتنے وقت
بعد سامنے دیکھ اس کو جھٹکا سا لگا تھا۔۔۔
وہ بے خود سا اس کے قریب آ کر رکا تھا۔۔۔ اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر اس کے ہونے
کا یقین کیا تھا۔۔۔

آئی زل پہلے تو عائی شہ کی جگہ اسے سامنے دیکھ کر ساکت ہوئی۔۔۔ اب اس کی
جسارت اس کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔۔۔۔
اس کا ہاتھ جھٹک کر اسے پیچھے دھکیلا۔۔۔۔ دوبارہ

ٹرائی ل روم میں بند ہوئی۔۔۔۔
اس کے جانے کے فوراً بعد وہ ہوش میں آیا۔۔۔ اس نے بے یقینی سے اپنے ہاتھ کی
طرف دیکھا یعنی کوئی ی الوژن نہیں تھا۔۔۔۔ وہ حقیقت میں یہاں تھی۔۔۔
بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کیا۔۔۔۔ اپنی بے خودی میں وہ اس کا غصے بھرا چہرہ دیکھ ہی نہ
پایا۔۔۔۔۔

چینج کر کے ٹرائی ل روم سے باہر آئی بغیر اس کی طرف دیکھے وہ اس کے پاس سے
گزرتی نکلتی چلی گئی۔۔۔ شازم نے اسے حیرانی سے اسے دیکھا۔۔۔ فوراً اس کے پیچھے
بھاگا۔۔۔ آئی زل میری بات سنو۔۔۔۔

آئی زل یارر کو تو سہی۔۔۔ تیز تیز چلتی آئی زل کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔۔۔
 آئی زل تم نے مجھے پہچانا نہیں۔۔۔ میں شازم۔۔۔ اس نے امید سے اس کی طرف
 دیکھا۔۔۔

جی نہیں بالکل نہیں پہچانا۔۔۔ کون ہیں آپ؟ اور میں کسی شازم کو نہیں جانتی۔۔۔
 اب میرا ہاتھ چھوڑے گے۔۔۔ مجھے جانا ہے۔۔۔

شازم نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔۔۔ وہ اسے اتنی آسانی سے اسے کیسے بھول سکتی
 تھی۔۔۔

تم مزاق کر رہی ہو۔۔۔ ہے نا۔۔۔
 آپ کو میں جانتی نہیں تو مزاق کیسا۔۔۔ ایک بار پھر تڑخ کر گویا ہوئی۔۔۔
 تم میرے ساتھ چلو میں تمہیں سب بتاتا ہوں۔۔۔ اس نے ایک بار پھر امید سے اس
 کی جانب دیکھا۔۔۔ جو ناگواری سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔
 میں اجنبیوں سے بات نہیں کرتی۔۔۔ بغیر اس کی کوئی بات سنے باہر کی جانب
 بڑھی۔۔۔

شازم کے اندر توڑ پھوڑ سی ہوئی۔۔۔ یعنی وہ اتنی آسانی سے اسے بھول گئی۔۔۔
 ضرور وہ اس سے ناراض ہوگی۔۔۔ جیسے خود کو دلاسا دیا۔۔۔

باہر اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔۔ اب اس کھونے کا رسک وہ بالکل بھی نہیں لے سکتا تھا۔۔۔

شازم نے اسے رکشے میں جاتے دیکھا۔۔۔ فوراً گاڑی میں بیٹھ کر اس کا پیچھا کیا۔۔۔۔۔

وہ عائی شہ کے ساتھ شاپنگ پر آکر پچھتا رہی تھی۔۔۔ جو ضد کر کے اسے ساتھ لے کر گئی تھی۔۔۔ وہ تو بالکل بھی جانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ لیکن جب اس نے کال کر کے اس کے گھر سے اجازت بھی لے لی تھی تو مجبوراً اسے جانا پڑا۔۔۔

عائی شہ کے بے حد اصرار پر اس نے وہ ڈریس پہنا تھا۔۔۔۔۔ لیکن ٹرائی ل روم سے باہر آتے ہی عائی شہ کی جگہ اس انسان کو دیکھ کر اسے حیرت ہوئی تھی۔۔۔ اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ شاید وہ واحد انسان تھا جسے دوبارہ نہ دیکھنے کی اس نے بے شمار دعائیں کی تھی۔۔۔۔۔ اسے سامنے دیکھ جیسے وہ وقت کے پیچھے پہنچ گئی تھی۔۔۔ جہاں اپنوں کے دھوکے یاد آئے تھے۔۔۔۔۔

شازم اور آئی زل سپیشل

وہ مطمئن سا اپنے کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ آج جیسے تڑپتے ترستے دل کو قرار آیا تھا۔۔۔ بے شک وہ اس سے ناراض تھی۔۔۔ پر اسے یقین تھا وہ اسے منالے گا۔۔۔ ویسے اسے کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آئی تھی جس کی وجہ سے وہ ناراض ہو۔۔۔ ان دونوں کا تعلق تو اتنا خوشگوار تھا۔۔۔ پھر ایسا کیا ہوا کہ وہ اتنی بدظن ہو چکی تھی۔۔۔ اپنی اور اس کی پہلی ملاقات یاد کر کے اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔



اونے ڈرائی یور منہ اٹھا کر اندر گھسے چلے آرہے ہو۔۔۔ اس نے پہلے پیچھے دیکھا پھر سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کو۔۔۔ اس نے کنفرم کرنا چاہا کہ یہ بات اسے ہی کہی گئی ہے۔۔۔

ادھر ادھر کیا دیکھ رہے ہو تم سے ہی بات کر رہی ہو۔۔۔ بابا نے بتایا تھا مجھے کہ نیا ڈرائی یور انہوں نے مجھے کالج چھوڑنے اور لانے کے لیے رکھا۔۔۔

اس نے ابھی بات کرنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ اس کی بات بیچ میں کاٹ دی گئی۔۔۔۔

بڑے ماڈرن سے ڈرائی یور ہو۔۔۔۔ اچھے خاصے کپڑے پہنے ہیں پھر ڈرائی یور کی نوکری کرنے کی کیا وجہ۔۔۔

اس نے اس کی غلط فہمی دور کرنا چاہی۔۔۔

جب وہ ایک بار پھر سے بولی۔۔۔۔ چلو ہمیں کیا۔۔۔۔ ہمیں تو بس ڈرائی یور ہی چاہیے۔۔۔۔۔

آئی زل گڑیا یہاں کیا کر رہی ہو؟
 پاپا یہ ڈرائی یور منہ اٹھا کر اندر چلا آیا ہے۔۔۔ آئی زل نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے کہا۔۔۔

بیٹا یہ ڈائی یور نہیں ہے۔۔۔ میرے دوست کا بیٹا ہے۔۔۔ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لیے اسے گھر ہی بلا لیا۔۔۔ اور آپ نے اسے کب سے کھڑا کر رکھا ہے۔۔۔

پاپا مجھے لگا ڈرائی یور ہے۔۔۔ وہ منمناتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

شازم نے جتنی نظروں سے اسے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔ میڈم کب سے یہی بتانے
کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔ کہ میں ڈرائی پور نہیں ہوں۔۔۔
آئی زل نجل سی ہوگئی۔۔۔

شازم بیٹا آجاؤ سٹیڈی میں چلتے ہیں۔۔۔ آئی زل نوری سے کہہ کر چائے بھیجیو۔۔۔
جی پاپا۔۔۔



فاطمہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ وہ ایسی بات مارو سے کریں یا نہ۔۔۔ اس کی
نظر میں اور کوئی بی بھروسے لائق لڑکی نہ تھی۔۔۔
اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ مارو سے بات کریں گی۔۔۔ آگے اس کی مرضی وہ ہاں کریں یا
نہ۔۔۔

اس نے مارو کو نمبر ملا یا۔۔۔ اسے ملنے کے لیے بلا یا۔۔۔ تاکہ بیٹھ کر بات کر سکے۔۔۔
اسے اب خود پر بھی غصہ آ رہا تھا کیوں الوینا سے اس بات کی ہامی بھری۔۔۔

اسے عائی شہ کو کال کر کے بتا دیا تھا کہ وہ گھر واپس آگئی ہے۔۔۔ جس پر وہ ناراض ہو کر کال کاٹ گئی تھی۔۔۔

اس نے اسے بعد میں منانے کا سوچا اس وقت وہ خود پریشان تھی۔۔۔ اچانک یوں شازم کا سامنے آنا اس کے دل کے زخم کو کرید گیا تھا۔۔۔ لاکھ اس کے سامنے ناراضگی کا اظہار کرتی پر دل نے کبھی اس کے ساتھ کی شدت سے خواہش کی تھی۔۔۔

کاش شازم تم وہ سب نہ کرتے۔۔۔ تم نے صرف میرے پاپا کو دھوکا نہیں دیا بلکہ میرے یقین کا بھی خون کیا ہے۔۔۔ میرے مان توڑا ہے۔۔۔ اب کیوں پھر سے سامنے آگئے ہو۔۔۔ مجھے کمزور کرنے۔۔۔ جب میں نے دل کو سنبھال لیا تھا۔۔۔ پر اس بار میرے پاس تمہارے لیے صرف نفرت ہے۔۔۔

 ایک ہی سوال کو بار بار سولو کرنے پر بھی وہ اس سے صحیح حل نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اب وہ جھنجھلا سی گئی تھی۔۔۔

کیا مصیبت ہے یہ میتھس پتہ نہیں کس نمونے نے بنائی ی۔۔ اور پتہ نہیں کیا سوچ کر بنائی ی ہے۔۔۔ مجھ سے نہیں ہو رہا حل۔۔۔ پاگل نہ بن آئی زل یاد ہے نہ کہ کل ٹیسٹ ہے۔۔۔ ایک ٹیچرز کو بھی اتنی جلدی ٹیسٹ دینے کی پڑ گئی ہے۔۔۔ ابھی ایک ماہ تو ہوا ہے کلاسز کا آغاز ہوئے۔۔۔
 وہ گارڈن میں بیٹھی کل والے میتھ ٹیسٹ کی تیاری کر رہی تھی۔۔۔ ایک سوال پر آکر وہ ایسا اٹکی کہ وہ سولو ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

شازم جو پچھلے پانچ منٹ سے اس کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ وہ اسے اتنی کیوٹ لگ رہی تھی کہ وہ یک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ پر اب اس کی اونچی اونچی بڑبڑاہٹ اسے ہوش میں لائی تھی۔۔۔

اپنے قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔ میں کچھ مدد کر دوں؟

برا لگتا تھا۔۔۔۔۔ جو اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا تھا۔۔۔۔۔ اس کے چچا چچی اپنے

بیٹے کے ساتھ یہی رہائی ش پذیر تھے۔۔۔۔۔

جن کی نظر ان کی جائی یاد پر تھی۔۔۔۔۔

تم ہوتے کون ہو مجھے باتیں سنانے والے۔۔۔۔۔ ویسے بھی شازم میرا دوست ہے۔۔۔۔۔ تم

سے تو لاکھ گنا اچھا ہے۔۔۔۔۔ تمہیں تو یہ تک نہیں پتہ لڑکیوں سے بات کیسے کرنی

ہے۔۔۔۔۔

آئی زل تڑخ کر گویا ہوئی۔۔۔۔۔ اسے اس کی حد بتانا بھی ضروری تھی۔۔۔۔۔ جو

بے فضول اس پر چڑھائی کی کرنے کی کوشش کرتا تھا۔۔۔۔۔

او کے شازم! پھر بات ہوگی۔۔۔۔۔ اور سوال حل کرنے کا شکر یہ۔۔۔۔۔ پاپاسٹی

میں ہیں وہی چلے جاؤ۔۔۔۔۔ بے فضول لوگوں سے منہ لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

اسے مشورے سے نوازتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

فاطمہ ساری تفصیل بتائے اب خاموش بیٹھی اس کے بولنے کی منتظر تھی۔۔۔۔۔

جب تھوڑی دیر بعد خاموش کمرے میں مارو کی آواز گونجی۔۔۔۔۔ بے شک مجھے واقعی پیسوں کی ضرورت ہے لیکن میں ایسا کام بالکل نہیں کروں گی۔۔۔۔۔ نکاح مزاق تھوڑی ہے جو پلین ہی ختم کرنے کے لیے کیا جائے۔۔۔۔۔ نکاح جیسا پاک بندھن میں کسی ایک سے ہی جوڑنا چاہتی ہوں وہ بھی ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔۔ میں اس چیز کے حق میں نہیں ہوں۔۔۔۔۔

شکر یہ تم نے میرے بارے میں سوچا۔۔۔۔۔ پر میری طرف سے انکار سمجھو۔۔۔۔۔ فاطمہ نے بے بسی سے اسے دیکھا یعنی اب اسے کسی اور کو تلاش کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔ ایسا کوئی نام فی الحال تو اس کے ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شازم نے سٹی سے نکلتے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی۔۔۔۔۔ شاید جاتے ہوئے اس کا دیدار ہو ہی جائے۔۔۔۔۔ آج وہ بے تحاشہ خوش تھا وہ اس کی خاطر اپنے کزن سے لڑی تھی۔۔۔۔۔

تھپڑ کیوں مارا تم نے اسے۔۔۔۔۔ شازم نے آواز کے تعاقب میں دیکھا جہاں اس کی
جھانسی کی رانی نوری کو ڈانٹنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ایک اسی کی ہی ہم
عمر لڑکی سہمی سی کھڑی تھی۔۔۔

بی بی جی! یہ بہت کام چور ہے۔۔۔۔۔ نوری کی منمناتی ہوئی ی آواز آئی۔۔۔
کام چور یہ نہیں تم ہو۔۔۔۔۔ سارے کام ان لوگوں سے کروا کر خود صرف حکم چلاتی
ہو۔۔۔

چلو جاؤ اب ہم دونوں کے لیے فریش جو س لے کر آؤ۔۔۔۔۔ آج کے دن یہ میری
گیسٹ ہے۔۔۔۔۔ ہم گارڈن میں ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نوری نے اس لڑکی کو ایک گھوری سے نوازا۔۔۔۔۔ اور چکن کی جانب بڑھ
گئی۔۔۔۔۔

شازم نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو اکثر اسے کسی کو ڈانٹتی ہوئی نظر
آئی تھی۔۔۔

پہلی بار تو کسی کو دوست بنایا تھا۔۔۔۔۔ دھیمے لہجے میں بومنے والا شازم اسے اپنا اسیر
 کر گیا تھا۔۔۔۔۔ اس نے شازم کا موازنہ نعمان سے کیا۔۔۔۔۔
 جسے بات کرنے کی تمیز تک نہ تھی۔۔۔۔۔ نہ ہی وہ بڑوں کی عزت کرنا جانتا تھا۔۔۔۔۔
 اس کے برعکس شازم بڑوں سے بھی احترام سے بولنے والا ایک سلجھا ہوا لڑکا
 تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنے ہمسفر کے لیے ایسے بندے کی ہی خواہش کی تھی۔۔۔۔۔
 ولید اسے وہی بیٹھا دیکھ کر دوبارہ مخاطب ہوئے۔۔۔۔۔ کچھ کہنا تھا آپکو۔۔۔۔۔
 نہیں پاپا کچھ بھی تو نہیں کہنا۔۔۔۔۔ میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔
 وہ ہڑبڑی میں وہاں سے اٹھ کر بھاگی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ اسلام علیکم! شازم بیٹا۔۔۔۔۔ فون پر ولید

صاحب کی آواز گونجی۔۔۔۔۔

جی انکل!

اگر آپ کے فری ہو تو کیا آپ آئی زل کو کالج سے پک کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔۔
 دراصل آج ڈرائی یور چھٹی پر ہے۔۔۔
 جی انکل! میں پک کر لوں گا۔۔۔
 شکر یہ بیٹا!

کال بند ہوتے ہی فوراً اٹھا اور آفس کی بلڈنگ سے باہر نکل گیا۔۔۔ اس کا رخ آئی زل
 کے کالج کی جانب تھا۔۔۔

وہ تو سرشار سا ہو گیا تھا۔۔۔ کہ شاید قسمت بھی ان دونوں کو ملوانا چاہتی

ہے۔۔۔۔۔۔
 آج تک کسی لڑکی کے لیے ایسا فیل نہ ہوا تھا۔۔۔ وہ پہلی تھی جس کے لیے دل میں
 سافٹ سا کارنر بن گیا تھا۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ اسے اپنی زندگی کا حصہ بنا لے گا۔۔۔ پر وہ ابھی کچھ چھوٹی
 تھی۔۔۔۔۔۔ ابھی وہ اسے کچھ ٹائی م دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔

اوائے بے بی گرل کب بڑی ہوگی تم۔۔۔۔۔ وہ دلکشی سے ہنستا ہوا بڑبڑایا۔۔۔ اس
 کے ہنسنے پر اس کی گہری شہد رنگ آنکھیں بھی مسکرائی تھی۔۔۔

 اس کی فرسٹ ایئر کی کلاسز سٹارٹ ہوئے ابھی ایک مہینہ ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔ اس کو پک ڈراپ کی ذمہ داری ڈرائیور کی تھی۔۔۔۔۔ پر آج شاید ڈرائیور چھٹی پر تھا۔۔۔۔۔

صبح بھی اس کے چاچو سے چھوڑ کر گئے تھے۔۔۔۔۔ اب بھی وہ ناجانے کب سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔ دھوپ کی متماہٹ سے اس کا گورارنگ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ کالج یونیفارم میں وہ چھوٹی سی گڑیا ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

اس کو انتظار کرتے ہوئے بیس منٹ گزر چکے تھے۔۔۔۔۔ جب ایک اس کے سامنے ایک گاڑی آکر رکی۔۔۔۔۔ اس نے آنے والے کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔ شازم کو سامنے دیکھ وہ کھل اُٹھی تھی۔۔۔۔۔ اس نے دیکھا کہ صرف وہی نہیں ارد گرد موجود لڑکیاں بھی اسی کی طرف متوجہ تھی۔۔۔۔۔

اس نے ان لڑکیوں کو گھورا جیسے سب کو سالم نگل جائے گی۔۔۔۔۔ پر کوئی می بھی
اس کی طرف نہ دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

شازم نے اسے وہی کھڑا دیکھ اس کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔۔
وائیٹ فلاور کیا دیکھ رہی ہو ادھر ادھر۔۔۔۔۔ میں تمہیں ہی لینے آیا ہوں۔۔۔۔۔
آئی زل نے نا سمجھی میں اسے دیکھا۔۔۔۔۔ جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو۔۔۔۔۔ کون
وائیٹ فلاور۔۔۔۔۔

وائیٹ فلاور ہی لگ رہی ہو اس وائیٹ یونیفارم میں۔۔۔۔۔
او چلیں۔۔۔۔۔ شازم نے اس کے ہاتھ سے بیگ لیکر پچھلی سیٹ پر رکھا۔۔۔۔۔
اس کے لیے فرنٹ ڈوراوپن کیا۔۔۔۔۔
آئی زل کو گاڑی میں بیٹھ کر کچھ سکون ملا۔۔۔۔۔ شاید گاڑی میں اے سی اون
تھا۔۔۔۔۔

شازم نے بیک سیٹ سے پانی کی بوتل اٹھا کر اس کی جانب بڑھائی۔۔۔۔۔ جسے
وہ ایک ہی سانس میں پی گئی۔۔۔۔۔
اتنی لیٹ کیوں آئے ہیں؟ میں کب سے وہاں کھڑی تھی۔۔۔۔۔ تھوڑا پر سکون
ہونے پر گویا ہوئی۔۔۔۔۔

گیٹ سے گاڑی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔ پر وہ اتنی محو تھی اسے پتہ ہی نہ چلا۔۔۔۔۔
شازم گاڑی سے اتر اندر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔ آج انکل نے اسے کسی کام سے بلا یا تھا
بس اسی لیے وہ یہاں موجود تھا۔۔۔۔۔

اس نے آئی زل کو گارڈن میں کھڑا دیکھا۔۔۔۔۔ تو قدم اس کی جانب
بڑھائے۔۔۔۔۔ آج وہ اسے پورے تین دن بعد دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔

اسے شاید اپنے گھر کا یہ حصہ بہت پسند تھا اکثر وہ یہی پائی جاتی تھی۔۔۔۔۔
السلام علیکم! اس کے قریب آکر اونچی آواز میں بولا۔۔۔۔۔

وعلیکم السلام! آپ کب آئے؟

تبھی جب تم ان پھولوں کو دیکھنے میں اتنا مصروف تھی۔۔۔۔۔

ایسے مجھے لگتا ہے تمہیں گارڈنگ کا شوق ہے۔۔۔۔۔ میں جب بھی آتا ہوں تم یہی ہوتی
ہو۔۔۔۔۔

جی بہت! مجھے اپنے گھر کا سب سے زیادہ یہی حصہ پسند ہے۔۔۔۔۔

ویسے میرے گھر میں بھی گارڈن ہے۔۔۔۔۔ بہت خوبصورت اور بہت بڑا۔۔۔۔۔

وہاں چلوگی ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔۔ شازم نے شرارتی مسکان سجھاتے ہوئے اس کی طرف
دیکھا۔۔۔۔۔

چھوٹا سا کام ہے۔۔۔۔ میں چاہ رہا تھا کہ اگر تمہاری نظر میں کوئی بھروسہ مند انسان ہے جو آئی زل گڑیا کو پڑھا سکے۔۔۔۔

دراصل وہ کہہ رہی تھی میتھس میں اسے کچھ مشکل پیش آرہی ہے۔۔۔۔ تو بس میں نے سوچا کہ اگر تم کسی کا انتظام کر سکو۔۔۔۔

انکل ایسا تو کوئی نہیں ہیں میری نظر میں۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر آپ کہے تو میں کچھ وقت نکال کر پڑھا سکتا ہوں۔۔۔۔ وہ جلدی سے بولا کہی انکل منع ہی نہ کر دیں۔۔۔۔ نہیں بچے تمہیں مسئی لہ ہوگا۔۔۔۔ میں خود ہی کچھ انتظام کرتا ہوں۔۔۔۔

نہیں انکل مسئی لہ کیسا میں پڑھا دوں گا۔۔۔۔
 چلو جیسے تمہارے مرضی۔۔۔۔ ولید صاحب اس کی جلد بازی دیکھ کر مسکرائے۔۔۔۔
 شازم کے بابا انہیں بتا چکے تھے اس کی پسندیدگی کے بارے میں۔۔۔۔ لیکن وہ اس کے منہ سے سننا چاہتے تھے۔۔۔۔ اس لیے مزید گویا ہوئے۔۔۔۔

میں سوچ رہا تھا آئی زل کی شادی جلد ہی کر دوں۔۔۔۔ میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔۔۔۔ آج ہوں کل نہیں۔۔۔۔ جب سے طبیعت گری گری رہتی ہے اسی کی ہی پریشانی ہے۔۔۔۔

انکل کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔۔۔ اور آئی زل ابھی چھوٹی ہے۔۔۔۔۔ ابھی تو اس کی انجوائے کرنے کے دن ہیں۔۔۔۔۔

چلو پھر کہی منگنی ہی کر دیتے ہیں یا پھر نکاح کر دیں گے۔۔۔۔۔ باقی جیسے ہی اس کی سٹڈی کمپلیٹ ہوگی پھر رخصتی کر دیں گے۔۔۔۔۔

جی انکل جیسی آپکی مرضی۔۔۔ وہ خاموش سا ہو گیا۔۔۔ آئی زل ان کی بیٹی تھی ان کے فیصلوں میں وہ بول نہیں سکتا تھا۔۔۔۔۔ پر اسے اب جلد سے جلد گھر والوں کو بھیجنا تھا۔۔۔۔۔

اور بر خودار میں نے تو لڑکا بھی دیکھ رکھا ہے۔۔۔۔۔ بڑا اچھا ہے میری گڑیا کہ ساتھ بہت اچھا لگے گا۔۔۔۔۔

اس نے شاک سے ان کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔ اسے ایسا لگا جیسے وہ ابھی رو دے گا۔۔۔۔۔

دل کو عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

لڑکے کا نام نہیں پوچھوں گے۔۔۔۔۔ انہوں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔۔۔

آپ نے ٹھیک ہی سوچا ہو گا اپنی بیٹی کے لیے۔۔۔۔۔

انہیں اس کا اداس چہرہ بالکل اچھانہ لگا اس لیے فوراً بولے۔۔۔ لڑکے کا نام شازم ہے۔۔۔ میرے بہت اچھے دوست کا بیٹا ہے۔۔۔

شازم نے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھا۔۔۔ بات سمجھ آنے پر ان سے لپٹ گیا۔۔۔

تھینک یو انکل! تھینک یو سوچی۔۔۔

بس تم سے ایک گزارش ہے اسے خوش رکھنا بہت معصوم ہے میری بیٹی۔۔۔ زمانے کی چالاکیوں کو نہیں جانتی۔۔۔ جو بھی غلطی ہو اس سے معاف کر دینا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں آئی زل مجھے بھی بہت عزیز ہے۔۔۔ میں ہمیشہ اسے خوش رکھنے کی کوشش کروں گا۔۔۔

انکل آپ اب بھی اپنی نکاح والی بات پر قائم ہیں۔۔۔ شازم ان کی طرف شرارتی نظروں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

بالکل بھی نہیں بر خودار! یہ تو میں تمہارے منہ سے سننے کے لیے کر رہا تھا اور تم معصوم سا چہرہ بنا کر بیٹھ گئے مجھے تم پر ترس آ گیا۔۔۔ اور رہی نکاح کی بات تو وہ اس کی سیکنڈ آئی پر کرنے کے بعد سوچا جاسکتا ہے۔۔۔ اور شادی اس کی تعلیم مکمل ہونے کے بعد۔۔۔

ابھی میں تمہاری پہلی بات پر قائم ہوں کہ وہ واقعی چھوٹی ہے۔۔۔
یہ تو نا انصافی ہے انکل! ابھی آپ کچھ اور کہہ رہے تھے۔۔۔ شازم منہ بناتے ہوئے
گو یا ہوا۔۔۔

ابھی اسے اپنا بنانے کے لیے ایک لمبا وقت درکار تھا۔۔۔ شازم نے سوچتے ہوئے گہرا
سانس بھرا۔۔۔

کسی نے حسد سے یہ منظر دیکھا۔۔۔ شاید ان کے مسکراہتے ہوئے چہروں کو نظر لگنے
والی تھی۔

ماضی اسپیشل
وہ مسلسل ادھر سے ادھر چکر کاٹی دانتوں تلے اپنے ناخن کترتی واقعی پریشان لگ رہی
تھی۔۔۔ منہ کا زاویہ یوں بنایا تھا جیسے ابھی رو دے گی۔۔۔

آخر کار آمنہ بیگم کو اسے ٹوکنا پڑا۔۔۔ مارو میرا بچہ کیوں اتنی ٹینشن لے رہی
ہے۔۔۔ دیکھنا میری شہزادی کا زلٹ ہمیشہ کی طرح اچھا آئے گا۔۔۔

ماما گرنہ آیا اچھا۔۔۔ تو پھر۔۔۔ ماما میں نے بہت محنت کی ہے۔۔۔

مارو اگر آپ نے محنت کی ہے تو دیکھنا زلٹ بہت اچھا آئے گا۔۔۔ کیوں پریشان
ہو رہی ہو۔۔۔

ایک توپتہ نہیں نیٹ کو کیا مسئی لہ ہے نہیں تو اب تک میں نے دیکھ بھی لینا تھا۔۔۔
 ذرا سکون سے بیٹھوپتہ کرنے تو گئے ہیں تمہارے بابا۔۔۔ آجائے گے ابھی۔۔۔
 اس پر رتی برابر بھی اثر نہیں ہوا۔۔۔ وہ ویسے ہی پریشان سے ٹھہلتی رہی۔۔۔ جب
 فیاض صاحب اندر داخل ہوئے۔۔۔
 مارو بھاگ کر ان کے قریب آئی۔۔۔ بابا کیا بنا جلدی بتائے۔۔۔ مجھے بڑی ٹینشن
 ہو رہی ہے۔۔۔

مارو بچے پیپر ٹھیک نہیں ہوئے تھے۔۔۔ کیا کر کے آئی ہو پیپرزمیں۔۔۔
 مارو نے روہانسی نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔
 ارے رو نے ناگ جانامیں تو صرف مزاق کر رہا تھا۔۔۔ میری بیٹی تو بہت اچھے نمبروں
 سے پاس ہوئی ہے۔۔۔

اتنا کہنے کی دیر تھی۔۔۔ وہ فوراً ان کے گلے کا ہار بنی۔
 یاہو! اونچی آواز سے چیختے ہوئے وہ کوئی می پچی ہی لگ رہی تھی۔۔۔
 ان دونوں نے کانوں پر ہاتھ رکھا۔۔۔
 آج اس کافر سٹائی رکارزلٹ تھا۔۔۔ جس میں وہ اچھے نمبروں سے پاس ہو گئی
 تھی۔۔۔

اب وہ چیخوں و پکار کرتے ہوئے ان کے کانوں میں دم کر رہی تھی۔۔۔۔
 بھئی ہماری بیٹی کارزلٹ آیا ہے۔۔۔۔ کچھ میٹھا بنا کر لائی ہیں۔۔۔ وہ آمنہ بیگم کو
 مخاطب کرتے ہوئے بولے۔۔۔۔

جی! آمنہ بیگم سر ہلا کر اٹھ کر چلی گئی۔۔۔۔

اب وہ مارو کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔ میری بیٹی کو اپنا گفٹ نہیں چاہیے۔۔۔
 چاہیے ناباوا وہ فوراً گھسک کر ان کے قریب آئی۔۔۔

ہم نے اپنی بیٹی کے لیے ان کا فیورٹ والا لاکٹ۔۔۔ جو آپ کو اس دن بے حد پسند آیا
 تھا۔۔۔ میں تو پہلے ہی جانتا تھا میری بیٹی اتنا اچھا زلٹ لائے گی اس لیے پہلے ہی اسے
 بنوانے کا آرڈر دے دیا تھا۔۔۔۔

چلو آپ میرا انتظار کرو میں اپنی بیٹی کا لاکٹ لے کر آتا ہوں۔۔۔ وہ اس کا گال
 تھپتھپاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔

ان کے دل میں نا جانے کیا سمائی ہی وہ دوبارہ مڑے محبت سے اس کا ماتھا چومتے نکلتے چلے
 گئے۔۔۔۔

شازم کب سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جب آرش کی گاڑی یونی کی پارکنگ میں آکر
رکی۔۔۔۔

گاڑی سے اترتے آنکھوں پر لگائے سن گلاسز کو اتارتے شرٹ میں اڑسا۔۔۔۔
ادھر ادھر نگاہ دوڑاتے اس کی نظر شازم پر پڑی۔۔۔۔ آرش نے اپنے قدم اس کی
جانب بڑھائے۔۔۔۔

اس کے قریب آتے ہی شازم اس پر چڑھ دوڑا۔۔۔۔ صبح صبح کونسی محبوبہ کو منارہا تھا جو
اتنی لیٹ آرہا ہے۔۔۔۔

چل اوئے مجھے اس قسم کے بے ہودہ چیزوں کا شوق نہیں ہیں۔۔۔۔ آرش نے اس کی
بات ہو میں اڑائی۔۔۔۔

خیر تیرے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ تیرا آج کل زیادہ ہی آنا جانا ہے ولید انکل
کے گھر۔۔۔۔ شاید تو انکل سے ملنے جاتا ہے یا ان کی بیٹی سے۔۔۔۔ آرش آنکھ گھماتے
ہوئے گویا ہوا۔۔۔۔

بکو اس نہ کر۔۔۔ ایسا ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ تو منہ بند رکھ۔۔۔ شازم نے
گڑ بڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

چل چل مجھے بچہ سمجھا ہے۔۔۔ تجھے میں نے خود دیکھا ہے اس کو کالج سے پک کرتے
ہوئے۔۔۔

آرش نے اسے نہیں دیکھا تھا اسے تو شازم کے بابا سے پتہ چلا تھا۔۔۔ پروہ اسے بات
چھپانے کی سزا دے رہا تھا۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں لگ رہی ویسے بھی کلاس کا ٹائی م ہو رہا۔۔۔ شازم جان چھوڑاتے
ہوئے فوراً کلاس کی جانب بڑھا۔۔۔
آرش بھی اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔ اچھا بات تو سن۔۔۔

شازم اسے پڑھانے اس کے گھر پر موجود تھا۔۔۔
السلام علیکم انکل! کیسی طبیعت ہے؟

و علیکم السلام بچے ٹھیک ہوں میں۔۔۔ آپ بتاؤ پاپا کیسے ہیں؟ کافی ٹائی م ہو گیا ہے اس سے ملاقات نہیں ہوئی۔۔۔

وہ بھی ٹھیک ہیں۔۔۔ شازم ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

آپ اندر جاؤ وہی ہوگی آئی زل۔۔۔

شازم نے قدم اس کے کمرے کی جانب بڑھائے۔۔۔ دروازے کے قریب پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔

آئی زل جو کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی فوراً آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔۔۔ اسے

سامنے دیکھ کر فوراً پیچھے ہٹی۔۔۔ اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔۔۔

شازم نے دروازے کو کھلا ہی چھوڑ دیا۔۔۔

آ جاؤ بیگ لیکر۔۔۔

وہ بیگ لیکر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔۔۔

کو نسا سبجیکٹ مشکل لگتا ہے۔ پہلے وہ نکالو۔۔۔

جی! اس نے فوراً میتھس کی بک نکال کر اسے پکڑادی۔۔۔

کو نسی ایکس سائی ز نہیں آتی۔۔۔ شازم سنجیدگی سے اس کی طرف متوجہ تھا۔۔۔

وہ اس کا کل ٹیسٹ ہے وہ ایک پیج کھول کر بولی۔۔۔

شازم نے اسے سمجھانا شروع کیا۔۔۔ وہ بھی پوری توجہ سے اسے سن رہی تھی۔۔۔

سوال سولو کرنے کے بعد اس نے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ آگئی سمجھ۔۔۔

جی اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

چلو باقی کے تم سولو کروں۔۔۔

شازم وہ کوئی سچن اسے دو دفعہ سمجھا چکا تھا۔۔۔ پوچھنے پر وہ کہتی تھی اسے سمجھ آگیا۔۔۔

لیکن اس سے سولو نہیں ہو رہے تھے

کوئی دسویں دفعہ سوال کو حل کرنے کی کوشش کی گئی۔۔۔ جو ایک دفعہ پھر

ناکام ٹھہری۔۔۔

شازم اس کی طرف ہی متوجہ تھا۔۔۔ جو بار بار اسے حل کرنے کی کوشش کر چکی

تھی۔۔۔ پر اس سے حل نہیں ہوا۔۔۔

اس نے روہانسی چہرہ بنا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

ادھر دیکھاؤ۔۔۔ کہاں سے سولو نہیں ہو رہا۔۔۔ شازم نے اس کے ہاتھ سے رجسٹر

لیا۔۔۔ ایک بار پھر اس کو سمجھانا شروع کیا۔۔۔

اب لگ گئی سمجھ۔۔۔ اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

جی۔۔۔ لگ گئی۔۔۔

گڈ۔۔۔ چلو اب دوبارہ ٹرائی کر۔۔۔
 اب کی بار پہلی کوشش میں ہی وہ کامیاب ہوئی تھی۔۔۔
 اس طرف دیکھ خوشی سے چلائی۔۔۔ یاہو! ہو گیا سولو۔۔۔
 شازم اس کے چلانے پر بڑبڑایا تھا۔۔۔ پاگل
 اس کے چہرے پر بچوں جیسی خوشی دیکھ اس کے لب خود بخود مسکرائے تھے۔۔۔



ماروا اپنے بابا کا انتظار کر رہی تھی جنہیں گئے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔۔۔ پروہ ابھی تک
 نہیں آئے تھے۔۔۔

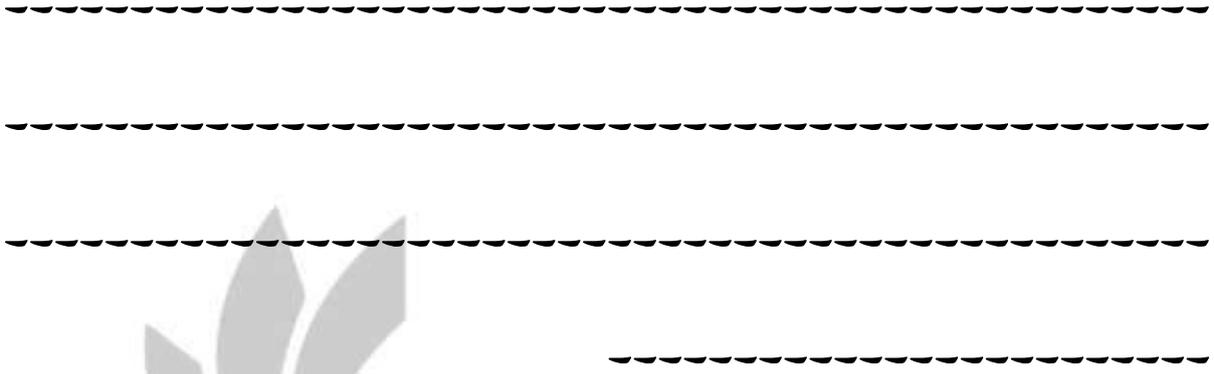
ماما بابا کب سے گئے ہیں۔۔۔ پرا ابھی تک واپس نہیں آئے۔۔۔
 ان کو کال کر کے پوچھو۔۔۔ کہاں رہ گئے۔۔۔ آمنہ بیگم اس سے مخاطب
 ہوئی۔۔۔

جی ماما۔۔۔ اس نے کال ملائی۔۔۔ فون بج رہا تھا پر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔۔۔

ماما بابا کال پک نہیں کر رہے۔۔۔

اچھا تم ٹرائے کرتی رہو۔۔ ٹریفک میں پھنس گئے ہونگے۔۔۔

جی ماما۔۔ ماروا ثبات میں سر ہلاتے ایک بار پھر انہیں کال ملا چکی تھی۔



شازم اور آرش کھڑے کچھ ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔ جب شازم کو دور سے ہی الوینا آتی ہوئی می دیکھائی می دی۔۔

کل یہ بلا نہیں آئی تھی تو کتنا سکون تھا کلاس میں۔۔ شازم اونچی آواز میں اسے دیکھ کر بولا۔۔

کس کی بات کر رہا ہے۔۔۔ آرش نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔۔

پچھے دیکھ وہ چڑیل آرہی ہے۔۔۔ وہ بھی اپنی چمچی کے ساتھ۔۔۔ شازم الوینا کے پچھے آتی فاطمہ کو دیکھ گیا ہوا۔۔

آرش نے پیچھے مڑ کر دیکھا الوینا اور فاطمہ کو آتا دیکھ اس کے چڑنے کی وجہ سمجھ چکا تھا۔۔۔

ویسے ایک بات تو بتا تھے اس بے چاری سے کیا مسئی لہ ہے۔۔۔
خیر اتنی بے چاری تو وہ بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ تو اس کی حمایت کرنا بند کر۔۔۔ شازم چڑتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

شازم کو شروع سے ہی یہ لڑکی زہر لگتی تھی جو ہمیشہ آرش کے ارد گرد منڈلاتی ہوئی ہی نظر آتی تھی۔۔۔

شازم نے اس کے پیچھے آتی فاطمہ کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے ایسے لوگ بھی زہر لگتے تھے جو دوسروں کی چچہ گیری کرتے تھے۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ الوینا نے اس یونیورسٹی میں ایڈمیشن صرف آرش کے لیے لیا تھا۔۔۔

وہ دندتا ہوا اس کے کمرے میں داخل

ہوا۔۔۔

آئی زل نے ناگواری سے اس کا غصے والا روپ دیکھا تھا۔۔۔
 تمہاری ہمت کیسے ہوئی ی اس شازم سے پڑھنے کی۔۔۔
 تم کل اس سے نہیں پڑھو گی۔۔۔ فوراً سے منع کرو۔۔۔ لگ گئی سمجھ۔۔۔۔۔
 آپ ہوتے کون ہے مجھے اپنے تابع کرنے والے۔۔۔ پہلی بات تو یہ کہ یہ گھراپ کا
 بالکل بھی نہیں کہ جہاں آپ منہ اٹھا کر کسی بھی کمرے میں گھس جائے گے۔۔۔
 دوسری بات میں آپ کی زر خرید غلام نہیں ہوں۔۔۔ جو آپ کی باتیں مانو۔۔۔
 اسے پاپانے پر میشن دی ہے مجھے پڑھانے کی۔۔۔ آئی ی بات سمجھ میں۔۔۔
 آئی ندہ مجھ سے اس لنگوتج میں بات مت کرنا۔۔۔
 نہیں تو پاپا کو بتانے میں دیر نہیں کروں گی۔۔۔
 اب آپ یہاں سے جا سکتے ہیں۔۔۔ مجھے آپ سے بات کرنے میں کوئی ی دلچسپی
 نہیں۔۔۔

وہ اسے اپنے انداز میں گیٹ اوٹ کہہ چکی تھی۔۔۔

نعمان جیسے آیا تھا ویسے ہی نکل گیا۔۔۔

فیاض صاحب خوش سے مارو کی پسند کالا کٹ لیے گولڈ شاپ سے باہر نکلے۔۔۔
یہ لاکٹ مارو کو دو مہینوں پہلے پسند آیا تھا۔۔۔ اس کی پسندیدگی دیکھتے ہوئے انہوں
نے فوراً ہی اس کا آرڈر دے دیا تھا جو اسے اس کے رزلٹ پر گفٹ کے طور پر دینا چاہتے
تھے۔۔۔

ان کی بائی یک جانے پہچانے راستوں پر گامزن تھی۔۔۔ جب ذرا سنسان گوشے میں
آکر ایک بائی یک ان کے سامنے رکی۔۔۔ دونوں بائی یک سوار اتر کر ان کے نزدیک
آئے۔۔۔ جو شاید جیولری شاپ سے ہی ان کا پیچھا کر رہے تھے۔۔۔

موقع ملتے ہی وہ ان کے سامنے موجود تھے۔۔۔

چل بھٹی بڑھے جلدی سے نکال جو کچھ بھی ہے۔

انہوں نے چپ چاپ وائی لٹ اور موبائی ل ان کی جانب بڑھا دیا۔۔۔

ہمیں بے وقوف سمجھا ہے جو ابھی جیولری شاپ سے لے کر نکا ہے وہ بھی نکال۔۔۔

چیک کر اسے۔۔۔ ایک آدمی نے دوسرے کو اشارہ کیا۔۔۔ ان کی پاس سے وہی لاکٹ

ملا جو وہ اسپیشل مارو کے لیے لارہے تھے۔۔۔

باس یہ لاکٹ ملا ہے۔۔۔

نہیں یہ لاکٹ واپس دو۔۔۔ یہ میں تمہیں نہیں لے جانے دوں گا۔۔۔

انہوں نے لاکٹ واپس ان کے ہاتھ سے کھینچا۔۔۔

ابے بڑھے غصے مت دلا لاکٹ واپس کر۔۔۔ ان کی بحث پر ایک شدید غصے میں

بول۔۔۔

فیاض صاحب مسلسل مزاحمت کر کے انہیں غصہ دلارہے تھے۔۔۔

جب ایک نے غصے سے ان پر گن تانی۔۔۔ چل جلدی کر تیرے ڈرامے دیکھنے کے لیے

نہیں کھڑا۔۔۔

نہیں دوں گا تم چاہے جتنی مرضی زبردستی کر لو۔۔۔

ان کی ہٹ دھرمی انہیں غصہ دلارہی تھی۔۔۔ ان کے مسلسل نہ نہ کی تکرار نے ان کا

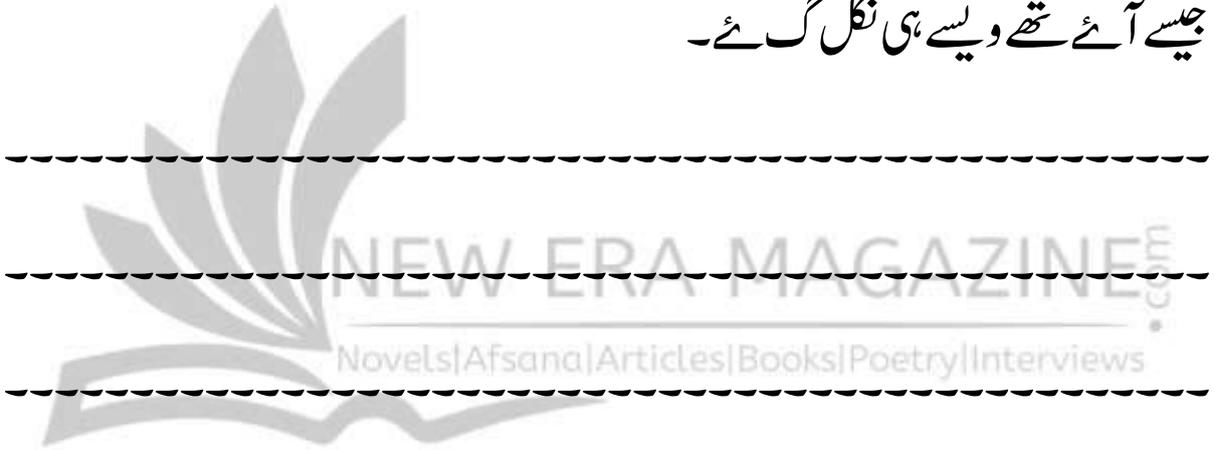
میٹر شاٹ کیا تھا۔۔۔

غصے میں آکر ٹریگر دبا یا تھا۔۔۔ خاموش فضا میں گولی کی آواز گونجی۔۔۔ فیاض صاحب

کی آنکھوں میں زندگی کی قندیل بج رہی تھی۔۔۔ ان آنکھوں میں کیا کچھ نہ تھا۔۔۔

بے بسی۔۔۔ اپنی لاڈلی کو ایک آخری بار دیکھنے کی حسرت۔۔۔ اپنی بیوی اور بیٹی کو اکیلا

چھوڑ کر جانے کا غم۔۔۔ کتنی دیر ان کی سسکیاں گونجتی رہی پھر گہرا سکوت چھا گیا۔۔۔
 گہری جامد خاموشی۔۔۔
 اوئے گولی کیوں چلائی۔۔۔ ہم ایسے ہی اس سے لے لیتے۔۔۔ ایک غصے بھری آواز
 میں دوسرے پر چلایا۔۔۔
 چل یہاں سے تجھے زیادہ ہمدردی ہو رہی ہے۔۔۔ اس کو واپس چلنے کا اشارہ کرتے وہ
 جیسے آئے تھے ویسے ہی نکل گئے۔



دو گھنٹوں تک وہ لاوارثوں کی طرح وہی پڑے رہے۔۔۔ جب کسی کو ان پر ترس آیا تو
 ایسبولینس کو کال کر دی۔۔۔
 ہسپتال پہنچنے تک ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔۔۔
 ان کی جیب میں فقط ایک آئی ڈی کارڈ تھا۔۔۔ جس سے ان کی شناخت ہو چکی
 تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد ان کی باڈی کو ایمبولینس میں ڈال کر ان کے گھر لے کر جایا گیا۔۔۔ جہاں ان کی بیوی اور بیٹ ان کی منتظر تھی۔۔۔ پر انہیں یہ خبر نہ تھی کہ وہ اس حال میں واپس لوٹے گئے۔۔۔

محلے میں ایمبولینس کی گاڑی آ کر رکی۔۔۔ سب لوگوں میں چہ مگوئی یاں شروع ہو چکی تھی۔۔۔

مارو اور آمنہ بیگم ان کا انتظار کر کے پریشان سی بیٹھی تھی۔۔۔ باہر ایمبولینس کی آواز سن کر آمنہ بیگم کو کچھ عجیب سا احساس ہوا۔۔۔ جیسے کوئی اپنا روٹھنے والا ہو۔۔۔ انہوں نے قدم دروازے کی جانب بڑھائے جہاں سے کچھ لوگ سٹرپچر پر کسی کو ڈالے اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔

انوں نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ مارو کا ہاتھ ب ساختہ منہ پر گیا۔۔۔ دونوں نے ایک دوسرے سے نظریں چرائی۔۔۔ جیسے کوئی بری حقیقت کو نا سمجھنے کی کوشش کی گئی۔۔۔

آمنہ بیگم ہمت کرتی آگے بڑھی۔۔۔ سٹرپچر پر سے کپڑا ہٹایا۔۔۔ سامنے پڑے وجود کو دیکھ انہیں اپنی دنیا گھومتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

مارونے بے یقینی سے سٹر پیچر پر پڑے وجود کو دیکھا۔۔۔ اس کے دماغ نے اس حقیقت کو جھٹلایا تھا۔۔۔ آنکھوں کے گرد اندھیرا چھایا کچھ بھی سوچنے اور سمجھنے سے پہلے وہ زمین بوس ہوئی۔

ماضی

اب تو رورو کر آنکھیں بھی خشک ہو چکی تھی۔۔۔ جانے کب سے وہ ان کے اوپر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔۔۔

بابا ایک بار میری بات سنیے۔۔۔ آپ تو میرا گفٹ لانے گئے تھے۔۔۔ آپ ایسے مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔۔۔ آپ نہیں جاسکتے ایسے۔۔۔ وہ ایک دفعہ پھر تڑپ کر روتی سب کی آنکھیں بھی نم کر گئی تھی۔۔۔

آمنہ بیگم نے اسے سینے سے لگایا۔۔۔ انہیں خود اس وقت سہارے کی ضرورت تھی۔۔۔ پر وہ خود مسلسل اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔ وہ ان سے زیادہ اپنے بابا سے اٹیچ تھی۔۔۔ اپنی ہر بات ان سے شیئی رکرتی آئی تھی۔۔۔

بابا میں کس سے اپنی بات شیئی رکروں گی۔۔۔ بابا ایک بار واپس آجائیے۔۔۔ میں کبھی بھی آپ کو تنگ نہیں کروں گی۔۔۔

آمنہ بیگم اسے سینے سے لگائے خود بھی رونے میں مصروف تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی ان کی آہ و پکار سننے والا اب بہت دور جا چکا تھا۔۔۔ ایسی جگہ جہاں سے
واپسی ناممکن ہے۔

شازم اور وہ دونوں کینیٹین میں بیٹھے تھے

جب وہاں الوینا آتی ہوئی ی نظر آئی۔۔۔ اسے دیکھ کر شازم نے منہ کا زاویہ

بگاڑا۔۔۔

الوینا بنا سے دیکھ آرش کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔ آرش مجھے تم سے بہت ضروری

بات کرنی ہے۔۔۔

آرش نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

آرش ضروری بات ہے کیا تم تھوڑی دیر سائیڈ میں آسکتے ہو۔۔۔۔۔ اس نے شازم

کی طرف دیکھ کر اسامنے بناتے ہوئے کہا۔۔۔ دونوں ہی ایک دوسرے کو بالکل بھی

پسند نہیں کرتے تھے۔۔۔۔

کیوں ایسی بھی کیا بات ہے جو میرے سامنے نہیں ہو سکتی۔۔۔ جو بھی کہنا ہے ادھر ہی
 کہو۔۔۔ آرش کہی نہیں جائے گا۔۔۔ شازم تڑخ کر گویا ہوا۔
 پلیز آرش کیا تم میری اتنی سی بات نہیں مان سکتے۔۔۔
 آرش کچھ سوچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ چلو! اسے اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔
 کینیٹین سے ذرا فاصلے پر آکر دونوں رکے۔۔۔
 بولو کیا بات کرنی ہے۔۔۔ وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا۔۔۔
 الوینا لفظوں کو ذہن میں ترتیب دیا اور رنگ لیکر اس کے قدموں میں جھکی۔۔۔
 جو اسے کچھ دیر پہلے سائیڈ پر لائی تھی۔۔۔ اب سب کو اپنی طرف متوجہ کر چکی
 تھی۔۔۔ اس کا مقصد اسے صرف شازم سے دور لانا تھا تاکہ وہ سکون سے بات
 کر سکے۔۔۔ اسے خود پر بے انتہا یقین تھا کہ وہ اسے کبھی بھی ریجیکٹ کر ہی نہیں
 سکتا۔۔۔ پرا بھی اس کا یہ یقین ٹوٹنے والا تھا۔۔۔
 آرش میں تم سے محبت کرتی ہوں۔۔۔ اب سے نہیں تب سے جب سے میں نے
 تمہیں پہلی بار اپنے گھر میں دیکھا تھا۔۔۔ تمہیں یاد ہے وہ دن جب تم پہلی بار ہمارے
 گھر آئے تھے انکل کے ساتھ۔۔۔ بس تب سے ہی تم اس دل میں ایسے سمائے کے آج
 تک نکل نہ سکے۔۔۔

Do you love me?

اس نے آس بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ آرش نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

کینٹن پر موجود تمام سٹوڈنٹ کا حال بھی اس سے جدا نہ تھا۔۔۔ یونی کی سب سے نک چڑی لڑکی جو کسی کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی تھی آج کسی کے سامنے جھکی تھی۔۔۔ پلیز الوینا پہلے تم کھڑی ہو۔۔۔ پلیز میری ریکوسٹ ہے۔۔۔

اسے کھڑے ہوتے دیکھ شازم بھی ان کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ جو کب سے اس لڑکی کے تماشے دیکھ رہا تھا۔۔۔

آرش ایسا پاگل پن کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ یہ لڑکی تو شروع سے ہی پاگل ہے اب تمہیں بھی کرنا چاہتی ہے۔۔۔ شازم نے ناگوار نظروں سے اسے گھورا۔ الوینا نے خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور پھر تڑخ کر گویا ہوئی۔۔۔ میں تم سے مخاطب نہیں ہوں مہربانی کر کے اپنا منہ بند کرو۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کو شعلہ برساتی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔

جو اسے سائیڈ پر لائی تھی بات کرنے کے لیے تاکہ سکون سے بات کر سکے پر وہ یہاں بھی ٹپک پڑا تھا۔

تم دونوں مجھے بولنے دو گے۔۔۔ آرش نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔۔۔ سچ میں دونوں خاموش ہوئے۔۔۔

دیکھو الوینا تم ہمیشہ سے میری بہت اچھی دوست ہو۔۔۔ میں نے تمہیں کبھی اس نظروں سے نہیں دیکھا۔۔۔ میں نے ہمیشہ اپنے لائی ف پارٹنر میں جو خوبیاں سوچی ہیں ایم سوری ٹو سے۔۔۔ تم میں وہ بالکل بھی نہیں ہیں۔۔۔

میں یہ بالکل بھی نہیں کہہ رہا کہ تم اچھی لڑکی نہیں ہو۔ تم بہت اچھی ہو پر میں نے تمہیں صرف دوست سمجھا ہے۔۔۔ تم میری بات سمجھ رہی ہو۔۔۔

پلیز میری بات کا مائی نڈ مت کرنا اور ٹھنڈے دماغ سے سوچنا۔۔۔

اپنی بات کہتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔ الوینا کا دھواں دھواں چہرہ دیکھے بغیر۔۔۔ شازم بھی فوراً اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔

شازم کو اسے پڑھاتے تین ماہ سے زیادہ ہو چکا تھا۔ اس دوران دونوں کی اچھی خاصی انڈرسٹنڈنگ ہو چکی تھی۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کے دل کا حال جانتے تھے۔۔۔ پر اظہار دونوں میں سے کسی نے
بھی نہیں کیا تھا۔۔۔

شازم اور آئی زل مسلسل کسی کی نظروں میں کھٹک رہے تھے۔۔۔



وقت کسی کے لیے بھی نہیں رکتا۔۔۔ ماروا اور آمنہ بیگم کے لیے بھی نہ ٹھہرا۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کی خاطر خود کو سنبھال چکی تھی۔۔۔

مارو تو آگے پڑھنا ہی نہیں چاہتی تھی لیکن آمنہ بیگم کی ضد کے آگے ان کی ایک بھی نہ
چلی اور وہ اسے کالج بھیجنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

مامامیری وجہ سے آپ کو کتنی محنت کرنا پڑتی ہے۔۔۔ ہے نا

ماروان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ جو سچ میں کبھی کپڑے سلائی کر تی کبھی

کڑھائی کر تی اور کبھی بچوں کو پڑھاتی ہوئی نظر آتی۔۔۔

کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔ میں نے اور فیاض نے بہت اچھا وقت ساتھ گزارا ہے۔۔۔

ہمیشہ ایک دوسرے کا سہارا بننے کی کوشش کی ہے۔۔۔

اور ہم دونوں کی زندگی کا واحد مقصد صرف تمہاری اچھی پرورش کرنا تھا۔۔۔ وہ ہمیشہ

کہتے تھے کہ مارو کو بہت پڑھانا چاہتے تھے۔۔۔ تمہارے ہر خواب کو پورا کرنا چاہتے

تھے۔۔۔ کیا ہوا اگر وہ ہمارے ساتھ نہیں ہیں۔۔۔ مگر ابھی میں تو زندہ ہوں۔۔۔

ان کے اس خواب کو میں ضرور پورا کروں گی۔۔۔

تمہارے سارے خوابوں کو پورا کر کے۔۔۔

آمنہ بیگم محبت سے اسے دیکھتے گویا ہوئی۔۔۔ اسے ساتھ لپٹاتے اس کے ماتھے پر

بھوسہ دیا۔۔۔ میری زندگی کا کل سرمایہ ہو۔۔۔ اور اپنے بابا کا چاند۔۔۔ وہ بھرائی

ہوئی آواز میں بولی۔۔۔

مارو نے سیدھے ہو کر ان کے آنسو صاف کیے۔۔۔ میں ہوں نہ آپ کے ساتھ آپ کی

بیٹی۔۔۔

حال

مارو جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی خاموشی نے اس کا استقبال کیا۔۔ اس نے گھڑی کی طرف دیکھا جو تقریباً ایک بجے کا وقت بتا رہی تھی۔۔

یعنی آئی زل کے یونی سے آنے کا وقت بھی ہو چکا تھا۔

پر اس نے حیرانی سے کچن کی طرف دیکھا جہاں سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔۔
نہیں تو ہر روز رضیہ بیگم اس وقت ان کے لیے دوپہر کا کھانا تیار کرنے میں مصروف ہوتی۔۔

اس نے تشویش سے کچن کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔ پر رضیہ بیگم تو وہاں موجود نہ تھی۔۔۔

اس نے انھیں آواز لگائی۔۔۔ ماما کدھر ہیں؟ پر کوئی آواز نہ آئی۔

کچن سے باہر آتے اسے آئی زل کی آواز آئی یعنی وہ یونی سے واپس آئی تھی۔۔۔

السلام علیکم آپنی! اسے دیکھ فوری سلام کیا۔۔۔ آپنی ماما کدھر ہیں۔۔۔

ماما کو کہو کہ بہت بھوک لگی ہے کھانا لگا دے میں فریش ہو کر آتی ہوں۔۔۔

ماما کچن میں نہیں ہیں شاید کمرے میں ہو۔۔۔ میں انھیں ہی دیکھنے جا رہی تھی۔۔۔

اچھا چلیں پھر اکٹھے ہی چلتے ہیں۔۔۔

وہ دونوں جیسے ہی کمرے کی جانب بڑھی کھلے دروازے میں سے ایک وجود زمین پر گرا
ہوا نظر آیا جو یقیناً رضیہ بیگم کا ہی تھا۔۔۔

دونوں اپنی اپنی جگہ ساکت ہوئی۔۔۔ پہلے مارو کو ہی ہوش آیا جلدی سے ان کی
طرف بڑھی۔۔۔ ماما کیا ہوا آپکو؟

ماما میری طرف دیکھے۔۔۔ مجھ سے بات کریں۔۔۔ پانی لے کر آؤ۔۔۔ مارو سکتے ہیں
کھڑی آئی زل پر چیختی تھی۔۔۔ وہ بھی فوراً بھاگ کر پانی لائی۔۔۔ اور مارو کی
طرف بڑھایا۔۔۔

مارو نے پانی کے چھینٹے ان کہ منہ پر مارا نہیں ہوش میں لانے کی کوشش کی لیکن
بے سود۔۔۔

آئی زل پاس کھڑی رونے میں مصروف تھی۔۔۔ مارو اس کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔
آزو میں ٹیکسی لے کر آتی ہوں۔۔۔ تم ماما کے پاس بیٹھو۔۔۔ سن رہا ہے میں کیا کہہ
رہی ہوں۔۔۔ مارو اسے وہی جمادیکھ کر مخاطب ہوئی۔۔۔
اس نے سمجھ کر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

مارو فوراً باہر کی طرف بڑھی۔۔۔ تقریباً گلے پانچ منٹوں کے بعد وہ ٹکسی لیکر گھر کے باہر موجود تھی۔۔۔ دونوں سہارا دے کر ٹیکسی تک لائی۔۔۔ آئی زل کو مسلسل روتا دیکھ مارو بولی آزو۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا ماما کو میں ہوں نا۔۔۔ مجھ پر بھروسہ رکھو۔۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گی۔۔۔

دونوں کو انتظار کرتے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا جب ڈاکٹر باہر آئی۔۔۔۔۔ اس لاپرواہی کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔۔ آپ لوگ خود ان کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔۔۔ تین ہفتوں سے زیادہ ہو چکا ہے انہوں نے کوئی میڈیسن نہیں لی۔۔۔ دونوں نے ایک دوسرے سے نظریں چرائی جو اپنی اپنی پریشانی میں انہیں تو بھولا چکی تھی۔۔۔

تم لوگ جانتی ہو کہ وہ ہارٹ پشینٹ ہیں۔۔۔ ویٹ ڈاکٹر۔۔۔ ماما کو تو صرف سانس کا مسیٰ لہ ہے۔۔۔ یہ ہارٹ پر و بلم تو نہیں ہیں۔۔۔

جی نہیں آج سے دو ماہ پہلے جب وہ لاسٹ چیک اپ کے لیے آئی تھی میں انہیں تب ہی بتا چکا تھا۔۔۔ آئی زل بھی اس کے بارے میں جانتی ہے۔ یہ بھی تو ساتھ آئی تھی۔۔۔

مارونے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ جو مسلسل نظریں چرارہی تھی۔۔۔
 وہ سر جھٹک کر دوبارہ ڈاکٹر کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔
 اب ان کی کنڈیشن سٹیبل ہے۔۔۔ پرنکسٹ بی کی ئی رفل۔۔۔ انکی میڈیسن کو لے کر
 کوئی می لا پرواہی مت کریں۔۔۔
 ڈاکٹر کہہ کر چلا گیا۔۔۔

آپی میری بات سنے۔۔۔ میں آپ کو بتانا چاہتی تھی۔۔۔ پر مامانے منع کر دیا۔۔۔ یہ کہہ
 کہ وہ پہلے سے ہی اتنی ٹینشن میں رہتی ہے۔۔۔ اب اس چیز کا بوجھ اس پر مت ڈالنا۔۔۔
 پل میں پر ایا کر دیا تم لوگوں نے۔۔۔ وہ بھرائی می ہوئی می آواز سے بولی۔ خیر میں بل
 پے کر آتی ہوں۔۔۔

اس کی کوئی می بھی بات سنے بغیر وہ نکلتی چلی گئی۔

ماضی

آر ش کا فون رنگ ہوا۔۔۔ اس نے چیک کیا کا مران انکل کی کال تھی۔۔۔

یاریہ کامران انکل کیوں کال کر رہے ہیں۔۔۔ آرش اس کی طرف دیکھتے گویا ہوا۔۔
ڈرامہ کوین نے گھر جا کر کر دی ہوگی تیری شکایت باپ سے۔۔۔ اب تیری پیشی ہوگی
ادھر۔۔۔ شازم نے اپنی رائے دی۔۔۔

تو دو منٹ منہ بند رکھنا۔۔۔ آرش نے تنبیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔
السلام علیکم! آرش نرمی سے گویا ہوا۔۔۔

وہ بغیر سلام دعا کیے شروع ہو چکے تھے۔۔۔

آرش تم نے ٹھیک نہیں کیا میری بیٹی کے ساتھ۔۔۔ میں تو تمہیں ایک اچھا لڑکا سمجھ رہا
تھا۔۔۔ پر تم بھی باقی لڑکوں کی طرح نکلے پہلے اس کو لیکر یونی میں گھومتے رہے اور اب
جب شادی کی بات آئی تو وہ محض تمہاری دوست ہو گئی۔۔۔

یہ بات آرش کو کافی ناگوار گزری۔۔۔ یہ بات تو بالکل بھی سچ نہ تھی کہ وہ اسے لیکر
یونی میں گھومتا ہو۔۔۔ بلکہ ہر بار وہ ان کے پاس آتی تھی۔۔۔ نہیں تو اس نے آج تک
کسی لڑکی کو اپنے قریب بھٹکنے تک نہ دیا تھا۔۔۔

وہ شروع ہی سے اپنی لمٹ میں رہنا جانتا تھا۔۔۔ اسے ہمیشہ سے ہی اپنی حدود کا پتہ
تھا۔۔۔ آرش کے ساتھ ساتھ شازم بھی لڑکیوں سے کوسوں دور رہتا تھا۔۔۔ دونوں
میں ایک بات مشترک تھی کہ وہ عورتوں کی عزت کرنا جانتے تھے۔۔۔

الوینا کی دوستی کی پیشکش اس نے صرف اس لیے قبول کی کہ وہ اس کی کزن تھی۔۔۔ اور بابا نے بھی اسے یونی میں گائیڈ کرنے کے لیے کہا تھا اب اپنے باپ کی بات مان کر پچھتارہا تھا۔۔۔

انکل آپ غلط بات کر رہے ہیں میں کبھی بھی کہیں بھی اسے لیکر نہیں گھوما۔۔۔ جو بھی ہو پر صرف اور صرف تمہاری وجہ سے اس نے خودکشی کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔

وٹ! کیا کہہ رہے ہیں انکل؟ کیا اب وہ ٹھیک ہے۔۔۔ آپ مجھے ہو اسپتال کا نام بتائے میں فوری آتا ہوں۔۔۔

ہسپتال نہیں ہے وہ گھر آ گیا ہوں اسے لیکر۔۔۔

انکل میں تھوڑی دیر تک پہنچتا ہوں۔۔۔ وہ فون رکھ کر شازم کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

جلدی چل شازم۔۔۔ الوینا نے سوسائٹیڈ کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ چل اسے دیکھ کر آتے ہیں۔۔۔

میں نہیں جا رہا تو جا۔۔۔ شازم برگر کے ساتھ انصاف کرتا ہوا بولا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہا ہے شازم۔۔۔ کسی کی زندگی کا سوال ہے اور تو یہاں برگر کھاریا
ہے۔۔۔

ڈرامے کر رہی ہے۔۔۔ شازم نے اپنی رائے دی۔۔

شازم اگر تجھے نہیں چلنا تو نہ چل۔۔۔ پر کسی کو حج کرنے کا تجھے کوئی حق نہیں۔۔۔
آرش ایک افسوس بھری نظر اس پر ڈالتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE

آرش کی گاڑی الوینا کے بنگلے کے آگے رکی۔۔۔ کار پارک کر کے وہ اندر کی جانب
بڑھا۔۔۔

لاؤنج میں ہی کامران صاحب اسے ٹہلتے ہوئے نظر آگئے۔۔۔ انکل کیسی ہے الوینا؟
اس نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔
اب کیا دیکھنے آئے ہو کہ وہ مری کہ نہیں تمہارے پیچھے۔۔۔
انکل کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔۔ میں واقعی میں شرمندہ ہوں۔۔۔

اپنے کمرے میں ہے۔۔۔ ایک بات سن لو اب کوئی می ٹنشن مت دینا اسے۔۔۔ کامران
انگل اسے تنبیہ نظروں سے دیکھتے گویا ہوئے۔

آرش اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔ وہ تکیوں
کے سہارے نیم دراز تھی۔۔۔

آرش تم یہاں؟ کمال کی اداکاری کی گئی۔

میں پوچھ سکتا ہوں یہ کیا حرکت تھی۔۔۔

کونسی حرکت؟ اگر تم اس کی بات کر رہے ہو تو مجھے ذرا افسوس نہیں۔۔۔ وہ اپنے بینڈج

والا ہاتھ دیکھ کر بولی۔

جب تم ہی نہیں میری زندگی میں توجی کر کیا فائی وہ۔۔۔ ایسی اداکاری پر شازم ضرور

اسے آسکر سے نوازتا۔۔۔

ایک چھوٹا سا کٹ لگا کر وہ اچھی خاصی ہمدردی سمیٹ چکی تھی۔۔۔

جسٹ شٹ اپ! اب مجھے تمہاری کوئی بھی بکو اس کی آواز نہیں آئے۔۔۔

تم یہی چاہتی ہو کہ ہم دونوں ایک ہو جائے۔۔۔ تو ٹھیک ہے میں تمہارا پوپوزل ایکسپٹ

کرتا ہوں۔

جذبات میں آ کر وہ اپنی زندگی کا سب سے غلط فیصلہ کر چکا تھا۔۔۔

حال

مارو اور آئی زل انہیں گھر لے آئی تھی۔۔۔ ان کی طبیعت پہلے سے سنبھل چکی تھی۔۔۔

ماروان دونوں سے ناراض تھی جنہوں نے مشکل وقت میں اسے پرایا کر دیا تھا۔۔۔ وہ کیسے اس کو غیر تصور کر سکتی تھی۔۔۔

مارو میری جان ناراض ہو اپنی ماما سے۔۔۔ رضیہ بیگم آہستہ سے بولی۔۔۔
مارو کچھ نہ بولی بس خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔۔۔

معاف نہیں کروں گی اپنی ماما کو۔۔۔ سوری میری جان مجھے شاید یہ سب تم سے نہیں چھپانا چاہیے تھا۔۔۔ اور آئی زل کو بھی میں نے ہی منع کیا تھا۔ وہ آئی زل کی بے چینی دیکھ کر بولی۔۔۔

تم پہلے کیا کم ٹینشن لیتی ہو جو میں ایک اور دے دیتی بس اس وجہ سے نہیں بتایا۔۔۔
نہیں ہوں میں ناراض۔۔۔ پر آپ کو مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپانا چاہیے تھا۔۔۔

اچھا اس بار معاف کر دو آگے سے ایسا کچھ نہیں ہوگا۔۔۔

آپ کو معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ماما۔۔۔

مارولاڈ سے ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر بولی۔۔۔ آئی زل بھی ان سے لپٹ گئی۔

مارو بے چین سے تھی کہ اسے یہ کام کرنا چاہیے کہ نہیں۔۔۔ پر اپنی ماما کی لائی ف کے لیے وہ یہ کام کرنے کو تیار ہوئی۔۔۔ پہلے بھی ایک دفعہ وہ اپنوں کو کھونے کا دکھ دیکھ چکی تھی۔۔۔ پر اب وہ کسی کو بھی نہیں کھونا چاہتی تھی۔

جو فیصلہ وہ پچھلے دو ہفتوں سے نہیں کر پار ہی تھی۔۔۔ وہ رضیہ بیگم کی بیماری نے ایک دن میں ہی کروا دیا۔۔۔

کچھ سوچ کر اس نے فاطمہ کا نمبر ملا دیا۔۔۔

السلام علیکم فاطمہ! میں تمہیں یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ میں اس کنٹریکٹ میریج کے لیے تیار ہوں۔۔۔

پر میں ان سب سے پہلے ان لوگوں سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔ تاکہ ساری بات کلٹی ہو سکے۔۔۔

ٹھیک ہے مجھے کوئی میسج نہیں۔۔۔ میں تمہیں ایڈریس سینڈ کر دوں گی۔۔۔
 تم پہنچ جانا۔۔۔ فاطمہ کی آواز فون سے گونجی۔۔۔
 اوکے میں آ جاؤں گی۔۔۔ وہ بے بس سی گویا ہوئی۔۔۔

وہ تیز تیز چلتی بس سٹاپ تک جا رہی تھی وہ کسی بھی حال میں بس مس نہیں کر سکتی
 تھی۔۔۔ وقت پر بس اسٹینڈ پر پہنچ کر اس نے سکھ سا سانس لیا۔۔۔ ابھی بس کے آنے
 میں وقت تھا۔۔۔

شازم دور سے کھڑا اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔۔۔ اس نے ارد گرد دیکھا
 جہاں اکاد کا لوگ تھے۔۔۔ یہ صحیح ٹائم تھا اس سے بات کرنے کا۔۔۔
 جو اپنے دھیان میں مگن سی بس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ جب قریب سے ہی اک
 مانوس سی آواز گونجی۔۔۔

آئی زل مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔ پلیز
 اب تم یہ مت کہنا کہ تم مجھے نہیں جانتی۔۔۔ اس کا منہ کھولتا دیکھ گویا ہوا۔۔۔

کیا ہمارا رشتہ اتنا کمزور تھا جو تم اتنی آسانی سے مجھے بھول گئی۔۔
 میرا نہیں خیال ہمارے درمیان ایسا کوئی می مضبوط رشتہ تھا جس کی بنا پر آپ یہ بات
 کہہ رہے ہیں۔۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔ اور نہ ہی میں
 ایسا کوئی می رشتہ تم سے جوڑنا چاہتی ہوں۔۔
 مہربانی کر کے مجھ سے دور رہو۔۔۔

آئی زل تم یہ سب کیوں کر رہی ہو۔۔ میری غلطی تو بتاؤ۔۔ تم بغیر کسی وجہ سے
 مجھے سزا نہیں دے سکتی۔۔ ہاں میں مانتا ہوں تمہیں تلاش کرنے میں نے بہت
 دیر کر دی۔۔ پر تم میرا یقین کرو جب سے تم گئی ہو میں ایک منٹ بھی سکون سے
 نہیں بیٹھا۔۔۔

غلطی جاننا چاہتے ہو۔۔ تم تو ایسے پوچھ رہے ہو جیسے تم کچھ جانتے ہی نہیں ہو۔۔
 ویسے حیرانگی کی بات ہے مجرم جرم کر کے خود پوچھ رہا ہے میں نے کیا کیا۔۔
 جاننا چاہتے ہو تم نے کیا کیا ہے تو سنو۔۔ تم نے ہمارے بھروسے، یقین اور مان کو توڑا
 ہے۔۔ کسی کی آنکھوں سے خوابوں کو نوچا ہے۔۔ تم ہماری خوشیوں کے قاتل
 ہو۔۔۔

شازم نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔۔

آزومیری بات سنو۔۔۔ میں تمہیں سب سمجھاتا ہوں جیسا تم سوچ رہی ہو ویسا کچھ
 نہیں ہے۔۔۔ تم میرے ساتھ چلو ہم بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔۔۔ شازم نے اس کا ہاتھ
 تھامنا چاہا۔۔۔ جسے اس نے فوراً جھٹک دیا۔۔۔
 بس کو آتا دیکھ وہ فوراً اس میں سوار ہوئی۔۔۔
 شازم نے مایوسی سے اپنے خالی ہاتھ کو دیکھا تھا۔۔۔



اس کی انگلیاں تیزی سے لپٹاپ پر چل رہی تھی۔۔۔ وہ ارد گرد کو بھلائے اپنے کام
 میں مگن تھا۔۔۔ جب اس کے موبائل پر رنگ ہوئی۔۔۔
 اس نے لپٹاپ سے نظریں ہٹا کر موبائل کی جانب دیکھا جہاں الوینا کالنگ لکھا آ رہا
 تھا۔۔۔

اس نے گہرا سانس بھرا اور اس کی کال اٹھائی۔۔۔
 ہائے آرش کیسے ہو؟
 میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آرش نے اس کو جواب دیا۔۔۔

میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے کال کی تھی۔۔۔ کہ لڑکی کا انتظام ہو چکا ہے۔۔۔ وہ ہم سے مل کر سب ڈسکس کرنا چاہتی ہے۔۔۔ اس لیے میں نے اسے ملنے کے لیے بلا لیا ہے۔۔۔

کائی نڈلی تم بھی ٹائی م پر پہنچ جانا۔۔۔ میں تمہیں ایڈریس سینڈ کر دیتی ہوں۔۔۔ اوکے اوکے ٹھیک ہے میں پہنچ جاؤں گا۔۔۔ آرش نے آنے کی حامی بھری۔۔۔ اوکے بائے! پھر ملتے ہیں۔۔۔ اس نے الوداعی کلمات کہہ کر کال کاٹی۔۔۔ ایک بار پھر اپنے کام کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔



وہ اس وقت فاطمہ کے سامنے موجود آرش اور الوینا کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ جب فاطمہ اس سے مخاطب ہوئی۔۔۔ مارو تم نے سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ لیا ہے۔۔۔ ہاں بالکل میں نے یہ فیصلہ پورے ہوش و حواس میں لیا ہے۔۔۔ تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے میں اپنے فیصلوں سے پیچھے نہیں ہٹی۔۔۔

کب تک آئے گے وہ لوگ۔۔۔ مارو ایک نظر اس کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔
بس آنے والے ہونگے۔۔۔

لو وہ آگئے۔۔۔ فاطمہ ان دونوں کو سامنے دیکھ کر بولی۔۔۔ مارو کی ان کی جانب پیٹ
تھی۔۔۔ تو وہ انہیں نہ دیکھ سکی اور نہ ہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی ضرورت محسوس
کی۔۔۔

سوری فاطمہ ٹریفک میں پھنس گئے تھے۔۔۔ الوینا فاطمہ کو دیکھ کر بولی۔۔۔ فاطمہ
ان کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی اور اٹھ کر اس کے گلے لگی۔۔۔

مارو نے ایسی کوئی ضرورت محسوس نہ کی اس لیے وہ چپ چاپ بیٹھی رہی۔۔۔
الوینا یہ مارب ہے اور مارو یہ الوینا ہے اور یہ ہیں آرش حیدر جس کی وائی ف کارول تم
نے پلے کرنا ہے۔۔۔

تم! دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر چلائے تھے۔۔۔ فاطمہ تمہیں بس یہ بند رہی ملا تھا
۔۔۔ مارو اسے سامنے دیکھ کر چلائی تھی۔۔۔

آرش بھی فوراً میدان میں کودا۔۔۔ فاطمہ تمہیں بس یہ اندھی چڑیل پلس نمونی ہی ملی
تھی۔۔۔ آرش نے اس کی طرف دیکھ کر دانت پیسے۔۔۔

اس کی بیوی بننے سے اچھا ہے بندہ زہر کھالے۔۔۔ مارو نے منہ کا زاویہ بگاڑا۔۔۔

اس سے شادی سے اچھا ہے بندہ سولی پر لٹک جائے۔۔۔ وہ کیوں پیچھے رہتا وہ بھی فوراً
 بولا۔۔۔

فاطمہ نے انہیں چوہے بلی کی طرح لڑتا دیکھ کر سر پکڑا تھا۔۔۔
 الوینا تم ہی انہیں چپ کرواؤ میری تو یہاں چلنے سے رہی۔۔۔ فاطمہ بے بسی سے گویا
 ہوئی۔

انہیں ایسے لڑتا دیکھ الوینا کو دل میں کمینی سی خوشی ہوئی۔۔۔ اسے یہ لڑکی پرفیکٹ لگی
 اس ڈرامے کے لیے۔۔۔ اور یہ ڈر بھی دل سے نکل گیا کہ کہی یہ جھوٹی شادی سچ نہ
 ہو جائے۔۔۔ پر انہیں ایسا لڑتا دیکھ وہ سارا پلان ترتیب دے چکی تھی۔۔۔

گائی ز کام ڈاؤن! تم دونوں کیسے بچوں کی طرح لڑ رہے ہو۔۔۔ تم دونوں بیٹھوں پہلے
 پھر بات کرتے ہیں۔۔۔ دونوں خاموشی سے بیٹھ گئے۔۔۔

دیکھو میری بات سنو تم دونوں کو نسا سچ میں شادی کر رہے ہو۔۔۔ یہ سب صرف ایک
 نالٹک ہے۔۔۔ بس کچھ دیر کی بات ہے پھر تم اپنے رستے اور ہم اپنے۔۔۔

الوینا ان دونوں کو دیکھ کر مخاطب ہوئی۔۔۔

وہ سب تو ٹھیک ہے۔۔۔ پر اس کا حلیہ چیک کرو۔۔۔ کہا سے یہ آرش حیدر کی بیوی لگتی
 ہے۔۔۔ آرش نے اسے دیکھ کر ناک سکیرا۔۔۔

تم وہ سب مجھ پر چھوڑ دو وہ میں ہینڈل کر لوں گی۔۔۔
 آرش سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا جو پیسوں کے لیے ایسا کام بھی کرنے کے لیے تیار
 تھی۔۔۔

پہلے وہ اسے صرف لڑا کا اور تیز طرار لگی تھی اب اس میں ایک اور چیز کا بھی اضافہ
 ہو چکا تھا۔۔۔ لالچی۔۔۔



جیسے ہی آرش نے اپنی رضامندی ظاہر کی۔۔۔ اس نے اپنے پیرنٹس سے بھی بات
 کر لی انہیں اس بات سے کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔۔
 حیدر صاحب تو بہت خوش تھے انہوں نے کامران کو بالکل اپنا بھائی ہی سمجھا تھا۔۔۔
 سب کی رضامندی پر ان کی انگیجمنٹ کا فنکشن رکھ لیا گیا۔۔۔
 سب اس کی منگنی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔۔ پر وہ خود ٹھنڈا سا بیٹھا تھا۔۔۔ خود کو
 ٹٹول رہا تھا کہ کیا اس نے صحیح فیصلہ کیا۔۔۔

شازم اندر آیا تو اسے رف سے حلیے میں بیٹھا دیکھ اس پر چڑھ دوڑا۔۔۔
تجھے ہی اس ڈائی ن سے منگنی کی آگ لگی تھی اب کیوں دکھی آتما بنا بیٹھا ہے۔۔۔ جب
ایک بار فیصلہ کر چکا ہے تو اس پر قائی م رہ۔۔۔
نہیں تو ابھی بھی وقت ہے اگر تجھے لگتا ہے تو اس کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتا تو انکار
کردے۔۔۔

نہیں میں اپنی بات پر قائی م ہوں۔۔۔ آرش حیدر اپنی بات سے پھرا نہیں کرتا
ہے۔۔۔ اگر ایک بات میں نے بول دی تو اس پر قائی م رہنا بھی جانتا ہوں۔۔۔
آرش یہ کوئی ی کھیل نہیں ہے تیری زندگی کا فیصلہ ہے سوچ سمجھ کر کرنا۔۔۔ شازم
نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔۔۔

اوکے میں چلتا ہوں مجھے آئی زل اور آئی کو بھی پک کرنا ہے۔۔۔ انکل کی طبیعت کچھ
ٹھیک نہیں اس لیے یہ ذمہ داری انہوں نے مجھ پر سوپی ہے۔۔۔

آرش ایک منٹ میں اپنی ٹینشن بھول کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔ جہاں اس کا چہرہ
آئی زل کے نام سے کھل اٹھا تھا۔۔۔

واہ بڑا بلش کر رہا ہے آئی زل کے نام سے۔۔۔ آرش نے شرارتی نظروں سے اس کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

چل اوئے زیادہ بکو اس نہ کر۔۔ شازم نے اسے گھوری سے نوازا۔
 میں تو کہتا ہوں تو بھی منگنی کر لے میرے ساتھ۔۔۔ کیا خیال ہے۔۔۔
 نہیں بھئی میں منگنی ونگنی بالکل بھی نہیں کروں گا ڈائی ریکٹ نکاح کروں گا۔۔
 آرش بھی اس کی باتوں سے محظوظ ہو رہا تھا۔۔۔ سچے دل سے صد اس کے خوش رہنے
 کی دعا مانگی۔

آئی زل جانا تو نہیں چاہتی تھی۔۔۔ پر اپنے پاپا کے اصرار پر وہ جا رہی تھی۔۔۔
 ولید صاحب کو کل شام سے بخار سا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ ان کے پاس ہی رکنا
 چاہتی تھی۔۔۔

کب سے اپنے سارے کپڑوں کو ادھر ادھر کر کے دیکھ چکی تھی اسے کوئی ڈریس
 ڈھنگ کی نہ لگی۔۔۔

اس نے جھنجھلا کر رضیہ بیگم کی طرف دیکھا۔۔۔ ماما ایک بھی ڈریس اچھی نہیں
 ہے۔۔۔ اب آپ ہی مجھے بتائے میں کیا پہنوں۔۔۔

اتنے سارے ڈریس ہیں کوئی سا بھی پہن لو۔۔۔ میری بیٹی تو ہر ڈریس میں پرنسز
 لگے گی۔۔۔ میں بھی ریڈی ہونے جا رہی ہوں۔۔۔ تم بھی جلدی سے ریڈی ہو
 جاؤ۔۔۔ اوکے

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے چلی گئی۔۔۔
 اب وہ بیڈ پر بیٹھی ان کپڑوں کے ڈھیر کو گھور رہی تھی جیسا ساری غلطی ان کی ہی ہو۔۔۔
 دروازے پر دستک ہوئی اس نے آنے والے کو اجازت دی۔۔۔
 بی بی جی! یہ پارسل آپ کے لیے آیا ہے۔۔۔ کام والی نے ایک بیگ اس کی جانب
 بڑھایا۔۔۔
 کیا ہے اس میں۔۔۔ آئی زل نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔
 بی بی جی میں نے کھولا نہیں۔۔۔

اوکے ادھر رکھ دو۔۔۔ وہ بیڈ پر اس بیگ کو رکھ کر چلی گئی۔۔۔
 آئی زل تجسس کے ہاتھوں اٹھ کر اس شاپنگ بیگ کو کھولا جس میں خوبصورت سے
 بلیک میکسی تھی۔۔۔ جس پر بلیک ہی نگینوں کا کام نفاست سے کیا گیا تھا۔۔۔
 آئی زل نے ستائش سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اسے حقیقت میں وہ میکسی پسند
 آئی تھی۔۔۔

اندر ایک کارڈ تھا جس پر صرف ایک سطر درج تھی۔۔۔

For my future wife...

آئی زل نے دھڑکتے دل سے اس لائین کو پڑھا۔۔۔۔

اس نے کھل کر کبھی اظہار نہ کیا تھا پراکثر اسے ایسے اشارے دیتا رہتا تھا۔۔۔

اس نے سرشار سی ہو کر وہ ڈریس اٹھائی اور ڈریسنگ روم میں بند ہوئی۔۔۔



شازم لاؤنج میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ جب ہیل کی ٹک ٹک نے اسے اپنی

جانب متوجہ کیا۔۔۔

اس نے سر اٹھا کر دیکھا جو اس کے دیے ڈریس میں آہستہ سے قدم اٹھاتے اس کی

طرف آرہی تھی۔۔۔ میکسی میں ایک چیز کا اضافہ ہو چکا تھا اس کے سر ہر سجا ہوا

خوبصورت حجاب۔۔۔ جو اس کی خوبصورتی میں چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔

شازم اپنی جگہ سٹل ہوا۔۔۔ وہ تو اس کی سادگی کا دیوانہ تھا۔۔۔ آج اس کے اس حسین

روپ کو دیکھ کر مسمرائی زہوا تھا۔۔۔

آئی زل نے نظر اٹھا کر دیکھا جو ٹکٹکی باندھے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس کا دل
بری طرح دھڑکا۔۔۔

وہ خود بھی کس قدر اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ اس کے ہم رنگ یعنی بلیک کرتا شلواری میں اوپر
بلیک ہی واسکٹ پہنے وہ واقعی ہی پیارا لگ رہا تھا۔۔۔ اس نے اپنی نظر پھیری کہی اس کی
نظر ہی نہ لگ جائے۔۔۔

آئی زل جیسے ہی اس کے قریب آ کر رکی وہ ہوش میں آیا۔۔۔
میں کیا سوچ رہا تھا۔۔۔ شازم اسے دیکھ مخاطب ہوا۔۔۔

آئی زل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔
اب نکاح ہو ہی جانا چاہیے۔۔۔ میں پورے جائز طریقے سے تمہیں دیکھنا چاہتا
ہوں۔۔۔

وہ بری طرح کنفیوز ہوئی۔۔۔

شازم بیٹا تم کب آئے۔۔۔ رضیہ بیگم لائونج میں آتے اس سے مخاطب ہوئی۔۔۔

آئی بس ابھی آیا ہوں۔۔۔ آپ لوگ ریڈی ہیں تو چلیں۔۔۔

ہاں بالکل چلو۔۔۔ انہوں نے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔۔۔ آئی زل نے بھی
ان کی تقلید کی۔۔۔

اس نے ایک پل کے لیے نظریں اٹھا کر شازم کی جانب دیکھا جہاں ہزاروں پیغام درج تھے۔۔۔ اس نے کنفیوز ہو کر نظریں جھکالی۔۔

شازم اس کے کان کے قریب جھکا۔۔ تیار رہنا میری ہونے کے لیے۔۔ لٹل گرل۔۔

Be ready to be mine forever.

قسمت نے جیسے اس کے لفظوں کا مزاق اڑایا۔۔
ابھی تو امتحان باقی تھے۔۔

وہ فاطمہ سے مل کر سب ڈسکس تو کر آئی تھی۔۔ لیکن اس بات کا ذکر اس نے گھر میں کسی سے بھی نہ کیا تھا۔۔ وہ جانتی تھی حقیقت جاننے کے بعد وہ اسے یہ کام تو بالکل بھی نہیں کرنے دے گی۔۔

یہ سوچ سوچ کر اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا کیسے انہیں اس بارے میں بتائے۔۔۔۔
یہ بات تو طے تھی کہ وہ انہیں تمام حقیقتوں سے آگاہ ہر گز نہیں کریں گی۔۔
خیر جو بھی تھا کچھ نہ کچھ تو ان کے بارے میں بتانا تھا۔۔

ماضی

منگنی کا فنکشن پورے عروج پر تھا۔۔۔ سب یہاں وہاں ٹہلتے ہوئے نظر آرہے تھے۔۔۔ آرش خاموش سا سٹیج پر بیٹھا خاموش تماشا کی کارول پلے کر رہا تھا۔۔۔

جب سامنے سے الوینا اپنی دوستوں کے ہمراہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی ہوئی نظر

آئی۔۔۔

وہ سچی سنوری کافی اچھی لگ رہی تھی۔۔۔ پر اسے دیکھ دل کی دنیا میں کوئی ارتعاش

پیدا نہیں ہوئی۔۔۔ نہ ہی کوئی ہل چل مچی۔۔۔

اس نے گہرا سانس بھر گرا سے اسٹیج پر چڑھنے میں مدد دی۔۔۔ جو مطمئن سی اس

کے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر جیت جانے کا غرور سا تھا۔۔۔

سب کی تالیوں کی آواز میں دونوں نے ایک دوسرے کو رنگ پہنائی۔۔۔

فنکشن اپنے اختتام کو پہنچا تھا۔۔۔ سب مہمان انہیں دعاؤں سے نوازتے رخصت ہو رہے تھے۔۔۔ ہال خالی ہو چکا تھا۔۔۔ شازم بھی آئی زل اور رضیہ بیگم کو لیکر روانہ ہوا۔۔۔

شازم کی نظریں بارہا شیشے سے اس کی طرف اٹھ رہی تھی۔۔۔ آئی زل نے اچھے اس کی یہ حرکت نوٹ کی تھی۔۔۔ آج تو جیسے اس کے ہر انداز میں بے اختیار تھے۔۔۔ گھر کے باہر گاڑی رکی تو آئی زل ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔۔ رضیہ بیگم نے اسے اندر آنے کے لیے کہا لیکن وہ منع کر چکا تھا۔۔۔ وہ سر ہلا کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

آئی زل بھی اندر کی طرف بڑھا رہی تھی۔۔۔ جب شازم کی آواز نے اس کے قدم روکے۔۔۔ خود گاڑی سے نکلتا باہر آیا۔۔۔

آئی زل میں نے جو آج تم سے بات کی اس پر تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں۔۔۔ اس نے سوالیہ نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔ وہ گھبرا کر اسے دیکھتے گویا ہوئی۔۔۔ مجھے لگا آپ مزاق کر رہے ہیں۔۔۔ تمہیں لگتا ہے میں اس معاملے میں مزاق کر سکتا ہوں۔۔۔ مجھے صرف تمہاری اجازت درکار ہے۔۔۔

پر ابھی تو میں پڑھ رہی ہوں میری سٹڈی کا کیا ہوگا۔۔۔ اس نے پریشانی سے اپنی بات کہی۔

شازل نے مسکراتے ہوئے اس کا اعتراض سنا تھا۔۔۔ لٹل گرل میں صرف نکاح کی بات کر رہا ہوں۔۔۔ شادی تو تمہاری سٹڈی کمپلیٹ کرنے پر ہی ہوگی۔۔۔ شازم نے اس کے اعتراضات کو رد کیا۔۔۔

تو کیا میں تمہارا اقرار سمجھوں۔۔۔ وہ وارفتگی سے اسے دیکھ کر گویا ہوا۔۔۔ آئی زل نے سر جھکا کر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

او تھینک یو لٹل گرل۔۔۔ میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔۔۔
بس دو ہفتوں کا اسلام آباد کا بزنس ٹرپ ہے وہاں سے لوٹتے ہی بات کروں گا سب سے۔۔۔

اپنا خیال رکھنا لٹل گرل۔۔۔ دو انگلیوں سے اس کے گال کو چھو کر بولا۔۔۔
گاڑی میں بیٹھتے اس کی نظروں سے او جھل ہوتا گیا۔۔۔
آئی زل کا دل نا جانے اس خوشی کے موقع پر بھی عجیب سی گھبراہٹ میں مبتلا تھا۔۔۔
جیسا کچھ ہونے والا ہے۔۔۔

واقعی ہی اس کے خدشات سچ ثابت ہونے والی تھی۔۔۔

 --

مئی مجھے ہر حال میں وہ آئی زل چاہیے۔۔۔ وہ مجھ پر اس شازم کو فوقیت دے رہی ہے۔۔۔ مجھے ہر گز یہ گوارا نہیں۔۔۔ ب
 تو اپنی عشق معشوقی سائی یڈ پر رکھ سمجھا۔۔۔ ابھی میں تجھے جو بات بتانے والی ہوں اسے سن کر تو اس لڑکی کو بھی بھول جائے گا۔۔۔ ویسے بھی مجھے وہ لڑکی ایک آنکھ نہیں بھاتی۔۔۔ تیرے لیے میں نے آپی کی بیٹی منو کا سوچ رکھا ہے۔۔۔
 پر مئی مجھے آئی زل چاہیے ہر حال میں۔۔۔
 اس کی سوئی وہی اٹکی دیکھ انہوں نے ناگواری سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔
 نعمان اپنا منہ بند رکھو اور میری بات غور سے سنو۔۔۔
 وہ الماری کی طرف بڑھی اور ایک فائل لاکر اس کی جانب بڑھائی۔۔۔
 نعمان نے سوالیہ نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔۔۔ کیا ہے یہ مئی۔۔۔
 کھول کر دیکھو پتہ چل جائے گا۔۔۔

نعمان نے جیسے ہی فائل کھول کر پڑھی اور جوں جوں وہ پڑھتا گیا اس کے چودہ طبق روشن ہوئے۔۔۔ مئی یہ آپ نے کب کیا۔۔۔ اس روپے میں حیرانگی ہی حیرانگی تھی۔۔۔

مجھے اس بات کا اچھے سے علم تھا کہ تم سے کچھ نہیں ہوگا۔۔۔

اس لیے میں نے یہ پلان ترتیب دیا۔۔۔ بھائی می صاحب کے وکیل شاہ نواز کو اپنے

ساتھ ملا یا۔۔۔ اس نے بڑی ہوشیاری سے ان سے سائی ن کروائے۔۔۔ اور نتیجہ

تمہارے سامنے ہے۔۔۔ ساری پراپرٹی ہمارے نام۔۔۔

انہوں نے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔۔۔

پر مئی اگر وہ بڑھا کوئی می مسئی لہ کریں گا۔۔۔ تو۔۔۔ نعمان نے سوالیہ نگاہ ماں کی

طرف اٹھائی۔۔۔

اس کی تم فکر مت کرو۔۔۔ وہ بڑھا اب کچھ ہی دنوں کا مہمان ہے۔۔۔ قطرہ قطرہ

کر کے اس کے جسم میں اتنی مقدار میں ذہر جا چکا ہے کہ یہ ناممکن سی بات ہے کہ وہ

بچیں۔۔۔۔۔ اس سب میں انکے فیملی ڈاکٹر کو بھی خریدنا پڑا۔۔۔

اچھی خاصی بھاری مقدار میں رقم اسے دینی پڑی۔۔۔

پر مجھے اس شازم کا ڈر ہے وہ ضرور مسئی لہ کر سکتا ہے۔۔۔ آج کل بڑا ہمدرد بنا پھر رہا ہے انکا۔۔۔ اور وہ آئی زل مہارانی شکل سے تو معصوم لگتی ہے پردیکھو کیسے کچھ ہی دنوں میں اسے پیچھے لگا لیا۔۔۔

مئی پھر اس شازم کا کیا کرنا ہے۔۔۔

ہم! اس کا بھی حل نکال لیا ہے۔۔۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ وہ دو ہفتوں کے لیے یہاں موجود نہیں ہے۔۔۔ بس انہی دنوں میں ہمیں اس آئی زل کا شازم کے خلاف کرنا سارا الزام کسی طرح اسی پر لگانا ہے۔۔۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ اس کی مدد ہی نہ کر دیں۔۔۔ بس اسی لیے اسے راستے پر سے ہٹانا ضروری ہے۔۔۔

اور اس بڈھے کی ذہر کی مقدار بھی بڑھانی پڑے گی۔۔۔ بڑھا ڈھیٹ بندہ ہے ابھی تک زندہ ہے۔۔۔ پر ان سب سے پہلے اس بڈھے سے ایک آخری کام لینا ہے۔۔۔ اور ایک بات یاد رہے تمہارے باپ کو ان سب کی بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے۔۔۔ جتنا وہ اس معاملے سے لا تعلق رہے اتنا ہی بہتر ہے۔۔۔

پر ممی پاپا کو یہاں رہتے ساری حقیقت معلوم ہو جائے گی۔۔۔

اس لیے تو کہتی ہوں بزنس پر دھیان دو۔۔۔ اچھا اب ایسا کرو۔۔۔ جو لاہور والی برانچ ہے اس میں کچھ معاملات کو خراب کرو۔۔۔ کچھ بھی ایسا کرو کہ تمہارا باپ وہاں جانے پر مجبور ہو جائے۔۔۔

اپنا شاطرانہ جال بچھائے سب کی زندگیوں میں زہر گھولنے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔۔۔



مارو کے حلیے پر آرش کے ساتھ ساتھ الوینا کو بھی اعتراض تھا۔۔۔۔۔ اس لیے فاطمہ اور الوینا نے اس کی کچھ شاپنگ کی تھی۔۔۔

اس وقت وہ سب آرش کے فلیٹ میں موجود تھے۔۔۔ الوینا آرش کو بھی زبردستی گھسیٹ لائی تھی۔۔۔ یہ کہہ کر تھوڑا بہت ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔

آرش پچھلے آدھے گھنٹے سا بیٹھا جھنجھلا سا گیا تھا۔۔۔ اس نے اپنی بوریت دور کرنے کے لیے شازم کو بھی وہی بلا لیا تھا۔۔۔ جو ابھی پانچ منٹ پہلے ہی پہنچا تھا۔۔۔
شازم سارے معاملے سے آگاہ تھا۔۔۔ وہ دونوں اپنا کوئی بھی کام ایک دوسرے کے بغیر نہیں کرتے تھے۔۔۔

یار تو خود تو پھنسا ہے مجھے بھی بلا لیا۔۔۔ شازم اکتائے ہوئے لہجہ میں گویا ہوا۔۔۔
یار یہ الوینا مجھے خواہ مخواہ ہی گھسیٹ لائی ہے۔۔۔

کمرے کا دروازہ کھلا تھا جب الوینا اور فاطمہ کے ساتھ مارو بھی باہر آئی۔۔۔ وہ ہائی ہی ہیلز میں سہج سہج کر قدم اٹھا رہی تھی۔۔۔
اس کا من موہنا چہرہ دیکھ آرش بھی دو منٹ مبہوت ہوا تھا۔۔۔ وہ اس قیمتی ڈریس میں کوئی اور ہی مارو لگ رہی تھی۔۔۔

الوینا آرش کو سٹل ہوا دیکھ کر تملٹائی۔۔۔ اس کے قریب آکر اس کے بازو پر چٹکی کاٹی۔۔۔ آرش ہوش میں آیا۔۔۔ اس نے اپنا بازو سہلاتے ہوئے اسے گھورا۔۔۔
کیا مسئی لہ ہے۔۔۔ پھاڑ کھانے والے انداز میں اس سے بولا۔۔۔
تم اس کی طرف گھور کیوں رہے ہو۔۔۔

میں تو بس حیران ہوں کہ کیسے میک اپ کسی چڑیل کو بھی انسان بنا دیتا ہے۔۔۔ اس نے اونچی آواز سے یہ بات خاص طور پر مارو کو سنائی۔۔۔ جن کا شروع دن سے چھتیس کا اکڑا تھا۔۔۔

ہاں یہ تو ہے۔۔۔ الوینا نے فوری ہاں میں ہاں ملائی۔۔۔ حالانکہ وہ جانتی تھی اس نے کوئی میک اپ نہیں کیا سوائے ہونٹوں پر لگے اس گلوں کے۔۔۔ مارو الوینا کے جھوٹ پر فوری اپنا دفاع کرنے میدان میں کودی۔۔۔ استغفر اللہ! مارو کانوں کو باقاعدہ ہاتھ لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ تم تو ہو ہی اندھے یہ بات تو میں شروع دن سے جانتی ہوں۔۔۔ کدھر دکھ رہا میک اپ تمہیں یا تم نے اسپیشل پارلروالی بلائی تھی مجھ تیار کرنے۔۔۔ اور تمہاری یہ ماڈرن بہن کیسے صفائی سے جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔ اس نے الوینا کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

حالانکہ وہ ان کے رشتے سے بخوبی آگاہ تھی۔۔۔ پر اپنا غصہ کہی تو نکالنا تھا۔۔۔ الوینا کا بہن لفظ پر صدمے سے منہ کھلا تھا۔۔۔

شازم اور فاطمہ نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔ شازم نے اس پٹاخہ سی لڑکی کو دیکھا تھا اور اسے یقین ہو چلا تھا کہ اس کے دوست کو تیر کی طرح سیدھا کر دے گی۔۔۔

کیا بد تمیزی ہے جاہل لڑکی۔۔۔ الوینا غصے سے تلملائی ی تھی۔۔۔ پھاڑ کھانے والے
 لہجے میں اس سے مخاطب ہوئی ی۔۔۔
 اپنی حد میں رہو جاہل لڑکی۔۔۔ اب تمہیں بولنے کی تمیز بھی سیکھانی پڑے گی۔۔۔
 مجھے الحمد للہ بہت ہے پر آپ لوگوں کا کہہ نہیں سکتی۔۔۔ وہ کیوں پیچھے رہتی ڈھٹائی ی
 سے بولی۔۔۔

شازم مسلسل اپنی ہنسی ضبط کر رہا تھا اس الوینا کی بے عزتی ہوتے دیکھ اسے یک گونا
 سکون ملا تھا۔۔۔

الوینا نے ہنستی ہوئی ی فاطمہ کو گھورا تھا۔۔۔ وہ گڑ بڑ کر فوراً سیدھی ہوئی ی۔۔۔
 بے شک میں تم لوگوں کے ساتھ کام کر رہی ہوں۔۔۔ پر میں نے اپنی بے عزتی کا
 اختیار کسی کو بھی نہیں دیا۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔

اب میں اس سب کے لیے بالکل بھی نہیں آؤں گی۔۔۔ اب تم لوگ میرے گھر آؤ
 گے رشتہ لیکر تاکہ میرے گھر والوں کو سب حقیقی لگے۔۔۔
 خود وہ چیخ کرنے روم میں بند ہوئی ی۔۔۔

پاپا میں آجاؤں۔۔۔ وہ سٹڈی میں بیٹھے کوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھے۔۔۔

جب آرش نے دروازہ کھٹکھٹاتے اندر آنے کی اجازت مانگی۔۔۔

حیدر صاحب نے کتاب ایک سائیڈ پر رکھ کر اسے اندر آنے کی اجازت دی۔۔۔

آرش کرسی گھسیٹ کر اس کے نزدیک ہی بیٹھ گیا۔۔۔

حیدر پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھے۔۔۔

وہ اپنے منہ سے شادی کی بات کرنے پر کنفیوز ہوا۔۔۔ پر پھر یہ سوچ کر کہ یہ انہی کا

فیصلہ ہے وہ ان سے مخاطب ہوا۔۔۔

پاپا وہ ایکجوبلی میں نے لڑکی پسند کر لی ہے۔۔۔ بس آپ کو اور ماما کو اس کے گھر جانا ہے

رشتے کی بات کرنے۔۔۔۔۔

اچھا یہ کب ہوا۔۔۔ چلو اچھی بات ہے۔۔۔

پر بابا کو یک مسئی لہ ہے وہ ایک مڈل کلاس فیملی سے بلائنگ کرتی ہے۔۔۔ وہ ہمارے

جتنی امیر نہیں ہے۔۔۔

بر خوداریہ تو کوئی مسئی لہ نہ ہوا۔۔۔ ہمارے لیے امیری غریبی میٹر نہیں کرتی

بس لڑکی اچھی ہونی چاہیے۔۔۔ رشتوں نبھانے والی۔۔۔ ہر رشتے کو ساتھ ساتھ لیکر

چلنے والی۔۔۔ جو تمہاری ایک اچھی ہمسفر ثابت ہو سکے۔۔۔

او کے بابا میں چلتا ہوں۔۔۔ وہ فوراً اٹھتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔ جیسی وہ ڈیمانڈ کر رہے تھے
 ویسی ایک خوبی بھی اس لڑکی میں نہ تھی۔۔۔ ریجیکٹ۔۔۔ یہ آخری لفظ تھا جو اس
 کے دماغ میں آیا تھا۔۔۔

مارو کو یہ کام پہاڑ سر کرنے سے بھی مختلف لگ رہا تھا۔۔۔ جو بھی تھا بات تو کرنی
 تھی۔۔۔ کچھ سوچ کر وہ رضیہ بیگم اور آئی زل کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔
 بغیر دروازہ کٹھکھٹائے وہ اندر داخل ہوئی۔۔۔ ایسی کوئی ضرورت انہیں کبھی
 محسوس نہ ہوئی تھی۔۔۔

شاید وہ دونوں سونے کی تیاریوں میں مصروف تھی۔۔۔
 مارو نے بیڈ پر بیٹھ کر ان کی گود میں سر رکھا۔۔۔ انہوں نے اس کے بالوں میں انگلیاں
 چلائی۔۔۔ کیا بات ہے میری جان؟ کوئی بات پریشان کر رہی ہے تمہیں۔۔۔
 وہ سیدھی ہو کر بیٹھ کر ان کا ہاتھ تھام گئی۔۔۔ ماما مجھے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔
 ہاں میری جان بولونا۔۔۔

ماما جس سکول میں میں جا کر کرتی ہوں۔۔ وہاں آر ش حیدر آیز آگیٹ آئے
تھے۔۔ انہوں نے وہی مجھے دیکھا ہے اور وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔۔
اس نے بالکل بونگی سی سٹوری بنا کر انہیں سنائی تھی۔۔۔ اسے جو سمجھ آیا وہ بول
دیا۔۔۔

جس پر رضیہ بیگم آنکھ بند کر کے یقین کر چکی تھی۔۔۔
وہ تو اس کی زندگی سنوارنا چاہتی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر کھل اُٹھی۔۔۔ سچ کیسا ہے
لڑکا۔۔۔ تمہیں خوش تو رکھے گا نا۔۔۔

ماما کل اس کے پیرنٹس آر ہے ہیں۔۔۔ آپ سب دیکھ لینا۔۔۔
واؤ آپ! کتنا مزہ آئے گا نا آپ کی شادی میں۔۔۔ آپی وہ آپ کو دیکھتے پہلی نظر میں ہی
فلیٹ ہو گے۔۔۔ آپ پیاری بھی تو اتنی ہیں۔۔۔

مارونے ان کی ایکسائی ٹمنٹ دیکھ کر خود پر لعنت بھیجی۔۔۔ جو ان سے جھوٹ بول رہی
تھی۔۔۔ پر وہ ان کو سچ بھی نہیں بتا سکتی تھی۔۔۔ وہ کبھی بھی اس بات پر رضامندی
ظاہر نہ کرتی۔۔۔ اس لیے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔

مارونے حیرانگی سے اسے دیکھے جو مزے سے صوفے پر پاؤں پنسارے بیٹھی موبائل
استعمال کرنے میں مصروف تھی۔۔۔

آج یونی نہیں جانا۔۔۔ مارونے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔
 لوبھلا میری بہن کا رشتہ پکا ہونے والا ہے میں اچھی لگوں گی یونی جاتے ہوئے۔۔۔ بھئی
 میں تو نہیں جا رہی ہے۔۔۔ اس نے منہ بسور کے جواب دیا۔۔۔
 اور آپ کدھر جا رہی ہیں تیار ہو کے۔۔۔ اسے فل ریڈی دیکھ کر حیرانی سے بولی۔۔۔
 ظاہری سی بات ہے سکول ہی جا رہی ہوں۔۔۔ ایک وہی بے چاری نوکری ہے میرے
 پاس۔۔۔ وہ آئی زل کی طرف دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔
 آپ اپنی پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔۔ آج آپ کے سسرال والے آرہے ہیں اور آپ
 اس بورنگ نوکری پر جا رہی ہیں۔۔۔ اس کی جھنجھلاتی ہوئی آواز کمرے میں
 گونجی۔۔۔
 پہلی بات وہ میرے سسرال والے ابھی بنے نہیں۔۔۔ اور دوسری بات میرا کام پر
 جانا ضروری ہے نہیں تو آج کی سیلری کٹ جائے گی۔۔۔ اس لیے میں جا رہی ہوں۔۔۔
 میں ہاف لیو لیکر آنے کی کوشش کروں گی۔۔۔۔۔۔۔۔
 آپ ر کے تو سہی بات سنے میری۔۔۔ وہ پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی۔۔۔ لیکن وہ
 اس کی سنے بغیر باہر نکل گئی۔۔۔۔

اس نے دروازے سے نظر ہٹا کر سائیڈ پر دیکھا جہاں رضیہ بیگم کھڑی کڑے تیوروں سے اسے گھور رہی تھی۔۔۔

تم نے چھٹی کیوں کی ہے؟ مارو کے سسرال والے آرہے ہیں اس لیے۔۔۔

اس نے فوراً تائییدی انداز میں سر ہلایا۔۔۔

تو پھر یہاں کیوں بیٹھی ہوا اٹھو اور کچن میں میری مدد کرواؤ۔۔۔

پر ماما میرا دل نہیں چاہ رہا۔۔۔ اس نے منہ کے زاویے بگاڑے۔۔۔

میں کچھ نہیں سن رہی فوراً اٹھو۔۔۔

وہ حکمیہ انداز میں کہتی کچن میں گم ہوئی۔۔۔ مجبوراً وہ بھی ان کے حکم کی تعمیل کے لیے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

ماضی

شازم کو اسلام آباد گئے دو دن ہو چکے تھے۔۔۔ وہ اس کے آنے سے پہلے اپنے پلین پر عمل کرنا چاہتی تھی۔۔۔ اس نے رضیہ بیگم کو گھر سے نکلتے دیکھا جو مارکیٹ جا رہی تھی۔۔۔ اسے یہی سہی وقت لگا اپنے پلان کی تکمیل کے لیے۔۔۔

گھر میں اس وقت آئی زل اور اس کے بابا کے سوا کوئی ہی نہ تھا۔۔۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے ولید صاحب کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔

ولید صاحب نقاہت کے باعث بیڈ پر لیٹے ہوئے تھے۔۔۔ رفتہ رفتہ ان کی صحت گرتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ لیٹے ہوئے آئی زل کے روشن مستقبل کی پلاننگ کر رہے تھے۔۔۔ جب دھاڑ سے دروازہ کھلا اور بانو بیگم اندر داخل ہوئی۔۔۔ اک ادا سے چلتے کرسی گھسیٹ کر بیڈ کے قریب ہی بیٹھ گئی۔۔۔

پڑا دکھ ہو رہا ہے آپ کو اس حال میں دیکھ کر۔۔۔ وہ مصنوعی افسوس سے بولی۔۔۔۔۔ پر کیا کریں یہ تو عمر کا تقاضا ہے۔۔۔۔۔ اب آپ کی عمر بھی اچھی خاصی ہو گئی ہے۔۔۔۔۔

تم جاسکتی ہو۔۔۔۔۔۔۔۔ بانو ابھی مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ ولید صاحب
تخمیہ لہجے میں بولے۔۔ ولید صاحب ان کی نیچر سے واقف تھے جو ادھر کی بات ادھر
اور اور ادھر کی ادھر کرتی تھی۔۔۔

افسوس بھائی می صاحب آپ کے حکم چلانے کے دن گئے۔۔ اب تو آپ کو بس
ہمارے حکم پر چلنا پڑے گا۔۔ بانو بیگم ان کے ایکسپریشن کا مزہ لیتے ہوئے بولی۔۔۔
کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا؟ ولید صاحب کھانستے ہوئے بولے۔۔
آپ کو میرے منہ سے سن کر اتنا مزہ نہیں آئے گا جتنا دیکھ کے آئے گا۔۔ انہوں نے
ہاتھ میں پکڑی فائل ان کے سامنے لہرائی۔۔۔
انہوں نے شاک سے کاغذ پر موجود حرف کو پڑھا۔۔۔ یہ۔۔۔ کب ہوا۔۔۔ وہ اٹکتے
ہوئے بولے۔۔۔ میں نے ایسے کسی بھی کاغذات پر سائی ان نہیں کیے۔۔۔
بھائی می صاحب آپ نے ہی کیے ہیں۔۔۔ ذرا غور کریں۔۔۔
واقعی وہ ان کے ہی سائی ان تھے اس بات کو وہ جھٹلا نہیں سکتے تھے۔۔۔
بانو بیگم نے ان کے ہاتھ میں پکڑی فائل واپس کھینچی۔۔۔

آپ کو یاد ہے ایک بار میں نے آپ سے نعمان کے اور آئی زل کے رشتے کی بات کی تھی۔۔۔ آپ نے کیسے ہماری بے عزتی کی تھی۔۔۔ میرے بیٹے کو نکما، آوارہ اور ناجانے کیا کیا کہا تھا۔۔۔

آپ شاید بھول گئے ہو میں نہیں بھولی۔۔۔ اب اگر آپ میرے پیر پکڑ کر بھی مجھ سے رشتہ مانگے گے میں تب بھی نہ دوں۔۔۔ مجھے آپ کی وہ بیٹی زہر سے بھی بری لگتی ہے۔۔۔

تم میری قربانیوں کا یہ صلہ دے رہی ہو۔۔۔ ہر مشکل وقت میں تم لوگوں کا ساتھ دیا۔۔۔ اس دن کے لیے۔۔۔
 ان کی آواز کپکپا سی گئی۔۔۔

مجھے آپ کا لیکچر سننے کا موڈ نہیں ہے۔۔۔ ان سب پر ہمارا بھی حق ہے۔۔۔

اور تم جانتی ہو تم لوگوں کا کوئی حق نہیں مارا۔۔۔

وہ تو گویا ایسی ہوگئی جیسے بات سنی ہی نہ ہو۔۔۔

اپنی بیٹی سے بڑا پیار ہے آپ کو۔۔۔ ہے نا۔۔۔

تو بس اپنی بیٹی کی خاطر میری ایک بات ماننی ہوگئی۔۔۔

بس آپ کو یہ کہنا ہے کہ ان سب میں ہماری مدد شازم نے کی ہے۔۔۔ جتنا ہو سکے اسے شازم کے خلاف بھڑکانا ہے۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ ایسا کچھ نہیں کروں گا میں۔۔۔ سمجھی تم۔۔۔ وہ دھاڑ کر بولے۔۔۔

لگتا ہے اپنی بیٹی کی فکر نہیں ہے۔۔۔ روز کئی حادثے ہوتے ہیں۔۔۔ کالج جاتی ہوئی لڑکی اغوا ہو گئی۔۔۔ کچھ تو واپس ہی نہیں آتی اور جو آتی ہیں اپنا سب کچھ لٹا کر زندہ لاش بن کر۔۔۔

ولید صاحب نے ان کی طرف دیکھا جو اس حد تک گر چکی تھی کہ آئی زل کے خلاف اتنا برا سو بھی سوچ سکتی تھی۔۔۔ میں زندہ ہوں اپنی بیٹی کی حفاظت کے لیے۔۔۔ وہ کمزور سی آواز میں بولے۔۔۔

کیا پتہ آپ زندہ ہی نہ رہے۔۔۔ اپنی حالت دیکھی ہے آج ہیں کیا پتہ کل نہ ہو۔۔۔ کیا آپ کو اپنی گرتی ہوئی صحت نظر نہیں آرہی۔۔۔ چلیں آپ کو ایک راز کی بات بتاؤ۔۔۔

آپ کی اس بیماری کی پیچھے بھی میرا ہی ہاتھ ہے۔۔۔ جانتے ہیں کیسے؟ روز قطرہ قطرہ کر کے آپ کے جسم میں سلو پوائی زن شامل ہوتا جا رہا ہے۔۔۔ اور دیکھے اپنی

حالت --- سمجھ لیں چند دن کے مہمان ہیں۔۔ اور آپ کو بچانے کے لیے آپ کو چھینتا
 بھی نہیں ہے۔۔۔ اس لیے میں نے جو کہا ہے وہ کریں۔۔۔
 نہیں تو اپنی بات سے نہیں مکروں گی میں۔۔ آپ کی بیٹی کی زندگی برباد کر دوں گی
 --- مجھے آپ کی بیٹی سے کوئی دشمن نہیں۔۔۔ بس مجھے پراپرٹی سے مسئی لہ
 ہے۔۔۔

بس میری اتنی سی بات مان لیں سارا الزام اس پر ڈالنا ہے۔۔ اور اپنی گرتی صحت کا
 الزام بھی۔۔۔ سمجھ تو گئے ہونگے۔۔۔

اگر اپنی بیٹی اور بیوی کی سلامتی چاہتے ہیں تو بس میرا اتنا سا کام کر لو۔۔۔
 وہ دولت کے نشے میں چور ان کے دنیا ہلاگئی تھی۔۔ انہوں نے اذیت سے ان کو
 جاتے ہوئے دیکھا۔۔۔

حال

حیدر اور مسز حیدر اس وقت مارو کے گھر کے باہر کھڑے تھے۔۔۔ آرش ان کو چھوڑ کر جاچکا تھا۔۔۔ اس کی میٹنگ تھی اسے اٹینڈ کر کے اس نے ان کو جوائی ن کرنا تھا۔۔۔ حیدر صاحب نے دروازہ کھٹکھٹکا یا۔۔۔ جو فوراً ہی کھول دیا گیا۔۔۔ جیسے وہ لوگ ان کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔۔

السلام علیکم انکل! آئی زل نے دروازہ کھولتے سلام کیا۔۔۔
وعلیکم السلام حیدر صاحب نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔
آئی زل نے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔۔۔

رضیہ بیگم ان کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گئی۔۔۔ آئی زل کو چائے لانے کا اشارہ کیا۔۔۔

وہ فوراً کچن کی طرف بڑھی۔۔۔

اس کے جاتے ہی وہ ان کی جانب متوجہ ہوئے۔۔۔۔۔

بہن جی آپ ہمارے آنے کے مقصد سے تو واقف ہو گئی۔۔۔ حیدر صاحب نے تمہید باندھی۔۔۔

جی بھائی می صاحب۔۔۔ رضیہ بیگم نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

میں اپنے بیٹے آر ش کے لیے اپنی بیٹی کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔۔۔ وہ بات جاری رکھتے ہوئے بولے۔۔۔

رضیہ بیگم ان سے کچھ بھی چھپانا نہیں چاہتی تھی اس لیے انہوں نے ساری سچائی بتانے کا فیصلہ کیا۔۔۔

میں اس رشتے کی شروعات جھوٹ سے بالکل بھی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔ وہ مزید گویا ہوئی۔۔۔ اس لیے ساری حقیقت جاننا آپ کا حق ہے۔۔۔

مارب میری سگی اولاد نہیں ہے پر اولاد سے بھی بڑھ کر ہے۔۔۔ بڑی اچھی بچی ہے۔۔۔ ہمارا تو اس سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ ہمیں بغیر کسی جان پہچان کے اپنے ساتھ لیکر آئی۔۔۔

بڑے کھلے دل کی مالک ہے میری مارو۔۔۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں۔۔۔ خود وہ رشتوں سے سے ترسی ہوئی لڑکی ہے۔۔۔ مگر آج تک ایک بار بھی ہمیں اس بات کا طعنہ نہیں دیا کہ ہم اس پر بوجھ ہیں۔۔۔

آج کل کے اس دور میں جہاں اپنے سگے رشتے ٹھوکروں کی زد میں چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔ ایسے حالات میں ہمیں تو وہ بچی کوئی فرشتہ ہی لگی تھی۔۔۔ رضیہ بیگم بتاتے ہوئے آبدیدہ ہی ہو گئی۔۔۔

ہمیں بڑی خوشی ہے کہ آپ نے ساری سچائی ہی ہمیں بتائی۔۔۔ اور ہمیں ایسی ہی
لڑکی چاہیے اپنے بیٹے کے لیے۔۔۔ جو ہمارے گھر کو جوڑ کر رکھے۔۔۔۔۔

--

آئی زل جیسے ہی چائے دے کر آئی ی اسے ویسے ہی بیٹھا ہوا پایا۔۔۔
آپی آپ نے ابھی تک چہنچ کیوں نہیں کیا۔۔۔ ویسے ہی بیٹھی ہیں۔۔۔ کیا فائی دہ ہوا
سکول سے جلدی آنے کا۔۔۔
جو کپڑے تم نکال کر گئی ہو وہ میں بالکل بھی نہیں پہنوں گی۔۔۔ وہ صاف گوئی ی
سے بولی۔۔۔

کیوں آپی آج کے دن تو آپ کو یہی پہننا ہو گا۔۔۔ اور یہ فائی نل ہے۔۔۔ آئی زل بھی
دھونس بھرے لہجے میں بولی۔۔۔
آزودیکھو کتنا ہیوی ہے اور میں ایسے کپڑے نہیں پہنتی ہے۔۔۔

جو بھی ہے اسے پکڑے اور چیلنج کر کے آئے۔۔۔ آئی زل نے زبردستی اس کے ہاتھ میں ڈریس پکڑیا اور اسے واش روم کی طرف دھکیلا۔۔۔ خود باہر کھڑی اس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔

پانچ منٹ بعد واش روم کا درواہ کھول باہر آئی۔۔۔ ساتھ ہی اس کی جھنجھلائی ہوئی آواز کمرے میں گونجی۔۔۔ دیکھو کتنا عجیب لگ رہا ہے۔۔۔ آئی زل نے غور سے اس کی طرف دیکھا جو وائیٹ کلر کے شارٹ فرائٹ میں عجیب تو بالکل بھی نہیں بلکہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ جی نہیں آپ! آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔ آپ ایسا کریں آپ ادھر بیٹھے۔۔۔ میں آپ کا میک اپ کرتی دیتی ہوئی بالکل ہلکا سا۔۔۔ اس کو منہ کھولتا دیکھ وہ فوراً بولی۔۔۔ کہہ رہی نہ ہلکا سا۔۔۔ پلیز۔۔۔ معصوم سامنہ بنا کر بولی۔۔۔ اوکے۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ تیار تھی۔۔۔ آئی زل نے واقعی ہی ہلکا سا ہی میک اپ کیا تھا۔۔۔ بہت پیاری لگ رہی ہیں بالکل فکر مت کریں۔۔۔ اب چلیں آپ کا انتظار ہو رہا ہے۔۔۔ بھائی ی بھی آگئے ہیں۔۔۔ آپ کے بغیر شاید ان کا دل نہیں لگ رہا ہوگا۔۔۔ آئی زل شرارت سے گویا ہوئی۔۔۔

آرش ابھی کچھ دیر پہلے ہی واپس آیا تھا۔۔۔ اب خاموش بیٹھان کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ جو پتہ نہیں کون کون سی باتیں لیکر بیٹھے تھے۔۔۔ وہ بیزار سی شکل بنا کر بیٹھا تھا۔۔۔ جب سامنے سے اسے مارو آتے ہوئے نظر آئی۔۔۔ جو آج انسانوں والے حلیے میں اسے کافی ڈیسنٹ لگی۔۔۔

ماشاء اللہ۔۔۔ مسز حیدر نے کھڑے ہو کر اس کی بلائی یں لے ڈالی۔۔۔ محبت سے

اسے ساتھ لگائی یں اپنے قریب ہی بٹھا لیا۔۔۔ انہیں حقیقت میں وہ پسند آئی ی

تھی۔۔۔ جس کا فقط دل ہی خوبصورت نہیں تھا وہ خود بھی ویسی ہی تھی پیاری سی

معصوم سی۔۔۔

انہوں نے اس کے ہاتھ پر ہزار ہزار کے کئی نوٹ رکھے تھے۔۔۔ پھر اس کے ہاتھ

میں کنگن پہنائے تھے۔۔۔

بھئی ہمیں تو یہ رشتہ منظور ہے۔۔۔ وہ خوش دلی سے بولی۔۔۔

ماضی

خود کو کھونے کا پتہ ہی نہ چلا
 کسی کو پانے کی یوں انتہا کر دی
 ولید صاحب سے مل کر وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔ آتے ہی ایک دھاڑ کے
 ساتھ دروازہ بند کیا اور نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔ اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں پورے
 کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔

ولید صاحب کے منہ سے وہ الفاظ سن کر اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔۔ پہلی بار تو دل نے کسی
 پر خاص کی مہر لگائی تھی۔۔۔ پہلی بار تو کسی کو سوچنا شروع کیا تھا۔۔۔ پہلی بار کسی کا
 ساتھ اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔
 کہاں غلطی کر دی تھی اسے سمجھنے میں۔۔۔ اس نے ہمیشہ ایک مہربان ساتھی، ایک
 اچھا استاد پایا تھا۔۔۔ جو اس کا چہرہ دیکھ کر سمجھ لیتا کہ آج ضرور کچھ ہوا کچھ پریشانی
 ہے۔۔۔

نہیں شازم ایسا نہیں ہے۔۔۔ شازم تم یہ نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔۔۔۔
 ساری باتیں ایک طرف جب اپنے پاپا کہ منہ سے یہ بات سنی کہ وہ انہیں مارنے کی
 کوشش کر چکا ہے زہر دے کر۔۔۔ اسے واقعی اپنے پیروں تلے زمین نکلتے ہوئے
 محسوس کی۔۔۔

اسے سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ کس بات پر روئے کہ باپ اپنے منہ سے مرنے کی باتیں کر رہا ہے۔۔۔ کہ اب ان کے پاس نہ ہی وقت ہے اور نہ ہی اپنی گرتی صحت سے لڑنے کے لیے پیسہ۔۔۔۔

جو بھی تھا بس وہ اپنی ماں کا انتظار کر رہی تھی تاکہ ان کے ساتھ مل کر وہ اپنے پاپا کو ہو اسپتال لے جاسکے۔۔۔ اتنے دن اسے خبر ہی نہ ہو سکی کہ اس کے باپ کو مارنے کی سازش کی جا رہی ہے۔۔۔

اس نے خود کو حوصلہ دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ اسے سب سے ضروری اس کے باپ کی زندگی تھی۔۔۔ ان سے بڑھ کر کچھ عزیز نہ تھا۔۔۔ اس نے کچھ سوچتے الماری کی طرف قدم بڑھائے۔۔۔ اپنے پاس موجود ساری رقم بیگ میں رکھی۔۔۔ اسے ابھی اپنے باپ کی ضرورت تھی ابھی وہ اتنی مضبوط نہیں تھی کہ اکیلی لوگوں کا سامنا کر پاتی۔۔۔

میرے پاپا کی زندگی اتنی سستی نہیں ہے کہ کوئی بھی اس سے کھیل جائے۔۔۔ اس نے الماری بند کر کے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے کہ دھاڑ کی آواز سے دروازہ کھلا۔۔۔۔۔ آنے شدید نشے کی حالت میں ادھر ادھر ڈول رہا تھا۔۔۔

آئی زل کو اس سے خوف محسوس ہوا جو اپنی غلیظ نظریں اس پر جمائے کھڑا تھا۔۔۔

ماضی اسپیشل

اس نے نماز پڑھ کر جائے نماز تہہ کر کے رکھی۔۔۔ اس نے حیرانگی سے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔ جو روز اس وقت تک وہ کئی بار کھٹکھٹا دیتی تھی۔۔۔ لیکن آج ایک دفعہ بھی وہ اسے نماز کے لیے اٹھانے نہیں آئی تھی۔۔۔ کچھ سوچ کر وہ اپنے کمرے سے نکل کر باہر آئی۔۔۔

اس نے تشویش سے آمنہ بیگم کے کمرے کی طرف دیکھا جس کی لائیٹ آج بند تھی۔۔۔ نہیں تو روز صبح فجر کی نماز سے پہلے وہ اٹھ جاتی۔۔۔ صحیح معنوں میں اب اسے پریشانی نے گھیرا تھا۔۔۔ اس نے آمنہ بیگم کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔۔۔ اندر سے کوئی آواز نہ آئی۔۔۔ دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔۔۔

ماما اٹھ جائے نماز کا وقت نکل جائے۔۔۔ ان کو سو یاد دیکھ کر اس نے اٹھانے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن اس کی آواز سے ان کے وجود میں کوئی یجنبش نہ ہوئی۔۔۔ اس نے بیڈ کے قریب آ کر انہیں ہلایا پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔۔۔

اب کی دفعہ اس نے انھیں جھنجھوڑ ڈالا۔۔۔۔ ان کی طرف سے کوئی حرکت نہ ہوتا
 دیکھ مارو کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔۔۔ وہ کچھ بھی برانہ سوچنا چاہتی تھی۔۔۔ ابھی
 ایک سال پہلے ہی تو اس کے پیارے بابا سے تنہا کر گئے تھے۔۔۔
 وہ روتے ہوئے مسلسل انہیں جھنجھوڑ رہی تھی۔۔۔ ماما پلیز ایسا مت کریں میرے
 ساتھ۔۔۔ پلیز اٹھے نہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔



نعمان جیسے ہی گھر میں داخل ہوا اسے سامنے ہی بانو بیگم تیار شیار سی کہی جانے کے لیے
 ریڈی نظر آئی۔۔۔

مئی آپ کدھر جا رہی ہیں؟ وہ بھی اس وقت۔۔۔
 پارٹی ہے میری فرینڈ نے انوائٹ کیا ہے۔۔۔ بس وہی جا رہی ہوں۔۔۔
 اوکے میں چلتی ہوں دیر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ اس سے الوداع مصافحہ کیے باہر نکل
 گئی۔۔۔

نعمان نے غور کیا گھر پر کوئی ی نہیں تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر شاطرانہ مسکراہٹ
 بکھری۔۔۔ اس نے اپنے قدم آئی زل کے کمرے کی جانب بڑھائے۔۔۔ اس کی
 چال میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔

دھاڑ کی آواز سے اس کے روم کا دروازہ کھولا۔۔۔ اسے وہ الماری کے پاس کھڑی
 ہوئی نظر آئی۔۔۔

آئی زل نے خوف سے اس کی جانب دیکھا جو غلیظ نظریں اس پر ٹکائے کھڑا تھا۔۔۔
 کیا کر رہے ہو ادھر۔۔۔ وہ ہمت مجتمع کرتے ہوئے بولی۔۔۔

کچھ نہیں بے بی سوچا تم اکیلی ہو گی تمہارا وہ شازم بھی ادھر نہیں۔۔۔ تو تمہیں کمپنی
 دے دوں۔۔۔ مگر وہ مسکراہٹ لبوں پر سجا کر بولا۔۔۔

مجھے تمہاری کمپنی کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ تم جاسکتے ہو یہاں سے۔۔۔
 بالکل بھی نہیں بے بی اتنی مشکل سے تو یہ پل نصیب ہوئے ہیں۔۔۔ وہ اس کی طرف
 قدم بڑھانے لگا۔۔۔

دیکھو میں تمہیں وارن کر رہی ہوں وہی رک جاؤ۔۔۔ نہیں تو اچھا نہیں ہو گا تمہارے
 ساتھ۔۔۔

اچھے اچھے۔۔۔ وہ اچھا کو لمبا کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔

ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر اس کی کلائی ی ہاتھ میں جھکڑی۔۔۔۔
 آئی زل نے خوف زدہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔ اپنی کلائی ی چھوڑانے کی
 بھرپور کوشش جاری تھی۔۔۔۔
 نعمان نے اسے کندھوں سے جھکڑے اپنے مقابل کیا۔۔۔ وہ اس کی کوئی ی بھی سننے
 بغیر اس پر حاوی ہو چکا تھا۔۔۔۔



رضیہ بیگم گھر میں داخل ہوئی ی پورا گھر سائی ی سائی یں کر رہا تھا۔۔۔ انھیں مارکیٹ
 سے آتے اچھی خاصی دیر ہو چکی تھی۔۔۔۔
 ابھی وہ ریلیکس ہو کر صوفے پر بیٹھی ہی تھیں کہ انھیں آئی زل کے چیخنے کی آواز
 آئی ی۔۔۔۔ وہ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی ی۔۔۔۔
 تقریباً بھاگتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر فاصلہ طے کیا۔۔۔ آئی زل کے کمرے کے
 قریب آ کر انھوں نے دروازہ دھکیلا جو کھلا ہوا تھا۔۔۔ اندر کا منظر دیکھ ان کا ہاتھ دل پر
 پڑا۔۔۔۔۔

نعمان! وہ دھاڑتی ہوئی ی بولی۔۔۔ وہ ایک نظر ان کی طرف دیکھ دو بارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

ماما! آئی زل ماں کو سامنے دیکھ کر چیختی تھی۔۔۔ ماما ہیلپ می۔۔۔

انہوں نے نعمان کو پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی۔۔۔ پر اس نے غصے سے انہیں دھکا دیا۔۔۔ جب انہیں کچھ سمجھ نہ آیا پاس پڑا ہوا گلدان پوری طاقت سے اس کے سر پر دے مارا۔۔۔ اس کے سر سے خون بہنے لگا۔۔۔

نعمان نے بے یقینی سے اپنی ڈرپوک تائی کی کو دیکھا۔۔۔ جن سے ایسے اقدام کی امید نہ تھی۔۔۔ پر شاید وہ بھول گیا تھا کہ ایک عورت کمزور ہو سکتی ہے لیکن ایک ماں نہیں۔۔۔

آئی زل فوراً ماں کی آغوش میں چھپی۔۔۔ رضیہ بیگم نے اسے بے تحاشہ چوم ڈالا۔۔۔ نعمان کو دوبارہ اٹھتا دیکھ وہ آئی زل کو لیکر کمرے سے باہر بھاگی۔۔۔ کمرے کے باہر کی کنڈی لگادی۔۔۔

ماما اب کیا ہوگا۔۔۔ آئی زل نے خوف زدہ نگاہوں سے ماں کی طرف دیکھا۔۔۔ کچھ نہیں ہوگا میں ہوں نہ تمہارے ساتھ۔۔۔ انہوں نے اس کی تسلی کروائی۔۔۔ اس کا ہاتھ پکڑ کر ولید صاحب کے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔ پیچھے سے

انہیں نعمان کی گالیوں کی آواز اچھے سے آرہی تھی۔۔ جو نشے کی حالت میں پاگل سا ہوا تھا۔۔۔

وہ دروازہ توڑنے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔۔ جو عنقریب ٹوٹ سکتا تھا۔۔ انہوں نے ولید صاحب کے کمرے میں آکر سانس لیا۔۔ رضیہ بیگم نے ولید صاحب کی طرف دیکھا جو لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔۔ انھیں سانس لینے میں دشواری محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ولید صاحب کیا ہوا آپ کو؟ وہ ایک ہی جست میں ان تک پہنچی۔۔۔ آئی زل۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ تو ہے۔۔۔ نا۔۔۔ اس کے چیخنے کی آواز کیوں آرہی تھی۔۔۔ وہ بمشکل اٹکتے ہوئے بولی۔۔۔

رضیہ بیگم انہیں سب بتاتی چلی گئی۔۔۔ بیگم تم آئی زل کو لیکر یہاں سے چلی جاؤ۔۔۔ نہیں تو نعمان اس کی زندگی برباد کر دے گا۔۔۔

میں آپ کو اکیلا چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔ رضیہ بیگم ہچکیاں لیتی ہوئی بولی۔۔۔

آئی زل سہمی نظروں سے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ نعمان کی آواز آہستہ آہستہ قریب آتی جا رہی تھی۔۔۔

تمہیں میری قسم ہے رضیہ بیگم۔۔۔ یہ ہماری بچی کی زندگی کا سوال ہے۔۔۔۔ میں جانتا ہوں میری زندگی کے چند پل باقی ہیں۔۔۔ جتنا زہر میرے اندر اتر چکا ہے وہ مجھے زندہ نہیں رہنے دے گا۔۔۔۔ ان کی حالت مسلسل بگڑتی جا رہی تھی۔۔۔۔ رضیہ بیگم تڑپتے ہوئے ان کی یہ حالت دیکھ رہی تھی۔۔۔

رضیہ بیگم نے بے بسی سے ان کی طرف دیکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔ آئی زل کا ہاتھ تھامے دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

ماما۔۔۔ میں پاپا کے بغیر نہیں جاؤں گی۔۔۔ آئی زل اپنا ہاتھ چھوڑاتے ہوئے بولی۔۔۔ تم ایک لفظ نہیں بولو گی چپ چاپ میری بات مانو۔۔۔

رضیہ بیگم نے ایک دفعہ مڑ کر ان کی طرف دیکھا جن کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔۔۔ یہ ان کی لیے سب سے اذیت دہ لمحہ تھا۔۔۔ جب ایک ماں توجیت گئی تھی پر ایک بیوی بری طرح ہاری تھی۔۔۔

انہوں نے آئی زل کا ہاتھ تھاما اور راہداریاں عبور کرتے ہوئے پچھلے گیٹ سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

ان کے نکلنے کے پانچ منٹ بعد شازم نے گھر میں قدم رکھا۔۔۔ پورا گھر خالی تھا نعمان بھی ان کی تلاش میں نکل چکا تھا۔۔۔

شازم جو دو دن پہلے ہی سب کام نمٹا کر آچکا تھا۔۔۔ اس کا ارادہ آئی زل کو سرپرائز دینے کا تھا۔۔۔ پر یہاں تو عجیب ہی صورت حال تھی کوئی ی بھی اسے دیکھائی نہ دے رہا تھا۔۔۔

اس نے کچھ سوچتے ہوئے ولید صاحب کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔

کمرے کی ابتر حالت دیکھ کر اس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔

(آئی زل اور رضیہ بیگم کے جانے کے بعد نعمان روم میں آیا تھا۔۔۔ ولید صاحب کی ابتر حالت دیکھ کر بھی اسے ذرا بھی فرق نہ پڑا تھا۔۔۔ بلکہ وہ ان کے بارے میں پوچھتا رہا۔۔۔۔۔ نہ بتانے پر وہ نشے کی حالت میں ان پر ہاتھ بھٹا چکا تھا۔۔۔ کچھ نہ

بتانے پر اس نے غصے میں کمرہ تھس تھس کر دیا۔۔۔)

شازم کے دل نے شدت سے کچھ غلط ہونے کی گواہی دی تھی۔۔۔ بیڈ کے قریب ولید صاحب کو گرا دیکھ کر وہ فوراً ان کی طرف بڑھا۔۔۔
انکل! انکھیں کھولیں۔۔۔ کیا ہوا آپ کو۔۔۔ مسلسل جھنجھوڑنے پر بھی کوئی ی جنبش نہ ہوتے دیکھ وہ انہیں فوراً اٹھا کر ہسپتال کی جانب بڑھا۔۔۔ مسلسل کمزوری نے ان کا وجود لاغر کر دیا تھا۔۔۔

ریش ڈرائی وینگ کر کے وہ دس منٹ میں قریبی ہسپتال پہنچا۔۔۔ جہاں انہیں فوراً آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔۔۔
وہ مسلسل پریشانی سے یہاں وہاں ٹہل رہا تھا۔۔۔ انکل کی یہ حالت کیسے ہوئی۔۔۔
آئی زل اور آئی کدھر ہیں۔۔۔ وہاں کوئی ی بھی تو نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔
سوچ سوچ کر اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔۔۔
ڈاکٹر کو باہر آتا دیکھ ان کی جانب بڑھا۔۔۔
ڈاکٹر! کیسے ہیں انکل؟

ٹھیک تو ہیں نا۔۔۔ وہ بے چینی سے گویا ہوا۔۔۔
دیکھو بچے۔۔۔ میں آپ کو جھوٹی امید نہیں دلوؤں گا۔۔۔ انہیں خطرناک حد تک سلو پوائی زن دیا جا چکا ہے۔۔۔۔۔ جس کی وجہ سے وہ اس حال تک پہنچ گئے۔۔۔

سلو پوائی زن! شازم نے بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔
ہم ان کی جان تو بچا چکے ہیں ان کا جسم پیر الائی زڈ ہو چکا ہے۔۔۔ اور وہ کومہ میں جا چکے
ہیں ہم یہ نہیں بتا سکتے کہ وہ کب ٹھیک ہوں گے۔۔۔
کیا پتہ وہ کبھی ٹھیک ہی نہ ہو۔۔۔ اور کیا پتہ وہ جلد ہی ہوش میں آجائے۔۔۔
بس آپ اللہ سے دعا کریں۔۔۔ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں ہے۔۔۔ انہوں نے شازم
کا کندھا تھپتھپا کر اسے تسلی دی۔۔۔



آمنہ بیگم کو گزرے ایک مہینہ ہو چکا تھا۔۔۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا جو ان کی زندگی
ختم کرنے کی وجہ بنا۔۔۔
اب تو جیسے اسے صبر آ گیا تھا۔۔۔ پر اسے اس اکیلے گھر میں رہنے سے خوف آنے لگا
تھا۔۔۔

فاطمہ نے اس کا بہت سا تھوڑا تھوڑا روز ہی رات کو اس کے پاس رک جاتی تھی۔۔۔
 اس کے لیے یہ ہی بہت تھا۔۔۔ پر پچھلے دو دنوں سے اس کے گھر والے اسے منع
 کر چکے تھے۔۔۔ کہ اب وہ اس کے گھر رات کو بالکل نہیں جائے گی۔۔۔
 جو بھی تھا دو اکیلی لڑکیوں کا رہنا بالکل بھی سیف نہیں تھا۔۔۔
 وہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔۔۔ تنہائی کا خوف ہر چیز پر غالب آچکا تھا۔۔۔
 خوف سے اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔ پر اسے سہارا
 دینے والا اسے سنبھالنے والا کوئی ہی نہ تھا۔۔۔

اب اسے خود ہی اپنا سہارا بننا تھا۔۔۔ خود ہی اپنے لیے لڑنا تھا۔۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رضیہ بیگم اسے لیکر اپنی ایک دوست کے گھر آگئی تھی۔۔۔ جہاں ایک ہفتہ بہت
 اچھا گزرا تھا۔۔۔۔

ان کی دوست تو بہت اچھی تھیں لیکن ان کے گھر والوں کو ان کے یہاں رہنے سے اعتراض تھا۔۔۔ ان کا کہنا تھا کہ اتنی مہنگائی میں وہ دو لوگوں کا بوجھ بالکل بھی نہیں اٹھا سکتے۔۔۔۔

ان کی وجہ سے اکثر ان کے گھر میں لڑائی ہی رہنے لگی تھی۔۔۔ مجبور ہو کر ان کی دوست انہیں یہاں سے جانے کا کہہ چکی تھیں۔۔۔ وہ بھی ان کی زندگی میں زہر گھولنے کی وجہ نہیں بننا چاہتی تھی اس لیے چپ چاپ وہاں سے نکل آئی۔۔۔ انہوں نے کسی دارالامان میں جانے کا فیصلہ کیا۔۔۔ وہ آئی زل کو لیکر ان کے گھر سے نکل چکی تھی۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور کو کسی قریبی دارالامان میں چھوڑنے کا کہہ کر وہ خود اپنی زندگی کے ماہ و سال کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔

دارالامان والوں کا کہنا تھا یہاں صرف ایک فرد کے لیے رہائش کی جگہ باقی ہے۔۔۔ وہ آئی زل کو وہاں رکھنے کے لیے تیار تھے۔۔۔ پر انہیں نہیں۔۔۔ وہ بے بسی سے وہاں سے بھی نکل آئی تھی۔۔۔ اب تو ان کے پاس پیسے بھی ختم ہو چکے تھے۔۔۔ وہ بغیر راستوں کا متعین کیے چلی جا رہی تھیں۔۔۔ ذرا سنسان رستوں پر آ کر دو لفنگوں کی نظر آئی زل پر پڑھ چکی تھی۔۔۔

وہ دونوں ان کے قریب آ کر گویا ہوئے۔۔۔ آ جاؤ ماما کی پرنسز ہم تمہیں چھوڑ دیتے
ہیں۔۔۔ دونوں مکاری سے گویا ہوئے۔۔۔

دور رہو میری بیٹی سے۔۔۔ رضیہ بیگم شیرنی کی طرح دھاڑی۔۔۔

انہوں نے رضیہ بیگم کو دھکا دیا جس کی وجہ سے ان کا سر ایک پتھر سے ٹکرایا۔۔۔ ان
کے سر سے خون بہنے لگا۔۔۔

رضیہ بیگم سے ہٹ کر اب ان کی نظریں آئی زل پر تھی۔۔۔ چلیں بے بی ڈول۔۔۔ وہ
اسے گھسیٹ کر اپنے ساتھ لیجانے لگے۔۔۔



مارو کی زندگی اب بدل چکی تھی۔۔۔ خود ہی لوگوں کا سامنا کرنا سیکھ چکی تھی۔۔۔ اس
کی تنہائی ہی ہی اسے بہادر بنا گئی تھی۔۔۔ لوگوں کے خود غرض چہروں نے اسے
حالات سے ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے مقابل بنا دیا تھا۔۔۔

ابھی تک تو وہ آمنہ بیگم کے مہربان پروں کے سائے میں تھی۔۔۔ لیکن اب اسے دنیا کی
تلخ حقیقت سمجھ میں آگئی تھی۔۔۔

آج ناجانے کتنے دنوں کے بعد وہ گھر سے نکلی تھی۔۔۔ گھر میں کھانے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔۔۔ جس کی باعث اسے مجبوراً نکلنا ہی پڑا۔۔۔

راستے میں گزرتے اس کی نظر دو لڑکوں پر پڑی جو ایک لڑکی کو زبردستی اپنے ساتھ گھسیٹ رہے تھے۔۔۔ انہیں دیکھ کر اس کے تن بدن میں آگ سی لگ گئی تھی۔۔۔

کیا ایک لڑکی کو اکیلے سروائیو کرنے کا کوئی حق ہی نہ تھا۔۔۔ سڑک پر پڑا پتھر اٹھا کر ایک کے سر میں دے مارا۔۔۔ اس کے سر سے خون ابل ابل کر بہنے لگا۔۔۔ پاس ہی کھڑی ان ہی کی جیب سے ہاکی نکالی تھی اور ان کو سنبھلنے کا موقع دیا بغیر ان کی ہڈی پسلی ایک کر چکی تھی۔۔۔

دونوں فوراً وہاں سے بھاگے۔۔۔ ماروان کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔ جہاں ایک لڑکی ایک عورت کے ماتھے سے بہتے خون کو اپنے ڈوپٹے سے روکنے کے ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔

آپ لوگ جلدی سے اپنے گھر چلیں جائے ابھی رات ہونا شروع ہو جائے گی۔۔۔ تو زیادہ مشکل ہوگی۔۔۔

ہمارا کوئی گھر نہیں۔۔۔ آئی زل بھرائے ہوئے لہجے میں گویا ہوئے۔۔۔

کچھ سوچتے ہوئے ان سے مخاطب ہوئی۔۔۔

فی الحال آپ لوگ میرے ساتھ چل سکتے ہیں پھر کچھ سوچ لینا۔۔۔ مارو کندھے

اچکاتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہارے گھر۔۔۔ پر کیسے۔۔۔ آئی زل جیسے اب کسی پر یقین نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

ہم چل رہے ہیں تمہارے ساتھ۔۔۔ رضیہ بیگم اسے دیکھتی ہی بولی۔۔۔ انہیں یہ

لڑکی اپنی زندگی میں ایک امید کی کرن ہی لگی تھی۔۔۔

مارو کو اس لڑکی کو بچاتا دیکھ کوئی اچھا خاصہ امپریس ہو چکا تھا۔۔۔ وکی یہ لڑکی اب

ہمارے ساتھ کام کرے گی۔۔۔ ہمیں ایسے ہی بہادر لوگ چاہیے۔۔۔

جی باس ہو جائے گا۔۔۔ وکی سر خم کرتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ تینوں واپسی کے سفر پر گامزن ہوئی۔۔۔ جو حقیقت میں تینوں کی زندگیوں کی

نئی شروعات تھی۔۔۔

کمرے میں گھپ اندھیرا کیے وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔۔۔ اس گتھی کو

سلجھاتے اسے ڈیڑھ سال ہو گیا تھا۔۔۔ پر اب تک یہ گتھی اس سے سلجھ نہ پائی

تھی۔۔۔

آخر آئی زل اپنے گھر میں کیوں نہیں تھی؟ وہ اس گھر میں کیسے پہنچی؟ اور وہ وہاں کیوں رہ رہی تھی۔۔۔ ولید انکل کی حالت کا ذمہ دار کون تھا؟ یہ وہ سوال تھے جن کے جواب اسے ابھی تک مل نہ پائے تھے۔۔

آئی زل کی اس سے کترانے کی وجہ کیا تھی؟

جتنا وہ اس کو سوچ رہا تھا اتنا ہی الجھ رہا تھا۔۔۔

آخر ایسا کیا تھا جو اس کی نگاہوں سے مخفی تھا۔۔

آرش کی طرف اسے اب تسلی تھی۔۔ اس کی مارو سے دوبارہ ملاقات ہوئی

تھی۔۔۔ پر وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا کہ وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔۔۔

اس میں یہ ہنر تھا کہ وہ لوگوں کو دیکھ ان کی شخصیت کو پرکھ لیتا تھا۔۔۔ جیسے مارو سے

بے ضرر سی لڑکی لگی تھی۔۔۔ اور الوینا کو دیکھ کر ہی وہ اس کی شاطر طبیعت کا حال جان

گیا تھا۔۔۔

اسے پورا یقین تھا وہ لڑکی اس کے دوست کو سنبھال لے گی۔۔۔

آرش کی اس خامی سے وہ بخوبی آگاہ تھا کہ وہ بالکل بھی چہرہ شناس نہیں تھا۔۔۔ اچھے

برے لوگوں کی پرکھ کرنا نہیں آیا تھا۔۔۔

آرش سے ہوتے ہوئے اس کی سوچ ولید انکل کی طرف چلی گئی۔۔۔ جو کہ پچھلے
 ڈیڑھ سال سے ہسپتال میں زیر علاج تھے لیکن انہیں ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔۔۔
 یہ بات اس کے اور اس کے والد کے سوا کسی کے علم میں نہ تھی۔۔۔
 ان کی حالت سے وہ ایک بات تو جان گیا تھا کہ ان کی جان کو خطرہ تھا۔۔۔ تبھی وہ یہ
 بات چھپا گیا تھا۔۔۔

کیا آئی زل یہ بات جانتی تھی کہ انکل زندہ ہیں۔۔۔ اس نے تشویش سے یہ بات
 سوچی۔۔۔

پتہ نہیں کب تم میری ہوگی اس نے افیت سے سوچا۔۔۔
 دور کھڑی قسمت مسکرائی ہی تھی۔۔۔ شاید قدرت کو اس پر رحم آنے والا تھا۔۔۔
 شاید اس کے آزمائش میں کمی ہونے والی تھی۔۔۔

اس کی شادی ہو رہی تھی اور خود ہی بے یقین سی تھی۔۔ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس کی زندگی میں ایسا بھی کبھی ہوگا کہ وہ پیسوں کی خاطر شادی کرے گی وہ بھی چند دنوں کے لیے۔۔۔

اسے خود سے نفرت سی محسوس ہو رہی تھی کہ وہ کتنا غلط کام کر رہی تھی۔۔۔ میری زندگی میں کبھی کوئی خوشی نہیں آئے گی اس نے تلخی سے سوچا۔۔۔ یا شاید میرا وجود اس قابل ہی نہیں ہے کہ کوئی خوشی میرے نصیب میں آسکے۔۔۔ کیا میری زندگی ایسے ہی گزر جائے گی خوشیوں کو ترستے ہوئے۔۔۔

آرش کے والدین جلدی شادی کرنا چاہتے تھے۔۔ اس لیے دو ہفتوں بعد ان کی شادی کی تاریخ رکھی جا چکی تھی۔۔۔

اس شادی سے سب خوش تھے سوائے اس کے۔۔۔ کیوں کہ وہ جانتی تھی یہ صرف ایک سودا ہے کوئی عمر بھر کا رشتہ نہیں۔۔۔

اس نے سامنے کھڑے اپنے شوہر کی طرف دیکھا جو صرف نام کا ہی شوہر تھا۔۔۔

جو کب سے قہر آلود نظریں اس پر جمائے کھڑا تھا۔۔۔ اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے سرخ ہو رہی تھی۔۔۔

اس نے خوف سے جھر جھری سی لی تھی۔۔۔

میری بات۔۔۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا لیکن سامنے والے کی دھاڑ اسے خاموش کروا چکی تھی۔۔۔

خاموش! ایک لفظ بھی تمہارے منہ سے نہ نکلے سمجھی تم۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی ی اس کے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کی۔۔۔ بولو

آپ پر میرا حق ہے پہلے سمجھے آپ۔۔۔ اس ڈائمنڈ کا نہیں جس نے مجھ سے آپ کو

چھینا ہے۔۔۔ میرا بس چلے تو اسے جان سے مار دوں۔۔۔ وہ ہڈیانی کیفیت میں

چلائی۔۔۔

وہ نہیں تم غاصب ہو۔۔۔ آئی بات سمجھ میں تم نے اس کا حق چھیننے کی کوشش کی

ہے۔۔۔ محبت ہے وہ میری۔۔۔ میری زندگی میں خوشیوں کی وجہ ہے۔۔۔

اس کے الفاظوں نے جیسے اس کے دل پر تیر چلائے۔۔۔ اس نے زخمی نظروں سے اس

کی طرف دیکھا۔۔۔

جو روز ہی اپنے الفاظ سے اسے قطرہ قطرہ موت دیتا تھا۔۔۔ اس کے آنکھوں سے

بے ساختہ آنسو لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے تھے۔۔۔

میں تم جیسی لڑکی سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔ جو اتنی غلط بھی ہو سکتی ہے۔۔۔

میں تو اس رشتے کے خلاف تھا جو تمہارے ساتھ جڑا ہے۔۔۔۔۔ پر کیا کروں مجبور

تھا۔۔۔۔

تم ایک خود غرض لڑکی ہو جس کو صرف اپنی میں عزیز ہے۔۔۔ اس لیے میں تم سے

ہر رشتہ توڑتا ہوں۔

میں پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔

اس نے سامنے کھڑے اپنے شوہر کو بے یقینی سے دیکھا جو پیل میں اس کی دنیا اُجاڑ گیا

تھا۔۔۔ جس کی خاطر وہ سب سے لڑ گئی۔۔۔ سہی غلط کافرق بھلائے اسے اپنا بنانے

کی کوشش کی۔۔۔ وہ اس کاغذی بے نام رشتوں کو سرے سے ختم کر گیا تھا۔۔۔

آرش میں تمہاری شادی میں شامل ہو کر خود کو تکلیف نہیں دے سکتی۔۔۔ بے شک یہ میرا ہی فیصلہ ہے لیکن تمہیں کسی اور کے ساتھ دیکھ کر مجھے واقعی ہی تکلیف ہوگی۔۔۔ وہ مصنوعی اداسی سے بولی۔۔۔ دراصل وہ اپنے کمپنیشن کے لیے لندن جانا چاہتی تھی۔۔۔ پر وہ یہ چاہتی تھی کہ آرش گلٹ فیل کرے۔۔۔ اس لیے وہ اس کی شادی کا بہانہ بنا گئی تھی۔۔۔

سوری الوینا سب میری وجہ سے ہو رہا ہے میں تمہارے لیے کچھ بھی نہ کر سکا۔۔۔ میرا ارادہ کبھی بھی تمہیں تکلیف دینے کا نہیں تھا۔۔۔ بس کچھ دنوں کی بات ہے پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔

اگر تم یہاں نہیں رہنا چاہتی تو میں تمہیں بالکل بھی نہیں روکوں گا۔۔۔ تم اگر کچھ دیر اس سب سے دور رہنا چاہتی ہو تو اچھا ہے۔۔۔ تم آزاد ہو اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے میں۔۔۔

آرش اس کا ہاتھ تھامے مسلسل اس کی دلجوئی میں مصروف تھا۔۔۔ شازم سہی کہتا تھا اسے انسانوں کی پہچان نہیں ہے۔۔۔

وہ سامنے بیٹھی لڑکی کے مصنوعی آنسو بھی پہچاننے سے قاصر تھا۔۔۔ اسے واقعی ہی لوگوں کو پرکھنا نہیں آتا تھا۔۔۔

اس کی یہی عادت اسے نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔۔۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ قسمت نے اس کے لیے کیا سوچا۔۔۔ جیسا اس نے سوچا تھا ویسا ہونا

تھایا اس کی آزمائش شروع ہونے والی تھی۔۔۔



ان کی شادی سے تین پہلے دونوں خاندانوں نے ان کی چھوٹی سی انگیجمنٹ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔ آرش کے پیرنٹس کا کہنا تھا کہ وہ اس کی اکلوتی اولاد ہے وہ اپنی ہر خوشی پوری کرنا چاہتے ہیں۔۔۔

رضیہ بیگم کو کوئی اعتراض نہ تھا۔۔۔ لیکن جب سے ان کا فون آیا تھا تب سے اس نے ایک ہنگامہ کھڑا کیا تھا۔۔۔

ماما آپ ابھی کال کر کے ان کو منع کریں مجھے کوئی فضول کی رسم نہیں کرنی۔۔۔ مجھے کوئی نمائی ش کا سامان بننے کا شوق نہیں ہے۔۔۔ شادی کی الگ بات ہے لیکن میں ان فضول رسموں میں بالکل بھی شامل نہیں ہوں گی۔۔۔

در حقیقت وہ نہیں چاہتی تھی کہ آرش کے پرنس اس سے کوئی بھی امید
باندھے۔۔۔

رضیہ بیگم نے تحمل سے اس کی ہر بات سنی تھی۔۔۔ پھر اسے دیکھتی ہوئی گویا
ہوئی۔۔۔ میں خود اس منگنی وغیرہ کے خلاف ہوں میرے خیال میں ڈائی ریٹ
شادی ہی ایک اچھا فیصلہ ہے۔۔۔

لیکن تمہاری یہ منگنی کوئی سال دو سال نہیں چل رہی جس پر مجھے اختلاف ہو۔۔۔
تین دن ہی تو بچیں ہے شادی میں۔۔۔

اور دوسری بات کے آرش اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد ہے اس کو لیکران کے دل میں
کچھ ارمان ہونگے۔۔۔۔۔ تم خود کو ان کی بہو نہیں بیٹی سمجھ کر سوچو تمہیں اپنی باقی
زندگی وہی گزارنی ہے۔۔۔ اس لیے تھوڑا تحمل سے سوچو میری جان۔۔۔
ساری زندگی پر اس نے تلخی سے اس رشتے کی حقیقت کے بارے میں سوچا۔۔۔
آپی مان جائے نا کتنا مزہ آئے گا آپ کی شادی میں۔۔۔ وہ ایکسائی ٹڈ سی بولی۔۔۔

اوکے جیسے آپ لوگوں کی مرضی۔۔۔ وہ فیصلے کا اختیار ان پر چھوڑ کر کمرے کی جانب
بڑھ گئی۔۔۔

اس کی زندگی پر ویسے بھی اس کا خود کا اختیار تھوڑی تھا۔۔۔ جس طرف قسمت اسے لے جا رہی تھی اسی طرف چلی جا رہی تھی۔۔۔

وہ جھنجھلا یا ساشیشے کے سامنے تیار ہونے میں مصروف تھا۔۔۔ ساتھ ساتھ اس کی بڑ بڑا ہٹ بھی جاری تھی۔۔۔ جو شازم بخوبی سن رہا تھا۔۔۔
ماما پاپا کو یہ انگلی جھنٹ کرنے کی کیا سوچھی۔۔۔ حد ہے ویسے جتنی مجھے وہ لڑکی بری لگتی ہے۔۔۔ اتنا ہی یہ لوگ مجھے بار بار یہ احساس دلا رہے ہیں کہ میں کتنا گھائے کا سودا کر رہا ہوں۔۔۔ اس لڑکی کو اپنی زندگی میں شامل کر کے۔۔۔
یہ تمہارا خود کا فیصلہ تھا کسی نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا۔۔۔ جب شازم سے رہا نہیں گیا تو بول پڑا۔۔۔

ویسے بھی مار بھا بھی اس چڑیل الوینا سے ہزاروں گنا اچھی ہے۔۔۔ شازم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔

تو دو دفعہ اس پاگل لڑکی سے ملا ہے اور تجھے پتہ بھی چل گیا کہ وہ بہت اچھی ہے۔۔۔

ایک بات تو بتاتے الوناسے مسئی لہ کیا ہے۔۔۔ آرش اب تیار ہو کر اس کی جانب
مڑا۔۔۔

کوئی می مسئی لہ نہیں ہے۔۔۔ تو بس اس کا ذکر چھوڑ اپنی انگلیجمنٹ پر توجہ دیں۔۔۔
بہت اچھا لگ رہا ہے۔۔۔ شازم اسے دیکھ کر بولا جو بلیک کلر کا سوٹ پہنے کھڑا تھا۔۔۔
دونوں کی ڈریسنگ تقریباً ایک جیسی تھی۔۔۔

شازم نے غور سے اس کا جائزہ لیا۔۔۔ نیلی آنکھوں میں بیزارگی تھی۔۔۔ ہلکی
ہلکی بیئی رڈ اس پر خوب بچ رہی تھی۔۔۔

چل یار چھوڑ آ جا چلتے ہیں۔۔۔ انکل آنٹی تمہارا ویٹ کر رہے ہونگے۔۔۔ شازم نے
اس کے کندھوں پر بازو جمائے اسے لیکر باہر نکل گیا۔۔۔

ماشاء اللہ! میرا بیٹا کتنا پیارا لگ رہا ہے۔۔۔ مسز حیدر اس کی بلائے لیتی ہوئی می بولی۔۔۔
اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں نصیب کرے۔۔۔

چلو بھئی چلتے ہیں ٹائی م ہو گیا۔۔۔ تم لوگوں کا ارادہ ہی نہیں نکلنے کا۔۔۔ حیدر
صاحب انہیں چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولے۔۔۔

آرش کی انگلیجمنٹ کا چھوٹا سا فنکشن قریبی ہال میں اریج کیا تھا۔۔۔
مارو اور اس کی فیملی نے ڈائی ریکٹ وہی پہنچنا تھا۔۔۔

 مارونے بیوٹیشن کو بلانے سے منع کر دیا تھا۔۔۔ اس کی ضد کو دیکھتے ہوئے مجبوراً
 آئی زل نے اسے تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔۔۔

پچ کلر کی سمپل لیکن ڈیسٹ سی میکسی میں اس کا نازک وجود خوب جھپ دکھلا رہا
 تھا۔۔۔

اس کے ساتھ دو گھنٹوں کی نبر آزمائی کی کرنے کے بعد اب وہ مطمئن تھی۔۔۔ اس
 کے نہ نہ کرنے کے باوجود اس کی ایک بھی نہ سنتے ہوئے آئی زل نے اس کا اچھا خاصہ
 میک اپ کر دیا تھا۔۔۔

بیوٹی فل! آئی زل اسے دیکھ کر بولی۔۔۔ آپ بہت اچھی لگ رہی ہیں۔۔۔ آرش
 بھائی کی تو دیوانے ہو جائی یں گے۔۔۔

مارونے اس کا نام پر کڑوا سا منہ بنایا تھا۔۔۔

وہ خود بھی تیار کھڑی تھی۔۔۔ بلیک کلر کے سمپل سے ڈریس میں چہرے پر کیا گیا
لائیٹ میک اپ اس کا روپ نکھار گیا تھا۔۔۔ ہیزل براؤن آنکھوں میں آج ایک
نئی سی چمک تھی۔۔۔۔۔

وہ مارو کے لیے بے تحاشہ خوش تھی۔۔۔ اسے کوئی ی چاہنے والا اور قدر کرنے والا مل
گیا تھا۔۔۔ اس نے سچے دل سے اس کے چہرے پر دائی می مسکراہٹ کی دعا مانگی۔۔۔
آج خوشی کے موقع پر بھی اس ستم گر کی یاد آگئی تھی۔۔۔ جو بھولانے پر بھی نہیں
بھولتا تھا۔۔۔۔۔ آنکھوں کی نمی کو پیچھے دھکیل کر وہ مارو کا ہاتھ تھامے باہر کی جانب
بڑھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہال میں اس وقت افراتفری کا سماں تھا۔۔۔ کچھ لوگ خوش گپیوں میں مصروف
تھے۔۔۔۔۔ کچھ یہاں وہاں چہل قدمی میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ جب مارو کے
آنے کا شور ہال میں گونجا۔۔۔

وہ لوگ تقریباً آدھے گھنٹے پہلے یہاں پہنچے تھے۔۔۔ وہ برائی یڈل روم میں بیٹھی باہر
سے بلاوے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

جلد ہی باہر سے کچھ لڑکیاں اسے باہر لیجانے کے لیے آگئی۔۔۔ وہ ساری آرش کی
کزن تھی۔۔۔

سب لڑکیوں کے ہمراہ باہر ہال میں آئی تھی۔۔ آئی زل کے ساتھ سہج سہج کر قدم
اٹھاتی وہ کسی کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر گئی تھی۔۔ آرش اسے دیکھ کر فریز ہوا تھا جو
بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔

آرش کے ساتھ ایک اور وجود سٹل ہوا تھا۔۔ جو آئی زل کو یہاں بے یقینی سے دیکھ رہا
تھا۔۔ اسے دیکھ کر اس کی اداس آنکھیں مسکرائی۔۔۔ چہرے پر شادابی چھائی
تھی۔۔۔۔۔ جیسے تڑپتے دل پر ٹھنڈی پھواری پڑی تھی۔۔۔
آئی زل کی نظریں جیسے ہی اٹھی اسے سامنے دیکھ کر اس کی دنیا گھومی تھی۔۔۔ اسے
دیکھ کر دل کی کیفیت جیسے بیان سے باہر تھی۔۔۔۔

جتنا وہ اس سے دور جانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ قدرت بار بار انھیں ملا رہی
تھی۔۔۔۔۔

وہ اس پر دھیان دیے بغیر مارو کا ہاتھ آرش کے ہاتھ میں دیے رضیہ بیگم کے ساتھ چپک
کر بیٹھ گئی۔۔۔۔

الوینا کی حسد بھری نظریں اس پر ٹکی تھی۔۔۔ یہ جگہ اس کی تھی جہاں وہ دو ٹکے کی
لڑکی شان سے براجمان تھی۔۔۔

آرش اور مارونے ایک دوسرے کو انگھوٹھی پہنائی تھی۔۔۔ پورا ہال تالیوں کی آواز
سے بھر چکا تھا۔۔۔۔

جب تک آرش وہاں موجود رہا وہ وہاں ہی نظر جمائے کھڑی رہی۔۔۔ آرش کے
جاتے ہی وہ اسٹیج کی طرف بڑھی۔۔۔۔

خوش تو بہت ہوگی تم اپنی اوقات سے زیادہ مل رہا ہے۔۔۔۔ ہے نا۔۔۔۔۔ وہ اس
پر طنز کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

مارو کو خاموشی دیکھتے ہوئے وہ مزید بولی۔۔۔۔

اپنی اوقات میں رہنا زیادہ آرش سے فری ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔ وہ میرا ہے
اور میرا ہی رہے گا۔۔۔ اس کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے کچھ غلط نہیں کرنا اس
کے ساتھ۔۔۔۔۔

اس کی زندگی پر اس پر صرف اور صرف میرا حق ہے۔۔۔ مارو کو سامنے کھڑی لڑکی
سائی کیوسی لگی تھی۔

نکاح اسپیشل

سب لوگ اس وقت شور و غل میں مصروف تھے۔۔۔۔۔ بس ایک وہی اپنی جگہ منجمد
 ہو آئی زل پر نظریں ٹکائے کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اسے ارد گرد سے کوئی غرض نہیں
 تھی۔۔۔۔۔ اس کی زندگی جو اس کے آنکھوں کے سامنے تھی۔۔۔۔۔ اسے بھلا کسی سے کیا
 غرض۔۔۔۔۔

آرش اسے کب سے ایک ہی جگہ کھڑے دیکھ اسی سٹیج سے اتر کر اس کے قریب آیا۔۔۔
 اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔ میں تجھے کب سے دیکھ رہا
 ہوں تو میری بیوی کی بہن کو تاڑ رہا ہے۔۔۔ شرم ورم نہیں آرہی۔۔۔ آرش مصنوعی
 خفی سے بولا۔۔۔۔۔
 بالکل بھی نہیں آرہی۔۔۔ کیوں کہ وہ صرف اور صرف میری ہے۔۔۔ اسے دیکھنے کا
 حق صرف مجھے ہے۔۔۔ اس کے چہرے پر عجیب سی چمک تھی۔۔۔ جیسے بہت قیمتی چیز
 واپس مل گئی ہو۔۔۔۔۔

اس کے چہرے کی چمک دیکھ کر آرش کو ایک سیکنڈ نہ لگایا جانے میں کہ سامنے کھڑی
 لڑکی ہی اس کی محبت ہے۔۔۔۔۔

اسے یہ جان کر بے تحاشہ خوشی ہوئی کہ جس لڑکی کے پیچھے وہ خوار ہو رہا تھا وہ اسے
 مل گئی ہے۔۔۔۔۔

آئی زل کو باہر جاتا دیکھ وہ بھی اس کے پیچھے بھاگا۔۔۔ بعد میں بات کرتے ہیں پہلے
تیری ہونے والی بھا بھی کو منالوں۔۔۔

اس کے قدم بھی اسی جانب بڑھے جہاں ابھی کچھ دیر پہلے آئی زل گئی تھی۔۔۔
مجنوں! آرش بڑ بڑایا۔۔۔

آئی زل کب سے اس کی نظروں کو خود پر نوٹ کر کے جھنجھلا سی گئی۔۔۔ پہلے تو
کافی دیر اسے انگور کرتی رہی۔۔۔ آخر تنگ آ کر اس نے اسے سخت گھوری سے
نوازا۔۔۔ جس کا اس پر الٹا ہی اثر ہوا تھا۔۔۔

اس کے گھورنے پر وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔۔۔ جیسے یہی چاہتا ہو کہ وہ اس کی
طرف دیکھے۔۔۔۔۔

اس پر الٹا اثر ہوتا دیکھ وہ نظریں اس پر سے ہٹا گئی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے آرش کی طرف متوجہ دیکھ کر اس نے سگھ کی سانس لی۔۔۔۔۔

دومنٹ ہی مزید گزرے تھے۔۔۔ کہ اس کے موبائی ل پر عائی شہ کی کال آنے لگی۔۔۔ اس نے ایک نظر شازم کی طرف دیکھا جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔ پوری تسلی کر کے وہ ہال کی داخلی دروازے کی جانب بڑھی جہاں شور کچھ کم تھا۔۔۔ اس نے جیسے ہی کال اٹھائی عائی شہ نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

بڑی ہی کوئی چوڑی دوست ہو تم۔۔۔ میں دو دن یونی نہ آئی تم نے مجھے بتانا گوارا ہی نہیں کیا تمہاری بہن کی شادی ہے۔۔۔ میں اسی دنیا میں تھی کوئی مرتخ میں نہیں پہنچ گئی تھی۔۔۔

حد ہے ویسے تم نے مجھے انگیجمنٹ پر انوائیٹ نہیں کیا یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔۔۔۔۔

سوری عائی شہ میرے مائی نڈ سے سکپ ہو گیا تھا۔۔۔ آئی زل معزرت خوانہ انداز میں بولی۔۔۔

واہ! اکلوتی دوست بھی دماغ سے سکپ ہو گئی۔۔۔ وہ اپنی کلاس کی زو بار یہ نے میرا کتنا مزاق بنایا۔۔۔۔۔ کہ بڑی دوست بنی پھرتی ہو اس کی بہن کی شادی ہو رہی ہے اس نے تمہیں بلانا تو دور بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔

سوری عاشو! میں پکا تمہیں انوائیٹ کرنے والی تھی شادی پہ۔۔۔ یہ انگیجمنٹ کا فنکشن تو اچانک ڈیسائیڈ ہوا۔۔۔ بس اس وجہ سے دماغ سے سکپ ہو گیا۔۔۔

تم کیا سوچ رہی تھی تم بلاؤں گی نہیں تو میں آؤں گی بھی نہیں۔۔۔ یہ تمہاری غلط فہمی ہے میں تو ضرور آؤں گی۔۔۔

چلو اب فون رکھو مجھے شاپنگ بھی کرنی ہے باتوں میں لگا دیتی ہو۔۔۔ بائے۔۔۔

آئی زل نے صدمے سے فون کو گھورا جیسے وہ عائی شہ ہو۔۔۔ اس کی ایک بھی سنے بغیر اپنی سناتی کال کاٹ گئی تھی۔۔۔

پاگل نہ ہو تو وہ بڑ بڑائی ی۔۔۔ مطلب حد تھی یہ لڑکی اپنی سنائی ی اور چلتی بنی۔۔۔

جیسے ہی وہ مڑی اپنے پیچھے کھڑے شازم سے ٹکرائی ی۔۔۔ اس کو سامنے دیکھ اس کی

سانس سینے میں اٹکی۔۔۔

فوراً خود کو سنبھالے اس پر چڑھ دوڑی۔۔۔ کیا تکلیف ہے کیوں میرے راستے میں

کھڑے ہو۔۔۔ اس کا لہجہ انتہائی بد تمیزانہ تھا۔۔۔

شازم نے نہ ہی اس کے لہجے کا اور نہ ہی اس کے الفاظ کا برا منایا۔۔۔ پر اندر کہیں تکلیف

ضرور ہوئی ی تھی۔۔۔

لیکن وہ سب کچھ اگنور کیے تحمل سے بولا۔۔۔ آئی زل پلیزیاریہ سب مت کرو میرے

ساتھ۔۔۔۔۔۔۔

میں محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ کبھی تمہارے ساتھ زندگی گزارنے کے خواب دیکھے تھے۔۔۔

کتنے خوش تھے ہم دونوں پھر ایسا کیا ہوا کہ ہمارے اس خوبصورت رشتے کو بھی بہالے گیا۔۔۔ شازم کے لہجے میں کرب نمایاں تھا۔۔۔۔

ناٹک اچھا کر لیتے ہیں آپ۔۔۔ مجھے تو حیرانگی ہوتی ہے آپ جیسے لوگوں کو دیکھ کر جن کہ لیے کسی کی سانسیں چھننا بہت آسان ہوتا ہے۔۔۔ دو غلے لوگوں سے مجھے نفرت ہے۔۔۔ منہ پر کچھ پیٹ پیچھے کچھ۔۔۔۔۔

آئی زل کیسی باتیں کر رہی ہو۔۔۔ مجھے کچھ بتاؤ گی بھی۔۔۔۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔۔۔

میں آپ جیسے لوگوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتی۔۔۔ ایکسیوزمی۔۔۔ وہ ایک سائیڈ سے گزر کر جانے لگی۔۔۔

جب شازم نے اس کا ہاتھ تھاما۔۔۔ تم ایسے نہیں جاسکتی۔۔۔ میرے سوالوں کا جواب دینا ہو گا۔۔۔ ایسا بھی میں نے کیا کر دیا جو تم اس حد تک مجھ سے ناراض ہو۔۔۔۔۔

میرا ہاتھ چھوڑو شازم۔۔۔۔

نہیں جب تک تم مجھے پوری بات نہیں بتاؤ گی تب تک تو بالکل بھی نہیں۔۔۔۔۔
 میں نے کہا میرا ہاتھ چھوڑو۔۔۔۔۔ اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ اس نے اپنا ہاتھ
 کھینچا۔۔۔ جو مضبوط گرفت میں قید تھا۔۔۔ اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیکھ کر غصے اور
 نفرت کی ایک لہر اس کے جسم میں دوڑی۔۔۔

یہ سامنے کھڑا شخص اس کے باپ کی موت اور ان کی بربادی میں شامل تھا۔۔۔
 خاموش فضاء میں تھپڑ کی آواز گونجی۔۔۔ شازم نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔
 اس کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑی۔۔۔

اس نے ایک سکینڈ کے لیے اس کی غصے سے سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھ کر
 جھرجھری لی۔۔۔ وہ یہ بالکل بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ پر پتہ نہیں کیسے اس کا ہاتھ
 اٹھ گیا۔۔۔۔

شاید پچھلے ڈیڑھ سالوں کا غصہ اس پر نکالا تھا۔۔۔
 اسے کچھ بھی بولنے کا موقع دیے بغیر اندر کی طرف بھاگی۔۔۔
 شازم غصے سے اس کی پیٹ کو گھورا۔۔۔۔۔ ہال سے باہر نکلتا چلا گیا اب اس کا اندر جانے
 کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔۔

گاڑی پارکنگ سے نکال کر بھگا کر لے گیا۔۔۔ گاڑی یہاں وہاں بھگاتے وہ اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

محبت کرنا وہ اس سے کبھی چھوڑ نہیں سکتا تھا۔۔۔ کیونکہ اس پر اس کا زور نہیں تھا۔۔۔

پر وہ لڑکی دھیرے دھیرے کر کے اس کا مان توڑ رہی تھی۔۔۔
سڑک کے پیچ و پیچ گاڑی روک کر اس نے بے بسی سے سٹیئرنگ پر اپنا سر ٹکرایا تھا۔۔۔
وہ اونچا لمبا مرد اس وقت بے آواز رو رہا تھا۔۔۔ اس لڑکی کی محبت نے نا جانے اور کتنا خوار کرنا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیسے ہی وہ فون رکھ کر مڑی اس کی طنزیہ نظروں کو خود پر مقید پایا۔۔۔
میں نے آپ جیسی ڈھیٹ بندی آج تک نہیں دیکھی۔۔۔ جو خود کو خود ہی انوائیٹ کر رہی ہے۔۔۔

کلیپنگ۔۔۔ اس نے باقاعدہ تالی بجائی ی۔۔۔ عرشمان نے اسے تالی بجا کر داد دی۔۔۔

تمہیں کیا تکلیف ہے؟ میری دوست میری مرضی۔۔۔

عاشہ نے جیسے کوئی بات سنی نہیں تھا۔۔۔ اسے سامنے کھڑا یہ لڑکا ہر سے بھی برا لگتا تھا جو بے فضول اس سے پنگے لیتا تھا۔۔۔

عرشمان کو اس لڑکی کو تنگ کرنے میں بڑا مزہ آتا تھا۔۔۔ جو باقاعدہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیتی تھی۔۔۔

اس کی باتیں سن کر ہنسی سی آتی تھی۔۔۔ آج اس کی ایمپورٹنٹ اسائی منٹ تھی جس کی وجہ سے وہ آرش کی انگیجمنٹ بھی اٹینڈ نہیں کر پایا۔۔۔ پر اس نے آرش سے وعدہ کیا تھا کہ شادی کے باقی فنکشن ضرور اٹینڈ کریں گا۔۔۔

تمہیں خود کوئی می بلاتا نہیں ہے نا۔۔۔ اس لیے تمہیں مرچی لگ رہی ہے۔۔۔

ایکسیوزمی مجھے بہت کام آخر تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں۔۔

ایک ادا سے بولتی اس کے قریب سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

عرشمان نے اس کی پیٹ کو گھورا۔۔۔ جو اپنی کہہ کر چلتی بنی۔۔۔

آج رات مہندی کا فنکشن تھا۔۔۔۔۔ ماڑو کی طرف سے تو چند گنے چنے لوگ تھے۔۔۔۔۔

اس لیے مہندی کا فنکشن کمبائین کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔۔

اس وجہ سے نکاح کا فنکشن پہلے سے ڈیسائیڈ تھا۔۔۔۔۔

نکاح میں آرش کی اور شازم کی فیملی اور لڑکی والوں کی طرف سے مارو کی فیملی، عائی شہ

اور فاطمہ کے علاوہ چند مہمان اور تھے۔۔۔۔۔ یہ چھوٹا سا فنکشن آرش کے گھر

ارہنچ کیا تھا۔۔۔۔۔

ماڑو کی فیملی پہلے ہی وہاں سے پہنچ گئی تھی۔۔۔۔۔ سفید اور ریڈ کلر کے کمپینیشن کا

خوبصورت سافراک نکاح کی مناسبت سے پرفیکٹ تھا۔۔۔۔۔

بیوٹیشن اسے تیار کر کے جا چکی تھی۔۔۔۔۔ وہ اس وقت اکیلی کمرے میں کھڑی خود کا سجا

سنوراروپ آئی نے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔ سفید ڈریس اس کی گوری رنگت پر خوب

نچ رہا تھا۔۔۔۔۔

آج اس کی زندگی بدلنے والی تھی۔۔۔۔۔ کسی اور کے نام خود کو لکھنے والی تھی۔۔۔۔۔ پتہ

نہیں یہ ساتھ کتنی دیر کا تھا۔۔۔۔۔ اتنا تو وہ بھی جانتی تھی کہ ساتھ عارضی ہی ہونا

ہے۔۔۔۔۔ گہرا سانس رکھ کر وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔ خود کو حالات کے دھارے پر

چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

آئی زل جیسے ہی اندر آئی ی اسے بیڈ پر گم سُم بیٹھے دیکھ اس سے مخاطب
 ہوئی۔۔۔۔۔

کیا ہوا آپی ایسے کیوں بیٹھی ہیں؟

کچھ نہیں بس ویسے ہی۔۔۔۔۔ تم بتاؤ ماما نے کیوں بلایا تھا تمہیں۔۔۔۔۔

کچھ نہیں وہ سب مہمان آگئے ہیں وہ کہہ رہی تھی بس کچھ دیر میں مولوی صاحب
 آنے والے ہیں نکاح کے لیے۔۔۔۔۔

مجھے عجیب سا فیمل ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔۔ ماروا سے دیکھ کر بولی۔۔۔۔۔

آپی اب آپ کو اسی گھر میں رہنا ہے اپنے آرش جی کے ساتھ۔۔۔۔۔ وہ شرارتی انداز
 میں گویا ہوئی۔۔۔۔۔ ابھی سے عادت ڈال لیں۔۔۔۔۔

آرش کے والد دروازہ کھٹکھٹا کر اندر آئے۔۔۔۔۔ نکاح کے لیے مولوی صاحب آگئے
 ہیں۔۔۔۔۔

ان کے پیچھے ہی رضیہ بیگم اندر آئی۔۔۔۔۔ انکے ہاتھ میں لال رنگ کا دوپٹہ تھا جو
 وہ اس کے سر پر اوڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔

مولوی صاحب نے اندر آ کر نکاح کے کلمات ادا کیے۔۔۔۔۔

آرش سے بھی ایجاب و قبول کے مراحل طے ہوئے تو مبارکباد کا شور سا اٹھ گیا۔۔۔۔۔
 شازم آکر اس سے بغلگیر ہوا۔۔۔ مبارک ہو بھائی ی۔۔۔۔۔ شادی شدہ کی فہرست
 میں تمہارا بھی نام شامل ہو گیا۔۔۔۔۔

زیادہ بکواس نہ کر جانتا ہے تو اس رشتے کی حقیقت۔۔۔۔۔ آرش سرگوشی میں دانت پیتا
 گویا ہوا۔۔۔۔۔

شازم ایسا ہو گیا جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔۔۔

عرشمان بھی آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا۔۔۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو بھائی ی نکاح

کی۔۔۔۔۔
 شکر یہ چھوٹے۔۔۔۔۔ آرش شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ اس لفظ سے کتنا

چڑتا ہے۔۔۔۔۔

بھائی ی اب چھوٹا نہیں رہا بڑا ہو گیا ہوں میں۔۔۔۔۔

او کے جی مان لیے اب خوش۔۔۔۔۔

آرش اور اس کے فوٹو شوٹ کے لیے اسے باہر لایا گیا۔۔۔۔۔

لان میں سب مہمانوں کے لیے انتظام کیا گیا تھا۔۔۔۔۔

اس کو لاکر اسٹیج پر آرش کے ساتھ بٹھا دیا گیا۔۔۔۔۔

ادھر ہو کر بیٹھو۔۔۔ مارو اس کے کان میں غرائی۔۔۔ جو اس کے ساتھ چپک کر
بیٹھا تھا۔۔۔

آرش جیسے ڈھیٹ سا بن گیا۔۔۔ اور اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا۔۔۔ بازو اس کے
کندھے کے گرد پھیلا دی۔۔۔

آرش نے اس کو ڈھیٹائی سے بھرپور مسکراہٹ پاس کی۔۔۔۔
کیا تکلیف ہے آج تمہاری وہ پرکٹی کبوتری نہیں ہے تو تم چھچھوری حرکتوں پر اتر آئے
ہو۔۔۔۔۔ وہ اسے کھانے کو دوڑی۔۔۔

بیوی ہو تم میری ابھی ابھی نکاح ہوا ہے ہمارا۔۔۔ آرش کو اس کے فیس ایکسپریشن
مزدے رہے تھے۔۔۔۔۔ جتنی دفعہ یہ لڑکی اسے ملی تھی اتنی دفعہ ان دونوں کا جھگڑا
ہی ہوا تھا۔۔۔۔

اچھا! شاید آپ اس رشتے کی حقیقت بھول گئے ہیں۔۔۔ اگر بھول گئے ہیں تو
میں یاد دلا دوں۔۔۔

وہ فوراً سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ کر سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

وہ اسے کب سے اگنور کر رہا تھا۔۔۔۔ اس نے ایک بھی بار نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا
 تھا۔۔۔۔ یہی تو وہ چاہتی تھی۔۔۔۔ پر پتہ نہیں کیوں دل بے چین سا ہو رہا تھا۔۔۔
 اپنی کل والی حرکت پر وہ واقعی شرمندہ تھی۔۔۔ اسے ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔۔۔
 پر وہ بار بار اس کے راستے میں آ کر اس کے زخم کرید رہا تھا۔۔۔۔
 وہ کیسے بھول جاتی اس کی حقیقت۔۔۔۔ دل کو جیسے یقین سا تھا کہ وہ غلط نہیں
 ہو سکتا۔۔۔۔ پر اس کے باپ کے کہے الفاظ اس کے یقین پر پانی پھیر جاتے تھے۔۔۔
 یہ اچھا ہی تھا کہ اس نے خود ہی اپنا راستہ الگ کر لیا۔۔۔۔ پر دل پھر بھی مطمئن نہ
 تھا۔۔۔۔

کل اس کے مسلسل دیکھنے پر اسے بے چینی سے ہو رہی تھی۔۔۔ اور اب اس کے اگنور
 کرنے پر دل میں درد سا اٹھ رہا تھا۔۔۔

پر اس نے فی الحال اس سے دوری بنانے کا سوچا۔۔۔۔ اور اسے اب اس کا فیصلہ بالکل
ٹھیک لگ رہا تھا۔۔۔۔

بار بار جھک کر دیکھ لیا تھا پر وہ اپنی ضد پر قائم تھی۔۔۔ اسے یہ بتانا بھی گوارا نہ کیا کہ
اس کی غلطی کیا ہے۔۔۔ کیا وجہ تھی اس بے رُخی کی۔۔۔
اب وہ مزید نہیں جھکے گا اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔



وہ گیٹ سے بھاگتی ہوئی اندر آئی۔۔۔۔ پر یہاں تو فوٹو شوٹ ہوتا دیکھ کر

چلائی۔۔۔۔

اللہ میں تو لیٹ ہوگئی کسی نے میرا انتظار بھی نہیں کیا۔۔۔۔ چونکہ لان میں زیادہ
مہمان نہ تھے۔۔۔۔ اس کی آواز ہر ایک تک پہنچی۔۔۔۔ سب کو اپنی طرف دیکھتا پا کر
وہ نجل سی ہوگئی۔۔۔۔

میرا مطلب ہے اچھا کیا میرا انتظار نہیں کیا۔۔۔۔ ایسے کاموں میں دیری نہیں کرنی
چاہیے۔۔۔۔ وہ ہلکی سی آواز میں منمنائی۔۔۔۔

آئی زل اسے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔
 اتنی لیٹ کیوں ہو گئی؟ نکاح کی ٹائی منگ کا بتایا تو تھا تمہیں۔۔۔۔
 یار اتنے سالوں بعد خود کو شادی پر زبردستی انوائیٹ کر وایا ہے۔۔۔۔ اس میں بھی سچ
 سنور کرنے آؤں تو کیا فائی وہ۔۔۔۔ اس کی اپنی ہی منطق تھی۔۔۔۔
 خیر چھوڑو تمہیں آپنی سے ملواتی ہوں۔۔۔۔ وہ اسے لیکرا سٹیج کی طرف بڑھی۔۔۔۔

 NEW ERA MAGAZINE
 Novels | Afsana | Articles | Poems | Poetry | Interviews
 وہ کب سے یہاں کھڑا ہو رہا تھا۔۔۔۔ کوئی می جاننے والا بھی نہ تھا۔۔۔۔ آرش
 اور شازم آپس میں مصروف تھے۔۔۔۔ وہ یہاں سے جانے کے بارے میں سوچ رہا
 تھا۔۔۔۔

کوئی جانی پہچانی آواز اس کے کانوں میں پڑی۔۔۔۔ جب
 اس نے مڑ کر سامنے دیکھا۔۔۔۔ جہاں مس پٹاخہ واویلا کرنے میں مصروف
 تھی۔۔۔۔

پرپیل کلر کے کا مدار ڈریس میں ہیوی میک اپ میں وہ واقعی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

اس کا سجا سنورا روپ دیکھ کر وہ امپریس ہوا تھا۔۔۔

امپریسیو مس پٹاخہ۔۔۔ لوکنگ بیوٹیفیل۔۔۔ وہ خود سے بڑبڑایا۔۔۔

مہندی اسپیشل

آرٹس نکاح کے فنکشن کے اختتام کے بعد اپنے کمرے میں آ گیا۔۔۔ اسے خود پر حیرت

ہو رہی تھی۔۔۔ یونی لائی ف میں بھی کتنی لڑکیاں خود اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

پر اس نے کبھی کسی کو خود کے نزدیک نہ آنے دیا۔۔۔

لڑکیوں سے اسے سخت چڑ تھی۔۔۔ بس ایک الوینا ہی تھی جس نے اس کی طرف

دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا جو اس نے تھام لیا تھا۔۔۔ وہ بھی اس لیے کہ اس کے پاپانے

اس کو یونی میں گائیڈ کرنے کا کہا تھا۔۔۔

پر مار جب بھی اسے ملی تھی ہمیشہ اسے باتیں سنا جاتی تھی۔۔۔ اپنے سامنے کسی کو

نہ بولنے دینے والا آرٹس پتہ نہیں کیوں اس کی ہر بات سُن جاتا تھا۔۔۔

پر اب اس نے سوچ لیا تھا وہ بالکل بھی اسے اپنی زندگی میں شامل ہونے نہیں دے

گا۔۔۔۔۔ اسے یہاں سے جانا تھا اور یہ ڈیسائیڈ تھا۔۔۔۔۔

اسے اس لڑکی سے کوئی ہی ہمدردی نہ تھی۔۔۔ جو پیسوں کے لیے کسی کی بھی چند ماہ کی
وائف بن سکتی تھی۔۔۔۔

اسے نہیں پتہ وہ ایسا کام کیوں کر رہی ہے۔۔۔ پر ایک اچھی لڑکی کبھی بھی پیسوں کے
لیے ایسا کام نہیں کریں گی۔۔۔

اسے یہ بات یاد رکھنی تھی یہ بندھن صرف عارضی ہے۔۔۔۔

وہ دو اجنبی تھے جو ایک بندھن میں بندھ تو رہے تھے۔۔۔ جنہیں ایک ساتھ سفر تو
کرنا تھا لیکن ان کی منزلیں بالکل جدا تھی۔۔۔۔ یہ بات اب اسے اچھے سے یاد رکھنی
تھی۔۔۔۔

اس نے اب تھوڑی دیر ریٹ کرنے کا سوچا۔۔۔ کیونکہ رات کو وہ ایک منٹ بھی فری
نہیں ہونے والا تھا۔۔۔۔

وہ دندناتی ہوئی اندر آئی۔۔۔۔

یار یہ لگ رہا ہے کوئی می شادی والا گھر ہے۔۔۔۔ اس کی آواز میں جھنجھلاہٹ نمایاں
تھی۔۔۔۔

تو کیا کریں۔۔۔ آئی زل نے بیزارگی سے پوچھا۔۔۔۔۔
شادی والا گھر ہے کوئی می ہلا گھلا کرو۔۔۔۔۔ پاگل لڑکی۔۔۔
عاشی شہ نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا۔۔۔۔۔

ماڑو بس خاموشی سے ان کی باتوں سے محفوظ ہو رہی تھی۔۔۔۔ اسے یہ لڑکی کافی پسند
آئی می تھی مخلص سی۔۔۔۔۔ جو بات دل میں ہوتی وہی زبان پر بھی۔۔۔۔
ہاں جیسے گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے جو ہم مزے کریں۔۔۔۔ گنتی کے پانچ لوگ
ہیں۔۔۔۔۔

ہاں تو پھر کیا ہو اماڑو کی شادی ہے اور ہم ضرور انجوائے کریں گے۔۔۔۔
ویٹ۔۔۔۔ کہہ کر وہ باہر کو بھاگی۔۔۔۔۔

فاطمہ اور رضیہ بیگم تیار یوں میں مصروف تھی۔۔۔۔

چھوڑیں یہ سب کام ابھی میرے ساتھ چلیں۔۔۔ وہ دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اندر کمرے
میں لے گئی۔۔۔۔۔

مارو اور آئی زل اس کی پھرتیاں ملاحظہ کر رہی تھی۔۔۔۔

اس نے اپنے موبائی ل پر سونگ لگایا۔۔۔ اور ساتھ آئی زل کو بھی کھینچ لیا۔۔۔۔
گانے کے بول پر دونوں شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔

مہندی لگا کہ رکھنا

ڈولی سجا کہ رکھنا

لینے تجھے اوگھوری

آئے گے تیرے سمجھنا

موبائی ل سے آتی آواز سے زیادہ اونچی دونوں کی خود کی آواز تھی۔۔۔۔
ساتھ ساتھ مارو کی طرف اشارہ کرتی۔۔۔۔ جیسے کہنا چاہ رہی ہو۔۔۔۔ یہ بول آپ کے
لیے ہی ہیں۔۔۔۔

رضیہ بیگم نے ان کے چہروں پر موجود مسکراہٹ کی دائی می ہونے کی دعا مانگی۔۔۔۔

دونوں لہک لہک کر ڈانس کرنے میں مصروف تھیں۔۔۔۔ عائی شہ کو تو آس پاس کا

ہوش ہی نہیں تھا۔۔۔۔ آخر کار تھک ہار کر دونوں بیڈ پر گری۔۔۔۔

انہیں ایک بار پھر فام میں آتا دیکھ رضیہ بیگم تنبیہ لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔۔

چلو لڑکیوں اب یہ ناچ گانا چھوڑو اور تیاری شروع کر دو۔۔۔۔ پھر آخری ٹائی م میں تم

لوگوں کا کچھ نہ کچھ رہ جائے گا۔۔۔۔

رضیہ بیگم وارنگ دیتے لہجے میں بولی۔۔۔ جو ڈھیٹ سی بنی بیٹھی تھی۔۔۔
 جی جی آنٹی بس اٹھنے لگے۔۔۔ آخر کار فاطمہ کو ہی ان کی طرف سے بولنا پڑا۔۔۔
 پھر وہ سب واقعی اٹھ کر اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف ہوئی۔۔۔

۔۔۔۔۔

شازم مہندی کا انتظام دیکھ کر ابھی اندر آیا ہی تھا جو کہ باہر لان میں کیا گیا تھا۔۔۔ ہر
 چیز کا خاص دھیان رکھا گیا تھا۔۔۔ کہ کسی چیز کی کمی نہ ہو۔۔۔
 حیدر اور نمرہ بیگم اپنے ہر ارمان ہی پورے کرنا چاہتے تھے۔۔۔ آرش کا کوئی بھی بھائی
 نہ تھا جو یہ سب انتظام دیکھتا۔۔۔ اس لیے یہ ذمہ داری شازم اور عریشان نبھارے
 تھے۔۔۔

عریشان ابھی کچھ دیر پہلے مہندی کے لیے تیار ہو چکا تھا۔۔۔ اس نے اسے اندر تیار
 ہونے کے لیے بھیجا تھا۔۔۔ اس کا کہنا تھا کہ وہ سب دیکھ لے گا وہ جا کر خود بھی ریڈی
 ہو جائے۔۔۔

ان تینوں کا قیام آرش کے کمرے میں تھا۔۔۔

ابھی باہر سے اندر داخل ہوا تھا جب نمرہ بیگم کی آواز پر اسے رُکنا پڑا۔۔۔

جی آئی۔۔۔ اس نے مڑ کر ان کی طرف دیکھا۔۔۔

بیٹا باہر کا سب انتظام مکمل ہے۔۔۔ انہوں نے تسلی چاہی۔۔۔

جی آئی سب کچھ پرفیکٹ ہے آپ بالکل بھی فکر نہ کریں۔۔۔ شازم نے انہیں تسلی

دی۔۔۔

اوکے آرش کو بھی دیکھ لو کہ وہ ریڈی ہے کہ نہیں۔۔۔ اور تم بھی ایسے ہی گھوم رہے

ہو جلدی سے جا کر ریڈی ہو جاؤ۔۔۔

شازم اوکے کہتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔۔۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر شازم

پر پڑھی۔۔۔ جو ریڈی ہو کر خود کا تنقیدی جائی زہ لے رہا تھا۔۔۔

اب تک تو کوئی ہی اس شادی کو عارضی بول رہا تھا۔۔۔ اور صبح فنکشن میں بڑا چہک رہا

تھا۔۔۔ شازم نے شرارتی نظروں سے اس کی طرف دیکھا جو صبح نکاح کے بعد

فنکشن بڑا خوش خوش نظر آ رہا تھا۔۔۔

یہ تمہاری غلط فہمی ہے ضروری تو نہیں میں نکاح کی وجہ سے ہی خوش تھا۔۔۔

مسکرانے کی وجہ کچھ اور بھی ہو سکتی ہے۔۔۔ اور تو نے پہلے کبھی مجھے دیکھا ہے

بے وجہ سڑا ہوا منہ بناتے۔۔۔

میں ہمیشہ ہی خوش رہنے کی کوشش کرتا ہوں۔۔۔۔

چلو میری چھوڑو ذرا اپنی بتاؤ تم کل سے کیوں سڑے ہوئے بینگن جیسا منہ بنا کر گھوم

رہے ہو۔۔۔

اب تو سب صحیح ہو گیا ہے۔۔۔ تمہیں وہ لڑکی بھی مل گئی ہے جسے تو ڈھونڈ رہا تھا پھر

کیا وجہ ہے۔۔۔

آرش نے آئی بیروا چکاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

کچھ نہیں ہوا میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔ تو فی الحال اپنی شادی پر دھیان دے پھر بات

کرتے ہیں۔۔۔۔ ابھی جا کر تم نمبرہ آنٹی کو اپنا چہرہ دیکھا آؤ۔۔۔

انہیں کچھ تسلی ہو کہ تم ریڈی ہو۔۔۔۔ ویسے بھی مہمان آنا شروع ہو چکے ہیں۔۔۔ تم

نیچے کا ایک چکر لگاؤ۔۔۔۔ میں بس پانچ منٹ میں ریڈی ہو کر آتا ہوں۔۔۔

شازم فی الحال اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے اسے یہاں سے

بھیجنا چاہا۔۔۔

اوکے ابھی میں جا رہا ہوں بعد میں بات کرتے ہیں۔۔۔

وہ ابھی اپنے دوست کی خوشیوں میں کوئی رکاوٹ نہیں بننا چاہتا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا
 آرش پورے اطمینان سے شادی انجوائے کرے۔۔۔ کسی بھی ٹینشن اور پریشانی کے
 بغیر۔۔۔

بے شک آرش اس شادی کو عارضی یا وقتی کہہ رہا تھا۔۔۔ پر وہ اس کے چہرے پر وہ
 اطمینان دیکھ سکتا تھا جو شادی کے نام پر اس کے چہرے پر تھا۔۔۔ آرش اس بات کو
 ابھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔ کیونکہ اس عشقِ محبت کے کھیل میں نیا تھا۔۔۔
 پر وہ خود تو تین سالوں سے اس عشق کی وادی میں قید تھا۔۔۔ اس عشق نے اسے
 صرف خوار کیا تھا۔۔۔
 اس نے تمام سوچوں کو ذہن سے جھٹکا اور اپنا ڈریس اٹھا کر واش روم میں بند
 ہوا۔۔۔۔۔

اس وقت وہ سترنگی کلر کے لہنگے، گولڈن کلر کی کرتی کے ساتھ خوبصورت ڈوپٹہ سر پر
 ٹکائے۔۔۔ بالکل تیار کھڑی تھی۔۔۔۔۔

خوبصورت آنکھوں میں اس وقت اداسی تھی۔۔۔ جو اس کی زندگی کا ہمہ وقت حصہ تھی۔۔۔۔

اس کے ڈریس میں بے شمار رنگ تھے۔۔۔ اس کے برعکس اس کی زندگی بے رنگ کیوں تھی۔۔۔ کیوں صرف وہی ہر خوشیوں سے محروم تھی۔۔۔۔
رضیہ بیگم جیسے ہی اندر داخل ہوئی اسے دیکھ کر بے تحاشہ ٹھٹھکی۔۔۔ انہوں نے بے ساختہ ماشا اللہ کہا۔۔۔

ماڑونے چونک کر آواز کی سمت دیکھا تھا۔۔۔ جہاں رضیہ بیگم اسے جان نثار نظروں سے نہا رہی تھیں۔۔۔
نہیں وہ ناشکری کر رہی تھی اس کے دل نے فوراً اس کی تردید کی۔۔۔ اس کی زندگی اتنی بھی بے رنگ نہیں تھی۔۔۔ جتنا وہ شکوہ کر رہی تھی۔۔۔ اگر اللہ نے اس سے رشتے چھینے تھے تو اس کے بدلے اتنے پیارے رشتوں سے نوازا بھی تھا۔۔۔
میری گڑیا کتنا پیاری لگ رہی ہے۔۔۔۔۔ انہوں نے محبت سے اس کی پیشانی چومی۔۔۔۔ اس سے کوئی رشتہ نہ ہونے کے باوجود بھی جانے کیوں دل اس کی طرف مائل ہوتا تھا۔۔۔ شاید یہ خدا کی قدرت ہی تھی جو ان کے دل میں اس یتیم بچی کے لیے بے تحاشہ محبت ڈال دی تھی۔۔۔۔

اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیوں سے نوازے۔۔۔ جو خواہشات تمہاری یہاں رہ کر
پوری نہ ہو سکی۔۔۔ وہ تمہارے شوہر پوری کریں۔۔۔ خدا تمہارے شوہر کے دل میں
تمہارے لیے بے تحاشہ محبت ڈال دے۔۔۔

وہ اسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازتی سیدھی ہوئی تھی۔۔۔
اب ہمیں چلنا چاہیے گاڑی کب سے باہر کھڑی ہے۔۔۔ میں تمہیں ہی بلانے آئی تھی
تھی اور یہاں باتوں میں مصروف ہو گئی۔۔۔

رضیہ بیگم اسے ہاتھ پکڑ کر باہر لیجانے لگی جہاں آئی زل اور عائی شہ تیار کھڑی
تھی۔۔۔ یہ چھوٹا سا قافلہ آرش ولا کی جانب بڑھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی میں بیٹھے باقی لوگ باتوں میں مصروف تھے پر اس کا ذہن تو کہی اور بھٹکا
تھا۔۔۔

اگر اس کے پاپا کو شازم کے خلاف کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔۔ اگر اس نے کچھ نہ
کیا ہو۔۔۔ تو کیا وہ کبھی اس سے نظر ملا پائے گی۔۔۔

کیا اپنے اس رویے کی وضاحت کر پائے گی۔۔۔ اگر وہ غلط نہ ہو۔۔۔ یہ سوچ کر اس
نے جھر جھری لی۔۔۔

نہیں ایسا کچھ نہیں ہے وہ غلط ہے تو غلط ہے پاپا کو کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی
ہوگی۔۔۔ جیسے خود کے صحیح ہونے کا سرٹیفکیٹ خود ہی دے دیا۔۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے روکی تو وہ سوچوں کے گرداب سے باہر آئی۔۔۔
ان کی منزل آچکی تھی۔۔۔ گہرا سانس بھر کے اس نے ہر سوچ کو ذہن سے
جھٹکا۔۔۔



تقریباً سارے مہمان آچکے تھے۔۔۔ مہندی کی مناسبت سے لگائے گئے گانے فضا
میں گونج رہے تھے۔۔۔

جیسے ہی دولہے کے آنے کا شور اٹھا۔۔۔۔۔ سب لوگ داخلی دروازے کی طرف
متوجہ ہوئے۔۔۔

جہاں آرش لڑکوں کے بیچ و بیچ چلا آ رہا تھا۔۔۔ لڑکے ڈھول کی تھاپ پر پاگلوں کی
طرح ناچنے میں مصروف تھے۔۔۔

شازم اور عریشان بھی انہی میں شامل تھے۔۔۔۔۔ شازم اپنی ہر ٹینشن بھلائے اپنے
دوست کی خوشیوں میں خوش تھا۔۔۔۔۔

پندرہ منٹ تک یہ سب چلتا رہا۔۔۔۔۔ آخر لڑکے تھک ہار کر رگ گئے۔۔۔۔۔ آرش
جا کر اسٹیج پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈھول والوں کو شازم رخصت کر چکا تھا۔۔۔۔۔ کیونکہ ان کا یہاں اب کوئی کام نہ
تھا۔۔۔۔۔

کچھ دیر بعد مارب لڑکیوں کی ہمراہ اندر آتی ہوئی نظر آئی۔۔۔۔۔ اسے ایک طرف
سے آئی زل اور دوسری طرف سے عائشہ نے تھام رکھا تھا۔۔۔۔۔

عائشہ کو سجا سنورا روپ دیکھ کر عریشان کے دل نے ایک بیٹ مس کی۔۔۔۔۔
اسے یہ مس پٹاخہ پلس لڑاکا اچھی لگنے لگی تھی۔۔۔۔۔ اس کا ہر انداز ہی بھانے لگا تھا۔۔۔۔۔

آرش نے اسے دیکھنے کی غلطی بالکل بھی نہ کی تھی۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا اس ٹائی م وہ فل
ہتھیاروں سے لیس ہوگی۔۔۔۔۔ کہی اس کا دل بے اختیار نہ ہو جائے۔۔۔۔۔

کیونکہ جب سے اسے انگیجمنٹ پر اسے غور سے دیکھا تھا وہ اسے اتنی کیوٹ لگی تھی کہ
دل نے بار بار اسے دیکھنے کی خواہش کی تھی۔۔۔۔۔ نکاح پر بھی کچھ یہی حال تھا۔۔۔۔۔

اس لیے اسے نہ دیکھنا ہی بہتر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر واقعی ہی آئی زل کا دل اس کے بس میں ہوتا تو آج سے ڈیڑھ سال پہلے ہی شازم کو اپنے باپ کی موت کو قصور وار ماننے کے بعد سچ میں اس سے نفرت کرتی۔۔۔ اور واقعی ہی شازم کا دل اس کے تابع ہوتا تو بارہا اس لڑکی کے ذلیل کرنے پر بھی اس کے پیچھے خوار نہ ہوتا۔۔۔

دل کے معاملوں میں زور زبردستی نہیں چلتی یہ بات وہ بھول رہے تھے۔۔۔۔۔ مہندی اسپیشل پارٹ ٹو

ماڑا سٹیج پر بیٹھی اب آگتا چکی تھی۔۔۔ بیٹھ بیٹھ کر اس کی کمر اکڑ گئی تھی۔۔۔ سب باری باری آکر ان دونوں کو مہندی لگاتے اور میٹھائی کی کھلاتے۔۔۔ مسلسل میٹھا کر اب اس کا دل خراب ہونے لگا تھا۔۔۔

آرش کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔۔ وہی ایک جگہ بیٹھا بیٹھا بور ہو چکا تھا۔۔۔ شازم اور عرشان اس کی حالت کا مزہ لے رہے تھے۔۔۔

آرش نے دونوں کو گھوری سے نوازا جو اس کی حالت پر بتیسی کی نمائش کر رہے تھے۔۔۔

عائی شہ اپنی عادت کے خلاف پچھلے دو گھنٹے سے مسلسل ایک جگہ ہی بیٹھی اب بور
 ہو چکی تھی

وہ کب سے یہی دیکھ رہی تھی جہاں سب بڑے آکر ان دونوں کو مہندی لگا کر جا رہے
 تھے۔۔۔۔

بیک گراؤنڈ میں وہی روایتی سا مہندی والا میوزک۔۔۔ اس نے شدید کوفت سے
 ادھر ادھر دیکھا۔۔۔

یار آئی زل میں خاصی بور ہو چکی ہوں۔۔۔ کب سے یہی دیکھ دیکھ کر۔۔۔
 تو ایسا کرا سٹیج پر چڑھ اور بندروں کی طرح ناچ۔۔۔ خود بھی مزے کر اور سب کو بھی
 کروا۔۔۔ آئی زل اس کی طرف دیکھتی طنزیہ بولی۔۔۔
 آئی زل اس کی بوریت بوریت کی گردان سے تنگ آچکی تھی۔۔۔ تبھی اکتا کر
 بولی۔۔۔

پچھے کھڑا عریشان جو کب سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔ آئی زل کی بات پر اپنا مقہ نہ
روک سکا۔۔۔۔

عائی شہ نے پچھے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔ وہ آئی زل کی بات پر اس کے سامنے نجل سی
ہوگئی تھی۔۔۔۔

کیا تکلیف ہے تمہیں تم کس خوشی میں ہماری باتیں سن رہے ہو۔۔۔۔ عائی شہ بدلے
میں اس پر چڑھ دوڑی۔۔۔

عریشان گڑ بڑایا۔۔۔ میں کوئی می تم لوگوں کی جاسوسی تھوڑی کر رہا تھا۔۔۔ وہ تو بس
یہاں سے گزر رہا تھا تو تم لوگوں کی بات سن لی۔۔۔۔
ہاں تو سن بھی لی تھی تو چپ کر کے گزر جاتے۔۔۔۔ یہ گلا پھاڑ کر ہنسنے کی کیا ضرورت
تھی۔۔۔

اب یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی سر پر چڑھ رہی تھی۔۔۔

وہ بھی فارم میں آتے میدان میں کودا۔۔۔۔

میرامنہ میں چاہے ہنسو ہاروؤں تمہیں اس سے کیا۔۔۔

اب ہم اپنے کان تو بند نہیں کر سکتے تمہاری خاطر۔۔۔

ویسے بھی تمہاری آواز دو میل دور کھڑے انسان تک بھی پہنچتی ہے ایسا پھٹا سپیکر ہے
تمہارا۔۔۔ وہ اس کی اونچی آواز پر چوٹ کرتا ہوا بولا۔۔۔۔

عائی شہ کا مارے صدمے سے منہ کھلا تھا۔۔۔

یوں۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری اتنی سُریلی آواز کو پھٹا سپیکر کہنے کی۔۔۔۔
میں تمہیں چھوڑو گی نہیں۔۔۔۔

سُریلی سیر یسلی یہاں موجود ایک بندہ بھی تمہاری آواز کو سُریلی کہہ دے تو مان جاؤں
گامیں۔۔۔۔ اس نے جیسے اس کا مزاق اڑایا۔۔۔۔

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔۔۔ میری آواز کو کچھ بھی کہا تو۔۔۔۔ میرے منگیترا کو میری
آواز اتنی پسند ہے دن رات میری تعریفیں کرتا نہیں تھکتا۔۔۔۔ عائی شہ نے اتراکہ
کہا۔۔۔

اب کہ صدمے میں جانے کی باری عرشان کی تھی۔۔۔ اس نے بے یقینی سے اس کی
طرف دیکھا۔۔۔۔ ابھی تو دل نے خواب بُنا بھی شروع نہیں کیے تھے۔۔۔۔ کہ چھن
سے سارا ٹوٹ گئے۔۔۔۔

وہ عقل کا اندھا ہو گا۔۔۔۔ تبھی ایسی بات کہی اُس نے۔۔۔۔

وہ اپنے لہجے کو نار مل کرتا ہوا بولا۔۔۔۔ مجھے ذرا کام ہے کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

وہ اس کے سامنے کچھ بھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

آئی زل نے اس کا یکدم خاموش ہونا شدت سے نوٹ کیا تھا۔۔۔ پر کہا کچھ نہیں۔۔۔ اس کے جانے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔ جو کڑے تیوروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

ذرا مجھے بھی بتانا پسند کرو گی اپنے اس منگیتر کے بارے میں جو راتورات کہی سے ٹپک پڑا۔۔۔

وہ منہ بند نہیں کر رہا تھا۔۔۔ میں نے سوچا اس کا منہ بند کر دوں۔۔۔ وہ لا پرواہی سے بولی۔۔۔

اسے اس بات پر کچھ حد تک یقین ہو گیا ہو گا تبھی چلا گیا۔۔۔ وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔۔۔

آئی زل نے افسوس سے سر ہلایا جیسے کہہ رہی ہو اس کا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ آئی زل نے اس کی آنکھوں میں کچھ جانچنا چاہا۔۔۔ پر وہاں کچھ نہ تھا۔۔۔

 --

وہ حد درجہ تھک چکا تھا صبح سے ایک منٹ بھی سکون کا نصیب نہ ہوا تھا۔۔۔ کچھ
 تھکاوٹ اور کچھ نیند نہ پوری ہونے کی وجہ سے اس کی آنکھیں سُرخ ہو چکی تھی۔۔۔
 اس نے ایک ہاتھ سے اپنا ماتھا مسلا۔۔۔ اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔۔۔
 فاطمہ پلیز اگر چائے بن گئی ہے تو دے دو۔۔۔ سر میں شدید درد ہو رہا ہے۔۔۔
 کچن میں کھڑے وجود نے اس کی تکلیف زدہ آواز سنی تو نا جانے کیا سوچتے اس کے لیے
 چائے بنانے لگا۔۔۔

تقریباً سات سے آٹھ منٹ بعد اس نے چائے کا کپ اس کے سامنے رکھا۔۔۔
 تھینک یو سوچ فاطمہ چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔۔۔ اس نے جیسے ہی سر اٹھا کر
 دیکھا۔۔۔ پر یہ کیا یہاں فاطمہ تو کہی نہیں تھی۔۔۔ ہاں وہ سنگدل لڑکی ضرور کھڑی
 تھی۔۔۔ جو قدم قدم اس کی تذلیل کرتی آئی ی تھی۔۔۔
 میں نے شاید فاطمہ سے کہا تھا۔۔۔ اس نے آئی برواچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

میں آپ کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔ اتنا سا احسان میں کسی اجنبی پر بھی کر
 دوں۔۔۔ اور آپ بھی وہی سمجھ لیں۔۔۔ اگر پینی ہے تو پی لیں۔۔۔ باقی آپ کی
 مرضی۔۔۔

مجھے نہیں چاہیے تم یہاں سے اٹھا سکتی ہو۔۔۔

وہ اس کی کوئی بھی بات سنے بغیر ٹیبل پر پڑے لیموں پانی کا گلاس اٹھائے وہاں سے
 نکل گئی۔۔۔



تقریب کا تقریباً ختام ہو چکا تھا۔۔۔ شازم مہمانوں کو ان کے کمروں تک گائیڈ کر
 رہا تھا۔۔۔

گھر مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ انکل آنٹی کو زیادہ مسئی لہ ہو
 اسی لیے وہ سب کے رہنے کا بند و ست خود کر رہا تھا۔۔۔

اس کے سر میں شدید درد تھا۔۔۔ اس لیے وہ کچن کی جانب بڑھا کہ کسی کو چائے کا بول
 دے۔۔۔

فاطمہ کو بچن میں کھڑا دیکھ اسے کچھ تسلی ہوئی۔۔۔

فاطمہ پلیز تم میرے لیے چائے بنا دو گی۔۔۔۔۔ سر میں شدید درد ہے اور تھکان سی بھی

ہے۔۔۔۔

میں ابھی سب کچھ دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔ کچھ ضروری سامان بھی دکھوانا ہے تو سوچا اسٹور

میں رکھوا دیتا ہوں وہاں کوئی می نہیں جائے گا۔۔۔

وہ اسے تفصیل سے آگاہ کرتا ہوا بولا۔۔۔

ہم!۔۔۔ تم فکر مت کرو میں بنا دیتی ہوں۔۔۔۔

اس کے جاتے ہی فاطمہ کی فون کی رینگ ہوئی۔۔۔ اس کے گھر سے فون تھا۔۔۔

وہ کچھ سوچ کر بچن سے باہر نکل تاکہ تفصیل سے ان سے بات کر لیں۔۔۔ ابھی واپس

آکر اس کے لیے چائے بھی بنا دوں گی۔۔۔

وہ یہاں رُکنا نہیں چاہتی تھی پر مارونے سے یہاں روک لیا تھا۔۔۔

اس لیے کیسے بھی کر کے گھر والوں کو مطمئن کرنا تھا۔۔۔

مارب کی طبیعت خراب ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ جسے دیکھ کر نور بیگم نے اسے کمرے میں لے جانے کا کہا تھا۔۔۔۔۔

اس کا دل اتنا زیادہ میٹھا کھا کر عجیب ہو رہا تھا۔۔۔ آئی زل اس کے لیے لیموں پانی لینے کچن میں گئی تھی۔۔ تاکہ اس کی طبیعت میں کچھ بہتری آسکے۔۔۔

لیوں پانی بنا کر جب وہ مڑنے لگی تب اس کے کانوں میں اُس ستم گر کی آواز پڑی۔۔۔ جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔

اپنے ایک ہاتھ سے ماتھا مسلتا وہ اسے چائے کی فرمائی ش کر رہا تھا۔۔۔۔۔

وہ اسے فاطمہ سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔ وہ اس کی منہ سے فاطمہ کا نام سُن کر شدید تپتی۔۔۔۔۔ جو اسے اگنور کر رہا تھا۔۔۔ اور اس فاطمہ سے فرمائی شیں۔۔۔۔۔

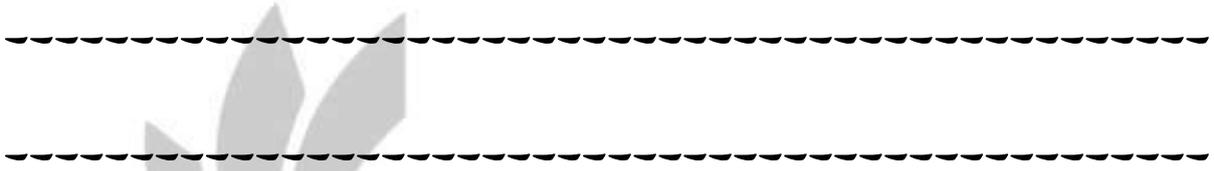
اس وقت اسے فاطمہ شدید بری لگی تھی۔۔۔۔۔ پر وہ یہ بات نہیں دیکھ رہی تھی کہ وہ اسے خود سے دور خود ہی کر رہی تھی۔۔۔۔۔

جو بار بار اس کی بد تمیزیاں برداشت کر رہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اس کے لیے چائے بنانے کا سوچا۔۔۔ اس وقت ساری سوچیں اس کے ذہن سے محو ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ یاد تھا تو اتنا کہ سامنے بیٹھا شخص کبھی اس کا خواب تھا۔۔۔۔۔

پر اسے دیکھ کر اُس کا جو ریئی کشن تھا۔۔۔ اس نے اسے مزید تپا دیا۔۔۔ مطلب وہ اس کے ہاتھ سے کچھ لینا گوارا نہیں کر رہا تھا۔۔۔ پر اُس فاطمہ سے فرمائی ش کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

وہ اس سے اگر ہمدردی کر رہی تھی تو کیوں اتنا بھاؤ کھا رہا تھا۔۔۔ اسے باتیں سنائے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔۔



NEW ERA MAGAZINE.COM

اس کے جاتے ہی وہ خود بھی وہاں سے نکلتا لان میں آگیا۔۔۔ جہاں ساری بینگ پارٹی بیٹھی تھی۔۔۔

ان کا پروگرام کچھ دیر کے لیے انجوائے کرنے کا تھا۔۔۔
ماڑو کی طبیعت کچھ سنبھلی تو عائی شہ اسے بھی وہی لے آئی۔۔۔

اب سب اپنی اپنی جگہ سنبھال چکے تھے۔۔۔۔۔
چلیں جیسے کے سبھی آگے ہیں تو شروع کریں محفل۔۔۔

کوئی می بھی جھجھکے گا نہیں جسے جو آتا ہے وہ وہی سنائے گا۔۔۔ عریشان نے اٹھ کر سب کو گائی بیڈ کیا۔۔۔

تو جیسا کہ یہ تقریب آرش بھائی می اور مارب بھا بھی کے لیے ہے۔۔۔

تو شروعات بھی آرش بھائی می کریں گے۔۔۔

چلیں بھائی می شروع ہو جائے کچھ سنائے مارب بھا بھی کے لیے۔۔۔۔ کوئی می گانا ہی سننا دے آپ تو اتنا چھا گاتے ہیں۔۔۔

سب کے شور کرنے پر وہ رضامند ہوا۔۔۔

عریشان نے اس کی طرف گٹار بڑھایا۔۔۔ جو اس نے تھام لیا۔۔۔

اس نے ایک نظر مارا وپر ڈالی اور آہستہ سے گانا شروع کیا۔۔۔

خاموش فضا میں اس کی میٹھی آواز گونجی۔۔۔ مارونے ستائش سے اس کی طرف

دیکھا۔۔۔ جس کی آواز میں واقعی جادو تھا۔۔۔

تم ملوروز ہی

مگر ہے یہ بات بھی

میرا ہونا آہستہ آہستہ

میرا ہونا آہستہ آہستہ

جانے کیوں اس کی نظر ایک منٹ بھی اس کے چہرے سے نہ ہٹی جو آنکھیں بند کیے
گانے کے بولوں کو محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

تم ہو رہے ہو۔۔۔۔

یا ہو گئے ہو۔۔۔۔

یا ہے فاصلے۔۔۔۔

پوچھے دل تو کہوں میں کیا بھلا

دل سوالوں سے ہی نہ دے رُلا۔۔۔۔

ہوتا کیا ہے آہستہ آہستہ۔۔۔۔

ہونا کیا ہے آہستہ آہستہ۔۔۔۔

دوری یہ کم ہی نہ ہو۔۔۔۔

میں نیندوں میں بھی چل رہا۔۔۔۔

ہوتا ہے کل بے وفا۔۔۔۔

یہ آتا، نہیں چل رہا۔۔۔۔

جیسے ہی اس کی آواز آنا بند ہوئی می ماڑونے اس کی طرف دیکھا جو اس کی طرف ہی
متوجہ تھا۔۔۔۔ اس کا دل بے ساختہ دھڑکا۔۔۔۔ اس نے فوراً نظریں ہٹالیں۔۔۔۔

سب نے تالیاں بجا کر اسے داد دی۔۔۔
کمال کر دیا بھائی می۔۔۔ عرشان بے ساختہ بولا۔۔۔ آرش نے مسکرا کر داد وصول
کی۔۔۔

چلیں اب شازم بھائی می کی باری عرشان فوراً بولا۔۔۔

آرش نے گٹار سے پاس کیا۔۔۔

باتیں یہ کبھی نہ تو بھولنا

کوئی می تیری خاطر ہے جی رہا۔۔۔

جائے تو کبھی بھی یہ سوچنا

کوئی می تیری خاطر ہے جی رہا۔۔۔

تو جہاں جائے محفوظ ہو۔۔۔

تو جہاں جائے محفوظ ہو۔۔۔

دل میرا مانگے بس یہ دعا۔۔۔

اس نے صرف ایک نظر آئی زل پر ڈالی تھی پھر اپنی نظریں اس پر سے ہٹالیں۔۔۔

باتیں یہ کبھی نہ تو بھولنا

کوئی می تیری خاطر ہے جی رہا۔۔۔

جائے تو کہی بھی، یہ سوچنا
کوئی تیری خاطر ہے جی رہا۔۔۔
ہمدرد ہے ہمد م بھی ہے۔۔۔۔
وساتھ ہے تو زندگی۔۔۔
تو جو کبھی دور رہے۔۔۔۔
یہ ہم سے ہو جائے اجنبی۔۔۔۔
تجھ سے محبت کرتے ہے جو۔۔۔
تجھ سے محبت کرتے ہے جو۔۔۔۔
کیسے کریں ہم اس کو بیان۔۔۔
باتیں یہ کبھی نہ تو بھولنا
کوئی تیری خاطر ہے جی رہا۔۔۔
جائے تو کہی بھی، یہ سوچنا
کوئی تیری خاطر ہے جی رہا۔۔۔
سب اس کی خوبصورت آواز کے سحر سے نکلے۔۔۔
تالیاں بجا کر اسے داد دی۔۔۔۔

چلیں بھا بھی اب آپ کی باری۔۔۔ عریشان نے اب ماڑو کو مخاطب کیا۔۔۔
 نہیں مجھے یہ سب نہیں آتا۔۔۔ اس نے اپنی جان چھوڑوانی چاہی۔۔۔
 یہ سب نہیں چلے گا یہ چیٹنگ ہے۔۔۔ سب نے خوب احتجاج کیا۔۔۔
 میں کوئی شعر وغیرہ سنا دیتی ہوں یہ سب نہیں ہو گا مجھ سے۔۔۔
 جیسی آپ کی مرضی۔۔۔

زندگی کا مزاج اپنا ہے
 یہ لہروں کی طرح شوریدہ سر ہے

اُبھرتی ڈوبتی ہے پھر اُبھرتی ہے
 ہوا کے دوش چلتی ہے

ہوا اونچاڑاتی ہے

کبھی ساکت نہیں رہتی

ہماری دوراندیشی کئی منظر بدلتی ہے

ہم اپنے خوف کے ہاتھوں

سبھی بندھ بندھ لیتے ہیں

مگر یہ سرکشی اپنی دکھاتی ہے

کئی بھونچال لاتی ہے
کبھی ساکت نہیں رہتی۔۔۔

واہ بہت خوب۔۔۔ سب نے دل کھول کر داد دی۔۔۔
چلو بھئی اب سوتے ہیں اندر سے کوئی ی بزرگ باہر آگیا سب کی ایک ساتھ ہی
ہو جانی ہے۔۔۔

آرش نے سب کی توجہ ٹائی م کی طرف دلوائی۔۔۔
لو ایسے کیسے بھلا میں تو رہ گئی۔۔۔ عائی شہ فوراً بولی۔۔۔
وہ جو کب سے اپنی باری کا سوچ کر بیٹھی تھی محفل برخواست ہوتے دیکھ فوراً بولی۔۔۔
کل ہی سے شروع کریں گے۔۔۔ شازم سب کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔
ایسے کیسے بس پانچ منٹ کے لیے سب بیٹھو میری باری کے بعد ہی جانا۔۔۔
اوکے۔۔۔ سارے بیٹھ جاؤ۔۔۔ آرش نے سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔
جبھی عائی شہ فوراً شروع ہوئی۔۔۔
یہ عشق ہائے۔۔۔ بیٹھے بیٹھائے۔۔۔
جنت دکھائے۔۔۔
اور اااا۔۔۔

سب نے باقاعدہ کانوں پر ہاتھ رکھے۔۔۔
 بقول عرشان اس کی پھٹے سپیکر جیسی آواز سب کو کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے پر مجبور
 کر گئی۔۔۔

بس کرو۔۔۔ جیان کی بہن۔۔۔
 عرشان اونچی آواز سے بولا۔۔۔

کیا مطلب ہے اس بات کا؟ کہ میں اس موٹے جیان کی طرح بے سُری ہوں۔۔۔
 بالکل سہی سمجھا تم نے۔۔۔ اور ہمیں ابھی بہرے ہونے کا کوئی می شوق نہیں۔۔۔

سب کی دبی دبی مسکراہٹ اسے تپاگئی۔۔۔
 ٹیلنٹ کی قدر ہی نہیں ہے۔۔۔ وہ پیر پختی اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔۔
 سب نے بھی جیسے اس کی بے سُری آواز سے جان چھوٹنے پر شکر کیا۔۔۔
 محفل برخواست کر کے سب اندر اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھے۔۔۔

بارات اسپیشل

رات کا اندھیرا ہر سو پھیلا تھا۔۔۔ اس وقت کمرے میں تین نفوس موجود تھے۔۔۔
ایک وجود مزے سے نیند پوری کر رہا تھا۔۔۔ باقی دو نفوس کی آنکھوں سے نیند کو سوں
دور تھی۔۔۔

سوگئی آرزو۔۔۔ ماڑو کی آواز گونجی۔۔۔۔۔

نہیں آپنی جاگ رہی ہوں۔۔۔ آئی زل جواب بولی۔۔۔

عاشقہ ان دونوں کے درمیان مزے سے سو رہی تھی۔۔۔

ماڑو اٹھ کر بیٹھی۔۔۔ مجھے نیند نہیں آرہی۔۔۔ عجیب بے چینی ہو رہی ہے۔۔۔

آئی زل اس کے قریب آ کر بیٹھی۔۔۔ اس کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر مخاطب

ہوئی۔۔۔ کیا ہوا آپنی؟ اس نے سوالیہ نظر ماڑو کی طرف اٹھائی۔۔۔

تم لوگوں سے دور ہو جاؤں گی۔۔۔ یہی سوچ سوچ کر گھبراہٹ ہو رہی ہے۔۔۔ وہ

اداسی سے بولی۔۔۔

آپنی آرش بھائی می مجھے کافی اچھے لگیں۔۔۔ نیچر وائی ز بھی اچھے ہیں۔۔۔ مجھے پکا یقین

ہے وہ آپ کو بے انتہا خوش رکھیں گے۔۔۔

اور آپ کو نسا دور ہوگی جب دل کریں ملنے آجانا۔۔۔ اسے دلاسا دیتے اس کی خود کی

آواز زندہ گئی۔۔۔

آپی میں آپ کو بہت مس کروں گی۔۔۔ وہ روہانسی لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔
میں بھی۔۔۔ ماؤ بھی بدلے میں بولی۔۔۔۔۔ دونوں ایک دوسرے کو گلے لگائے
دل کو بوجھ ہلکا کرنے لگیں۔۔۔

مسٹر اور مسز حیدر کے بے حد اصرار پر وہ یہی رُک گئے تھے۔۔۔ رضیہ بیگم نے
انہیں منع کرنا چاہا لیکن انہوں نے انہیں منا کر ہی دم لیا۔۔۔

صبح ماؤ نے ادھر سے پار لر جانا تھا۔۔۔ پھر وہاں سے ڈائری ریکٹ ہال میں۔۔۔ ان کی
طرف سے چند تو لوگ تھے اس لیے انہیں کوئی خاص ٹینشن بھی نہ تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آرش یار اٹھ جا تیری ہی شادی ہے آج۔۔۔ جانے کون سے گدھے گھوڑے بیچ کر
سورہا ہے۔۔۔۔

بے وقوف انسان دس بج گئے ہیں۔۔۔ فنکشن رات کا نہیں ہے جو تم دونوں
گدھوں کی طرح سو رہے ہو۔۔۔

شازم پچھلے ایک گھنٹے سے انہیں اٹھارہا تھا۔۔۔۔۔ پر مجال ہے جو دونوں ذرا بھی ہلے
ہو۔۔۔

ان میں کوئی می جنبش نہ ہوتے دیکھ شازم کو صحیح معنوں میں تپ چڑھی تھی۔۔۔۔
میں نو کر نہیں ہوں تم لوگوں کا جو بار بار اٹھانے آؤں۔۔۔ مجھے اور بھی بہت کام
ہیں۔۔۔

اس کے اتنے واویلے کے بعد بھی وہ ڈھیٹوں کی طرح پڑے رہے۔۔۔
ان کو ہلتا نہ دیکھ اس نے ایک جھٹکے سے چادر ان کے اوپر سے کھینچی تھی۔۔۔ پر پھر بھی
دونوں نفوس میں کوئی می جنبش نہ ہوتا دیکھ اسے کوفت محسوس ہوئی۔۔۔۔۔
کونسا سستہ نشہ کر کے سوئے ہو۔۔۔۔ جو میری آواز نہیں آرہی۔۔۔
سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کا جگ دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکی۔۔۔
فور او نیچے کی طرف بھاگا۔۔۔ فریج سے آئی س کیوب نکال کر پلیٹ میں رکھے۔۔۔ اور
واپس اوپر کی جانب مڑا۔۔۔ اس سب کے دوران اس کے چہرے پر شرارتی مسکان
تھی۔۔۔

ساری کی ساری کیوبز جگ میں انڈیلی۔۔۔ پانی اچھا خاصہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔۔۔
اس نے پہلے آہستہ سے چند قطرے دونوں کے چہرے پر انڈیلے۔۔۔ آرش ذرا سا
کسمسایا کروٹ لیکر پھر سو گیا۔ لیکن عرشمان نے ہلنے کی بھی زحمت نہ کی۔۔۔۔ پھر

کچھ سوچتے ہوئے اس نے جگ میں موجود سارا کاسارا پانی ان کے اوپر انڈیل دیا۔۔۔۔۔

دونوں ہڑ بڑا کے اٹھے تھے۔۔۔ ٹھنڈے پانی نے آرش کے حواس منجمد کیے۔۔۔
دونوں اب سامنے کھڑے شازم کا غصے سے گھور رہے تھے۔۔۔ بولنے کی حماقت
صرف آرش نے کی تھی۔۔۔ عرشان اب بڑے بھائی کی کے سامنے بولتا اچھا تھوڑی
لگتا۔۔۔

کیا تکلیف ہے؟ یہ کوئی ہی طریقہ ہے اٹھانے کا۔۔۔ تم ہمیں ویسے بھی جگا سکتے
تھے۔۔۔ آرش تقریباً چیختے ہوئے بولا۔۔۔
بالکل جگا سکتا تھا اور میں نے ہر طریقہ آزما یا۔۔۔ پر آپ کے کیا کہنے بادشاہ سلامت
۔۔۔ کیا بتاؤ۔۔۔ پچھلے ایک گھنٹے سے خوار ہو کر آپ کو ہی جگانے کی کوشش کر رہا
تھا۔۔۔

پر آپ تو بس سے مس نہ ہوئے۔۔۔ ایسے سوئے تھے کہ جیسے دوبارہ نہ اٹھنے کا نام لے
رہے تھے۔۔۔

شازم اس پر طنز کرتا ہوا بولا۔۔۔

تو کیا آفت آگئی تھی جو تو نے ہمیں اٹھا کر ہی دم لیا۔۔۔

ٹائی م دیکھ کتنا ہوا ہے۔۔۔ اس نے سوالیہ نظر اس پر گاڑی۔۔
 آرش نے ایک نظر کلاک پر ڈالی۔۔۔۔ پھر اس کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔ دس بجے
 ہیں تجھے نظر نہیں آتا۔۔۔

بہت اچھے سے نظر آتا ہے۔۔۔ اب یہ بتا کارڈ پر بارات کی ٹائی منگ کیا ہے۔۔۔
 شازم اطمینان سے بولا۔۔۔

ایک بجے کی۔۔۔ وہ کوفت سے بولا۔۔۔

پھر اس کی بات سمجھ آنے پر چلایا۔۔۔ تو نے پہلے کیوں نہیں اٹھایا۔۔۔ اتنا ٹائی م
 ہو گیا۔۔۔ سارا الزام اس کے سر پر ڈال کر خود معصوم بنا۔۔۔

واہ کیا کہنے آپ کے۔۔۔ شازم اس پر چڑھ دوڑا۔۔۔ ہاں میں تماشہ کر رہا تھا نا
 جیسے۔۔۔۔

فوراً اٹھ کر فریش ہو۔۔۔ جلدی کر۔۔۔

اس کی بات پر آرش سر ہلاتا و اش روم میں گم ہوا۔۔۔

اور تم اٹھ کر بستر کو زحمت دو گے۔۔۔ تمہیں میں کیا کہو؟ سونا تو تمہارا پسندیدہ مشغلہ

ہے۔۔۔ اس کام میں تم لڑکیوں کو بھی پیچھے چھوڑ چکے ہو۔۔۔ ہر وقت سوتے ہوئے

پائے جاتے ہو۔۔۔

شازم اسے ڈپٹتا ہوا بولا۔۔۔۔۔
 خود کو لڑکی کا خطاب ملتا دیکھ وہ تو تڑپ اٹھا تھا۔۔۔ اس کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔۔۔۔۔
 شازم دروازے کے قریب رُکا اور اسے دیکھے بغیر بولا۔۔۔ منہ بند کر اور فٹافٹ ریڈی
 ہو کر آ۔۔۔ بہت کام ہے باہر۔۔۔۔۔

شازم بیٹا! نمرہ بیگم نے سیڑھیوں سے اترتے شازم کو مخاطب کیا۔۔۔۔۔
 وہ سیڑھیاں اترتے ان کی طرف ہی چلا آیا۔۔۔۔۔
 جی آنٹی! اس نے سوالیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا۔۔۔۔۔
 بیٹا بچیوں کو ذرا پار لرتک چھوڑ کر آؤں۔۔۔ ان کے معاملے میں میں کسی پر بھروسہ
 نہیں کر سکتی کچھ ٹائی م نکال کر ان کو لانے کی ذمہ داری تمہاری ہے۔۔۔۔۔
 جی آنٹی! میں گاڑی نکالتا ہوں۔۔۔ انہیں بھیج دیں۔۔۔۔۔
 وہ انہیں بھیجنے کا کہتا باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔
 آجاؤ لڑکیوں شازم باہر تم لوگوں کا انتظار کر رہا ہے۔۔۔ نمرہ بیگم کمرے میں داخل
 ہوتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

جی آنٹی بس آگے۔۔۔۔

وہ جلدی جلدی اپنا سامان سمیٹتی باہر کی طرف بڑھی۔۔۔۔

سامنے ہی وہ گاڑی سے ٹیک لگائے ان کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ ان کو آتا دیکھ گاڑی میں بیٹھ

گیا۔۔۔۔

آئی زل اور ماڑو کار کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔۔

مجبوراً عائی شہ کو آگے بیٹھنا پڑا۔۔۔۔

عائی شہ مشکل سے دو منٹ چپ بیٹھی تھی۔۔۔ پھر اپنی باتوں کی فطرت کے ہاتھوں مجبور

ہو کر شازم کو مخاطب کر بیٹھی۔۔۔۔

شازم بھائی کی ایک بات تو بتائے۔۔۔۔

شازم نے سوالیہ نظر اس پر ڈالی۔۔۔۔ کیا بات جانتی ہے؟ پوچھو۔۔۔۔

آپ اتنے سویٹ سے ہیں اور ایک آپ کو وہ چھوٹا بھائی کی عرشمان انتہا کا کوئی

بد مزاج بندہ ہے۔۔۔۔ وہ منہ ٹیڈھا کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

مطلب انکل آنٹی سے بھی میں ملی ہوں۔۔۔ وہ بھی کتنے اچھے ہیں۔۔۔۔ وہ ٹھوڑی

تلے ہاتھ ٹکاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

کیوں بھئی کیا کر دیا اُس نے۔۔۔۔۔ جو تم اس کی شان میں اتنے قصدے پڑھ چکی
ہوں۔۔۔۔۔

یہ پوچھیے کیا نہیں کیا۔۔۔ چھپ کر لڑکیوں کی باتیں سُننا۔۔۔ لڑکیوں سے بے وجہ
بحث کرنا۔۔۔۔۔ جان بوجھ کر لڑکیوں سے ٹکرانا۔۔۔۔۔

عائی شہ تقریباً ہر بات پر زور دیتی ہوئی ی بولی۔۔۔

یہ سب اس نے کتنی لڑکیوں کے ساتھ کیا ہے۔۔۔ شازم اپنی ہنسی دباتے ہوئے
بولے۔۔۔۔۔ وہ جانتا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے اتنے خلاف تھے۔۔۔ جب بھی

وہ دونوں کہی ایک ساتھ ہوتے لڑتے ہوئے ہی نظر آتے۔۔۔

میرے ساتھ کیا ہے کیا یہی کافی نہیں ہے۔۔۔ وہ منہ بناتی ہوئی ی بولی۔۔۔

اچھا بھئی اس بات پر میں اُسے ضرور ڈانٹوں گا۔۔۔۔۔

اُس نے عائی شہ کو بھرپور تسلی کروائی۔۔۔

ہاں بالکل آپ کو ضرور ڈانٹنا چاہیے۔۔۔ وہ خوش ہوتے ہوئے بولی۔۔۔ اپنی بات

پوری ہونے پر وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔۔۔

آئی زل نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔ جیسے کہہ رہی ہو اس لڑکی کا کچھ نہیں

ہو سکتا۔۔۔

شازم نے انہیں پارلر کے سامنے اتارا۔۔۔۔ ان سے ٹائی م وغیرہ پوچھ کر گاڑی زن سے بھگالے گیا۔۔۔

آرش شیشے کے سامنے کھڑا خود کی تیاری ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔ جب اس کے ذہن کی رُو بھٹک کر مارو کی طرف گئی۔۔۔

کیا وہ صحیح کر رہا تھا ایک ایسا رشتہ جوڑ کر جس کا انجام پہلے سے طے تھا۔۔۔ کیا یہ اُس لڑکی کے ساتھ زیادتی نہیں تھی۔۔۔ اُس کے ساتھ غلط ہو رہا تھا۔۔۔ پر نہیں وہ اپنی مرضی سے کر رہی تھی یہ پیسوں کے لیے۔۔۔ اس میں اس کی کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔

اس نے خود کو الزام سے بری کیا۔۔۔

شازم دروازہ کھول کر اندر آیا جہاں وہ بلیک شیر وانی میں تیار کھڑا کافی اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ پر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔ شازم نے گلا کھنکھار کہ اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

اس نے چونکتے ہوئے شازم کی طرف دیکھا۔۔۔ تم کب آئے؟

تجھی جب تم کسی مراقبے میں گم تھے۔۔۔

چل اب بتا جلدی سے کیا ہوا ہے۔۔۔ شازم پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھا۔۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔ بس میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا انجام ہے اس شادی کا۔۔۔

ماما پاپا کی اگر امیدیں وابستہ ہو گئی اس شادی سے تو کیا کروں گا۔۔۔

الوینا سے کیا وعدہ تو نبھا پاؤں گا۔۔۔

شازم گہرا سانس لیکر اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

میں صرف تجھے اتنا کہوں گا۔۔۔ کہ جب کبھی بھی تجھے سمجھ نہ آئے کہ آگے کیا

کروں۔۔۔ بس اپنی آنکھیں بند کرنا اور اپنے دل کی سننا۔۔۔ دماغ شاید تجھے غلط

گائیڈ کریں۔۔۔ پر تیرا دل کبھی تجھے غلط راستہ نہیں دیکھائے گا۔۔۔

یہ میرا آزما یا ہوا نسخہ ہے جو تجھے بتا رہا ہوا۔۔۔ آخر میں وہ اپنی بات میں مزاق کی رمتق

شامل کرتا ہوا بولا۔۔۔

تو ٹینشن مت لیں سارا کچھ بس اس پاک ذات پر چھوڑ دیں۔۔۔ وہ کبھی تجھے ہارنے نہیں

دیں گا۔۔۔ کبھی تجھے غلط کرنے نہیں دیں گا۔۔۔ بس تو یقین رکھنا۔

ویسے بھی میں ہوں نا تیرے ساتھ۔۔۔ تو اپنی ہر پریشانی مجھ سے شیئی رکھ سکتا ہے

جیسے پہلے کرتا تھا۔۔۔

چل مجھے ماڑو بھابھی کو پک کر نا ہے پار لہر سے۔۔۔ میں چلتا ہوں۔۔۔

وہ اس پر سوچ کے نئے دور ہے کھولتا باہر نکل گیا۔۔۔

اسے شازم کی بات سہی لگی کہ سب کچھ اللہ پر چھوڑ کر آگے بڑھ۔۔۔ اس نے ساری

سوچیں ذہن سے جھٹکی۔۔۔

ہمیشہ سادہ رہنے والی ماڑو پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔۔۔ بلڈ ریڈ اور گولڈن کلر کے امتزاج

کے ڈریس میں وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔

آنکھوں پر کیا ہیوی میک اپ ہونٹوں پر لگی لال لپ اسٹک مختصر یہ چہرے پر مختلف

رنگوں کا امتزاج اسے بے تحاشہ خوبصورت دکھا رہا تھا۔۔۔

آپی آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔ بالکل گڑیاسی۔۔۔ آئی زل اس کی ٹھوڑی تلے

ہاتھ رکھتی ہوئی بولی۔۔۔

میری دعا ہے جس قدر حسین آج آپ لگ رہی ہیں اسے کئی زیادہ حسین آپ کی

زندگی ہو۔۔۔ آپ کی زندگی میں بے شمار رنگ ہو۔۔۔ وہ بے ساختہ اس کے گلے سے

لگتی ہوئی بولی۔۔۔

مارو کے دل نے چپکے سے آمین کہا تھا۔۔۔ شاید وہ خود بھی ایک مطمئن زندگی
 گزارنا چاہتی تھی۔۔۔
 میری لٹل ڈول بھی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔۔۔ ماڑو محبت سے اس کا من موہنا چہرہ
 تکتی ہوئی بولی۔۔۔
 ویری گڈ! بس ایک دوسرے کی تعریف کرتی رہو۔۔۔ ادھر ادھر نگاہ دوڑا کر دیکھ لو
 کوئی اور بھی خوبصورت لگ رہا ہے۔۔۔ وہ ایک ادا سے ڈوپٹہ ہلاتی ہوئی بولی۔۔۔
 کون عاشو مجھے تو کوئی بھی نہیں دکھ رہا۔۔۔ آئی زل سنجیدہ سا چہرہ بنا کر بولی۔۔۔
 ماڑو نے اپنی ہنسی دبائی۔۔۔
 عائی شہ کامنہ صدمے سے کھلا تھا۔۔۔ اتنی بڑی اتنی
 خوبصورت لڑکی نظر نہیں آرہی۔۔۔ اپنی طرف اشارہ کر کے خُفی سے بولی۔۔۔
 آئی زل نے ہنستے ہوئے اسے گلے لگایا۔۔۔ اوو! میرا بے بی ناراض ہو گیا۔۔۔ وہ لاڈ
 سے بولی۔۔۔
 ہاں ہوں ناراض جلدی سے میری ڈھیر ساری تعریف کر۔۔۔ وہ بھی اٹھلا کر
 بولی۔۔۔

بہت اچھی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔ یہ کلر تم پر بڑا سٹوٹ کر رہا ہے۔۔۔ اتنی پیاری تم ہو نہیں
جتنی آج لگ رہی ہوں۔۔۔۔

عائی شہ نے خفی سے اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

اتنے میں عائی شہ کا فون رینگ ہوا۔۔۔ شازم کا نمبر دیکھ کر اس نے کال پک کی۔۔۔۔
جی شازم بھائی ی۔۔۔۔ کیوں کال کی؟۔۔۔ فون کان سے لگاتی بنا سلام دعا کرتی
ڈائی ریکٹ مدعے کی بات پر آئی ی۔۔۔۔

نہ سلام نہ دعا۔۔۔ شازم شکوہ کرتا ہوا بولا۔۔۔۔

عائی شہ نے زبان دانتوں تلے دبائی ی۔۔۔۔۔ سوری بھائی ی۔۔۔۔

کوئی ی بات نہیں۔۔۔ اچھا یہ بتاؤ ریڈی ہو تم لوگ تو باہر آ جاؤ۔۔۔ میں ویٹ کر رہا
ہوں۔۔۔۔

جی بھائی ی ریڈی ہیں۔۔۔۔ بس پانچ منٹ میں آرہے ہیں۔۔۔۔

آئی زل تم یہ سامان لیکر باہر چلو میں مارو کولاتی ہوں۔۔۔ فون رکھتے وہ اس کی طرف
متوجہ ہوئی ی۔۔۔۔

اس نے اثبات میں سر ہلاتے صوفے پر پڑا سامان اٹھایا اور باہر کی طرف چلی
گئی۔۔۔۔

وہ سر نیچے نظریں جھکائے ہیل کی وجہ سے احتیاط سے چلتی اس کی طرف آرہی تھی۔۔۔۔

شازم اسے دیکھ کر تھما تھا۔۔۔ وہ تو اس کی سادگی کا بھی دیوانہ تھا۔۔۔ اب تو خیر وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

آئی زل نے نگاہ اٹھا کر سامنے دیکھا جو ارد گرد کا ہوش بھلائے اس کی طرف ہی متوجہ تھا۔۔۔۔

دونوں اس خوبصورت لمحے کی قید میں آئے تھے۔۔۔ یہ حسین پل دونوں کے لیے جیسے امر ٹھہرے تھے۔۔۔۔ جانے کیسے شازم کے قدم خود بخود اس کی جانب بڑھے۔۔۔۔

اس کے قریب رکتے اس کے حسین چہرے کو آنکھوں میں قید کیا۔۔۔۔ نظریں جیسے اس کے من موہنے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھی۔۔۔۔

ہاتھ بڑھاتے اس کی آنکھوں کو چھوا۔۔۔۔ یہ حسین آنکھیں جیسے اس کی کمزوری تھی۔۔۔۔ آنکھوں سے ہوتا ہوا ہاتھ اس کے چہرے پر ٹکایا۔۔۔۔

آئی زل کی آنکھیں خود بخود بند ہوئی تھی۔۔۔۔

پچھلے سے آتی عائی شہ کی آواز دونوں کو ہوش میں لائی تھی۔۔۔۔

شازم فوراً دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔۔ اپنی بے اختیاری پر جی بھر کر حیران ہوا تھا۔۔۔
 آئی زل ابھی تک یہی کھڑی ہو اور سامان بھی گاڑی میں نہیں رکھا۔۔۔ عائی شہ نے
 سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

وہ۔۔۔ میں۔۔۔ بس جا رہی تھی۔۔۔ وہ اٹکتی ہوئی بولی۔۔۔ بوکھلاتی ہوئی فوراً
 گاڑی کی جانب بڑھی۔۔۔

ماڑو نے حیرت سے اس کی بوکھلاہٹ ملاحظہ کی۔۔۔ سر جھٹک کر عائی شہ کی ہمراہ کار
 کی جانب بڑھی۔۔۔

گاڑی میں بیٹھتے یہ چھوٹا سا قافلہ شہر کے مشہور میرج ہال کی طرف بڑھا۔۔۔
 کچھ مہمان بارات کے استقبال کے لیے وہاں پہنچ چکے تھے۔۔۔ انہیں ہال میں چھوڑ کر
 شازم نے بارات کے ساتھ شامل ہونا تھا۔۔۔

انہیں ہال کے باہر چھوڑتے گاڑی واپسی کے لیے موڑ لی۔۔۔۔۔

بارات اپنے ٹائی م پر ہال میں پہنچ چکی تھی۔۔۔ رضیہ بیگم فاطمہ اور محلے کے کچھ لوگ

بارات کے استقبال کے لیے پہلے سے وہاں موجود تھے۔۔۔۔

آئی زل اور عائی شہ بھی وہی موجود تھی۔۔۔۔

آنے وال مہمانوں کا استقبال پھولوں سے کیا گیا۔۔۔۔ عر شمان نے اندر آتے اپنی مس

پٹاخہ کو دیکھا جو بے نیاز سے پھول پھینکنے میں مصروف تھی۔۔۔۔۔

ہائے مس چڑیل! وہ اسے دیکھتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

میں تو تمہیں دیکھ کر ڈر گیا تھا کہ آخر یہ چڑیل کون ہے۔۔۔۔۔ پر غور سے دیکھنے پر پتہ چلا

یہ تو اپنی وہی پرانی مس پٹاخہ پلس چڑیل ہے۔۔۔۔۔

عائی شہ نے مارے صدمے سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ خود ہونگے جن کہی کے۔۔۔۔۔

خالی پلیٹ اس کے سینے پر مارتے چیخی۔۔۔۔۔

آہ! وہ اچانک ہوئے اس حملے پر کراہ اٹھا۔۔۔۔۔

جنگلی بلی یہ کیوں مارا؟ وہ دے دے لہجے میں چلایا۔۔۔۔۔

میری مرضی! کمال بے نیازی سے جواب دیتی آگے بڑھ گئی۔۔۔۔۔

عر شمان بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہوا جہاں باقی سب پہلے ہی داخل ہو چکے

تھے۔۔۔۔۔

اسے اندر برائی یڈل روم کی طرف بڑھتا دیکھ گہری سانس بھرتا اسٹیج کی طرف
بڑھا۔۔۔

عائی شہ اور آئی زل سے باہر لیجانے کے لیے اندر آئی ی۔۔۔ چونکہ نکاح پہلے ہی ہو چکا
تھا۔۔۔ اب بس رخصتی باقی تھی۔۔۔

چلیں آپنی! سب باہر ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔
دونوں کے ہمراہ چلتی ہوئی ی ہال کے اندر داخل ہوئی ی۔۔۔

تقریباً سبھی اسی کی طرف متوجہ تھے۔۔۔ اس نے گھبرا کر نظریں جھکالی۔۔۔
رضیہ بیگم کی نظر اس پر پڑی تو بے ساختہ اس کی نظر اتاری۔۔۔ آنکھوں کے کنارے
سے نکلتا آنسو صاف کرتے اس کے اچھے نصیب کی دعا مانگی۔۔۔

شازم سے بات کرتا آرش اس پر غیر ارادی ایک نظر ڈالتا اس پر سے نظریں ہٹانا چاہتا تھا
پر وہ ایسا کرنے پایا۔۔۔ اس کی نظریں اُس پر سے ہٹنے سے انکاری تھی۔۔۔

دل نے بے ساختہ یہ لمحے ٹھہر جانے کی دعا مانگی۔۔۔ قدم خود بخود اس کی طرف بڑھے
۔۔۔ اپنا دایاں ہاتھ اس کی جانب بڑھایا۔۔۔

آئی زل نے اسٹیج کے قریب رکتے آرش کے بڑھے ہوئے ہاتھ میں اس کا ہاتھ
تھمایا۔۔۔ ماڑو کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں لرز سا گیا تھا۔۔۔ دل بے ساختہ دھڑکا۔۔۔
ایک نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ سامنے کھڑا بے تحاشہ خوب رو مرد اس کا شوہر
تھا اس کا ہمسفر تھا۔۔۔ پتہ نہیں ساتھ کتنے وقت کا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں عجیب سا پیغام تھا۔۔۔ جو اسے صرف وقتی جذبہ لگا۔۔۔ جب کہ
اس رشتے کی حقیقت وہ خود بھی جانتی تھی۔۔۔
آرش نے اس کا کپکپاتا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیا۔۔۔ اسے خود پر غرور سا ہوا کہ
بے تحاشہ خوبصورت لڑکی صرف اس کی ہے۔۔۔ حقیقت کو جھٹلائے اس وقت شاید
وہ صرف اپنے دل کی سُن رہا تھا۔۔۔

سہارا دیکر اسے اسٹیج پر چڑھنے میں مدد کی۔۔۔ نہایت احتیاط سے اسے صوفے پر
بیٹھائے خود اس کے ساتھ براجمان ہوا۔۔۔ جانے کیوں دل آج بے تحاشہ خوش
تھا۔۔۔ ایک عجیب سی سرشاری چھائی ہی تھی۔۔۔

باری باری آکر سارے مہمان انہیں دعاؤں سے نواز کر جا رہے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد فوٹو شوٹ کے لیے وہ ہال کے ایک کمرے میں آگئے۔۔۔۔۔
 فوٹو گرافر کے اتنے پوز بتانے پر وہ اکتاسی گئی تھی۔۔۔۔۔
 اس پوز پر تو بوکھلاسی گئی تھی۔۔۔۔۔ سر میم کے ماتھے پر کس کریں۔۔۔۔۔
 اسے پورا یقین تھا کہ آرش کبھی ایسا نہیں کریں گا بلکہ وہ تو اس سے اتنا چڑتا تھا۔۔۔۔۔
 پر حیرت تو اسے تب ہوئی ہی جب وہ اس کے بے تحاشہ قریب آگیا۔۔۔۔۔ اس کے
 چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس کے ماتھے پر استحقاق بھرا لمس چھوڑا۔۔۔۔۔
 بے ساختہ اس کا لمس محسوس کر کے آنکھیں بند کر گئی۔۔۔۔۔
 کچھ سیکنڈیوں ہی گزرے جب اس نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا جواب بھی
 فرصت سے اسے نہارنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔
 اس نے گردن موڑ کر اس طرف دیکھا جہاں کچھ سیکنڈ پہلے فوٹو گرافر کھڑا تھا۔۔۔۔۔ پر
 اب وہاں کوئی بھی نہ تھا۔۔۔۔۔
 باہر چلیں سب ویٹ کر رہے ہونگے۔۔۔۔۔ اس کی آواز آرش کو ہوش کی دنیا میں
 لائی۔۔۔۔۔
 اس نے گہرا سانس بھر کر بالوں میں ہاتھ چلایا اور اثبات میں سر ہلاتا اس کے ہمراہ باہر
 نکل گیا۔۔۔۔۔

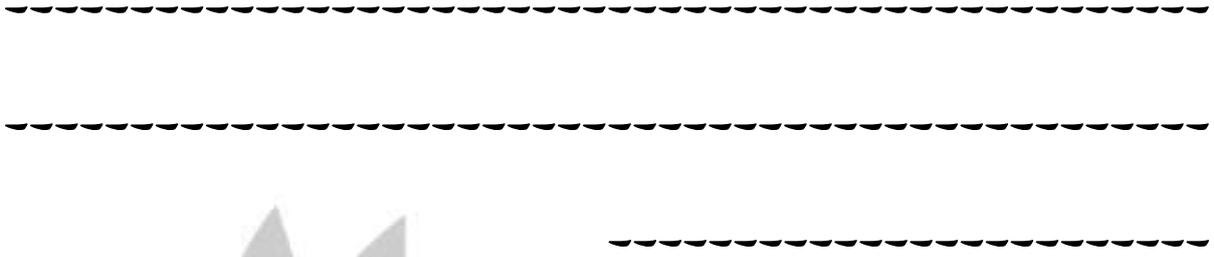
عائی شہ اور آئی زل دودھ کا گلاس لیکر اسٹیج پر آئی۔۔۔
چلیں آرش بھائی کی جلدی سے یہ دودھ پیے اور ہمارا ننگ نکالیں۔۔۔۔
عائی شہ ایک ادا سے ہاتھ ہلاتی ہوئی بولی۔۔۔۔
ننگ کس بات کا۔۔۔ عر شمان فوراً میدان میں کودا۔۔۔ اسے پنگالینا تو ویسے بھی اس کا
پسندیدہ مشغلہ تھا۔۔۔

اس کو چھوڑو بھئی ہمیں بتاؤ کتنا ننگ چاہیے۔۔۔ شازم ان کی طرف دیکھ کر
بولا۔۔۔۔ آج تو اس کی نظر بھی آئی زل پر ہی ٹکی تھی۔۔۔ اس کا حسین روپ دیکھ کر
اس کا پہلا تمام رویہ جیسے بھول سا گیا تھا۔۔۔ شاید محبت کرنے والوں میں اتنا ظرف
ہوتا ہے کہ بار بار محبوب کی خطا معاف ہو جاتی ہے۔۔۔
ایک لاکھ! اب میں نے پہلے ہی ڈسکاؤنٹ دیں کر بتایا ہے اب کوئی کچھ نہ
بولیں۔۔۔۔

اس کے ڈسکاؤنٹ لفظ پر سب کے چہرے پر مسکراہٹ پہلی۔۔۔۔ کچھ بحث کے بعد وہ
اپنی ڈیمانڈ پوری کرتی اسٹیج سے اُتری۔۔۔
عائی شہ نے اتر کر عر شمان کے سامنے پیسے لہرائے۔۔۔

کچھ دیر بعد رخصتی کو شور اُٹھا۔۔۔ ماڑور ضیہ بیگم اور آئی زل کے گلے لگ کر خوب
روئی۔۔۔۔۔

ان کی دعاؤں کے حصار میں وہ ایک نئے سفر پر گامزن ہوئی۔۔۔۔۔



مختلف رسموں کے بعد ینگ پارٹی نے کل والی محفل دوبارہ شروع کرنے کا فیصلہ
کیا۔۔۔۔۔ NEW ERA MAGAZINE
ماڑو کی نشست بدل چکی تھی کل وہ اس کے سامنے براجمان تھی آج اس کے برابر میں
اس کے پاس اس کے بے حد نزدیک تھی۔۔۔۔۔
آج عرشان تم شروع کرو۔۔۔۔۔ ایک لڑکا اٹھتا ہوا بولا۔۔۔۔۔
او کے پر میں سونگ وغیرہ نہیں گا سکتا ان جیسا۔۔۔۔۔
اس لیے میں شعر و شاعری ہی کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔
اس نے نظریں عائی شہ پر ٹکائی اور گویا ہوا۔۔۔۔۔
لفظوں کی طرح مجھ سے، کتابوں میں ملا کر

دنیا کا تجھے ڈر ہے، تو خوابوں میں ملا کر
 پھولوں سے تو خوشبو کا، تعلق ہے ضروری
 تو مجھ سے مہک بن کر، گلابوں میں ملا کر
 ساغر کو میں چھو کر، تجھے محسوس کرونگا
 مستی کی طرح مجھ سے، شرابوں میں ملا کر
 میں بھی ہوں بشر، مجھے بہکنے کا بھی ڈر ہے
 اس واسطے تو مجھ سے حجابوں میں ملا کر

واہ یار کمال کر دیا۔۔۔ بہت خوب۔۔۔ سب نے اسے دل کھول کر داد دی۔۔۔ جو اس
 نے مسکرا کر وصول کی۔۔۔

چلو اب آئی زل کی باری کل بھی تم نے کچھ نہیں سنایا تھا۔۔۔

اس نے سر اثبات میں ہلا کر بولنا شروع کیا۔۔۔

وہ میری زندگی کا حاصل تھا

اس پہ مجھ کو یقین کامل تھا

راز مجھ پر یہ کھلا برسوں میں

راستہ منزلوں کا قاتل تھا

شوق مجھ کو کنارے لگنے کا
اور ہواؤں کے ساتھ ساحل تھا
میں نے پایا نہیں تھا اس کو کبھی
ایک سایہ صدا سے حائل تھا
میں نے جس دل کو خواب سوئے تھے
وہ کسی اور در کا سائل تھا
ہجر کی شرط اس نے رکھی تھی
وصل ہی وصل کا جو قائل تھا
لوٹ جائے وہ اپنی دنیا میں
رنگ جس کا لہو میں شامل تھا۔۔۔
واہ بہت خوب آئی زل تم تو شاعرہ نکلی۔۔۔ سب کی تو صیفی نگاہ خود پہ محسوس کر کے
وہ مسکرائی ہی تھی۔۔۔
چلو بھئی محفل کا اختتام کرو۔۔۔ ماڑو بھی تھک گئی ہوگی۔۔۔ اندر سے نمرہ بیگم
باہر آتے ان کی محفل کو برخاست کروا گئی۔۔۔
عائشہ اور آئی زل اسے آرش کے روم میں چھوڑ گئی۔۔۔

سب کے جاتے ہی آرش بھی اندر کی جانب بڑھنے لگا جب اس کا فون رینگ ہوا۔۔۔
 الوینا کی کال آتا دیکھ کر اس نے گہرا سانس بھرا اس وقت اسے کیا بات کرنی تھی۔۔۔۔
 یہ نام کبھی ان کے رشتوں کو آگے بڑھنے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔۔
 سب کے اندر جانے کے بعد وہ بھی اندر کی طرف بڑھنے لگا جب اس کا موبائی ل رینگ
 کیا۔۔۔۔

اس نے فون کی طرف دیکھا جہاں الوینا کالنگ لکھا آ رہا تھا۔۔۔۔ اس نے اچھنبے سے
 فون کی طرف دیکھا اس وقت کال کرنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔۔۔۔ جب کہ وہ جانتی
 تھی کہ پاکستان میں اس وقت کیا ٹائی منگ ہوگی۔
 کچھ سوچتے ہوئے وہ لان کے ایک سنسان گوشے کی طرف بڑھا۔۔۔۔
 السلام علیکم! کال پک کرتے فون کان سے لگایا۔۔۔۔
 دوسری طرف سے کوئی ری اسپانس نہ آیا۔ اس نے حیرانگی سے فون کان سے ہٹا کر
 دیکھا جہاں کال چل رہی تھی۔۔۔۔

الوینا! میری آواز آرہی ہے۔۔۔ تم کچھ بول کیوں نہیں رہی۔۔۔
 دوسری طرف سے آتی دبی دبی سسکیوں کی آواز اسے چونکا گئی۔۔۔۔ اس نے
 چونک کر ایک بار پھر اسے مخاطب کیا۔۔۔۔ الوینا تم رورہی ہو۔۔۔۔

الوینا پلیز بتاؤ کیا ہوا ہے۔۔۔ اسے واقعی ہی ٹینشن ہوئی تھی۔۔۔

آرش! وہ ہچکی لیتی ہوئی بولی۔۔۔

ہاں بولو میں سن رہا ہوں۔۔۔

آرش مجھے یہ بات تکلیف دے رہی ہے کہ تم کسی اور کے ہو گئے ہو۔۔۔ اسی درد

سے بچنے کے لیے تم سے دور آئی تھی۔۔۔ لیکن آج یہی تصور میری جان لے رہا

ہے تمہارا کسی سے رشتہ جڑ چکا ہے وہ عارضی ہی کیوں نہ ہو۔

آرش وعدہ کرو تم اسے چھوڑ دو گے۔۔۔ یہ رشتہ جس غرض کے لیے جڑا ہے وہ پورا

ہوتے ہی تم سب پہلے جیسا کر دو گے۔۔۔

مجھے یہ سوچ کر ہی تکلیف ہو رہی ہے اگر تمہیں اس سے محبت ہوگی اور تم اس

رشتے کو نبھانے کے لیے راضی ہو گے تو میں کہا جاؤں گی۔۔۔ میں تو ٹوٹ جاؤں

گی۔۔۔

تم جانتے ہو نہ کہ میں تم سے بے تحاشہ محبت کرتی ہوں۔۔۔ اگر تم مجھے نہ ملے تو

مر جاؤں گی۔۔۔

اس کی باتیں آرش کے ذہن پر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی۔۔۔ اسے کچھ دیر پہلے ماڑو کے ساتھ برتا ہوا اپنا رویہ یاد آیا تھا وہ کیسے الوینا کو دھوکا دے سکتا تھا جس نے اس پر کتنا بھروسہ کر کے یہ شادی کروائی تھی۔۔۔

چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنے تاثرات کو قابو کرنے کی کوشش کی۔۔۔ جیسا تم سوچ رہی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔ اسے اپنی ہی آواز کسی گہری کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

میں سب ٹھیک کر دوں گا تم ٹینشن نہ لو۔۔۔ تمہاری جگہ میری لائف میں کوئی نہیں لے سکتا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Songs | Articles | Poems | Interviews

تم سچ کہہ رہے ہونا آرش۔۔۔ تم سب ٹھیک کر دو گے۔۔۔

مجھے پتہ تھا تم کبھی بھی میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔ تم بھی تو مجھ سے محبت کرتے ہو۔ ہے نا۔ اس نے جیسے یقین دہانی چاہی۔۔۔

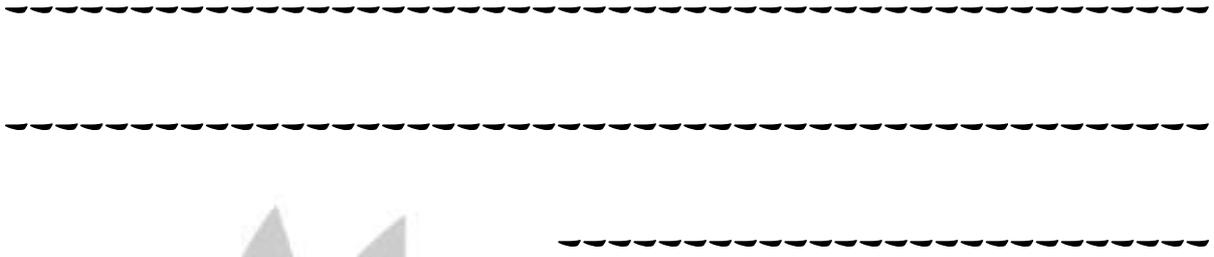
ہمم! آرش نے ہنکار بھرا۔۔۔

تھینکس آرش میں بھی نہ ایویں فضول میں ٹینشن لے رہی تھی۔۔۔ مجھے یقین ہے تم اور میں ایک ہونے کے لیے ہی بنے ہیں۔۔۔

اتنی رات کو کال کر کے تمہیں پریشان کر دیا۔ تم آرام کرو پھر بات ہوگی۔

وہ بائے بولتے فون کاٹ گئی۔

آرش کتنی دیر فون ہاتھ میں پکڑے اسے گھورتا رہا۔ پھر گہرا سانس بھرتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔



آئی زل اور عائی شہ اسے آرش کے کمرے میں بٹھا کر جا چکی تھیں۔
وہ کنفیوز سی اس کا کمرہ دیکھ رہی تھی۔ کمرہ کافی کشادہ تھا۔۔۔ کمرے کی ساری تھیم گرے کلر کی تھی۔ اس نے ستائش سے نگاہ کمرے کی طرف دوڑائی۔ غرض کے کمرے میں موجود ہر چیز رہنے والے مکین کے ذوق کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔۔۔۔
کچھ سوچ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے خود کو ہر جیولری سے آزاد کیا تھا۔

جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی وہ سنجیدہ سا آکر بغیر اسے دیکھے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ماڑونے حیرانگی سے اس کا رویہ ملاحظہ کیا جو کچھ دیر پہلے یکسر مختلف تھا۔

پھر سر جھٹک کر اپنے بیگ سے ایک آرام دہ سوٹ نکالتے واش روم میں بند
ہوئی۔۔۔

کچھ دیر بعد جب وہ فریش سی باہر آئی تو وہ صوفے پر بیٹھالیپ ٹاپ پر جانے کیا دیکھنے
میں لگن تھا۔ اس نے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے اور چپ چاپ بلینکٹ لیکر ایک
طرف ہو کر لیٹ گئی۔

تقریباً دس منٹ تک وہ لیپ ٹاپ بند کرتا بیڈ کی جانب آیا۔
سنو صوفہ خالی تم وہاں سو سکتی ہو۔ بیڈ خالی کرو مجھے بے حد نیند آئی ہے۔
اس نے بلینکٹ سے منہ باہر نکالا اور ایک نظر صوفے پر ڈال کر طنز آگویا ہوئی۔۔
تم خد کیوں نہیں سو جاتے صوفے پر۔ ویسے بھی صوفہ خالی ہی ہے۔ کچھ دیر پہلے کی
گئی اس کی بات اسی پر لوٹا گئی۔

اس کی بات سن کر اس کا دماغ گوما تھا۔ کچھ تھوڑی دیر پہلے الوینا سے کی جانے والی بات
کا اثر تھا۔

میں تخیل سے کہہ رہا ہوں تم سر پر مت چڑھو۔ چپ چاپ جگہ خالی کرو نہیں تو میں
اپنے طریقے سے بھی کروا سکتا ہوں۔ اسے دھمکاتے ہوئے گویا ہوا۔

تم یہاں جس کام کے لیے آئی ہو خود کو اسی تک محدود رکھو۔ خود اس کی گھر کی مالکن مت سمجھو۔ وہ تلخ لہجے میں گویا ہوا۔

مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے خود کو کچھ بھی سمجھنے کی۔ مجھے اچھی طرح پتہ ہے میں کیا ہوں اور کیا نہیں اور میں کس لیے یہاں لائی گئی ہوں۔ پر شاید آپ کچھ دیر پہلے تک یہ سب بول چکے تھے۔

آرش کو گویا چپ لگی۔ یہ لڑکی اس پر طنز کرتی اسے زہر سے بھی زیادہ بُری لگی۔ وہ بغیر اس کے منہ لگے دوسرے کنارے پر لیٹ گیا۔



اس نے چمکتی آنکھوں سے فون کی سکرین کو گھورا۔ چہرے پر شیطانی مسکان سجائے اس کی سوچ کہی اور ہی پرواز کر رہی تھی۔

کچھ دیر پہلے نکلنے والے اپنے نکلی آنسو کو صاف کرتی وہ مکر وہ قہقہہ لگا گئی۔

تم صرف میرے ہو آرش اور یہ بات تمہیں بارہا باور کروانا ضروری ہے۔ اس معاملے میں میں کوئی ریسک نہیں لے سکتی۔

وہ ہنستی ہوئی ی کوئی ی سائی کیو ہی لگی تھی۔ جو اتنی دور بیٹھی بھی ان کے رشتے کے درمیان دیوار کی طرح حائل تھی۔

اُف خدایا! اتنی بھوک کیوں لگ رہی ہے حالانکہ اچھا خاصہ کھانا کھایا تھا۔۔۔
 وہ مسلسل ادھر ادھر چکر لگاتی ساتھ ساتھ بڑبڑانا بھی جاری تھا۔۔۔
 کیا مسئی لہ ہے عاشو؟ آئی زل کی جھنجھلائی ہوئی ی آواز کمرے میں گونجی۔
 بس کر دو یہ پیدل مارچ اور آ کر سو جاؤ اور مجھے بھی سونے دو۔
 یار تم چلو نہ میرے ساتھ بڑی بھوک لگی ہے۔ پر نیچے اتنا اندھیرا ہے مجھے اکیلے جانے سے ڈر لگ رہا ہے۔

وہ معصوم سامنے بناتے ہوئے گویا ہوئی ی۔
 خدا کا خوف کرو عاشو۔۔۔۔۔ میرے سامنے ہی تو تم اچھا خاصا ٹھونس کر آئی ی ہو اور اتنی جلدی تمہیں بھوک بھی لگ گئی۔۔۔۔۔
 چپ چاپ ادھر آؤ اور سو جاؤ۔ آئی زل نے اسے مفت کے مشورے سے نوازا۔

یار چلو نا جلدی سے جائے گے اور کچھ لے کر فٹافٹ آ بھی جائے گے۔ عائی شہ منت کرنے والے لہجے میں گویا ہوئی۔

اب تو آئی زل بھی اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ یار عاشوا چھ لگے گے ہم اتنی رات کو کسی اور کہ گھر میں ایسے چوری چھپے آدھی رات کو جاتے ہوئے۔ میں تو کہتی ہوں چپ کر کے سو جا۔

مرو تم! بس سو جا سو جا کی رٹ لگائی ہے یہ نہیں میرے ساتھ کچن تک آ جاؤ۔ اب تم خود ہی بتاؤ بھلا بھوکے پیٹ بھی کبھی کسی کو نیند آئی ہے۔

آخری بار تم سے پوچھ رہی ہوں کہ تم آرہی ہو کہ نہیں۔ وہ دو ٹوک لہجے میں بولی۔ بالکل بھی نہیں۔ آئی زل نے لیٹ کر کمرے تک لپیٹ لیا گویا بات ختم کی ہو۔

تم کیا سمجھ رہی ہو کہ تم میرے ساتھ نہیں آؤ گی تو میں خاموش بیٹھ جاؤں گی۔ تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ سمجھی تم۔ میں جا رہی ہوں۔ وہ کہتے ہوئے جھپاک سے دروازے کے پیچھے عائی ب ہوئی۔

کمرے سے نکلتے چاروں اور نگاہ دوڑی۔ ادھر ادھر دیکھتی اچھی طرح یقینی دہانی کر لی کہ کوئی بھی اسے نہیں دیکھ رہا۔

احتیاط سے سیڑھیاں چڑتے ہوئے کچن میں آئی جہاں گھپ اندھیرا تھا۔۔۔۔۔ اس کے گلے میں گلٹ ابھرتی معدوم ہوئی۔

کچن کی لائیٹ جلا کر جلدی سے دروازہ بند کیا۔

ادھر ادھر نگاہ دوڑا کر فریج کی جانب دیکھا۔ جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکی۔

اس میں ضرور کچھ ناکچھ ہوگا کھانے کے لیے۔ اس نے فریج کھولی جس میں کھانے کے

لیے مختلف اشیاء تھی۔ اس کی بھوک چمک اُٹھی۔ اس نے فریج سے بریانی نکال پلیٹ

میں ڈالی۔ بریانی گرم کرنے کے لی اوون میں رکھی۔

گرم گرم بریانی کی پلیٹ اٹھائی۔۔۔ وہی کھڑے ہو کر کھانے لگی۔۔۔۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اوشٹ! وہ اچانک سے چلایا۔۔۔۔

تجھے کیا کوئی دورے پڑتے ہیں جو بیٹھے بٹھائے پاگلوں والی حرکت کرنے لگتا ہے۔

شازم اس کے چلانے پر طنز کرتا ہوا بولا۔ باہر سے آنے کے بعد وہ اب سونے کی تیاری

کر رہے تھے۔

جب عریشان کو بقول شازم دورہ پڑا۔

بھائی ی مجھے لگتا ہے میں اپنا موبائل باہر ٹیبیل پر ہی بھول کے آ گیا۔

کتنے مہمان ہیں گھرا گر کسی نے چڑا لیا تو۔۔۔ وہ پریشان سے آواز میں بولا۔

اتنا کوئی ی قارون کا خزانہ ہے تمہارا موبائل جو کوئی ی چڑا لے گا۔۔۔ وہ صاف مزاق

اڑاتے لہجے میں بولا۔

میرے لیے کسی قارون کے خزانے سے کم نہیں ہے میرا موبائل۔

جاؤ جا کر ڈھونڈو اپنا خزانہ اور مہربانی کر کے لائیٹ آف کر کے جانا۔ وہ اسے ہدایت

دیتا سونے کے لیے لیٹ گیا۔

عریشان منہ میں کچھ بڑبڑاتا لائیٹ آف کرتا باہر نکل گیا۔

اچانک سے اندھیرے میں جانے سے اسے کچھ دیکھائی ہی نہ دیا۔ کچھ سکینڈ آنکھیں

پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کے بعد اسے سیڑھیوں سے ایک ہیولہ سے اترتا نظر آیا۔

اسے اپنے موبائل کی فکر لاحق ہوئی۔

کون ہو سکتا ہے چور؟ کہی رشتے داروں میں سے تو نہیں۔۔۔ اس کے اندر کا جاسوس

باہر آیا۔۔۔

اس نے ہستہ سے قدم اس ہیولے کے پیچھے بڑھائے۔

اسے حیرت ہوئی وہ ہیولہ کچن میں جا کر دروازہ بند کر چکا تھا۔
اندر سے کھٹ پیٹ کی آوازیں آرہی تھی۔۔۔ اس نے پہلے ڈائی یٹک ٹیبل سے اپنا
موبائی ل اٹھانا ضروری سمجھا۔ موبائی ل کو سہی سلامت دیکھ کر اس کی سانس میں
سانس آئی۔

اب اس نے اپنے قدم کچن کی طرف بڑھائے۔ ذرا سادہ وازہ کھول کر اندر جھانکا۔
اندر ایک نسوانی وجود بڑی چادر خود پر لپیٹے اس کی طرف پیٹھے کیے کچھ کرنے میں
مصروف تھا۔

وہ بے قدموں اس کی جانب بڑھا۔ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی چور یہاں بریانی چوری
کرنے آیا تھا۔۔۔ ظاہری سی بات ہے چور کو بھی پتہ ہو گا یہ شادی والا گھر ہے تو بریانی تو
یہاں ضرور ہوگی۔

بریانی دیکھ اس کی بھی بھوک چمک اٹھی تھی۔ بریانی ہماری اور کھائے یہ چور نہ بھٹی
نہ۔۔۔

کون ہو تم؟ اس کی آواز پر عائی شہ اچھلی جو مزے سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔
اس کا منہ تک جاتا چیخ واپس گرا۔۔۔
آنکھیں بند کر کے خود کے غائب ہونے کی دعا مانگی۔

ذرا پیچھے مڑ کے اپنے چہرے کا دیدار تو کرواؤ۔۔۔ بریانی چور۔۔۔

اپنے لیے بریانی چور کا لقب سُن کر وہ تڑپ کر پیچھے مڑی۔ تمہیں میں کہاں سے چور لگتی ہوں۔۔۔ وہ غصے سے اس پر چڑھ دوڑی۔

تم! وہ اسے دیکھ کر چلایا۔ تم ہو بریانی چور۔۔۔

تمہیں میں چور نظر آتی ہوں۔ وہ اسے گھورتی ہوئی ی بولی۔

تو پھر ایسا چوری چوری کیوں آئی ہو۔ میں نے تمہیں خود دیکھا تم ادھر ادھر نظر گھما کر یہ یقین دہانی کر کے کہ کوئی ی تمہیں دیکھ تو نہیں رہا پھر یہاں تک آئی ہو۔

تمہیں کس نے کہاں کہ میں چوری چُھے آئی ی۔ میں تو بس احتیاط سے آئی ی ہوں کہ کہیں کسی کی نیند میری وجہ سے خراب نہ ہو جائے۔ وہ صاف مکتی ہوئی ی بولی۔

اب پیچھے ہٹو کیا دیوار کی طرح یہی کھڑے ہو۔ وہ پیچھے پڑی بریانی کی پلیٹ اٹھاتی اسے پیچھے دھکیلتی کچن سے نکل گئی۔

وہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا۔

اس کی آنکھ دروازہ کھٹکھٹنے کی آواز سے کھلی۔ اس نے ایک نظر دوسری سائیڈ پر ڈالی جو کہ خالی تھی۔ یعنی کہ وہ اٹھ چکی تھی۔

اس نے نگاہ کمرے میں دوڑائی وہ کہی نہیں تھی۔ پھر ایک نظر واش روم کے بند دروازے کو دیکھا۔

گہرا سانس بھر کر دروازہ کی جانب بڑھا جو ایک بار پھر کوئی ی زور و شور سے بج رہا تھا۔ اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا مسٹر حیدر پریشان سے کھڑے تھے۔۔۔ کیا ہوا پاپا؟ اس نے سوالیہ نگاہ ان کے چہرے پر ٹکائی۔

جو کہ کچھ پریشان سے لگ رہے تھے۔

پیٹا تمہاری ماما کے چچا کی طبیعت خراب ہے گاؤں سے فون آیا ہے۔ ہم وہی جا رہے ہیں۔ ولیمہ کچھ دنوں کے لیے کینسل کرنا ہوگا۔

کیا ہوا انہیں زیادہ مسئی لہ تو نہیں ہے۔ آرش بھی کچھ افسردہ سا ہو گیا۔ اب تو یہ وہی جا کر پتہ لگے گا۔ کہ کیسے ہیں وہ۔

بس تم مار بچے کو ولیمہ کے کینسل ہونے کے بارے میں بتا دینا اور ہماری مجبوری بھی بتانا۔

خیر اب میں چلتا ہوں۔ ہمیں جلد ہی نکلنا ہوگا۔

آرش نے ان کے جانے پر دروازہ بند کیا۔ سامنے ہی وہ فریش فریش سی واش روم سے باہر آئی تھی۔

سنو وہ اسے مخاطب کرتا ہوا بولا۔

ماما کے ایک چچا گاؤں میں رہتے ہیں ان کی طبیعت کچھ خراب ہے تو بس اسی وجہ سے ولیمہ ڈیلے ہو گیا ہے۔

میں سوچ رہا تھا کہ ایک طرح سے یہ بہتر ہو گیا۔ ویسے بھی ہماری شادی کونسا ریٹیل ہے جو یہ ولیمہ وغیرہ کی ضرورت ہو۔

اب تمہیں انہیں خود کے خلاف کرنا ہے تاکہ الوینا کی جگہ باآسانی بن سکے۔

سُن رہی ہو میری بات۔ اسے سر جھکائے دیکھ کر بولا۔

جی۔ یک لفظی جواب دے کر وہ پھر سے خاموش ہو گئی۔

اسے تو یہ انسان خود غرض لگا۔ جسے صرف اپنی فکر تھی۔ اسے ذرا پرواہ نہیں تھی اس

سب ڈرامے میں اس کے والدین پر کیا گزرے گی۔

اس نے سوچ لیا تھا جیسا وہ کہے گا ویسا ہی کریں گی اور جلد سے جلد اس بے نام رشتے سے

جان چھڑوائے گی۔

صبح ہوتے ہی آئی زل اور رضیہ بیگم اپنے گھر آگئی۔ تقریباً سارے مہمان ہی ولیمہ کینسل ہونے کی وجہ سے آہستہ آہستہ جا چکے تھے۔

رضیہ بیگم نے اداسی سے ادھر ادھر دیکھا۔ ماڑو کے بغیر دل اداس سا ہوا تھا۔

ماما! کیا سوچ رہی ہیں؟

کچھ نہیں بس ماڑو کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ اس کے بغیر گھر خالی خالی سا لگ رہا ہے۔

بس وہ ہمیشہ خوش رہے میری یہی دعا ہے۔

آمین! آئی زل نے بے ساختہ آمین کہا تھا۔

آرش کے والدین کو گئے دو دن گزر چکے تھے۔ اسے یہاں آرش کے ساتھ رہتے بھی۔ پر ان دونوں میں کوئی بات نہ ہوئی تھی۔ دونوں ضرورت کے وقت ہی ایک دوسرے کو مخاطب کرتے۔

وہ لاؤنج میں بیٹھی بوری ہو رہی تھی کرنے کو کچھ تھا نہیں۔

السلام علیکم بھابھی! اس نے سر اٹھا کر دیکھا سامنے شازم کھڑا تھا۔ اسے آرش کا یہ دوست کافی اچھا لگا تھا۔ جو سر جھکا کہ دھیمے سُروں میں گفتگو کرتا تھا۔ ماڑو کو اس کی یہ عادت پسند تھی کہ وہ آج کل کے لڑکوں کی طرح بلاوجہ فرینک ہونے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔ بلکہ اپنے کام سے کام رکھتا تھا۔

بھابھی آرش کدھر ہے؟

اس کی آواز پر وہ تمام سوچوں کو جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

وہ اوپر اپنے کمرے میں ہیں۔

اوکے تھینکس! وہ اس کا شکریہ ادا کرتا سیڑھیاں چڑھتا آرش کے کمرے کی طرف

بڑھ گیا۔

آرش صوفے پر بیٹھا موبائل میں گم تھا۔ جب اس کی آواز سے اس کی طرف متوجہ ہوا۔

تو کب آیا؟

ابھی ابھی ہی آیا ہوں۔ وہ چلتا ہوا اس کے قریب صوفے پر بیٹھ گیا۔
اور بتا کیا چل رہا ہے۔ وہ اس سے مخاطب ہوتا ہوا بولا۔ شازم اس کی طرف دیکھ کر بولا۔
کچھ بھی نہیں اتنے دن ہو گئے اس شادی کے ہنگامے کی وجہ سے آفس نہیں گیا۔
سوچ رہا ہوں کل سے جوئی ن کروں۔

شازم نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔

تو اتنا چپ چپ کیوں ہیں؟ وہ کچھ یاد آنے پر سیدھا ہو بیٹھا۔ تو نے مجھ سے کچھ شئی ر
کرنا تھا تو نے بولا تھا شادی سے فارغ ہو کر کریں گا۔ چل اب جلدی سے بتا۔
شازم اب پچھتا رہا تھا اسے ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔

نہیں یار کچھ بھی نہیں ہے۔ میں تو ایویں کہہ رہا تھا۔ اب تک تو میں بھول بھی گیا کونسی
بات تھی۔ وہ صفائی سے جھوٹ بول گیا۔

پر سامنے بھی اس کا جگری دوست تھا جو اس کے رگ رگ سے واقف تھا۔ زیادہ
ڈرامے مت کر چپ چاپ بتا کیا بات ہے۔

وہ گہری سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ کیا بتاؤں یار مجھے خود کچھ سمجھ نہیں لگ رہی۔

یار جس لڑکی کو میں کب سے ڈھونڈ رہا تھا وہ مجھے مل تو گئی ہے۔ پر وہ مجھ سے ایسی بات سے بدگمان ہے جو میں نے کی ہی نہیں ہے۔
 وہ میری شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی۔ تو ہی بتا میں اب کیا کروں۔
 تو نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی۔ اسے سمجھانے کی کوشش کر۔
 تجھے کیا لگتا ہے میں نے کوشش نہیں کی ہوگی۔ یار بہت کوشش کی پر وہ میری سننے کو تیار ہی نہیں۔

اسے شادی کی رات اپنی اور اس کی ملاقات یاد آئی۔



رات کے پہر جب سب اپنے کمروں میں محو خواب تھے جب وہ نیند نہ آنے کی وجہ سے بالکونی میں آکھڑا ہوا۔ جب اسے نیچے لان میں کوئی ہی ہیلوہ سا نظر آیا۔ مدہم لائیٹ میں غور کرنے سے اسے پتہ چلا کہ وہ کوئی ہی اور نہیں بلکہ آئی زل ہے۔
 اتنی رات کو یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔ بالکل پاگل ہے یہ لڑکی مجال ہے جو کسی کی بات مان جائے۔

کچھ سوچتا وہ احتیاط سے کمرے کا دروازہ کھولتا باہر نکل گیا۔
 لان میں پہنچ کر اس نے اس کی طرف دیکھا جو کہ اس کی طرف پیٹھ کیا کھڑی تھی۔
 اس کے قریب پہنچ کر اس سے مخاطب ہوا۔
 اتنی رات کو یہاں کیا کر رہی ہو۔
 آئی زل چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس کے سوال پر نخوت سے بولی۔
 تم سے مطلب۔ میں تمہیں بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔
 تم یہ نہیں کر سکتی میرے ساتھ۔ ایک بار میرا قصور تو مجھے بتاؤ۔
 واہ آپ کو نہیں پتہ آپ نے کیا کیا ہے۔
 میں سچ میں نہیں جانتا۔ تم کچھ بتاؤ گی تو پتہ لگے گا۔
 اچھا یعنی آپ میرے منہ سے سننا چاہتے ہیں۔
 یہی سمجھ لو۔ وہ بھی جیسے بات کلیئی کرنا چاہتا تھا۔
 تو ذرا بتانا پسند کریں گے کہ آپ نے میرے پاپا کو دھوکا کیوں دیا۔ وہ تو آپ پر اتنا یقین
 کرتے تھے۔ ان کی ہر بات میں آپ ضرور شامل ہوتے تھے۔
 پر آپ نے کیا کیا ذرا سی جائی یاد کی خاطر ان کو موت کے منہ میں دھکیل دیا۔
 شازم کو دل شدت سے دھڑکا تھا۔ دل نے کچھ غلط ہونے کی گواہی دی تھی۔

کیا آپ نے چچی اور اس نعمان کے ساتھ مل کر ہمارے یقین کو نہیں توڑا۔

شازم نے منہ پر ہاتھ پھیر خود کو ریلکس کرنا چاہا۔

اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنی طرف متوجہ کیا۔

آئی زل میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ میں تو یہ جانتا تک نہیں ہوں۔

میری بات پر یقین کرو۔

دل نے کہا تھا آئی زل کر لے یقین اس کی بات کا پر۔ دماغ نے کہا اپنے باپ کی بات کو

مت بھول جو اس کے خلاف تھی۔

آئی زل نے اس کے ہاتھ کندھوں سے جھٹکے تھے۔ مجھے آپ کی کسی بات کا یقین نہیں

ہے۔ میں آپ کی بات کا یقین کر لیتی اگر یہ سب کچھ آپ کے خلاف پاپا کے منہ سے نہ

سنتی۔

شازم نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔ یہ سب انکل نے اس کے خلاف کہا تھا۔

تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔

مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔

کسی کی آہٹ سن کر وہ بغیر اس کی طرف دیکھے وہاں نکلتی چلی گئی۔

تو ہی بتا کیا کروں میں اب۔ مجھے تو اس سب کے بارے میں کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔
 ماڑو جو اسے چائے وغیرہ کا پوچھنے آئی تھی دم سادھے اس کی ساری باتیں سن رہی
 تھی۔

میرے پاس ایک پلان ہے تو کہے تو بتاؤں۔ شازم نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔
 تو ایسا کر اسے کنڈنیپ کر اور اس سے نکاح کر لے۔ پھر بعد میں سب سمجھاتے رہنا۔
 باہر کھڑی ماڑو اس کی بات سن کر آگ بگھولا ہو گئی۔ اسے یہ شخص زہر سے برا لگا
 ایسے فضول مشورے دیتے دیکھ کر۔

تیرا دماغ ٹھیک ہے۔ اپنے یہ فضول مشورے اپنے پاس رکھ۔
 میں نے اس سے محبت کی ہے اسے رسوا کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ مجھے اس کی
 عزت بہت عزیز ہے۔۔۔

ویسے بھی محبت میں پہلے دوسرے کی عزت کو عزیز رکھا جاتا ہے نہ کہ اسے دنیا کے
 سامنے رسوا کیا جاتا ہے۔

محبت تو خود عزت کا دوسرا نام ہے۔

ماڑو جو اندر جانا چاہتی تھی شازم کا جواب سننے وہ رک گئی۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا جواب دیتا ہے۔ اسے واقعی ہے آئی زل سے محبت ہے کہ نہیں۔

پراس کا جواب سن کر وہ اندر تک سرشار ہو گئی۔

وہ دروازہ کھولتی دندناتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ آکر آرش کے سامنے کھڑی ہو گئی۔

تم بتانا پسند کرو گے کہ کس خوشی میں ایسے بے ہودہ مشورے دے رہے تھے شازم بھائی کو۔

مجھے تو تم کہی سے بھی میچور بزنس میں نہیں لگتے۔ بلکہ کوئی بڑے ہی بے وقوف آدمی لگتے ہو۔ جو ہر کسی کی باتوں آجاتے ہو۔ مجھے فی الحال تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔ وہ اسے منہ کھولتا دیکھ کر بولی۔

اپنا رخ شازم کی طرف دیا۔ آپ سچ میں آئی زل کو پسند کرتے ہیں۔

شازم نے اثبات میں سر ہلایا۔

نکاح کریں گے اس سے۔ وہ سنجیدہ سی اس سے مخاطب ہوئی۔

وہی تو کرنا چاہتا ہوں۔ وہ موقع تو دے۔

بس ٹھیک ہے نکاح کی ذمہ داری میری۔ آگے آپ کیسے اسے ہینڈل کرتے ہیں یہ آپ پر ہے۔

سچ میں آپ ایسا کر سکتی ہیں۔ وہ سرشار سا بولا تھا۔

بالکل آپ اس سب کی فکر مت کریں میں سب ہینڈل کر لوں گی۔

اس نے اب تک انکل کے زندہ ہونے کی خبر اس لیے اسے نہ بتائی تھی۔ کہ اب تو وہ

صبر کر چکے تھے۔ لیکن اگر وہ ایسی حالت میں ہی دم توڑ دیتے تو دوبارہ اذیت میں مبتلا

ہوتے۔ اسے آئی زل کے ساتھ رضیہ بیگم کی بھی فکر تھی۔ لیکن اب اس نے سوچ لیا

تھا کہ وہ یہ بات جلد ہی اسے بتا دے گا۔ کیونکہ یہ بات بتانا اب ضروری ہو چکا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شازم سے تو وعدہ کر لیا تھا کہ وہ اسے منال لے گی پر اب اسے سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ

کیسے بات کرے۔ لیکن اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ جلد ہی بات کرے گی۔

لیکن آئی زل سے پہلے رضیہ بیگم کو منانا ضروری تھا۔

اسے شازم بالکل پرفیکٹ لگا تھا آئی زل کے لیے۔

اوائے مس چڑیل کیا سوچ رہی ہوں۔ آرش اندر آتا سے گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر
 بولا۔

تم سے مطلب۔ وہ تڑخ کر گیا ہوئی ی۔ کل والی اس کی بات پر اسے ویسے بھی بہت
 غصہ تھا۔

میں نے ایک سیدھی سی بات کی ہے۔ کاٹ کھانے کو کیوں دوڑ رہی ہو۔
 میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتی۔ اس لیے خاموش رہو۔
 خود کو کوئی وی آئی پی سمجھ رہی ہو جس سے بات کرنے کے لیے مراجارہا ہوں۔
 تو یہ تمہاری بھول ہے۔
 تو نہ کرو بات۔ میں بھی کوئی ی مری نہیں جا رہی۔ وہ منہ بناتے بنا اس کی کوئی ی اور
 بات سننے باہر نکل گئی۔

مسٹر اور مسز حیدر کل ہی واپس آئے تھے۔ نمرہ بیگم کے چچا کی طبیعت بہتر تھی۔ پوری
 تسلی کر لینے کے بعد اب وہ لوٹ آئے تھے۔

ماڑو کو بھی کچھ تسلی ہوئی تھی ان کے واپس آنے سے ورنہ اتنے دنوں سے اکیلی رہ رہ کر بور ہو چکی تھی۔ آرش سے بھی ضرورت کے وقت بات ہوتی تھی۔
 آنٹی کیسے تھے آپ کے چچا جی اب۔

ٹھیک تھے اب وہ۔ اور تم مجھے آنٹی کیوں بلارہی ہو ماما بلاؤ جیسے آرش بلاتا ہے مجھے اچھے لگے گا۔

جی ماما۔ وہ فوراً اثبات میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔

کیسے گزرے دن ہمارے بغیر وہ محبت سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔ انہیں یہ لڑکی بہت پسند تھی مخلص سی۔ وہ اسے دیکھ کر ہی اس کا ہر انداز سمجھ گئی تھی۔ کم گو سی۔
 جلدی کسی سے نہ کھلنے ملنے والی۔ شاید حالات نے بھی کچھ اثر ڈالا تھا۔

بیٹا بولا کرو۔ سب سے بات چیت کیا کرو۔ پھر ہی سب کے بارے میں جانو گی۔
 جی وہ محض سر ہلا گئی۔

وہ آنٹی مجھے آپ سے پر میشن لینی تھی۔ مجھے ماما اور آئی زل کی یاد آرہی تھی۔ اگر آپ اجازت دو تو مل آؤ ان سے۔

یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔ جب بھی تمہارا دل کرے تو فوراً چلی جایا کرو ان سے ملنے۔۔۔۔

شکر یہ ماما۔ وہ خوش ہوتی ہوئی می بولی۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ آج ہی وہاں جا کر اس سے بات کر لے گی۔ اسے جلد سے جلد یہ سب کرنا تھا۔

گھر آتے ہی آرڈر مل گیا تھا کہ اس مہارانی کو اس کے گھر والوں سے ملوا کر لانا ہے۔
 آرش کو تپ چڑھی تھی۔

وہ فریش ہو کر آئی نے کے سامنے بال بنا رہا تھا جب ماڈر آئی ی۔ تیار ہو گئے تو
 آجاؤ۔ ویسے بھی پہلے ہی کافی وقت ہو چکا ہے۔

اس نے ہی ربرش غصے سے پٹخا تھا۔ پہلے آفس سے تھک کر آؤ اور آکر تمہاری
 فرمائی یشیں بھی پوری کرو۔

خود ہی جا کر ماما کو انکار کر دو کہ تم نہیں جانا چاہتی۔ سمجھی میں کوئی ی نہیں لے کر جا رہا۔
 میں کیوں انکار کروں ماما کو۔ انہوں نے خود مجھے پر میشن دی ہے۔ میں تو نہیں منع
 کرنے والی۔

ویٹ! تم میری ماما کو ماما کیوں بول رہی ہوں۔ وہ صرف میری ماں ہیں وہ جیلس ہوتا ہوا بولا۔

ماڑو کو اس کے بچوں جیسے انداز پر ہنسی آئی تھی۔ جو اپنی ماما کو کسی اور سے شئی ر کرنے پر جیلس فیل کر رہا تھا۔

ہاں تو انہوں نے خود کہا ہے۔۔۔ میں تو بس ان کی بات مان رہی ہوں۔ جو بھی ہے جا کر انہیں منع کرو میں تھک گیا ہوں۔

لویہ اچھی رہی۔ کیا کرتے ہو آفس میں جو تم تھک گئے۔ گھر سے سکون سے گاڑی میں جاؤ۔ وہاں جا کر کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ لیپ ٹاپ سامنے کھول لو۔ اور ایک فائل کھول لو۔ بس یہ کام ہے تمہارا۔

یا پھر اپنے ایمپلائی پر حکم چلاتے ہو گے۔ بیٹھ کر کام کرنے سے کوئی نہیں تھکتا۔ اور کیا تم نے تھکن تھکن کی گردان لگائی ہے۔ میں کونسا تمہارے کندھے پر سوار ہو کر جا رہی ہوں۔ وہ ناک منہ چڑھاتی ہوئی بولی۔

اس کی گوہر فشانی سن کر آرش نجل سا ہو گیا۔ پھر اپنی خفت کم کرنے کے لیے اس کی طرف طنزیہ نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

تمہیں تو شروع دن سے ہی بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ چلو تمہیں چھوڑ آؤں۔ پر
 میں بالکل بھی وہاں نہیں بیٹھوں گا۔ اور نہ ہی تم مجھے کہنا۔
 تمہیں کہہ بھی کون رہا ہے۔ میں تو کبھی بھی نہ کہوں۔۔
 آرش جو باہر کی طرف جا رہا تھا۔ اس کی بات پر غصے سے اس کی طرف مڑا۔ تم تو ہو ہی
 بد تمیز۔

اس کی بات کا بدلہ لینے کے لیے مزید بولا۔ اب جا ہی رہی ہو تو ہفتہ دس دن وہی رُک
 جانا۔ جان چھوٹے کی میری کچھ دن تم سے۔ تمہارا یہ بورسا چہرہ نہیں دیکھنا پڑے گا۔
 چلو اب جلدی ورنہ یہی چھوڑ جاؤں گا۔
 وہ اسے منہ کھولتا دیکھ دھمکاتا ہوا باہر نکل گیا۔
 ماڑو بھی منہ میں بڑ بڑاتی اس کے پیچھے باہر کی جانب بڑھی۔
 کہی سچ میں ہی وہ ارادہ ہی نہ بدلے۔

وہ اسے گھر کے باہر اتار کر خود وہاں سے چلا گیا۔ ماڑو گہرا سانس بھر کر اندر بڑھی۔
شازم کے منہ سے وہ آئی زل کی غلط فہمی کے بارے میں سُن چکی تھی۔ یقیناً اسے منانا
کسی معرکہ سر کرنے کے مترادف تھا۔

اس نے ہلکے سے دروازہ کھٹکھٹایا جو پہلی بار میں ہی کھول دیا گیا۔ رضیہ بیگم اسے سامنے
دیکھ کر کھل اُٹھی تھی۔

وہ اسے گلے سے لگاتی اندر لے آئی۔

مما کون ہے؟ آئی زل اندر سے ہی بولی۔

خود ہی آکر دیکھ لو۔ رضیہ بیگم وہی سے بولی۔

آئی زل جیسے ہی باہر آئی اسے سامنے دیکھ کر خوشی سے کھل اُٹھی تھی۔

آپی آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ آرہی ہیں۔ وہ لاڈ سے اس کے گلے لگتے ہوئے
بولی۔

اچھا کیا آپ آگئی۔ آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔ آجائے اندر ڈھیر ساری باتیں کرنی

ہیں۔ وہ اسے کھینچتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گئی۔

رضیہ بیگم کچن میں مڑگئی تاکہ اس کی پسند کا کھانا بنا سکیں۔

ماڑو نے آج رات یہاں رکنے کا فیصلہ کیا تھا تاکہ رضیہ بیگم سے بات کر سکے۔

 آئی زل آج میں ماما کے ساتھ روم شیئی رکروں گی تم میرے والے کمرے میں چلی جاؤ۔

جی آپی۔ ضرور۔ وہ خوشی خوشی مانتی ہوئی می بولی۔

رات کے ڈنر سے فارغ ہو کر وہ کتنی دیر ڈھیر ساری باتیں کرتی رہیں۔ آئی زل سونے کا کہہ کر اٹھ کر چلی گئی۔
 رضیہ بیگم اس کے بالوں میں انگلیاں چلا رہی تھی۔ ماؤ تم خوش ہونا۔ وہاں سب کیسے ہیں تیرے ساتھ۔

مما سب بہت اچھے ہیں۔ ویسے بھی ابھی ایک ہفتہ ہی ہوانی الحال وہاں سب کچھ ٹھیک ہے۔

مما پر آج یہاں میں کسی اور وجہ سے آئی می ہوں۔ وہ ان کی گود سے سر اٹھا کر ان کے روبرو ہوئی می۔ ان کے ہاتھوں کو تھام کر گویا ہوئی می۔

مما آپ شازم کو پہلے سے جانتی ہیں۔ وہ سوالیہ نظریں ان پر ٹکا کر بولی۔ وہ شازم کے بارے میں ان کی رائے جاننا چاہتی تھی۔

ہاں جانتی ہوں۔ آئی زل کے پاپا کے دوست کا بیٹا تھا۔ ہمارے گھر کافی آنا جانا تھا اُس کا۔ آئی زل کے کافی دوستی بھی تھی اُس کی۔ آئی زل کے پاپا تو اس کے اور آئی زل کے بارے میں بہت کچھ سوچ چکے تھے۔

پر قسمت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔ یہ خواب پورا نہ ہو سکا۔ جب تمہاری شادی میں اسے دیکھا تھا تو دل ہی دل میں خوشی ہوئی تھی کہ کیا پتہ میری ماؤ کے ساتھ آئی زل کی زندگی بھی سنور جائے گی۔ مگر اُس کا لیڈیا انداز میرے سارے ارمانوں پر پانی پھیر گیا۔ شاید اُسے ہماری حیثیت قبول نہیں۔ وہ افسردہ سی بولی۔

ماؤ کو دل میں خوشی ہوئی کہ رضیہ بیگم بھی وہی سوچ رہی ہیں جو وہ خود چاہتی تھی۔ اسے اپنا آدھا بوجھ کندھے سے سرکتا ہوا بولا۔

جیسا آپ سوچ رہی ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ بلکہ شازم بھائی اب بھی آئی زل سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔

سچ میں۔ پر تمہیں یہ سب کیسا پتہ چلا۔ وہ اس کی طرف دیکھتی ہوئی بولیں۔

مجھے شازم بھائی نے خود اس سب کے بارے میں بتایا ہے۔
 پر ایک مسیٰ لہ ہے۔ ٹینشن اُن کی طرف سے نہیں ہے بلکہ آئی زل کی طرف سے
 ہے۔

کیا مطلب میں سمجھی نہیں۔ وہ کنفیوز سی اسے دیکھ کر بولی۔
 ماما آئی زل کو شازم کے متعلق بہت بڑی غلط فہمی ہو گئی ہے۔ پھر وہ انہیں سب کچھ
 بتاتی چلی گئی جو شازم نے انہیں بتایا تھا۔ پر ان کے زندہ ہونے کے متعلق اسے بھی
 کچھ نہیں پتہ تھا۔ اس لیے جو کچھ وہ جانتی سب ان کے گوش گزار کر گئی۔
 اودھا یا! اتنا کچھ ہو گیا اور میں انجان ہی رہ گئی۔ یہ سب ضرور اُس شاطر عورت کی
 چال ہو گی۔ ان کے دل میں بانو بیگم کے لیے نفرت مزید بڑھ گئی۔ اور آئی زل صدا
 کی بے وقوف ہے۔ اور ایک بات تو میں جانتی ہوں کہ وہ کتنی ضدی ہے کبھی بھی ہماری
 باتوں پر یقین نہیں کریں گی۔ کیونکہ یہ سب وہ اپنے باپ کے منہ سے سن چکی ہے۔
 تو کیا کرنا ہے پھر ماما۔ کیسے راضی کریں اُسے۔
 ہم! دیکھتے ہیں بچے کہ کیسے کریں اس سب کو ہینڈل۔

وہ آفس میں بیٹھا کام میں منہک تھا اس کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ پر چل رہی تھی۔ جب اس کے فون کی بیل بجی۔ اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین سے نظر ہٹا کر ایک نظر موبائی ل پر ڈالی۔ جہاں مارب کالنگ لکھا آ رہا تھا۔

اس نے کال پک کر کے فون کان سے لگایا۔

السلام علیکم! اس کی بھاری آواز گونجی۔

وعلیکم السلام! شازم بھائی ی آپ کے لیے ایک اچھی خبر ہے۔ گیس وٹ۔۔۔ وہ

ایکسائی بیڈ سی بولی۔

آپ خود ہی بتادیں۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

میں نے ماما سے بات کر لی ہے اور آپ کو پتہ ہے انہوں نے اس رشتے کے لیے رضا

مندی دے دی ہے۔

بس اب آئی زل بھی مان جائے۔ پتہ نہیں کیساری ئی کشن ہوگا۔ پر مجھے نہیں لگتا اتنی

آسانی سے مانے گی وہ۔

پوری پاگل ہے آپ کی بہن۔ پتہ نہیں کس پر چلی گئی ہے۔ وہ دانت پیستا ہوا بولا۔

پاگل نہیں ہے میری بہن۔ بس معصوم ہے جلد لوگوں کی باتوں میں آ جاتی ہے۔

قربان جائے ایسی معصومیت پر۔ اگلے بندے کو کچھ بولنے نہیں دیتی آپ کی معصوم بہن۔ اس نے جلے دل سے کہا تھا۔

ماڑونے اپنی مسکراہٹ دبائی ی۔ اسے بھی پتہ تھا واقعی جب وہ غصے میں ہوتی تھی مجال ہے کسی کی سُن لے۔

بھئی یہ تو اب آپ کی قسمت ہے۔ وہ جلے پر نمک چھڑکتے ہوئے بولی۔

جیسی بھی ہے منظور ہے ہمیں۔ شازم آنکھیں گھوماتا ہوا بولا۔

یہ تو اچھا ہے بھئی۔ چلیں میں فون رکھتی ہوں۔ باقی آپ کو ساتھ ساتھ آگاہ کرتی رہو گی۔

خدا حافظ! الوداعی کلمات ادا کیے وہ کال کاٹ گئی۔

آئی زلناشتہ کرنے میں مصروف تھی۔ جب رضیہ بیگم نے اسے اشارہ کیا تھا کہ وہ بات شروع کرے۔ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں تسلی دی۔ جیسے یقین دہانی کروائی ہو کہ میں سب سنبھال لوں گی۔

آج اتوار تھا تو آئی زل کو یونی سے چھٹی تھی اس لیے وہ سکون سے بیٹھی تھی۔
 مارونے گلا کنکھار کر اس اپنی طرف متوجہ کیا۔

آئی زل مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔ اس نے اپنی سوچوں کو لفظوں کا پیرا ہن
 پہنایا۔

جی آپي بولے نامیں سن رہی ہوں۔

آزوکئی بار جو ہم دیکھتے یا جیسا ہمیں لگتا ہے ضروری نہیں حالات و واقعات ویسے ہی
 ہو۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں سچویشن سمجھنے میں کوئی ی لگی ہو۔ یا ہمیں کسی نے
 مس گائی یڈ کیا ہو۔ اس نے جیسے تمہید باندھی۔

میں سمجھی نہیں آپی۔ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔ اس نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔
 مارونے گہرا سانس بھرا اور ایک دفعہ پھر گویا ہوئی۔
 میں یہ کہنا چاہتی ہوں تم شازم بھائی کی کو غلط سمجھ رہی۔

آئی زل نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا کہ وہ کیسے اس کے اور شازم کے بارے میں
 جانتی ہے اس نے تو کبھی ذکر تک نہیں کیا۔

آپی آپ کیسے جانتی ہیں اس سب کے بارے میں۔

دیکھو آزو! یہ سب مجھے شازم نے بتایا ہے۔ تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ واقعی اچھا انسان ہے۔

آپی میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔ وہ ضبط سے بولی۔ اس کا چہرہ غصے سے سُرخ ہو رہا تھا اسے اُس انسان پر غصہ آ رہا تھا جو ماڑو کو اس کے خلاف کر رہا تھا۔ آپی آپ اس بارے میں کچھ نہیں جانتی آپ پلیز اس معاملے سے دور رہے۔

آزوبات کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ تم اپنی غلط فہمی میں سب برباد کر رہی ہو۔ شازم تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ واقعی ہی غلط ہوتا تو وہ تم سے نکاح کی خواہش کیوں ظاہر کرتا۔

NEW ERA MAGAZINE

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews
Stop this non-sense

وہ چیخ کر بولی۔

ماڑو اور رضیہ بیگم کو سانپ سونگھ گیا۔ کیا شازم شازم لگا رکھی۔ آپ لوگوں کو سمجھ کیوں نہیں آرہی میں اُس انسان کا نام تک نہیں سُننا چاہتی۔ شادی تو بہت دور کی بات ہے۔ اور یہ آپ لوگوں کی بھول ہے کہ میں آپ لوگوں کی بات مان جاؤں گی۔ اُس انسان سے نفرت ہے مجھے سمجھی آپ۔ اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں ہے مجھے۔ اور آپ کو کیا لگتا ہے میرے پاپا جھوٹے ہیں۔ انہوں نے مجھے غلط گائیڈ کیا ہے۔

ماڑونے بے بسی سے نفی میں سر ہلایا تھا جو اُس کی باتوں کا غلط مطلب لے رہی تھی۔
وہ کیا سمجھتا ہے کہ وہ آپ کو اپنا حمایتی بنا کر بھیجے گا تو میں خوشی خوشی مان جاؤں گی۔ تو یہ
اُس انسان کی غلط فہمی ہے۔

اب آپ دونوں میں سے کوئی می مجھ سے اس بارے میں بات نہیں کرے گا۔
وہ وارننگ دیتے لہجے میں بولتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ٹھاہ کی آواز سے کمرے کا دروازہ بند کیا۔ دروازے کے ساتھ لگتی فرش پر بیٹھتی چلی
گئی۔ جانے کیوں اسے بے تحاشہ رونا سا آیا۔

ماڑو اور رضیہ بیگم اس کا اتنا شدید ردِ عمل دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ جو ان کی کوئی می بھی
بات سُننے کے لیے تیار نہ تھی۔

دونوں نے ایک دوسرے سے نظریں چرائی می تھی۔ انہیں اس کے اتنے شدید
ری می کشن کی توقع نہیں تھی۔۔۔

ماڑو کو ایک اور دن ضائع ہوتا نظر آیا۔ پر اس نے ٹھان لیا تھا کہ وہ اسے منا کر ہی دم
لے گی۔

آرش اسے بُری طرح مِس کر رہا تھا۔ جس کا آج دوسرا دن بھی وہی گزر گیا تھا۔ وہ شاید اس کی ہفتہ رہنے والی بات کو سریس لے گئی۔

آج اتوار ہونے کی وجہ سے گھر پر تھا۔ اسے اپنا کمرہ خالی خالی سا لگ رہا تھا۔ ابھی اُسے اس کے ساتھ رہتے ایک ہفتہ ہی ہوا تھا۔ پر آرش کو جیسے اُس کی عادت ہونے لگی تھی۔

کچھ سوچ کر اس نے ماڑو کا نمبر ڈائی ل کیا تھا۔
جو دوسری بیل پر اٹھایا گیا تھا۔

ہاں کدھر ہو آئی کیوں نہیں ابھی تک۔ بغیر سلام دعا کیے وہ شروع ہو چکا تھا۔

ماڑو کا موڈ پہلے ہی آئی زل کی وجہ سے خراب تھا۔

اس لیے کوفت سے گویا ہوئی ی۔ کیا مس ئی لہ ہے اب اپنی مرض سے میں کہی جا بھی نہیں سکتی

بغیر اس کے لہجے پر غور کیے مزید بولا۔ اگر تم ایسے ہی ہفتہ ہفتہ گھر سے باہر ہوگی تو جس کام کے لیے تمہیں لایا ہوں وہ کب پورا ہوگا۔ یاد ہے ناکس کام کے لیے لائی گئی ہو۔

یاد ہے سب بار بار ایک بات مت دہرایا کریں۔ ویسے بھی تم جانتے ہو کہ میں یہاں اپنی کسی غرض سے نہیں آئی بلکہ شازم بھائی کی وجہ سے آئی ہوں۔ اس لیے کام پورا کیے بغیر نہیں آنے والی۔

اسکی سنے بغیر کھٹاک کے سے فون رکھ گئی۔ آرش ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔

اس نے فون کو بُری طرح گھورا جیسے ساری غلطی اسی کی ہو۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماڑو آؤ کھانا کھا لو۔ وہ لڑکی تو پاگل خود بھی بھوکی ہے ساتھ میں تم بھی پاگل ہو۔ چھوڑ تو اسے اس کے حال پر۔

ماڑو نے بے بسی سے ان کی طرف دیکھا۔ مہا پلینزا بھی میرا بالکل دل نہیں کچھ بھی کھانے کو۔

اور میں کیسے اسے اس کے حال پر چھوڑ دوں۔

مما آپ خود ہی بتائی ہیں کیا یہ اُس مخلص انسان کے ساتھ نا انصافی نہیں ہے۔ جو تین سال سے اس بندھن میں قید ہے۔ پچھلے دو سالوں سے اس کا منتظر ہے۔ اگر وہ چاہتا تو اب تک اپنی زندگی میں آگے بڑھ سکتا تھا۔ اسے کس چیز کی کمی تھی۔

اور شاید ایک دن وہ آئی زل کے روپے سے بد ظن ہو کے آگے بڑھ بھی جائے۔ اور اس دن آئی زل کے ہاتھ پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں رہے گا۔ بس اسی پچھتاوے سے اُسے بچانا چاہتی ہوں۔

ابھی وہ صرف غصے میں حقیقت نہیں دیکھ پارہی۔ لیکن جب اسے حقیقت نظر آئے گی تو سب صحیح ہو جائے گا۔ بس میں نے سوچ لیا ہے اسے کیسے منانا ہے۔

ماڑو تم اُسے خود سے بد ظن مت کرو۔ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ رضیہ بیگم بے بسی سے بولی۔

اس نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ پچھلے دس منٹ سے ادھر ادھر چکر لگاتی۔ بار بار گھڑی میں ٹائی م دیکھتی اور ایک نظر گیٹ پر ڈالتی پھر سے پیدل مارچ شروع کر دیتی۔
 عرثمان کب سے اس کی یہ حرکت نوٹ کر رہا تھا۔
 کچھ سوچ کر اس کے نزدیک آیا۔

مس پٹاخہ تم نے پیدل مارچ کیوں شروع کر رکھا ہے۔
 وہ اچانک اس کی آواز پر اچھلی تھی۔ پھر اپنی کیفیت پر قابو پاتے ہوئے بولی۔
 تم سے مطلب۔ میں کچھ بھی کروں۔ اپنے کام سے کام رکھو۔ وہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

وہ کبھی تمہارے اس منگیتر کو نہیں دیکھا کبھی تمہارے ساتھ۔ نا وہ کبھی تمہیں لینے آیا ہے یہاں۔

وہ یکدم اپنے نہ ہونے والے منگیتر کے ذکر پر سٹپٹائی تھی۔
 ہاں تو وہ کونسا تمہاری طرح فارغ ہوتا ہے۔ بہت بیزی ہوتا ہے اپنے کام میں۔
 بہت ہینڈ سم۔ گڈ لکنگ اور بہت بہت اچھا ہے۔ میری بہت کی ئی رہی کرتا ہے۔ وہ اٹھلا کر بولی۔

تو میں کیا کروں۔ اسے سر پر بٹھالوں۔۔۔

عرشمان خود ہی اُس کا ذکر کر کے جھل بھن گیا تھا۔ تن فن کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔
عائی شہ نے حیرت سے اس کا رویہ دیکھا تھا۔ پھر کندھے اچکا کر دو بارہ آئی زل کا انتظار
کرنے لگی۔

آئی زل کندھے پر بیگ لٹکاتے اپنے کمرے سے نکلی۔ بنا نہیں مخاطب کیے باہر جانے
لگی۔ جب رضیہ بیگم نے اسے آواز دے کر روکا۔ آئی زل آکر ناشتہ کر لو پھر جانا
یونیورسٹی۔

بھوک نہیں ہے۔ لٹھ مار انداز میں جواب دیتی باہر کی طرف بڑھنے لگی۔
آئی زل! مارو کی آواز پر وہ ایک دفعہ پھر ٹھہری تھی مگر مڑی نہیں۔
تخل سے آکر میری بات سُنو۔ پھر جانا۔

وہ چُپ چاپ اس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ جلدی کہیے جو کہنا ہے دیر ہو رہی
ہے مجھے۔

کل تم سے کچھ بات کی تھی۔ بغیر لگی لپٹی سیدھے انداز میں بولی۔ اسے بولنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر وہ ہاتھ اوپر کر کے اسے خاموش کروا گئی۔

پہلے میری بات پوری ہونے دو۔ اس کے بعد بولنا۔

کل تمہیں بتایا تھا کہ سٹازم کا پوزل آیا ہے تمہارے لیے۔ نکاح کرنا چاہتا ہے تم سے۔ میں اور ماما اس رشتے پر راضی ہیں اور ہمیں اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں۔ ہم تمہاری طرح سُنے سنائے پر یقین نہیں کرتے۔

ہم نے ساری سیچوئی لیشن پر غور کیا ہے۔ اور ہمیں لگتا ہے تمہیں صرف غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور ہم کسی غلط فہمی کی بنا پر اتنا اچھا رشتہ ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتے۔

دل پر پتھر رکھ مزید گویا ہوئی۔

اور ویسے بھی میں کب تک تم لوگوں کی ذمہ داری اٹھاتی رہوں گی۔ میری شادی ہو چکی ہے میں اب اپنے گھر پر توجہ دینا چاہتی ہوں۔

آئی زل نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا جو اُس پر احسان جتا رہی تھی۔ یعنی وہ اس پر بوجھ تھی۔

میں خود سب ہینڈل کر لوں گی۔ آپ اپنی شادی شدہ زندگی پر توجہ دیں۔ جتنا آپ نے ہمارے لیے اب تک کیا بہت ہے۔ مزید کوئی می احسان کی ضرورت نہیں۔ وہ تلخی سے گویا ہوئی۔

بالکل نہیں تم کہہ لو میں یہ بوجھ سر سے اتارنا چاہتی ہوں۔ سمجھ لو یہ نکاح کر کے تم میرے اب تک کیے احسانوں کا بدلہ اتار رہی ہو۔

رضیہ بیگم نے کرب سے اس کی طرف دیکھا جو صرف اس کی بہتری کی خاطر خود کو اس کی نظروں میں بُرا بنا گئی تھی۔

ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔ اگر آپ کے احسانوں کو بدلہ ایسے ہی پورا ہو گا تو ٹھیک ہے منظور ہے مجھے یہ ڈیل۔ پر اس سب کے بعد میں آپ لوگوں کی کوئی می بھی بات نہیں مانوں گی۔

بلا لے اس شخص کو میں جلد سے جلد یہ کام نیٹا ناچاہتی ہوں۔

وہ تن فن کرتی اندر واپس چلی گئی۔

ماڑونے شازم کو جلد سے جلد باقاعدہ طور پر رشتہ لانے کو کہا تھا۔ شازم واقعی اس پر عمل کرتا گلے دن ان کے گھر موجود تھا۔

شازم کے پیرنٹس کو کوئی اعتراض نہیں تھا۔ شازم کی والدہ عالیہ کو بہو بنانا چاہتی تھی۔ اس بات پر وہ کچھ افسردہ تھی۔ پر اپنے بیٹے کی خوشی کی خاطر وہ مان گئی تھی۔ سب کے باہمی مشورے سے نکاح جمعہ کو طے کیا تھا۔ باقی شادی نکاح سے دو ہفتوں بعد طے کی تھی۔

اس سچ آئی زل مکمل خاموش تھی اس نے ایک دفعہ بھی کسی چیز پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا تھا۔ ان دونوں سے مکمل طور پر لا تعلق ہو چکی تھی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج آئی زل کا نکاح تھا۔ نکاح سادگی سے ہونا طے پایا تھا۔ چند قریبی لوگوں کو مدعو کیا تھا۔

السلام علیکم! عائشہ اندر آتی اونچی آواز میں بولی۔ پر اسے اندر کا ماحول گرم سا لگا تھا۔ سر جھٹک کر اسے اپنی غلط فہمی تصور کرتی سب سے بڑھ چڑھ کر ملی۔

اس نے آئی زل اور ماڑو کا ٹھنڈا سا رویہ نوٹ کیا تھا۔ کتنی دفعہ وہ آئی زل سے پوچھ چکی تھی۔ پر اس کی طرف سے گہری چپ تھی۔ اس نے ماڑو سے جاننا چاہا وہ اس کا وہم کہہ کر بات بدل گئی۔

عائی شہ سر جھٹک آئی زل کی طرف متوجہ ہوئی۔

بیوٹیشن اپنے ماہر ہاتھوں کا جادو اس کے چہرے پر چلا رہی تھی۔ ایک گھنٹہ اس کے ساتھ نبر آزمائی کے بعد وہ اسے مکمل تیار کر چکی تھی۔

ریڈ اور وائیٹ کنٹراس کے ڈریس میں نکاح کے مناسبت سے کیے گئے میک اپ میں وہ بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔ ہیزل براؤن آنکھوں میں خوشی کی کوئی رمق نہ تھی۔ نکاح کی مناسبت سے ریڈ ڈوپٹہ اس کے سر پر سیٹ تھا۔

عائی شہ کے منہ سے بے ساختہ ماشا اللہ نکلا تھا۔ واقعی وہ اپنے سوگوار حسن کے ساتھ سب کو ٹھٹھکنے پر مجبور کر رہی تھیں۔

عائی شہ پیچ کلر کے شارٹ فرائیڈ پہنے۔ ہر آنکھ کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔

آرش نے ایک نظر اسے دیکھا تھا جو وائیٹ کلر کا برانڈڈ سوٹ پہنے بے تحاشہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔ ہونٹوں سے مسکراہٹ ایک منٹ کے لیے جدا نہ ہوئی تھی۔ ہلکی ہلکی بی بی رڈ اس پر خوب بچ رہی تھی۔

آرش نے دل ہی دل میں اس کی دائی می مسکراہٹ کی دعا مانگی تھی۔ ایک نظر اسے دیکھ کر اپنی نظر اس پر سے ہٹالی تھی کہی اس کی نظر ہی نہ لگ جائے۔ خوش ہے۔ آرش اسے دیکھ کر مخاطب ہوا۔

بہت۔ یہ سب صرف ماڑو بھابھی کی وجہ سے ممکن ہو پایا ہے۔ بہت اچھی ہیں وہ۔ کبھی

اُن کے ساتھ غلط مت کرنا۔

چل آجانیچے چلیں ٹائی م ہونے والا ہے۔ وہ بات بدلتا ہوا بولا۔

ہمم! چلو مجھے تم ست اور بھابھی کچھ بات بھی کرنی ہے سوچ رہا ہوں نکاح کے بعد کروں گا۔

اوکے! کر لینا اب چلیں۔

وہ دونوں نیچے کی جانب بڑھے جہاں باقی سب پہلے ہی انکا انتظار کر رہے تھے۔

چونکہ ماؤ کا اتنا بڑا نہیں تھا اس باہر چھوٹے سے لان میں جی ٹی ر لگا کر مردوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ عورتوں کا انتظام اندروالے حصے میں کیا گیا تھا۔

آرش کی نگاہ کب سے ماؤ کو ڈھونڈ رہی تھی جسے ایک ہفتہ ہو گیا تھا یہی ڈیرا جمائے بیٹھی تھی۔ پر وہ اسے کبھی بھی نہ دیکھی۔

سر جھٹک کر خود کو ادھر متوجہ کیا جہاں مولوی صاحب بیٹھے نکاح نامے کے خانوں کو بھرنے میں مصروف تھا۔ کچھ دیر میں مولوی صاحب کے ہمراہ وہ بھی نکاح کی رسم کے لیے اندر کی طرف بڑھا۔

کمرے داخل ہوتے اس کی پہلی نگاہ ہی اس پر پڑی تھی جو گولڈن کلر کے شارٹ فرائٹ میں ہلکا سا میک اپ کیے اس کی دل کی دنیا ہلا گئی تھی۔

پھر سر جھٹک کر خود کو مولوی صاحب کی طرف متوجہ کیا جو اس سے کچھ پوچھ رہے تھے۔

آئی زل نکاح کا ڈوپٹہ سر پر ٹکائے خاموش سی بیٹھی تھی۔ جب نکاح کے کلمات پر اس نے آنکھیں میچی تھی۔

آئی زل ولید ولد ولید بابر آپ کا نکاح شازم علی ولد علی حسن دس حق مہر دس لاکھ سکھہ رائیج الوقت طے پایا کیا آپ نے قبول کیا۔

مولوی صاحب کی آواز اس کے جسم سے جان نکالنے کے مترادف تھی۔ یہ سوچ کر ہی اس کی آنکھیں بھر آئی تھی کہ وہ کتنی ارزاں تھی کہ اپنی زندگی کا اتنا بڑا فیصلہ بھی اسے خود کرنے کا حق نہ تھا۔

اس نے دل پر پتھر رکھ کر اقرار کیا تھا۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

جیسے خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا۔

رضیہ بیگم اور ماڑو کی سانس کب سے اٹکی تھی کہ کہی وہ انکار ہی نہ کر دے پر اس کے اقرار پر انہوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

مولوی صاحب اس سے سائی ن کروا کے باہر کی طرف بڑھ گئے۔ آرش بھی ان کے ہمراہ ہوا۔

مولوی صاحب اب شازم کے سامنے بیٹھے تھے۔

شازم علی ولد علی حسن آپ کا نکاح آئی زل ولید ولد ولید بابر حق مہر دس لاکھ سکھ رائیج الوقت طے پایا ہے کیا آپ نے قبول کیا۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

قبول ہے۔

اس نے سرشاری کے سنگ تین دفعہ اقرار کیا تھا۔
نکاح ہوتے ہی چاروں طرف مبارکباد کی آواز گونجی تھی۔ عریشان نے سب سے پہلے اسے گلے لگایا تھا۔

بھائی بی بہت بہت مبارک ہو آپ کو زندگی کا یہ نیا سفر۔ شکر یہ ڈوڈ۔ وہ اسے گلے سے لگاتے ہوئے بولا۔

نکاح مبارک ہو شازم۔ آرش بھی آگے بڑھ کر اس کے گلے لگا تھا۔
یہ چھوٹی سی محفل جلد ہی اختتام پذیر ہوئی تھی۔

بھا بھی پلیز مان جائے نا۔ وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔ بس پانچ منٹ کی بات ہے۔
 شازم بھائی می سمجھنے کی کوشش کریں بے شک کافی مہمان جاچکے ہیں پر چند ایک ابھی
 بھی موجود ہیں۔ ایسے میں یہ ایک رسک والا ہی کام ہے۔
 پلیز بھا بھی! وہ ایک دفعہ پھر بولا۔

وہ اس کے معصوم منہ بنانے پر ہاری تھی۔ اچھا کرتی ہوں کچھ۔
 وہ اسے تسلی دیتی ہوئی می کمرے کی جانب بڑھی جہاں کچھ لڑکیاں ڈیرا جمائے بیٹھی
 تھی۔ آئی زل بھی کوفت سے انہیں دیکھ رہی تھی جو ہلنے کا نام نہیں لے رہی تھیں۔
 مارونے کمرے میں داخل ہوتے چاروں اور نگاہ دوڑائی می تھی۔ عائی شہ پر نظر پڑتے
 اسے اشارے سے پاس بلایا تھا۔ اس کے کان میں کچھ کہہ کر وہ باہر چلی گئی۔
 عائی شہ نے پانچ منٹ میں کمرہ خالی کر دیا تھا۔ خود بھی باہر نکلی تھی۔ دروازے پاس ہی
 اسے محو انتظار پایا۔

جائی بے جائی بے شازم بھائی می کیا یاد کریں گے کیسی سخی سالیوں سے پالا پڑا ہے۔

شکر یہ لٹل گرل۔ وہ تشکر سے ان دونوں کو دیکھتا اندر کی طرف بڑھا تھا۔
 آئی زل ابھی ریکس ہو کر بیٹھی تھی۔ محلے کی کچھ لڑکیاں اسی کے کمرے میں بیٹھی تھی
 ابھی وہ گئی تھی کہ وہ کمر سیدھی کرنے کی غرض سے صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھی
 تھی۔

شازم آہستہ سے اندر داخل ہوا تھا اسے آنکھیں بند کیے بیٹھا دیکھ اس کے خوبصورت
 چہرے کو نظروں کے حصار میں لیا تھا۔ جس نے ابھی میک اپ ریموڈ نہیں کیا تھا۔ اپنے
 پسند کیے ڈریس میں اسے دیکھ کر وہ دلکشی سے مسکرایا تھا۔
 آئی زل نے نظروں کی تپش سے گھبرا کر آنکھیں کھولی تھی۔ پر سامنے ہی اس کا مسکراتا
 چہرہ اسے اپنے ساتھ ہوئی کی زیادتی کی یاد دلا گیا۔ ابھی تو وہ کچھ سمجھ بھی نہ پائی تھی
 جب وہ بے حد نزدیک چلا آیا۔
 اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں ٹکائے بولا تھا۔

Looking beautiful my life. I feel like I am
 dreaming.

(بہت خوبصورت لگ رہی ہو میری زندگی۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں کوئی خواب
 دیکھ رہا ہوں)

وہ محبت سے اس کا دلکش چہرہ دیکھتا ہوا بولا۔
 باتوں کے لیے بہت ٹائی م ملے گا پرا بھی میرے پاس وقت کم ہے۔
 سب سے پہلے تو نکاح مبارک زندگی۔ شکر یہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔
 جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مٹھی کیس نکالا تھا۔ جس میں خوبصورت سا گولڈ بریسلیٹ
 تھا۔ بریسلیٹ نکال کر باکس سائیڈ ٹیبل پر رکھا۔
 آئی زل حیرانگی سے اس کی کاروائی ملاحظہ کر رہی تھی۔
 اس کا ہاتھ اپنی مضبوط مگر نرم گرفت میں لیا تھا۔ بریسلیٹ اس کی زینت بنایا تھا۔
 آئی زل نے مزاحمت کرنی چاہی۔ پر ہاتھ نہ چھوڑا سکی۔
 جو بریسلیٹ پہنا کر اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا چکا تھا۔
 وہ اس کی جسارت پر ساکن ہوئی تھی۔
 اس کے اگلے عمل پر اس کا دل بے تحاشہ دھڑکا تھا۔ جو ایک قدم مزید قریب آ کر اس کا
 چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس کے ماتھے پر ہونٹ ٹکا چکا تھا۔
 اب چلتا ہوں۔ کافی وقت بیت گیا۔ جلد ملیں گے میرا انتظار کرنا۔
 وہ محبت سے ایک نظر اس کے چہرے پر ڈال کر باہر نکل گیا۔

اس کے باہر نکلتے ہی اس کے ساکت وجود میں جنبش ہوئی۔ صوفے پر گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔ اپنی بے بسی پر اسے شدید رونا آیا۔ ہاتھوں میں چہرہ ٹکائے شدت سے رو دی۔

وہ کمرے میں اندھیرا کیے بیٹھی تھی۔ کوئی ی بھی چیز اپنی جگہ پر نہیں تھی۔ سارا کمرہ تہس نہس کیے اب وہ زمین پر بیٹھی چیخ کر رو رہی تھی۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ چیخ کر بولی۔ تم یہ نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔ تم نے مجھے کوٹھکرا کر اچھا نہیں کیا شازم علی۔ کیا کمی ہے مجھ میں۔ یہ بالکل صحیح نہیں کیا تم نے۔

ایسا کیا ہے اُس دو ٹکے کی لڑکی میں جو اُس کی خاطر تم نے مجھے ریجیکٹ کیا۔ وہ ہذیبانی انداز میں چیخی تھی۔

جب سے اسے شازم کے نکاح کی خبر ملی تھی تب سے ہی کمرے کا دروازہ بند کیے اندر بیٹھی اپنی حالت پر ماتم کناں تھی۔

وہ میٹرک میں تھی جب شازم کی والدہ کی بات پر وہ اسے دل میں بسا بیٹھی تھی۔

وہ سکول سے واپس آئی تھی جب وہ دونوں اس سے بے خبر آنے والے وقت کی پلاننگ کر رہی تھی۔ اپنے نام کی پکار پر وہ ان کی باتیں سُننے کے لیے وہی کھڑی ہو گئی۔

شازیہ میں نے سوچ لیا ہے میرے شازم کی دلہن اپنی عالیہ ہی بنے گی۔ وہ ان کی طرف دیکھ کر بولی تھی۔

بچے بڑے ہونگے تو دیکھا جائے گا۔ عالیہ کی ماں رसान سے بولی تھی۔
 اُس دن کے بعد عالیہ نے شازم اپنے دل میں ایسا بسایا کہ وہ آج تک نہ نکل سکا۔
 میں چھوڑو گی نہیں تمہیں وہ غائی بانہ آئی زل کو دھمکی دیتی ہوئی بولی۔
 اگر میں خوش نہیں ہوں تو تم دونوں کو بھی نہ رہنے دوں گی۔ وہ چہرے پر سفاکیت لاتی ہوئی بولی۔

دونوں گھروں میں شادی کی تیاریاں زوروں شوروں سے جاری تھی۔ پر آئی زل سب سے بے پرواہ بنی بیٹھی تھی۔

ماڑونے اسے بہت منانے کی کوشش کی تھی پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔ ماڑو کا دل
 ڈکھا تھا اس کے ایسے رویے سے پر کسی پر کچھ ظاہر نہیں ہونے دیا۔
 شادی کی تیاریوں میں وہ بہت بیزی تھی کبھی ادھر تو کبھی آرش کے گھر۔ بالا خر اس
 نے نمرہ بیگم اور آرش سے اجازت لے لی تھی کہ وہ شادی تک وہی رُک جائے۔
 آڑویہ ڈریس دیکھو تمہارے سسرال سے آیا ہے مہندی کے لیے اچھا ہے نا۔ اس نے
 آس بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔
 تو کیا کروں میں۔ وہ بد تمیزی سے بولی۔
 کیا بد تمیزی ہے آئی زل۔ تمیز بھول گئی ہو۔ رضیہ بیگم نے ناگواری سے اسے
 دیکھا۔ وہ ماڑو کا تراہوا چہرہ دیکھ اسے ڈپٹ گئی تھی۔
 جب سب کچھ ہی آپ لوگوں کی مرضی سے ہو رہا ہے تو اب اس ڈریس وغیرہ کے
 ڈرامے مت کریں۔ مہربانی کر کے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ وہ بغیر ان کا
 ریئی کشن دیکھے اندر بڑھ گئی۔

آج شازم اور آئی زل کی مہندی تھی۔ فنکشن کمبائی ن تھے۔ سارے اپنی اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔

ایسے میں صرف آئی زل ہی سکون سے بیٹھی تھی۔ ماڑوا سے کتنی دفعہ اپنے ساتھ پارلر جانے کے لیے کہہ چکی تھی پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

آخر کار ماڑو نے اس کی ضد کی وجہ سے عائی شہ کو فون کر کے جلدی آنے کا کہا تھا۔ دس منٹ بعد وہ وہاں موجود تھی۔

بالآخر عائی شہ کے اصرار پر وہ جانے کے لیے تیار تھی۔ وہ خود کو جانے کیوں ان میں مس فٹ کر رہی تھی۔ جو عائی شہ کی ہر بات کا جواب دے رہی تھی۔ پر اس کی بات ایسے اگنور کرتی جیسے سرے سے سنی ہی نہ ہو۔ ماڑو کو سسکی سی محسوس ہوئی۔ پر وہ اگنور کر گئی۔

عائی شہ اسے بھی اصرار کر کے اپنے ساتھ لے آئی تھی۔

عائی شہ اور ماڑو کا ڈریس سیم تھا۔ دونوں پنک اور گولڈن امتزاج کے خوبصورت لہنگے میں تیار کھڑی تھی۔ دونوں ہی ایک سے بڑھ کر حسین لگ رہی تھی۔

عائی شہ دونوں کے بیچ موجود سرد مہری کو اچھے سے بھانپ گئی تھی پر کہا کچھ نہیں۔ وہ بس خاموشی سے سب بھانپ رہی تھی۔

آئی زل اورنج اور گولڈن کلر کے لہنگے اور زنک کلر کی کُرتی میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔ ماڑو نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا جو لا تعلق سی بنی بیٹھی تھی۔

چلیں عائی شہ۔ اس نے عائی شہ کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا تھا۔ باہر ڈرائی پور لینے آیا ہے۔

ہاں چلتے ہیں۔ ہم سب تیار ہی ہیں۔

تم آئی زل کو لے آؤ میں سامان لے آتی ہوں۔ ماڑو سے دیکھتی سامان اٹھائے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

آئی زل بھی عائی شہ کی ہمراہ باہر کی طرف بڑھی۔ یہ چھوٹا سا قافلہ میر تاج ہال کی طرف بڑھا جہاں سارا انتظام کیا گیا تھا۔

شازم بھی سفید شلوار قمیض میں تیار کھڑا تھا۔ آرش اور عریشان نے بھی تقریباً سیم ہی ڈریسنگ کی تھی۔

شاندار طریقے سے انٹری کر کے وہ ہال میں پہنچے تھے۔ شازم بے صبری سے آئی زل کا انتظار کر رہا تھا۔

آخر کار اس کا انتظار ختم ہوا آئی زل عائی شہ اور مارو کے ہمراہ آتی ہوئی نظر آئی۔ شازم نے ایک سکینڈ بھی اس کے حسین چہرے سے نظریں نے ہٹائی تھی۔ اس کا خواب سچ ہوا تھا۔ آخر اتنے انتظار کے بعد ان کی محبت کو منزل مل ہی گئی تھی۔ عائی شہ اسے اسٹیج پر بٹھا کر خود نیچے اتر آئی۔ مہندی کا فنکشن اچھے سے گیا تھا۔ ینگ پارٹی نے شور مچا کر شازم سے سونگ گانے کی ڈیمانڈ کی تھی۔ سب کے بے حد اصرار کے بعد وہ مان گیا۔

اسٹیج کے سامنے مائی ک سیٹ کیا گیا تھا۔ وہ اسٹیج سے اتر کر اُس طرف بڑھ گیا۔ مائی یک کے سامنے کھڑے ہو کر نظریں سامنے بیٹھی پری پیکر پر ٹکائی تھی۔

میں نے چھانی عشق کی گلی

بس تیری آہٹیں ملی

میں نے چاہا چاہوں نا تجھے

پر میری ایک نہ چلی

عشق میں نگاہوں کو

ملتی ہیں بارشیں
پھر بھی کیوں کر رہا
دل تیری خواہشیں
دل میری نہ سُنیں
دل کی میں نہ سُنوں۔
دل میری نہ سُنیں
دل کا میں کیا کروں
دل میری نہ سُنیں
دل کی میں نہ سُنوں۔
دل میری نہ سُنیں
دل کا میں کیا کروں
لایا کہاں مجھ کو یہ موہ تیرا
راتیں نہ اب میری نہ میرا سویرا
جان لے گا میری یہ عشق میرا
عشق میں نگاہوں کو



ملتی ہیں بارشیں
پھر بھی کیوں کر رہا
دل تیری خواہشیں
دل میری نہ سُنیں
دل کی میں نہ سُنوں۔
دل میری نہ سُنیں
دل کا میں کیا کروں



بارات پر آئی زل کا لہنگا ریڈ کلر کا تھا۔ گورے رنگ پر ڈارک میک اپ خوب بچ رہا تھا۔
ہونٹوں پر لگی ریڈ لپ اسٹک اُس کی خوبصورتی کو چار چاند لگا گئی۔
دوسری طرف شازم بھی کسی سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ وہ بھی کسی ریاست کا شہزادہ ہی
لگ رہا تھا۔ دونوں کی جوڑی خوب بچ رہی تھی۔ ہر دیکھنے والی آنکھ ان کو سراہ رہی تھی۔
بارات کا انتظام نہایت اچھے طریقے سے کیا گیا تھا۔ کسی کو کوئی ی پریشانی نہ ہو۔

جہاں ہر آنکھ انہیں رشک سے دیکھ رہی تھی۔ وہی ایک وجود انہیں نفرت سے دیکھ رہا تھا۔ عالیہ کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ آئی زل کو دھکا دے کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔ اس کی ماما نے اسے منع کیا تھا اس کا ری ئی کشن وہ دیکھ چکی تھی۔ کیسے وہ شازم کے نکاح والے دن جنونی سی ہو رہی تھی۔ انہیں اپنی بیٹی بہت عزیز تھی۔ اس لیے انہوں نے اسے منع کیا تھا پر وہ ضد کر کے آچکی تھی۔ اس وقت وہ اپنی نفرت بھری نظریں آئی زل پر ٹکائے بیٹھی تھی۔

شازم کی مسلسل اس پر ٹکی نظریں اس کی نفرت کو بڑھاوا دے رہی تھی۔ پتہ نہیں اب ان کے نصیب میں کیا لکھا تھا۔
 کچھ دیر بعد رخصتی کا شور اُٹھا۔ وہ بغیر ان سے ملیں گاڑی میں بیٹھ گئی۔ رضیہ بیگم نے خود آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چوما تھا۔ جو بھی تھا وہ ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔
 وہ ان سے ناراض سی جا کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ ان کے سامنے ایک آنسو نہ بہایا۔
 گاڑی میں بیٹھتے ہی اس کا ضبط ٹوٹا تھا۔ وہ کار کے شیشے سے چہرہ ٹکائے پھوٹ پھوٹ کر
 رودی۔

آرش کو جانے روتی ہوئی کیوں اچھی نہیں لگ رہی تھی۔ وہ جو آئی زل کے رویے کو سوچ کر رو رہی تھی۔

آرش اس کے نزدیک آیا۔

آج بھی گھر جانے کا ارادہ ہے یا ابھی بھی یہی رکنہ ہے۔ وہ اسے دیکھ کر مخاطب ہوا۔
میں سوچ رہی ہوں مئی کے پاس ہی رُک جاؤں۔ وہ اکیلی ہو جائے گی۔ وہ بغیر اسے دیکھ کر بولی۔

تمہیں رُکنہ ہے تو رُک جاؤ لیکن آئی تو ہمارے ساتھ جا رہی ہے سمجھی۔

کیا مطلب ماما آپ کے ساتھ جا رہی ہیں۔ اس نے سوالیہ نگاہ اس کی جانب بڑھائی۔

بالکل وہ ہمارے ساتھ جا رہی ہیں ہمارے گھر۔ اب سے وہ وہی رہے گی۔

وہ اس کی سنی ان سنی کرتا آگے بڑھ گیا۔

جانے کیوں کو وہ اس وقت اتنا اچھا لگا۔ جو اس کی ماما کی پرواہ کر رہا تھا۔ یعنی اسے اس کے

گھر والوں کی فکر تھی۔ اس نے محبت سے اس کی پیٹھ کو دیکھا۔

وہ بمشکل سب سے جان چھڑوتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔ اوپر سے شیر وانی وہ اتار چکا تھا اس وقت وہ سادہ سے وائی ٹ کرتے میں ملبوس تھا۔

اس نے جیسے ہی دروازہ کھولا اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔ یکدم اندھیرے میں آجانے سے اسے کوئی می چیز بھی دیکھائی نہ دی۔ کچھ دیر بعد اس پر سب کچھ واضح ہو۔

پورا کمرہ بکھرہ ہوا تھا۔ ساری سجاوٹ کا بیڑا غرق کر دیا گیا تھا۔ خود وہ صوفے پر بیٹھی اسی کی حرکات کا جائزہ لے رہی تھی۔

اس نے پہلے کمرے کی لائی ٹ جلائی۔ روشنی ہوتے ہی اس نے افسوس سے کمرے کی حالت کو دیکھا۔

خود بھی وہ اپنے بھاری بھر کم لہنگے سے جان چھوڑوا چکی تھی۔ اس وقت وہ سادہ سے سوٹ میں ملبوس تھی۔

اسے قریب آتا دیکھ اٹھ کھڑی ہوئی۔

شازم نے نزدیک آکر اس کا ہاتھ تھاما۔ اچھا کیا چیخ کر لیا تھک گئی ہوگی۔ وہ محبت سے اس کا ایک ایک نقش نہارتے ہوئے بولا۔

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے نزدیک کرنا چاہا جب اس نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

Don't touch me.

وہ چیخ کر بولی۔

مجھ سے دور رہو۔ تم ایک قاتل ہو۔ سمجھے تم قاتل ہو تم۔

آئی زل میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس نے زبردستی اس کا ہاتھ تھاما

کیوں سنوں میں آپ کی بات؟ آپ نے ہماری زندگی برباد کی ہے۔ اور میں آپ جیسے

منافع لوگوں کے منہ نہیں لگاتی۔

وہ مسلسل اس کی ذات کے بخیے اُدھیڑنے میں مصروف تھی۔ نفرت ہے مجھے آپ

سے۔۔۔ اس نے اتج دفعہ پھر غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

ہاتھ مت لگائیے۔ ایک دفعہ پر چیخی تھی۔

شازم کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔ اس نے سب کچھ اگنور کر کے اس نے چہرے پر ہاتھ

رکھنا چاہا جب اس کا ہاتھ گھوما اور شازم کے منہ پر تھپڑ کا نشان چھوڑ گیا۔

شازم نے زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ شازم نے اس کا ہاتھ تھامنا تھا۔ میں تو تمہیں ہر تکلیف سے بچانا چاہتا تھا۔ پر یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ میری ذات کی نفی کر کے۔

وہ اسے کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔



کمرے میں دو نفوس ہونے کے باوجود خاموشی تھی۔ جب شازم کی بے یقین آواز گونجی تھی۔

میں نے کبھی سوچا نہیں تھا کہ میں کبھی تمہاری نظروں میں اس قدر بے یقین ٹھہروں گا۔ میں تمہیں بار بار تمہارے اس رویے کے لیے معاف کر چکا ہوں۔ پر اس دفعہ تمہاری اس حرکت کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔

میں تو تمہیں ہر تکلیف سے بچانا چاہتا تھا۔ پر تم بار بار مجھے اذیت میں مبتلا کر دیتی ہوں۔ تمہارے دماغ کے اس فتور کو میں آج نکال کر رہوں گا۔ اس کی آنکھیں غصہ ضبط کرنے کی چکر میں سُرخ ہو چکی تھیں۔

وہ ہر دفعہ اس کی انا پر وار کرتی تھی۔ شازم نے اس کا ہاتھ تھاما تھا اور کھینچتا ہوا باہر لے گیا۔

چھوڑو میرا ہاتھ۔ وہ چیخی تھی۔

پر شازم سنی ان سنی کر گیا۔

باہر سنسان راہداریوں سے ہوتا ہوا وہ اسے باہر لے آیا۔ سب شاید سونے کے لیے جا چکے تھے۔ باہر گہرا سناٹا تھا۔

گاڑی کے پاس لا کر اس کا ہاتھ جھٹکے سے چھوڑا تھا۔ گاڑی میں بیٹھو۔ اس نے سختی سے

کہا

میں کہی نہیں جا رہی تمہارے ساتھ سمجھے تم۔ آنکھیں برسنے کو تیار تھی۔

شادی کے دوران جمع سارا غصہ اس پر تھپڑ کی صورت میں نکلا تھا۔ اب اپنی اس حرکت

پر اسے ایک سکینڈ شرمندگی نے گھیرا تھا۔ پر دوسرے ہی سکینڈ خود کو تسلی دے دی یہ

کہہ کر کہ وہ انسان غلط ہے جو بھی وہ اس کے ساتھ کر رہی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔

شازم جو پہلے ہی بے حد غصے میں تھا۔ خود کار کا دروازہ کھول اسے اندر دھکیلا تھا۔

خود دوسری طرف آکر بیٹھا اور گاڑی فل سپیڈ پر بھگالے گیا۔

پورے راستے دونوں میں کوئی ی بات نہیں ہوئی۔ دونوں اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔

شازم نے کار ہو سپٹل کے سامنے روکی۔

آئی زل نے چونکتے ہوئے اسے دیکھا۔ ہو سپٹل کیوں لے کر آیا تھا اسے۔ اس کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔

اُتر نیچے۔ وہ خود گاڑی سے نکلتا اسے بھی باہر آنے کا حکم دے گیا۔

وہ خاموشی سے نیچے اُتر آئی۔ پر اس کا دل اسے کچھ بہت زیادہ غلط ہونے کی گواہی دے رہا تھا۔

شازم نے اس کا ہاتھ تھاما اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔ آئی زل اس کے ساتھ کھینچی چلی جا رہی تھی۔

ایک روم کے سامنے شازم کے قدم تھمے۔ مجبوراً اسے بھی اپنے قدموں کو بریک لگانا پڑا۔

جائیے آئی زل بی بی! جن کی موت کا ذمہ دار آپ مجھے سمجھ رہی ہیں وہ زندہ ہیں۔ جاؤ جا کر دیکھ سکتی ہو کہ کوئی قاتل نہیں ہوں میں۔ سمجھی تم۔ جاؤ اندر اور تسلی کرو کہ میں کوئی جھوٹ نہیں بول رہا۔

اس کی آواز اونچی نہ تھی پر اس میں غصہ کا عنصر نمایاں تھا۔ وہ ٹھیک ہی تو غصہ کر رہا تھا وہ حق بجانب تھا۔ اس لڑکی نے اس کا دل دکھانے میں کوئی کمی کسر نہ چھوڑی تھی۔ بار بار وہ اس کی ذات کی نفی کرتی اسے خود سے متنفر کر گئی تھی۔ آئی زل کا وجود جھٹکوں کی زد میں آیا تھا۔ وہ کیا کہہ رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہ لگی۔ کیا واقعی اس کے پاپازندہ تھے۔ اس کے پیارے پاپاجن کو آنکھوں کے سامنے ہی تو تڑپتا ہوا دیکھا تھا۔

اس نے بے یقین نظریں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا۔ میرے۔۔۔ پاپا۔۔۔ منہ سے دو لفظ ٹوٹ کر ادا ہوئے تھے۔ آنکھوں میں سے اشک جاری ہوئے۔

اگر میں واقعی ہی قاتل ہوتا تو پچھلے دو سالوں سے ان کا علاج نہ کروا رہا ہوتا۔ ان کے ہوش میں آنے کے لیے اتنی جدوجہد نہ کرتا۔ تم نے مجھے بے حد مایوس کیا ہے۔ اس بات کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔

شاید تم نہیں جانتی کہ محبت میں پہلی چیز ہی بھروسہ ہوتی ہے۔ ایک دوسرے پر یقین کر کے انہیں متعبر کیا جاتا ہے۔ نہ کہ اُن کا تماشہ لگایا جاتا ہے۔

میں نے تم پر بے تحاشہ بھروسہ کیا تھا پر شاید تم مجھ پر ذرا بھی یقین نہ رکھ سکی۔
مجھے اس قابل نہ سمجھا کہ ایک بار مجھ سے پوچھا تو جاتا کہ واقعی ہی میں نے یہ جرم کیا
بھی ہے کہ نہیں۔ مجھے بغیر کسی غلطی کے مجرم ثابت کر دیا گیا۔
آئی زل نے آنسوؤں بھری آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔
وہ بغیر اس کی طرف دیکھے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔
آئی زل نے ڈبڈبائی نظروں سے اس کی پشت کو دیکھا تھا۔ اسے جانے کیوں وہ خود
کی زندگی سے دُور جاتا ہوا محسوس ہوا۔ وہ اسے روک بھی نہ سکی۔ اس میں اتنی ہمت نہ
تھی کہ وہ ایک دفعہ اسے روک لے اس سے اپنے سابقہ رویوں کی معافی مانگ لے۔
وہ روٹھ کر گیا تھا اسے ایسا محسوس ہوا جیسے زندگی اس سے روٹھ کر دور جا رہی ہو۔
اس نے پیچھے مڑ کر دروازے کو دیکھا جس کے اُس پار اس کے پیارے پاپا تھا۔ جن کے
لمس کے لیے وہ کتنا تڑپی تھی۔ جن کے کندھے سے لگ کر اپنی ہر پریشانی شئی رٹی کر
جاتی تھی۔
اس کے قدم من بھر کے ہوگئے تھے۔ اس نے دروازے کا ہینڈل گھوما یا۔
اندر داخل ہوتے پہلی نظر ہی اس نے بے جان وجود پر ڈالی جو کوئی می اور نہیں اس کے
پاپا تھے۔

وہ تڑپ کر ان کی طرف بڑھی تھی۔ محبت سے ان کا ہاتھ تھام ہونٹوں سے لگا چکی تھی۔
 پاپا! آپ نہیں تھے ساتھ دیکھیے آپ کی بیٹی کتنے غلط فیصلے کر گئی۔ خود سے محبت
 کرنے والے دو لوگوں کو ناراض کر گئی۔ وہی دو لوگ جو مجھ سے بے تحاشہ مخلص
 تھے۔

پاپا میں کیا کروں۔ کیسے کروں سب ٹھیک۔۔۔۔

پاپا آپ جلدی سے ٹھیک ہو جائے نا۔ مجھے گائیڈ کرنے کے لیے۔

وہ ان کے ہاتھ پر چہرہ ٹکائے شدت سے رو دی۔



وہ دونوں کچھ دیر پہلے ہی شازم کے گھر سے آئے تھے۔ ماڑوشیشے کے سامنے کھڑی اپنی
 جیولری اتارنے میں مصروف تھی جبکہ آرش فون پر آنے والی کال کی طرف متوجہ
 ہو گیا۔

وہ کال پک کرتے ہی بالکنی کی طرف بڑھ گیا۔ الوینا کی کال تھی وہ جانے اسے کیا بتانے
 میں مصروف تھی۔

ماڑو جیولری اتار کر ایک آرام دہ سوٹ لے کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ فریش ہو کر باہر آئی۔ اس کے دماغ میں صرف ایک ہی بات چل رہی تھی۔
شازم نے کچھ دیر پہلے ان سے آئی زل کے پاپا کے زندہ ہونے کی خبر انہیں دی تھی۔
جسے سُن کر اسے بے تحاشہ خوشی ہوئی تھی۔ چلو وہ خود نہیں تو اس کی بہن کو تو ہر خوشیاں نصیب ہو۔

ماڑو نے اُسے جلد سے جلد یہ بات آئی زل کو بتانے کا مشورہ دیا تھا۔ جس پر وہ خود بھی جلد سے جلد عمل پیرا ہونا چاہتا تھا۔

وہ کال بند کر کے کمرے کی طرف بڑھا۔ اس نے ماڑو کو مخاطب کیا۔
سُنو! مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔

پر وہ کسی گہری سوچ میں ڈوبی تھی۔ وہ اس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئی۔
اس نے ایک دفعہ پھر آواز دے کر اسے مخاطب کیا۔
ماڑو! میں تم سے بات کر رہا ہوں۔

جی! وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

میں کہہ رہ تھا کہ شادی کے ہنگاموں میں مہینے سے زیادہ وقت گزر چکا ہے۔ اب تمہیں صبح سے ہی کام شروع کرنا ہے۔ جلد سے جلد ماما پاپا کو خود سے متنفر کرنا ہے۔ تاکہ الوینا

کے لیے جگہ بن سکے۔ وہ پانچ ماہ بعد واپس آرہی ہے میں چاہ رہا تھا کہ اُس کے آنے سے پہلے پہلے سب فکس ہو جائے۔

ماڑونے ادا اسی سے اس کی پشت دیکھی تھی۔ دل تو ابھی خوش فہم ہونا شروع بھی نہ ہوا تھا۔

میں کبھی کسی کی زندگی میں سب سے اہم نہیں ہو سکتی۔ اس نے ادا اسی سے سوچا تھا۔ کب میری آزمائش ختم ہوگی۔

وہ حکم صادر کیے خود سونے جا چکا تھا۔ اس نے بھی ساری سوچیں ذہن سے جھٹکی اور بیڈ کی طرف بڑھ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رات بھر سڑکوں پر گاڑی دوڑاتے اپنا غصہ کم کرنے کی کوشش کی تھی۔

وہ لڑکی کیوں بار بار اسے ازیت دے رہی تھی۔ کیوں بار بار اسے تکلیف میں دھکیل جاتی تھی۔

کتنی دفعہ تو اُس کی ہر غلطی کو معاف کر چکا تھا۔ پر اب نہیں ابھی فی الحال وہ اس سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

جب وہ اسے لیکر ہو اسپتال سے نکلا تھا تب رات تین بجے کا وقت تھا اور اب چھ بج رہے تھے۔ اسے ہو اسپتال چھوڑے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔

کچھ سوچ کر اس نے عرشان کا نمبر ڈائی ل کیا۔ جو بار بار بیل جانے پر بھی وہ اٹھا نہیں رہا تھا۔ فون بج بج کر بند ہو چکا تھا۔ اس نے ایک دفعہ پھر نمبر ڈائی ل کیا جو دسویں بیل پر اٹھا لیا گیا۔

کیا مسیٰ لہ ہے صبح ہی لوگ ننگ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ خود کو نیند نہیں آتی دوسروں کو بھی ویلا سمجھ لیا ہے۔ اس کی نیند بھری آواز موبائی ل سے گونجی۔

جلدی اٹھ اور جا کر اپنی بھابھی کو ہو اسپتال سے لے کر آ۔ تجھے کل رات سب بتایا تھا نا اُس کے پاپا کے بارے میں۔ اور وہ کس ہو اسپتال میں ہے یہ بھی بتایا تھا۔ اب جلدی سے اٹھ اور جا کر اُسے پک کر۔ مجھے کچھ ضروری کام ہے۔

بغیر اس کی کوئی بات سُنے فون رکھ گیا۔

وہ ابھی آئی زل کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتا تھا اس لیے اُسے لانے کا کام عرشان کے سپرد کیا۔

اسے سوئے مشکل سے تین گھنٹے گزرے تھے۔ ڈھائی بجے تو سب محفل برخاست کرتے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھے تھے۔

اس کے موبائل کی رینگ ہوئی پر وہ اتنی گہری نیند میں تھا کہ اسے کوئی آواز نہ آئی۔ فون بج بج کر بند ہو چکا تھا۔ پروہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

ایک دفعہ پھر کال آنا شروع ہوئی پر وہ ڈھیٹ بن کر لیٹا رہا۔ لیکن کال کرنے والا مستقل مزاج تھا۔ آخر کوئی دسویں بیل پر اس نے بغیر دیکھے کال اٹینڈ کر لی۔ بغیر آگے والے کو بولنے کا موقع دیے شروع ہو چکا تھا۔

کیا مسئی لہ ہے صبح صبح ہی شروع ہو جاتے ہو۔ دوسروں کو تنگ کرنا۔ وہ فل بکواس کرنے کے موڈ میں تھا۔ جب شازم کی سیریس آواز سن کر اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔

جو اسے آئی زل کو ہو اسپٹل سے پک کرنے کا کہہ رہا تھا۔ بغیر اسے بولنے کا موقع دیے وہ کال بند کر چکا تھا۔

وہ نیند میں جھولتا ہوا اٹھ کر الماری کی طرف بڑھا۔ جو بھی تھا اب یہ کام اسے ہی پورا کرنا تھا۔ کپڑے نکالے فریش ہونے کی غرض سے واش روم میں بند ہوا۔

وہ سیڑھیاں اترتے نیچے آیا۔ پر سامنے والا منظر دیکھ اسے غصہ آیا۔ یہ لڑکی ناجانے ہر کام اٹا کیوں کرتی تھی۔ سامنے وہ تینوں بیٹھے ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔
 مارو نمبرہ بیگم کے ساتھ بیٹھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتی ایک اچھی بہو ہونے کا ثبوت دے رہی تھی۔

مجال تھی کہ یہ لڑکی اس کی بات سُنے۔ ابھی کل رات وہ ہر بات کلیئی رک کر چکا تھا۔ پھر بھی وہ اپنے من کی کرتی اس کا خون کھلاگئی تھی۔

جو جو وہ اسے کرنے کا کہہ چکا تھا وہ اس سے سب اُلٹ کر رہی تھی۔

اس نے دماغ میں سب سوچتے اس سے دو ٹوک بات کرنے کا فیصلہ کیا۔

 وہ جب سے آئی تھی ایک منٹ بھی ان کے پاس سے نہ ہلی تھی۔ ایک طرف ان کے زندہ ہونے کی خوشی تھی تو دوسری طرف ان کی ایسی حالت اسے اذیت میں مبتلا کر رہی تھی۔

وہ جب سے آئی تھی ایک ہی بات اس کے ذہن میں گردش کر رہی تھی کہ اس نے شازم کے ساتھ کتنا غلط کیا۔ پچھلے دو سال سے وہ اُسے تکلیف دے رہی تھی کبھی دور رہ کر تو کبھی پاس رہ کر۔

اسے اپنے آپ پر شدید غصہ آیا کہ ایک دفعہ تو اس کی بات سُن لیتی۔
 میں سب ٹھیک کر دوں گی۔ اس نے خود کو تسلی دی۔ دل نے کہا کیا واقعی سب ٹھیک کر دوں گی۔

میں اس سے معافی مانگ لوں گی اس نے ایک دفعہ پھر خود کو تسلی دی۔ دل نے کہا کیا واقعی تمہاری غلطی معاف کرنے کے لائق ہے۔

ایک ایسے انسان کو جو آپ پر بے تحاشہ یقین کرتا ہو جو آپ سے بے تحاشہ محبت کرتا ہو۔ اسے بے یقینی کی مار مارنا کہاں کا انصاف ہے۔

میں اُس سے معافی مانگ لوں گی اور مجھے یقین ہے وہ مجھے معاف کر دے گا۔ اس نے خود کو تسلی دے کر رخساروں پر بہتے آنسو صاف کیے تھے۔

عرشمان شازم کی کال کے چالیس منٹ بعد ہو اسپتال میں موجود تھا۔ شازم اسے اچھے طریقے سے سارے راستے سمجھا چکا تھا۔ اس لیے اسے کوئی ی مشکل نہ ہوئی۔ شازم کے بتائے ہوئے کمرے کے باہر وہ رُکا تھا۔ ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔ وہ سامنے ہی اس کی طرف پیٹھ کیے بیٹھی تھی۔

مزید کچھ دیر گزری تھی کہ دروازہ کھلنے کی آواز پر وہ کھل اُٹھی تھی۔ بغیر پیچھے دیکھے وہ آنے والے وجود سے مخاطب ہوئی۔

مجھے پتہ تھا آپ مجھے کبھی اکیلا نہیں چھوڑے گے۔ آپ مجھے اکیلا چھوڑ کر جا ہی نہیں سکتے۔ وہ پُر امید بولی تھی۔

پر جیسے ہی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا اس کی ساری اُمیدوں پر پانی پھرا۔ شازم کی جگہ عرشمان کو وہاں دیکھ اس کی زبان کو بریک لگی۔

شازم نہیں آئے آپ کے ساتھ اس نے امید کے ساتھ پوچھا۔

نہیں بھائی می کو کوئی می کام تھا اس لیے انہوں نے مجھے بھیج دیا آپ کو لینے۔
 اس نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ پر یہ بات وہ خود اچھے سے جانتی تھی کہ وہ اس
 لیے یہاں نہ آیا کیونکہ وہ آئی زل کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اس سے سخت
 ناراض تھا۔ پر اس نے عرشان کے سامنے کسی چیز کا اظہار نہیں کیا۔
 کیا میں اپنے پاپا سے دوبارہ ملنے آسکتی ہوں۔

جی ضرور بھابھی جب چاہے آپ آسکتی ہیں۔

کل تک یہ بات اسے ناگوار گزر رہی تھی کہ کوئی می اسے شازم کے حوالے سے

بھلائے۔ پر اب یہ سب اسے اچھا لگ رہا تھا۔

وہ اس کے ہمراہ ہوتی باہر نکل آئی۔

وہ دندنا تھا ہوا کمرے میں آیا پر خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔ بالکنی کا کھلا دروازہ دیکھ وہ
 سمجھ چکا تھا کہ وہ اسی طرف گئی ہے۔ وہ غصہ سے اس طرف بڑھا۔

وہ اس کی طرف پیٹھ کیا جانے آسمان پر کیا تلاش کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جب وہ اس کے سر پر جا کھڑا ہوا۔ ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچا۔ جو کٹی ڈال کی طرح اس کی طرف کھینچی چلی آئی۔

وہ جو اپنے دھیان میں کھڑی تھی اس اچانک افتاد کے لیے تیار نہ تھی۔ بے ساختہ کھینچے جانے پر اس کے وجود کا حصہ بنی۔

اس کی اتنی قربت پر وہ بوکھلا سی گئی تھی۔ اس کی سانسوں کی گرم تپش اسے اپنے چہرے پر پڑتی ہوئی محسوس کی۔ جو اسے جھلسانے کو کافی تھی۔ وہ اس کی پناہوں میں مکمل چھپ سی گئی۔ وہ بار بار اس سے گرفت سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

وہ یک ٹک اس کے نقش کو نہا رہا تھا۔ وہ جو الوینا کے بار بار اصرار پر جھنجھلا سا گیا تھا۔ اس سے دو ٹوک بات کرنے آیا تھا پر یہاں اس کا معصوم چہرہ دیکھ جیسے وہ سب الفاظ بھولا تھا۔ اس کی خوبصورت آنکھوں میں موجود اسی سے ذرا اچھی نہ لگی تھی۔ دل نے شدت سے ان ستارہ آنکھوں سے ہر ادا سی، ہر تکلیف چننے کی خواہش کی تھی۔

وہ جو کب سے اس کی کاروائی یاں ملاحظہ کر رہی تھی۔ اس کی اتنی قربت میں وہ سُرخ پڑی تھی۔ اسے بے خودی کے عالم میں خود پر جھکتا دیکھ اسے دور جھٹکا تھا۔

وہ اس کے جھٹکنے پر ہوش میں آیا تھا۔

مارو ساری شرم کو سائی بیڈ پر رکھیں۔ اس پر چڑھ دوڑی۔ کیا کر رہے تھے ٹھہر کی انسان کچھ نہیں کر رہا تھا۔ اپنے دماغ پر زیادہ زور مت ڈالو۔ وہ اپنی بوکھلاہٹ پر قابو پاتا بات پلٹ گیا۔

میں تم سے کچھ اور بات کرنے آیا تھا۔ پر تم جادو گر نی ہر کسی کو اپنے تابع کر لیتی ہو۔ تم کرنا کیا چاہتی ہوں۔ تمہیں بار بار ایک ہی چیز سمجھا کر میں تھک چکا ہوں۔ تم میرے پیرنٹس کو خود کے خلاف کرنے کی بجائے انہیں خود کے ساتھ کر رہی ہو۔ تم اوینا کی راہ ہموار کرنے کی بجائے اپنی کر رہی ہو۔ کیا تم بھول رہی ہو کیا حقیقت ہے اس رشتے کی۔ یہ صرف ایک کنٹریکٹ میری توجہ ہے۔ ابھی تک تم نے ایک بھی چیز ایسی نہیں کی جس سے یہ ثابت ہو کہ تم اپنی بات پر قائم ہو۔

کمرے میں کھڑا وجود آرش کے منہ سے ایسا انکشاف سُن کر ہل سا گیا تھا۔ انہیں اس وقت اس لڑکی سے شدید ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔ جو ہر رشتے سے محروم تھی۔ اس کا واحد محرم رشتہ بھی اس سے مخلص نہ تھا۔

ایک طرف انہیں ماؤ سے ہمدردی ہوئی تھی تو دوسری طرف آرش پر غصہ آیا تھا۔
جسے کھرے کھوٹے کی پہچان نہ تھی۔

جو لڑکی بغیر کسی رشتے کے آئی زل اور رضیہ بیگم کے لیے اتنا کر چکی تھی۔ وہ اس رشتے
کے ساتھ کتنی مخلص ہوگی۔ پر یہ بات آرش سمجھ نہیں پارہا تھا۔

یعنی کے اس لڑکے نے ابھی تک اُس الوینا کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔ یا شاید وہ لڑکی اسے ایسا
کرنے دینا ہی نہیں چاہتی تھی۔

وہ جیسے آئی تھی ویسے ہی خاموشی سے واپس مڑ گئی۔

اس کے منہ سے اس رشتے کی حقیقت سُن کر جانے کیوں ماؤ کو بالکل اچھانہ لگا تھا۔ وہ
دل سے اس رشتے کو نبھانا چاہتی تھی۔ اس کا ساتھ ہمیشہ کے لیے چاہتی تھی۔ پر یہ بات
وہ دل میں ہی دبا گئی۔

اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ معاف کر تیجی یے۔ غلطی ہو
گئی۔ آگے سے وہی ہو گا جو تم چاہو گے۔

آرش ان ستارہ آنکھوں میں چمکتے موتیوں کو دیکھ کر ساکت ہوا تھا۔
وہ اسے پتھر کا کر کے جا چکی تھی۔

وہ عریشان کے ساتھ گھر آکر فوراً گمرے کی طرف بڑھی تھی تاکہ جلد سے جلد اس سے
 بات کر سکیں۔ پر خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔ یعنی وہ ابھی تک واپس نہ آیا تھا۔
 اُس کے آنے سے پہلے اس نے فریش ہونے کا سوچا۔ کچھ سوچ کر الماری کی طرف
 بڑھی۔ جہاں پہلے ہی اس کے سارے ڈریس ہینگ کیے جا چکے تھے۔
 اس نے ایک سادہ سا ڈریس نکالا اور واش روم کی طرف بڑھ گئی۔
 فریش ہو کر بال ڈرائے کیے اور اس کے انتظار میں صوفے پر بیٹھی۔ اتنے دنوں کی
 تھکاوٹ اور رات بھر کی بے خوابی کے باعث اس کی آنکھ لگ چکی تھی۔
 دروازہ کھلنے کی آواز پر ہڑبڑا کر اٹھی تھی۔
 وہ بغیر اس پر ایک بھی نظر ڈالے الماری کی طرف بڑھا۔ ایک سوٹ نکال فریش ہونے
 کی غرض سے واش روم کی طرف بڑھا۔
 شازم! مجھے آپ سے بات کرنی ہیں۔ وہ ہمت مجتمع کرتے ہوئے بولی۔
 شازم نے اس کی آواز سنی ضرور تھی پر رُکے بغیر آگے بڑھ گیا۔

اس نے ایک اداس نظر واش روم کے بند دروازے پر ڈالی تھی۔
 کچھ دیر بعد وہ فریش سا باہر نکلا اور ڈریسنگ کے سامنے جا کر کھڑا ہوا۔
 وہ کب سے اس کی کاروائی یاں ملاحظہ کر رہی تھی۔ اسے باہر کی طرف بڑھتا دیکھ فوراً
 اس کے راستے میں آئی تھی۔

شازم! مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔ پلیز ایک دفعہ میری بات سُن لیں۔ میں جانتی
 ہوں میں آپ کا بہت دل دُکھا چکی ہوں۔ جس کے لیے میں آپ سے معافی مانگنا چاہتی
 ہوں۔ مجھے معاف کر دیں۔ مجھے غلط فہمی ہو گئی تھی۔

بہت خوب! یہ بات تم نے خوب کہی کہ تمہیں غلط فہمی ہو گئی تھی۔ اب غلط فہمی
 دور ہو گئی تو آگئی ہو معافی مانگنے۔

میری ذات اتنی ارزاں نہیں ہے جو تمہاری غلط فہمی دور ہونے کا انتظار کریں۔
 تم نے ایک دفعہ نہیں بار بار مجھے بے یقینی کی مار ماری ہے۔

رشتوں کی اصل پرکھ تو ہوتی ہی ایسے وقت میں ہے۔ جب آپ اعتبار دے کر ایک
 دوسرے کے وجود کو متعبر کرتے ہیں۔ پر تم نے کیا کیا۔

تم نے میری ذات کو بے مول کر دیا۔ اس غلطی کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں
 کروں گا۔

وہ اسے بازو سے پکڑ سائی یڈ پر کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔
 آئی زل نے بھیگی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا پر اس نے ایک بھی نظر اٹھا کر
 اُسے نہیں دیکھا تھا وہ کمزور بالکل نہیں پڑنا چاہتا تھا۔
 اس نے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا۔ وہ اسے شدید ناراض کر چکی تھی۔ وہ
 ہاتھوں میں چہرہ ٹکائے شدت سے رو دی۔

وہ صبح کا گیا بھی تک واپس نہ آیا تھا۔ حالانکہ اُسے پتہ تھا کہ آج شام ان کی دعوت آرش
 کے گھر ہے۔ نمرہ بیگم نے بڑے پیار سے انہیں انوائیٹ کیا تھا۔
 وہ کب سے اس کا انتظار کر رہی تھی اب صحیح معنوں میں اسے اپنی غلطیوں کا احساس ہو
 رہا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ آج اگر ماڑو کی طرف گئی تو اس سے معافی ضرور مانگے
 گی۔

گھڑی کی سوئی یاں شام چھ بجے کا وقت بتا رہی تھی۔ جب کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ
 اندر آتے بنا سے دیکھے مخاطب ہوا ہے۔ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ آرش کی طرف جانا
 ہے۔ میں تمہاری وجہ سے اُن مخلص لوگوں کو ناراض نہیں کر سکتا۔ آدھا گھنٹہ ہے
 تمہارے پاس۔ وہ حکم صادر کرتا ڈریسنگ روم میں بند ہوا۔

وہ بھی اٹھ کر جانے کی تیاری میں مصروف ہو گئی۔ ماڑو اور رضیہ بیگم سے ملنے کی خوشی تھی۔

میں آجوں اندر۔ نمرہ بیگم نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔
 جی ماما آجائے۔ آپ دروازے میں کیوں کھڑی ہیں۔
 ان کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا جو انہوں نے ماڑو کی طرف بڑھایا۔
 یہ تمہارے لیے ماڑو بیٹا! آج شازم اور آئی زل آرہے ہیں میں چاہ رہی تھی تم یہ ڈریس
 پہنوں۔

ماڑوان کے ہاتھ سے بیگ تھام چکی تھی۔ اس نے اندر سے ڈریس نکالا۔ سمپل سا
 ڈریس اسے بہت بھایا تھا۔ پر آرش کا اشارہ وہ سمجھ چکی تھی کہ اُسے کیا کرنا ہے۔
 یہ کیسا ڈریس ہے کتنا گندہ کمر ہے اس کا۔ ڈیزائن بھی کتنا بکو اس ہے۔ میں تو بالکل
 نہیں پہنوں گی۔

اس نے ڈریس واپس بیگ میں رکھ کر ان کی طرف بڑھایا تھا۔ پلیز ماما میرے لیے شاپنگ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو ذرا فیشن سینس نہیں ہے۔ وہ بد تمیزی سے بولی۔

کیا بد تمیزی ہے ماڑو تمہیں بڑوں سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے۔ ماڑو کا دل کیا آرش کی اداکاری پر اس کا گلہ دبا دے۔ جو اسے نمرہ بیگم کے سامنے بُرا ثابت کرنا چاہتا تھا۔ ہاں تو نہیں پسند مجھے۔ اور اپنی ماما سے کہہ دو آئی ندہ میرے لیے شاپنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تم اپنی حد میں رہو۔ سمجھی اس لہجے میں بات نہیں کر سکتی تم۔
رہنے دو آرش۔ وہ خاموشی سے وہ بیگ پکڑے وہاں سے چلی گئی۔

اُن کے جاتے ہی وہ اس سے مخاطب ہوا۔

اچھی کوشش تھی۔ بس اب ایسے ہی نہیں خود کے خلاف کرو۔

وہ اسے شاباشی دیتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔

ماڑو کو نمرہ بیگم کا اتر اہوا چہرہ بالکل بھی اچھانہ لگا۔ اسے اپنا رویہ سوچ کر شرمندگی ہو رہی تھی۔

اسے اپنی بے بسی پر رونا سا آیا تھا۔

آرش کے جاتے ہی نمرہ بیگم کمرے میں آئی تھی۔ انہیں پتہ تھا وہ ضرور افسردہ ہوگی۔ اسے روتا ہوا دیکھ کر انہیں دکھ ہوا تھا۔ وہ بغیر آہٹ کیے اندر داخل ہوئی۔ روکیوں رہی ہو۔ انہوں نے سوالیہ نظر اس پر ڈالی۔ حالانکہ وجہ سے وہ خود بخوبی آگاہ تھی۔ کچھ نہیں بس ویسے ہی وہ آرش کے ڈانٹنے کی وجہ سے رو رہی ہوں۔ اسے بروقت بہانہ مل گیا۔

ہمم! انہوں نے سمجھتے ہوئے ہنکار بھرا۔ کچھ دیر پہلے ویسے مجھے بالکل یقین نہ آیا کہ یہ واقعی ہی ماڑی ہے۔ جو اس قدر بد تمیزی سے بھی بول سکتی ہے۔

میں نے تو رضیہ بیگم سے تمہاری صرف تعریفیں ہی سنی تھی۔ پر تمہارے رویہ نے مجھے بہت مایوس کیا۔

وہ اسے کریدتی ہوئی بولی تاکہ کچھ شئی رتو کریں۔ پر وہ محض سر جھکا گئی۔

اُسے کچھ بولتا نہ دیکھ کر وہ مزید گویا ہوئی۔

تم لوگوں کا ڈرامہ کتنے دن چلے گا۔

ان کے الفاظ جیسے اسے منجمد کر گئے۔ اس نے بے یقین نظروں سے ان کی جانب دیکھا۔ پھر خود کو سنبھالتے ہوئے بولی۔

کون۔۔۔۔۔ سا۔۔۔ ڈرامہ۔۔۔ اس کے لہجے میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

وہی جو تم سمجھ گئی ہو۔ پر مجھے بتانے سے گھبرار ہی ہو۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں لگ رہی آپ کہنا کیا چاہتی ہیں۔ اب کہ وہ خود پر قابو پا چکی تھی۔
جو تم سمجھنا ہی نہیں چاہتی۔ اگر میں کہوں کہ میں اس رشتے کی حقیقت سے آگاہ ہوں۔
اب کی بار انہوں نے کھل کے بات کی۔

کیسی حقیقت؟ میں نہیں جانتی آپ کہنا کیا چاہتی ہیں۔ وہ مسلسل ان سے نظریں چُرا رہی تھی۔

واقعی تم نہیں جانتی میں کہنا کیا چاہتی ہوں۔ مجھ سے کچھ چھپانے کی ضرورت نہیں ہے
مجھے سب سچ جانا ہے۔

اسے پھر سے منہ کھولتا دیکھ وہ انگلی اٹھا کر اسے چُپ کروا گئی۔ میں نے کہا نا مجھے سچ
سننا ہے۔

ان کی بات اسے شش و پنج میں مبتلا کر گئی کہ وہ بتائے کے ناں۔ جو بھی تھا آرش نے
غلطی اسی کی نکالنی تھی۔

وہ اس کے قریب آ کر اس کا ہاتھ تھام گئی۔ مجھے تم ماما کہتی ہو تو سمجھو بھی۔ ساری پریشانیاں شیئی ر کر و مجھ سے۔

پھر وہ ہمت مجتمع کرتے ہوئے الوینا کے پلان اور اس رشتے کی حقیقت کے بارے میں بتاتی چلی گئی۔

مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا ایسے پلان الوینا کے خرافاتی دماغ میں ہی آسکتے ہیں۔ اور یہ آرش یہ تو ہے ہی صدا کا بیوقوف۔ اسے تو انسانوں کی پرکھ ہی نہیں ہے۔

کیا تمہیں لگتا ہے ہم ایسے والدین ہے جو بے وجہ روک ٹوک لگائی ہیں۔ ہمیں الوینا سے بھی کوئی میسج نہیں ہے پر ہم جانتے ہیں وہ کبھی بھی آرش کے لیے ایک اچھی ہم سفر ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہم نے کچھ سوچ کر ہی یہ فیصلہ لیا تھا۔ پر آرش ہمیں ہی غلط سمجھ رہا ہے۔ ہم نہیں چاہتے وہ لڑکی آکر ہمارے آرش کی زندگی برباد کریں۔

تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم آرش کی جان اُس لڑکی سے چھوڑواؤ گی۔
پر میں کیسے ماما۔ مطلب مجھ سے نہیں ہوگا۔

تم سے ہی ہوگا تم اُس کی ہمسفر ہو اُس کی محرم یہ بات اُسے سمجھنی ہوگی۔

آرش کے پاپا سے بھی میں یہ بات شیئی ر کر چکی ہوں۔ وہ بھی یہی چاہتے ہیں۔

کیا تم اس رشتے کو نبھانا نہیں چاہتی۔ انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

پتہ نہیں۔ مجھے نہیں پتہ میں کیا چاہتی ہوں۔ جب بھی ایسا کچھ سوچنے لگتی ہوں وہ جیسے میری ہر اُمید پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ وہ مایوسی سے گویا ہوئی۔

اس بار تم اکیلی نہیں ہو۔ ہم ہیں نا تمہارے ساتھ۔ انہوں نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

اب اس آرش کو تو میں سیدھا کروں گی۔ وہ مصنوعی دھونس بھرے لہجے میں بولی۔

ماڑوان کے انداز پر کھلکھلائی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی جانے پہچانے راستوں پر گامزن تھی۔ اس وقت گاڑی میں مکمل خاموشی تھی۔

دونوں نفوس ایک دوسرے سے انجان بن کر بیٹھے تھے۔

آئی زل بار بار اس پر نظر ڈالتی جو مکمل انجان بنا ہوا تھا۔

وہ شاید اسے اس کی غلطی باور کروانا چاہتا تھا۔ تاکہ آگے بار بار وہ یہی غلطی نہ
دوہرائے۔

اس کالا پرواہ انداز آئی زل کو تکلیف پہنچا رہا تھا۔ پر اس بار غلطی اس کی تھی۔ اس لیے
خاموشی سے اس کی ہر حرکت نوٹ کر رہی تھی۔

میرے ہم سفر تیری بے رُخی دلِ مبتلا کی شکست ہے
اسے کس طرح میں کہوں فتح، یہ میری انا کی شکست ہے
تو چل گیا مجھے چھوڑ کر، میں نے پھر بھی تجھ کو صدائیں دیں۔

میرے ہم سفر توڑ کا نہیں یہ میری صدا کی شکست ہے۔
تجھے لاکے دل میں بٹھا دیا، تجھے راز ہراک بتا دیا۔

تو نے پھر بھی کوئی وفا نہ کی یہ میری وفا کی شکست ہے۔

میں چراغِ شبِ اُمید تھا، تجھے بجلیوں کی طلب رہی
مھے آندھیوں نے بجا دیا، یہ میرے ضیاء کی شکست ہے

مجھے کوئی تجھ سے گلہ نہیں، تو ملا تھا کب؟ کے بچھڑ گیا

میرے جرم کی ہے یہ سزا، یہ میری سزا کی شکست ہے۔

غمِ داستانِ حیات کے سبھی تذکرے ہوئے رائی ریگاں

میرے چارہ گرو تیرا یہ ہنر، میری ہر دُعا کی شکست ہے۔
 اُن کی گاڑی ایک جھٹکے سے آرش کے گھر کے سامنے رُکی تھی جب وہ سوچوں کے
 بھنور سے باہر آئی۔

اُترو! پہنچ گئے ہیں ہم۔ وہ اُسے سوچوں میں ڈوبادیکھ کر بولا۔
 وہ ساری سوچوں کو جھٹک کر اس کے ہمراہ ہوتی گھر کے اندر داخل ہوئی۔
 جہاں سب ہی ان کے منتظر تھے ماڑو کے سوا۔

آئی زل خود آگے بڑھ کر سب سے ملی۔ رضیہ بیگم بھی وہی موجود تھیں۔ وہ اس سے
 کچھ ناراض سی تھی۔ آئی زل سب بھول کر خود ان کے گلے لگ گئی۔ وہ بھی بیٹی سے
 کب تک ناراض رہ سکتی تھی اس لیے اپنی ناراضگی دُور کر گئی۔
 وہ اب بے صبری سے ماڑو کا انتظار کر رہی تھی۔

سب بیٹھے باتوں میں مشغول تھے جب شازم کے موبائی ل پر کال آئی وہ سب سے ایسیکوز کرتا ایک سائیڈ پر چلا گیا۔ کال سُن کر جب وہ واپس مڑا اسے ماڑوسٹرھیوں سے اترتی ہوئی نظر آئی۔

السلام علیکم! بھابھی کیسی ہیں؟ وہ اسے دیکھتے ہوئے مخاطب ہوا۔
وعلیکم السلام! میں الحمد للہ ٹھیک۔

بھابھی مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔

ماڑنے سوالیہ نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

آئی زل آپ سے آج معافی مانگنے کی کوشش کرے گی۔ کیونکہ اُسے اپنی غلطی کا اندازہ ہو چکا ہے۔ پر آپ اُسے معاف نہیں کریں گی۔

ماڑنے الجھن بھری نظروں سے اُس کی طرف دیکھا۔ اگر وہ مجھ سے معافی مانگ رہی ہے اور اُسے اپنی غلطی کا احساس بھی ہے تو میں اُسے کیوں معاف نہ کروں۔

میں جانتا ہوں آپ کو اپنی بہن سے محبت ہے اور وہ آپ کو عزیز بھی ہے۔ پر میری ایک بات تحمل سے سُنئے۔ آج اگر آپ اُسے اتنی جلدی معاف کر دیتی ہیں تو آپ کو نہیں لگتا وہ اپنی غلطی سے سیکھ نہیں پائے گی۔

اُسے اس بات کا تھوڑا سا احساس ہونا چاہیے کہ کس پر بھروسہ کرنا ہے اور کس پر نہیں۔ اُسے اس کا بات کا احساس دلائے۔ تاکہ وہ اس قابل ہو سکے کہ فیوچر میں سہی فیصلے کر سکے۔

آپ سمجھ رہی ہیں میں کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہوں۔
 جی میں سمجھ گئی۔ اور شکر یہ اُس کی غلطی کے باوجود اس کے بارے میں اتنا سوچنے کا۔ میں بس یہ کہوں گی کہ وہ جذبات میں آکر غلط فیصلہ کر جاتی ہے۔ پر مجھے اب ایسا لگ رہا ہے اُسے سہی گائیڈ کرنے والا مل گیا ہے۔



آئی زل کی نگاہ تب سے اندر کی طرف ٹکی تھی۔ وہ جلد سے جلد اپنی آپی سے معافی مانگ کر اُسے منانا چاہتی تھی۔

السلام علیکم! اُس نے لاؤنج میں آکر بلند آواز میں سلام کیا۔
 وعلیکم السلام! سب نے ہی اس کے سلام کا جواب دیا تھا۔

آرش نے غور سے اسے دیکھا تھا وہ ابھی کچھ دیر پہلے نمرہ بیگم کے دیے جانے والے ڈریس میں ملبوس تھی۔

ماشاء اللہ! میری بیٹی کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ نمرہ بیگم اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔
آرش کو سمجھ نہ آیا یہ ہو کیا رہا ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے تک تو سب اس کے مطابق تھا اب ایک دم سے یہ کا یا کیسے پلٹ گئی۔

چلو بھئی اٹھو سارے کھانا کھاؤ پہلے یہ باتیں تو ہوتی رہے گی۔ نمرہ بیگم سب کو اٹھنے کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

کھانے کر دوران حیدر صاحب اور نمرہ بیگم نے آرش کی طرف دیکھ کر ایک دوسرے کو اشارہ کیا۔
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

آرش اور ماڑو! تم دونوں کے لیے ہمارے پاس سرپرائز ہے۔ وہ دونوں کو دیکھتے ہوئے بولے۔

نمرہ بیگم آپ ہی بتائیے۔ حیدر صاحب انہیں اشارہ کرتے ہوئے بولیں۔
میں نے تمہارے پاپا نے بہت پہلے سے ہی یہ ڈیسائیڈ کر لیا تھا اور تقریباً سارے انتظام بھی ہم مکمل کر چکے ہیں اب تم دونوں کا ولیمہ شازم اور آئی زل کے ساتھ کل ہی ہوگا۔
آرش کو کھاتے ہوئے اچھو لگ گیا۔

ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا تمہیں اتنی خوشی ہوگی۔ وہ مصنوعی اداکاری سے بولی۔
یہ کب ڈیسا ہیڈ کیا آپ دونوں نے۔ اس نے حیرانگی سے ان کی طرف دیکھا۔
یہ تو ہم بہت پہلے ہی ڈیسا ہیڈ کر چکے تھے۔ میری وجہ سے ہی تم دونوں کا اسپیشل دن
خراب ہو گیا۔ تو میں نے سوچا کیوں نا تم دونوں کو سرپرائی ز دیا جائے۔ تم دونوں کے
علاوہ یہ بات سب ہی جانتے ہیں۔

اچھا! آرش نے مارو کو دیکھتے ہوئے دانت پیسے۔ جیسے ساری غلطی ہی اُس کی ہو۔
کیسا لگا ہمارا سرپرائی ز۔ وہ ان دونوں کو دیکھتی ہوئی بولی۔

آرش کے ایکسپریشنز مارو کو مزہ دے رہے تھے۔
بہت اچھا لگا۔ وہ مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔ اُسے پورا یقین تھا جیسے ہی یہ بات
الوینا تک پہنچے گی وہ اس کا دماغ کھا جائے گی۔
ابھی تو ایک اور سرپرائی ز ہے۔

ایک اور سرپرائی ز! آرش کا منہ دیکھنے والا تھا۔
بالکل! ہم تم دونوں کو گھومنے پھرنے کے لیے مری بھیج رہے ہیں۔ ہم تو کبھی باہر بھیجنا
چاہتے تھے پر مارو کے ڈو کو منٹس اتنی جلدی ریڈی نہیں ہونگے اس لیے مری بیسٹ
رہے گا۔ باقی آگے تم جہاں جہاں جانا چاہو تم جا سکتے ہو۔

بھئی نئی نئی شادی ہوئی می ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ٹائی م سپینڈ کرو۔ ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کرو۔

میں تو آئی زل اور شازم کو بھی کہہ رہی تھی پر شازم کہہ رہا تھا کہ اُسے کوئی ضروری کام ہے پھر چلے جائے گئے دونوں۔

جی آنٹی! پھر چلیں جائے گے۔ ویسے بھی آئی زل کے پاس ٹائی م نہیں ہوتا اس کی پڑھائی کافی ٹف ہے یہ خود بھی منع کر رہی تھی۔ کیوں آئی زل۔ اس نے آئی زل سے تائی ید چاہی۔

جی آنٹی سہی کہہ رہے ہیں شازم۔ وہ ادا سی سے بولی۔ اس نے ایک نظر شازم کی طرف دیکھا جو ایک دفعہ پھر اسے اگنور کرتا باتوں میں مشغول ہو چکا تھا۔

وہ اسے کچن کی طرف جاتا دیکھ کر اس کے پیچھے ہی چلی گئی۔ کچن میں اس وقت فقط وہی دونوں موجود تھی۔

آپی۔ مجھے آپ سے کچھ کہنا تھا۔

جی کیا چاہیے آپ کو۔ ہم گھر آئے مہمانوں کو کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتے۔
وہ اجنبی لہجے میں بولی۔

آپی میں جانتی ہوں آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ میں ہمیشہ غلط فیصلے کر جاتی ہوں۔ آپ
پلیز مجھے معاف کر دیں۔

ناراض بالکل بھی نہیں۔ ناراض ہونے کے لیے کچھ رشتہ بھی تو ہونا چاہیے اور ہم تو
کوئی رشتہ ہی نہیں۔

آپی آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ میں جانتی ہوں میں آپ کو ہرٹ کر چکی ہوں۔ پر
آپ جانتی ہیں میں اس وقت مینٹلی ڈسٹرب تھی۔ وہ اُسے ہر حال میں منانا چاہتی
تھی۔

تو تم سمجھ لو اس وقت میں مینٹلی ڈسٹرب ہوں تمہیں معاف نہیں کر سکتی۔

ایسکیزمی! مجھے کچھ کام ہے۔ وہ اسے حیران پریشان چھوڑ کر باہر نکل گئی۔

آئی زل نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اس کی پشت دیکھی تھی۔

یہ سب کیا ہے؟ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی وہ اسے دیکھ کر بول پڑا۔ تم یہ

سب جان بوجھ کر کر رہی ہو۔

کیا کیا میں نے؟ وہ انجان بنی۔

اچھا جو سب نیچے ہو رہا تھا۔ کیا تھا وہ؟ بتانا پسند کرو گی۔

مجھے کیا پتا کیا تھا؟ وہ ان کا اپنا فیصلہ ہے اب اس کا الزام بھی مجھ پر مت تھونپو۔ وہ

لاپرواہی سے بولی۔

تو تم کیا کر رہی ہو۔ یہی سب تو تمہیں روکنا تھا۔

میں اپنی پوری کوشش کر رہی ہوں۔ اب اگر اس الوینا کا امیج پہلے سے ہی خراب ہے۔

تو میں کیا کر سکتی ہوں۔

کیا مطلب ہے تمہارا وہ بیچاری تو اتنی اچھی ہے۔ وہ تو سب کے بارے میں اتنا سوچتی

ہے۔ وہ اسے گھوری سے نوازتا ہوا بولا۔

لفظ معصوم پر ماڑونے کانوں کو ہاتھ لگایا۔ میں اُسے تین سے چار بار ملی ہو۔ معصوم وہ

مجھے کہی سے نہیں لگی۔ وہ صاف گوئی سے بولی۔

میں نے تمہاری رائے نہیں مانگی۔ تم جا کر اس سب جھنجھٹ کے کینسل کرنے کے

بارے میں سوچو۔ سمجھی تم۔

یہ میرا کام نہیں ہے۔ ویسے بھی میں تھک گئی ہوں مجھے نیند آئی ہے۔ مجھے کچھ دیر آرام کر لینا چاہیے۔ وہ کہتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھنے لگی۔

اس نے درشتگی سے اس کا بازو کھینچا تھا۔ تم دونوں مل کر مجھے پاگل کر دو۔ ایک وہ الوینا جو ہر بات پر میرا دماغ کھاتی ہے اور اب تم بھی مجھے پریشان کر رہی ہو۔ تمہیں ایک دفعہ سمجھ کیوں نہیں آتی۔ میری پریشانیاں کو مزید مت بڑھاؤ۔

اس کی سخت گرفت میں موجود اپنے بازو کو چھوڑنے کی کوشش کی۔ میرا بازو چھوڑو۔ وہ رندھے ہوئے لہجے میں بولی۔ ایک تو بازو پر موجود اس کی سخت گرفت دوسرا اس کا رویہ اسے رونے پر مجبور کر گیا۔

نمرہ بیگم سے وعدہ تو کر لیا تھا پر اسے ایک فیصد بھی یقین نہ تھا کہ یہ انسان اس الوینا کا پیچھا چھوڑے گا۔

تمہیں میری بات سمجھ آرہی ہے کہ نہیں۔ بولو اب چپ کیوں ہو۔

بازو چھوڑو میرا مجھے درد ہو رہا ہے۔ اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

پلکوں پر چمکتے موتیوں کو دیکھ اسے اپنی سخت گرفت کا احساس ہوا تھا۔ اس نے فوراً اپنی گرفت ڈھیلی کی۔ رو کیوں رہی ہو۔

میں بھی انسان ہوں آپ کی یہ بار بار تذلیل مجھے بھی محسوس ہوتی ہے۔ وہ ادا سی
بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔

سوری پلیز تم روؤں مت مجھے اچھا نہیں لگ رہا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں موجود اس کے
بازو کو دیکھا جو اس کی سخت گرفت میں سُرخ ہو چکا تھا۔
اس نے آہستگی سے اس کے بازو کو سہلایا۔

اور جو ہر وقت مجھے ڈانٹتے رہتے ہیں اُس کا کیا۔ حالانکہ میری غلطی بھی نہیں ہوتی۔ اب
بھی میری طبیعت خراب ہے۔ اور آپ مجھے سونے نہیں دے رہے۔

جاؤ تم سو جاؤ۔ زیادہ طبیعت تو نہیں خراب؟ وہ فکر مند انہ لہجے میں گویا ہوا۔

اپنے لیے اس کی فکر دیکھ وہ من ہی من خوش ضرور ہوئی تھی۔ نہیں زیادہ نہیں
خراب سر میں درد ہے۔

اوکے تم ریسٹ کرو۔ باقی میں سب سنبھال لوں گا۔

اس کی طرف پُشت کیے اس نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔ اس کا غصہ دیکھ کر جو
منہ میں آیا وہ بول گئی۔ جلدی سے جا کر کمبل سر تا پیر لپیٹ کر سوتی بن گئی۔

وہ کب سے یک ٹک اس کے نقوش کو نہا رہا تھا۔ جاگتے ہوئے تو دو دن ہو گئے تھے اسے ٹھیک سے دیکھتا تک نہیں تھا۔ وہ ناراض رہ کر اس کی غلطی کا احساس کروانا چاہ رہا تھا۔

اس کا اُتر ہوا چہرہ اسے بالکل بھی پسند نہ تھا۔ پر یہ ان کی خوشحال زندگی کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنی غلطیوں کا احساس کرتی۔ وہ بار بار خود پر اس کی نظریں اچھے سے محسوس کر سکتا تھا۔ پر جب جب وہ اسے اگنور کرتا تھا تو اس کا اداس ہونا اسے اچھے سے محسوس ہوتا تھا۔ اس کی اپنے پاس موجودگی ہی اس کے لیے سکون کا باعث تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے نزدیک کیا تھا۔ محبت سے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔ میری زندگی۔ جو بھی تھا یہ لڑکی اسے بے حد عزیز تھی۔

وہ اس کے نزدیک تھی اب سکون سے اسے نیند آ جانی تھی۔ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیے وہ آنکھیں موند گیا۔

ولیمے کا انتظام بہت بڑے پیمانے پر کیا گیا تھا۔ دونوں دلہنوں کا لباس ہم رنگ ہی تھا۔
 پیچ کلر کی میکسی میں موجود دونوں بے تحاشہ حسین لگ رہی تھی۔
 سب ہی دونوں جوڑیوں کی تعریف کر رہے تھے۔ شازم، آئی زل اور آرش تینوں کے
 منہ پر بارہ بجے تھے۔ جب کوئی آتا تو مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجالتے۔ ان سب
 میں اگر کوئی میٹھی نہ تھا تو وہ مارو تھی۔
 وہ پُرسکون سی ہر آنے جانے والے مہمان سے مل رہی تھی۔
 شازم اور آرش اٹھ کر دوستوں سے ملنے چل گئے۔ وہ دونوں اسٹیج پر اکیلی بیٹھی تھی
 جب عائشہ اسٹیج پر آئی۔

یار ویسے تم دونوں کتنی بے وفا ہو۔ خود دونوں شادی کروا کے بیٹھ گئی ہو۔ یار مجھ
 معصوم کا بھی کچھ سوچ لو۔ وہ معصوم سا چہرہ بناتی ہوئی بولی۔
 دیکھتے ہیں اس کے بارے میں بھی کچھ۔ مارو آنکھیں گھماتی ہوئی بولی۔
 آئی زل خاموشی سے ان دونوں کو باتیں کرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

وہ جب بھی کچھ بات کرنے کی کوشش کرتی ماڑو اس کے سوال کو اگنور کر دیتی۔ آخر تنگ آکر وہ خاموش ہو گئی۔

وہ دونوں دوستوں سے مل کر ایک کونے میں کھڑے تھے جب آرش اسے دیکھ کر مخاطب ہوا۔

یار ایک بات تو بتایہ ولید انکل کی تو ایک ہی بیٹی نہیں تھی۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اُن کی ایک ہی بیٹی تھی۔ تو یہ ماڑو کیا آئی زل کی کوئی می کزن وغیرہ ہے۔

دونوں میں پیار بھی اتنا ہے۔ بالکل سگی بہنوں کی طرح۔

کتنے دنوں سے یہ سوال دماغ میں گونج رہا تھا۔ پر خود کی اتنی ٹینشن تھی کہ کبھی غور ہی نہیں کیا۔

کیا تجھے سچ میں نہیں پتا ماڑو بھا بھی کے بارے میں۔ شازم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

کیا مطلب کیا نہیں پتہ۔ اب کی دفعہ اسے بھی جاننے کا تجسس ہوا۔

نہ ہی وہ دونوں بہنیں ہیں اور نہ ہی کزن۔ انفیکٹ ان میں احساس کے علاوہ کوئی رشتہ نہیں۔ اور شاید جس رشتے میں احساس اور محبت ہو وہ رشتہ ہر رشتے سے مضبوط ہوتا ہے۔

میں ماڑو بھابھی کی بہت عزت کرتا ہوں۔ مجھے وہ بالکل اپنی بہنوں کی طرح عزیز ہیں۔ اگر آج وہ نہ ہوتی تو آئی زل اور آنٹی جانے کہاں کہاں خوار ہوتی۔

تو یہ سمجھ لیں کہ وہ آئی زل اور آنٹی کے لیے مسیحا ہی ہیں۔ جس نے بغیر کسی غرض سے ان کی مدد کی۔ پھر وہ اسے ہر حقیقت سے آگاہ کر گیا جو رضیہ بیگم کے منہ سے سُن چکا تھا۔

شازم کے منہ سے اس کی حقیقت سُن کر آرش کو حیرانگی ہوئی۔ کہ آج کے دور میں کوئی اتنا اچھا بھی ہو سکتا۔ اس نے ایک نظر ماڑو پر ڈالی۔ جو اسٹیج پر بیٹھی آئی زل کے ساتھ باتوں میں مشغول تھی۔

اسے یہ سب سُن کر حیرانگی ہوئی تھی کہ کوئی کسی کے لیے اتنا بھی کر سکتا ہے۔ اس بات کا اسے یقین ہو چلا تھا کہ وہ ایک اچھی لڑکی ہے۔ پر ان دونوں کا ساتھ عارضی ہے یہ بات اسے نہیں بھلانی تھی۔

سارا کچھ اس کی سوچ کے خلاف ہو رہا تھا یہ ولیمے کا فنکشن بھی وہ نہیں چاہتا تھا۔ اسے پہلے ہی الوینا کے ریئی کشن کا پتہ تھا۔ وہ صبح سے اسے کال کر رہی تھی پر وہ اگنور کر رہا تھا۔ فی الحال وہ اُس کا رونا دھونا سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

ماڑو کب سے اس کا ناراض سا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

اس کا پُھولا ہوا منہ دیکھ مار ب کی زبان میں

کھلی ہوئی۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اُف خدا یا کوئی اتنا حسین بھی کیسے ہو سکتا ہے۔ مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا۔

صحیح کہتے ہیں لوگ کہ جب خدا حسن دیتا ہے تو نزاکت آہی جاتی ہے۔۔۔ اس نے ایک

ادا سے ہاتھ ہلا کر کہا۔۔۔

آرش نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔۔

ہنہ۔۔۔ آئی بڑی حُسن پری۔۔۔

اپنا پرانا حلیہ یاد کرو کیا تب بھی تم یہ ہی کہو گی۔ آرش نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اس نے ذہن میں اپنا وہ عجیب و غریب حلیہ سوچا اور ایک نظر خود کو آئی نے میں دیکھا تو جیسے خود کو یاد کر کے ہی جھرجھری آئی۔

اس نے خود ہی اپنے غنڈوں والے حلیہ پر لعنت بھیجی۔۔۔ کمال ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی۔

حُسن سات پردوں میں بھی چھپ جائے ظاہر ہو ہی جاتا ہے۔

آرش نے اسے طنزیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔ جیسے کہہ رہا ہوں واقف ہوں تمہارے ساتھ پردوں کے پیچھے چھپے حُسن سے۔۔۔

میں یہاں تمہیں اپنے والدین کو الوینا کے لیے راضی کرنے کے لیے لایا ہوں۔۔۔ کہ تم انہیں خود سے متنفر کرو۔

تم نے پتہ نہیں راتوں رات کیا منتر گھول کے پلا دیا ہے کہ وہ اچانک ہمارا اولیمہ کر رہے ہیں۔

مارب نے الوینا کے نام پر ایسا منہ بنایا جیسے کڑوا بادام کھا لیا ہوں۔

اُس چوہیا میں پتہ نہیں ایسا کیا ہے جو انہیں بس ہر وقت وہی یاد آتی ہے۔ اپنی طرف سے یہ بات اُس نے اپنے منہ میں ہی کہی تھی۔۔۔۔۔ پر اسے پتہ نہیں لگا کہ اس کا شوہر بھی اس کی باتوں کے درشن کر چکا ہے۔

اسے اپنی طرف گھورتا دیکھ اس نے زبان دانتوں تلے دبائی۔
خود کیا ہو تم غنڈی نمونی چڑیل۔۔۔

اس کا حیرت سے منہ کھلا۔۔۔ اسے بالکل بھی سمجھ نہ آیا کہ اس نے اسے تین القابات سے نوازا ہے کہ ایک۔ کیونکہ وہ تینوں القاب روانگی میں بول گیا تھا۔
آرش کو بھی جیسے اسے چڑھا کر مزہ آ رہا تھا۔ وہ اتنے فنی ایکسپریٹسز دے رہی تھی کہ اسے بھی ہنسی آئی۔

خود کیا ہیں ہا تھی کہی کہ۔۔۔۔۔ مزے سے بول کر ایک بار پھر وہ خود کو نہارنے میں لگن ہوئی۔

اب صدمے میں جانے کی باری آرش کی تھی۔ وہ اس کی فٹ جسامت کو ہاتھی سے ملا رہی تھی۔ اسے بالکل بھی سمجھ نہ آئی کہ اسے کس اینگل سے وہ ہاتھی لگ رہا تھا۔
وہ غصے سے اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔ تمہیں تو میں ابھی بتاتا ہوں۔

اس کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ سامنے پڑی پرفیوم اٹھائی۔ اسے اس نے ایسے اٹھایا جیسے کوئی می ہتھیار ہو۔ دیکھیے میرے پاس مت آئیے گا ورنہ میں آپ کا قتل کر دوں گی۔
پرفیوم کی شیشی خود کے ڈیفینس کے لیے آگے کی۔

تم تو ایسے کہہ رہی ہو جیسے یہ پرفیوم نہ ہو کوئی ی چاقو ہو جو تم میرے آر پار کر دو گی اور
میں وہی ڈھیر ہو جاؤ گا۔

اسے بھی اپنی بے وقوفی کا اچھا خاصہ اندازہ ہو چکا تھا۔ اس لیے فوراً ناک شروع کیا۔
آہہ۔۔۔ میرا پاؤں مڑ گیا۔

آرش جو کب سے اس کی بے وقوفیاں ملاحظہ کر رہا تھا فوراً سیدھا ہوا۔ دوڑ کر اس کے
قریب آیا۔۔۔ کیا ہوا؟ زیادہ تو نہیں لگی۔

اگر اس ٹائی م وہ اس کی طرف متوجہ ہوتی تو اس کی بے چینی ضرور نوٹ کرتی۔۔۔۔۔ پر
اس وقت تو بس وہ یہاں سے رنو چکر ہونے کا سوچ رہی تھی۔
ہاں بہت زیادہ لگی ہے۔۔۔ ہائے اللہ جی میرا پاؤں ٹوٹ گیا۔۔۔ اب کون مجھ سے شادی
کرے گا۔۔۔۔۔

آرش نے حیرت سے اسے دلہن بنی دیکھا جو شادی کے بعد کہہ رہی تھی کہ مجھ سے
کون شادی کرے گا۔۔۔ پھر خود ہی اس سوچ پر لعنت بھیجی۔۔۔ ان دونوں کی شادی
کوئی حقیقی تھوڑی تھی۔۔۔ وہ تو ایک کنٹریکٹ کی بنا پر ساتھ جڑے تھے۔۔۔
ماڑونے اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ فوراً سے موقع کا فائدہ اٹھایا۔۔۔ اسے ذرا سا پیچھے
دھکیل کر دروازے کی جانب بھاگی۔

پتھچ! افسوس آپ توبے وقوف بن گئے۔ یہ کہتے ہی وہ دروازے کے پیچھے گم ہوئی۔

آرش فوراً اس کی چالاکی سمجھ کر اس کی طرف بڑھا۔۔۔ پر تب تک وہ اس کو زبان چڑھا باہر بھاگ چکی تھی۔ اس کی شرارت سمجھ کر آرش کے لبوں پر مسکان بکھری جو چند پل میں ہی سمٹ گئی۔

اس کی یہ شرارتیں جسے وہ انجوائے کرنے لگا تھا۔۔۔ جب وہ چلی جائے گی تو کون ہوگا اسے تنگ کرنے والا۔

شروع میں اسے مار بیک لاپچی لڑکی لگی تھی۔ لیکن جیسے جیسے وہ اسے جان رہا تھا ویسے ہی اس کی شخصیت کے پر ت اس پہ کھل رہے تھے۔ وہ رشتوں کو نبھانے والی ایک مخلص لڑکی تھی۔

اب دیکھنا یہ تھا کہ ان کی رشتے کا کیا انجام ہونا تھا۔

آرش!

ابھی وہ تھکا ہارا آفس سے آکر صوفے پر لیٹنے والے انداز میں بیٹھا تھا جب اپنے نام کی پکار پر سامنے نظر اٹھا کر دیکھا جہاں نمبرہ بیگم اسی کی طرف متوجہ تھی۔

جی ماما! اس نے سوالیہ نظر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

جلدی سے فریش ہو جاؤ۔ اور ماؤ کو شاپنگ پر لے کر جاؤ۔ اُسے اچھی سی شاپنگ کروا دو اُس کی مرضی کی۔

ماما کیا ہے ابھی تو آیا ہوں آفس سے تھکا ہوا۔ وہ جھنجھلا کر بولا تھا۔

ہاں تو کس نے کہا تھا اتنی لیٹ آنے کو۔ صبح تمہیں بتایا تھا نا جلدی آنا۔ پھر بھی اتنی دیر کر دی۔ اب جو بھی ہو اسے لیکر جاؤ۔ صبح تم دونوں کو نکلنا بھی ہے۔

اُف کیا ہے بھئی کیا اُس کے پاس کپڑے نہیں ہے۔ وہ بیزار سی شکل بنانا اٹھ کھڑا ہوا۔ کمرے میں آتا ہی بغیر اس کی طرف دیکھے شروع ہو چکا تھا۔ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ نہیں تو ادھر ہی چھوڑ جاؤں گا۔ جیسے ہی نظر اٹھا کر دیکھا وہ کمر پر ہاتھ رکھے اسے گھور رہی تھی۔

جیسے کہنا چاہتی ہو محترم میں تیار ہوں اپنی کہیے۔

آرش نجل سا ہو گیا۔ آ رہا ہوں میں فریش ہو کر زیادہ شوخی بننے کی ضرورت نہیں۔

وہ ساری بات اس پر اُلٹا الماری سے کپڑے نکالے فریش ہونے کی غرض سے واش روم میں بند ہوا۔

ماؤ نے واش روم کے دروازے کو گھورا۔ یہ بندہ جو کبھی اپنی غلطی مان لیں۔

وہ کھڑکی کے پاس کھڑی شازم کے رویے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کیا وہ ہمیشہ ہی میرے ساتھ ایسے ہی رہیں گے۔؟

کیا کبھی میری زندگی میں مکمل خوشی آئے گی؟ کیا کبھی میری زندگی پُر سکون ہو سکے گی؟

کیا شازم کو اب مجھ سے محبت نہیں رہی؟ وہ کیا واقعی ہی اس قدر دور جا چکے ہیں کہ میری معافی بھی اثر نہیں کر رہی۔ ایسے مختلف سوالات اس کے ذہن میں مسلسل گردش کر رہے تھے۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ آج اُس سے دو ٹوک بات کر کے رہے گی۔ گھٹ گھٹ کر رہنا اسے پسند نہیں تھا۔ یہ سب اسے تکلیف دے رہا تھا۔ اُس کی بے رُخی اب برداشت سے باہر ہو رہی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز آئی پر اس نے مڑ کر نہ دیکھا۔

شازم نے اندر آتے ہی اسے تلاشاً جو کھڑکی کے پاس کھڑی تھی۔ اس کے اندر آنے کے باوجود وہ مڑی نہ تھی۔ اس نے لیپ ٹاپ زور سے ٹیبل پر رکھا تھا شاید شور کی آواز سُن کر متوجہ ہو جائے۔ پر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

الماری سے کپڑے نکال کر زور سے اس کا دروازہ بند کیا۔ ایک نظر پھر اس کی طرف ڈالی۔ جو نا جانے کھڑکی سے باہر کیا تلاش کر رہی تھی۔ اسے متوجہ نہ ہوتا دیکھ کر وہ جھنجھلاتا ہوا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

واش روم سے باہر آ کر اس نے کھڑکی طرف دیکھا جہاں اب وہ موجود نہیں تھی۔ نظر گھما کر پورے کمرے میں دیکھا۔ وہ کہی بھی موجود نہ تھی۔

ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر برش اٹھا کر بالوں میں پھیرنے لگا۔ جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ ڈریسنگ کے شیشے سے وہ اُسے دیکھ چکا تھا جو ہاتھوں میں ٹرے تھامے کھڑی تھی۔ جس میں چائے کا کپ موجود تھا۔ اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔

یعنی وہ اس کی ضرورتوں کو نوٹ کر رہی تھی۔

وہ بغیر اسے مخاطب ہوئے سائیڈ سے ہو کر باہر نکلنے لگا۔

اسے باہر نکلتا دیکھ کر ٹرے جلدی سے ٹیبل پر رکھ کر اس کے راہ میں حائل ہوئی۔

بازو اس کے آگے کیے اسے باہر جانے سے روکا۔

راستے سے ہٹو۔ وہ اسے دیکھے بغیر مخاطب ہوا۔
 نہیں ہٹوں گی۔ آپ بس کیوں نہیں کرتے۔ بس کریں مجھے اگنور کرنا۔
 آنکھوں میں اُٹنے والے آنسوؤں کو روکنے کی بھرپور کوشش کی۔
 اچھا تم نے بس کیا تھا جو میں بس کروں۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔
 تو کیا کروں معافی تو مانگ چکی ہوں۔ آپ مجھ سے بدلہ لیں گے۔
 شازم نے غور سے اس کی طرف دیکھا تھا جس کی نم آنکھوں نے اسے تکلیف دی تھی۔
 اگر آپ کہتے ہیں تو آپ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لیتی ہوں۔
 شازم نے اس کے جڑے ہاتھوں کے فوراً ہاتھ اب یہ کچھ زیادہ ہو رہا تھا۔
 اس کے لرزتے وجود کو خود میں بھینچا تھا۔ اب وہ باقاعدہ ہچکیوں سے رونے لگی۔
 مہربان کندھا میسر آتے ہی ساری تکلیف آنسوؤں کی صورت میں نکالنے لگے گی
 تھی۔

اس مسلسل روتا دیکھ کر وہ خود بوکھلا سا گیا تھا۔ اچھا یا رچپ کرو۔ میں ناراض نہیں
 ہوں۔ وہ مسلسل اس کے سر کو سہلاتے اسے چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جو
 شاید آج کی تاریخ میں ناممکن سا لگ رہا تھا۔
 اچھا! دھر دیکھو میری طرف۔ وہ نرمی سے بولا

آئی زل نے نفی میں سر ہلایا۔
 اس کے بچوں جیسے انداز پر شازم کو ہنسی آئی تھی۔
 کندھوں سے تھام کر خود اسے روبرو کیا۔ رونے کی باعث سرخ ہوتا چہرہ دیکھ دل میں
 خود کو سرنش کی تھی۔
 ہاتھ بڑھا کر اس کی پلکوں پر اٹکتے موتیوں کو چُنا تھا۔
 سوری مائی می گرل۔ بہت رولا یا نا پر اب ایسا دوبارہ نہیں ہوگا۔
 پلکوں پر اٹکے موتیوں کو اپنے ہونٹوں سے معتبر کیا تھا۔
 اس کی پیش قدمی پر وہ سُرخ ہوئی تھی۔ اس نے جھینپ کر اس کے پاس سے ہٹنا چاہا
 پر یہ کیا وہ تو مکمل ہی اس کی مضبوط گرفت میں قید تھی۔ وہ کب سے اُس کے اس قدر
 نزدیک کھڑی تھی اسے احساس ہی نہ ہوا۔
 اس کا جھجھکنا محسوس کر کے وہ مسکرایا تھا۔ شازم نے اس کے جھکے سر کو تھوڑی سے پکڑ
 کر اٹھایا۔ براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مخاطب ہوا۔

You are the peace of my life.

(میری زندگی کا سکون ہو تم.)

ہاتھوں کے پیالے میں اس کا من موہنا چہرہ ٹکایا تھا۔ اس کے ماتھے پر اپنی محبت کی مہر
ثبت کی تھی۔

اپنے ماتھے پر اس کا لمس محسوس کر کے اس بار کوئی می غصہ بالکل بھی نہیں آیا۔ بلکہ
اس لمس میں اپنے لیے صرف محبت ہی محسوس ہوئی تھی۔

I never thought life could be so beautiful.

(زندگی اتنی حسین بھی ہو سکتی میں نے کبھی سوچا نہ تھا)

نظریں مسلسل اس کے چہرے پر ٹکی تھی۔

وہ خود پر سے اس دھیان ہٹانے کو بولی تھی۔ کتنا تنگ کیا ہے آپ نے مجھے۔ وہ منہ کا
زاویہ بگاڑتی ہوئی بولی۔

تو تم نے کونسا کم تنگ کیا تھا۔ وہ بھی دود و ہاتھ کرتا میدان میں کودا۔

ہاں تو آپ بدلہ لیں چکے ہیں مجھے اتنا رولا کر۔

وہ مسلسل اسے گھور رہا تھا جو تب سے اسے تنگ کر رہی تھی۔ وہ ہر ایک چیز میں نخرے نکالتی اسے تپاگئی۔

کیا تم بتا سکتی ہو کہ کب تم شاپنگ مکمل کرو گی۔

وہ آخر کار جھنجھلا کر بول پڑا۔

تمہارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے۔ جو بھی لینا ہے ان تیس منٹوں میں پورا کرو۔

نہیں تو ادھر ہی چھوڑ جاؤں گا۔

کیا یہ آپ کا تکیہ کلام ہے۔ یہ کر لو نہیں تو ادھر ہی چھوڑ جاؤں گا۔ وہ کر لو نہیں تو ادھر

ہی چھوڑ جاؤں گا۔ بھئی حد ہوگئی۔ وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔

آر ش نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا۔ منہ کم چلاؤ اور اپنی شاپنگ مکمل

کرو۔ نہیں تو سچ میں۔۔۔۔

نہیں تو سچ میں ادھر ہی چھوڑ جاؤں گا۔ ماڑوا اس کی بات بیچ میں ہی اچک کر بولی۔

وہ جھنجھلا کر ایک سائیڈ پر ہوتا اپنی شاپنگ کرنے لگا۔ اسے یقین ہو چلا تھا کہ یہ لڑکی

عنقریب اسے پاگل کرنے والی تھی۔

ماڑوا سے تپا کر اب مزے سے اپنے لیے ڈریس سلیکٹ کرنے لگی۔

 عائی شہ کدھر سے آرہی ہو؟ دیکھو کتنی دیر ہو رہی ہے۔ تمہاری یونی کاٹائی م بہت پہلے ہی ختم ہو چکا ہے پھر اتنی دیر سے آنے کی وجہ۔ کدھر سے آرہی ہو؟ عائی شہ میں تم سے مخاطب ہوں۔

پر مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ یہ میری زندگی ہے اور اسے میں اپنی مرضی سے ہی جیوں گی۔
 کیوں نہیں کرنی؟ ماں ہوں تمہاری حق ہے مجھے۔
 سیریسلی آپ نے ماں ہونے کا حق کبھی ادا کیا ہے۔ ویسے بھی میری ماں مر چکی ہیں۔
 آپ صرف سحرش کی ماں ہیں۔ اور یہی بہتر ہے آپ اُس تک ہی محدود رہے۔
 تمہیں کبھی تمیز آہی نہیں سکتی۔ آج ہی تمہارے پاپا کو تمہاری شکایت لگاتی ہوں۔ تم کچھ زیادہ ہی سر پر چڑھ رہی ہو۔

آپ کو اور آتا کیا ہے شکایت کے علاوہ۔ وہ بغیر ان کی باتوں پر توجہ دیے سیڑھیاں چڑھتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی۔ یہ تو ان کا روز کا ہی معمول تھا۔

ریحانہ اور اشفاق صاحب کی پسند کی شادی تھی۔ دونوں کزن ہونے کے ساتھ ایک ہی یونی میں پڑھتے تھے۔ گھر والوں کو ان کے رشتے سے کوئی اعتراض نہ تھا اس طرح ریحانہ بیگم جلد ہی ان کی زندگی میں شامل ہو گئی۔

شادی کے تین سال بہت اچھے سے گزرے۔ پر اشفاق صاحب کا اصل امتحان تو تب شروع ہوا۔ جب ریحانہ بیگم عائشہ کی پیدائش پر جانبر نہ رہ سکی۔ اور انہیں ہمیشہ کے لیے تنہا کر گئی۔

وہ تو مکمل ٹوٹ گئے تھے۔ اس دوران عائشہ کی مکمل ذمہ داری سعدیہ پر آگئی جو ریحانہ بیگم کی چھوٹی بہن تھی۔

گھر والوں نے سعدیہ کا اس ننھی جان سے لگاؤ دیکھ کر ان کی شادی اشفاق صاحب سے کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس پر اشفاق صاحب کو خود بھی اعتراض تھا ساتھ ساتھ سعدیہ بیگم یہ بات سُن کر ہتھے سے اکھڑ گئی۔

وہ ہرگز ایک شادی شدہ مرد سے دوسری شادی نہیں کرنا چاہتی تھی جو ایک بچی کا باپ بھی تھا۔

گھر والوں کے سامنے دونوں کی ایک نہ چلی اور اس طرح وہ ایک بندھن میں باندھ دیے گئے۔

سعیدیہ بیگم نے اس کا غصہ عائی شہ پر ہی نکالا۔ وہ اُس سے مکمل بے خبر ہو گئی۔ انہیں جیسے اس سے کوئی ہی غرض ہی نہ تھی۔

ان کے شرط پر وہ اشفاق صاحب کے ساتھ الگ گھر میں شفٹ ہو گئی۔ اشفاق صاحب نے پوری ایمانداری کے ساتھ رشتہ نبھانے کی کوشش کی۔ سعیدیہ بیگم بھی ان کے ساتھ ایک بھر پور زندگی گزار رہی تھی پر ان کا دل عائی شہ کے لیے موم نہ ہو سکا۔ شادی کے دو سالوں کے بعد ان کی زندگی میں سحرش شامل ہوئی۔ جو بالکل اپنی ماں کا پرتو تھی۔ عائی شہ کو نیچا دیکھانے کی ہر ممکن کوشش کرتی۔

سعیدیہ بیگم ہر بات میں اسے ذلیل کرتی۔ شروع شروع میں عائی شہ نے ان سے قریب ہونے کی ہر ممکن کوشش کی۔ پر جب ان کا رویہ نہ بدلہ تو وہ بھی بددل ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔

اشفاق صاحب کبھی بھی اپنی بیٹیوں سے لا تعلق نہ ہوئے۔ عائی شہ میں تو ان کی جان بستی تھی۔ سعدیہ بیگم ہر ممکن کوشش کرتی اسے اشفاق صاحب کی نظروں میں غلط ثابت کرنے کی۔ پر وہ بچی کہہ کر ہر بات ٹال جاتے۔

عائی شہ کی زندگی ہر طرح سے مکمل تھی بس ماں کے پیار کی کمی تھی۔ باپ کے پیار کو بھی وہ مہینوں ترستی رہتی۔ اشفاق صاحب اکثر اوقات بزنس کے سلسلے میں دودھ مہینے گھر سے باہر رہتے۔ اس نے اب اپنی زندگی سے سمجھوتہ کر لیا تھا۔ پر اب ایک چیز بدل چکی تھی۔ وہ سعدیہ بیگم کی ہر بات کا جواب دینا ضروری سمجھتی تھی۔

آج بھی وہ چار بجے گھر پہنچ چکی تھی پر یہ ٹائی م بھی انہیں زیادہ لگ رہا تھا حالانکہ وہ یہ بات اچھے سے جانتی تھی کہ وہ صبح اشفاق صاحب سے اجازت لے کر گئی تھی۔ پر پھر بھی ہر بات پر اسے کھڑے گرے میں کھڑا کرنا ضروری تھا۔

سحرش کی طرف تو ان کا ذرا بھی دھیان نہ تھا جو رات کے آٹھ بجے تک بھی باہر رہ لیتی اُسے اجازت تھی۔

اس نے اب ہر بات ایک کان سے سُن کر دوسرے سے نکالنا شروع کر دی۔

ہم وہاں کچھ دنوں کے لیے جا رہے ہیں پورے سال کے لیے نہیں جو تم یہ اتنا بڑا بیگ تیار کر رہی ہو۔

آرش اس کا بیگ دیکھ کر دانت پیستا ہوا بولا۔

ہاں تو میری چیزیں چھوٹے بیگ میں پوری نہیں آئے گی۔ وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کرتی ہوئی می بولی۔ اس کا کوئی می ارادہ نہ تھا یہ والا بیگ لے کر جانے کا۔ وہ خود کا اور اس کا دونوں کا سامان پیک کر چکی تھی۔

وہ تو بس اسے تنگ کر رہی تھی۔ اس کی جھنجھلائی می سی شکل اسے مزہ دے رہی تھی۔ اپنی پیکنگ کر کے میری بھی کر دینا۔ وہ ذرا نرم لہجے میں بولا اپنا کام بھی تو نکلوانا تھا۔

کیوں کیوں! میں کیوں کروں؟

بلائی بے نا اپنی اُس نک چڑھی چوہیا کو۔ آئے اور اپ کی پیکنگ کریں۔ وہ ناک چڑھاتی ہوئی می بولی۔

اُس کا نام الوینا ہے۔ وہ دانت پیتا ہوا بولا۔ یہ لڑکی ہر بار اُسے ایک نئے نام سے مخاطب کرتی تھی۔

جو بھی ہے اُسی سے کہیں۔ آپ کی فیوچر وائی ف ہے۔

وہ وہاں سے آئے اس فضول کام کے لیے۔ دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ ویسے بھی وہ فیوچر وائی ف ہے ابھی بنی نہیں ہے۔ جبکہ تم میری لیگل وائی ف ہو۔

واہ کمال! جب اپنے مطلب کی بات آئی تو بیوی یاد آگئی۔ وہ طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔ ہر وقت کاٹ کھانے کو دوڑتی ہو۔ جب کوئی جواب نہ بن پایا تو وہ میدان چھوڑ کر باہر چلا گیا۔

اُس کے اس طرح بھاگنے پر ماڑو کو ہنسی آئی تھی۔ ایک بات تو طے تھی کہ وہ کہی نہ کہی اس رشتے کو تسلیم کر چکا تھا۔ بس اب یہ بات اُس کے منہ سے کہلوانی تھی۔

ہری اپ پر نس! جلدی سے اٹھ جاؤ۔ شازم اس کا گال تھپتھپاتا ہوا بولا۔

اے منہ منہ! اچھا اٹھتی ہوں۔ وہ ایک دفعہ پھر سے کروٹ بدل کر سوگئی۔

شازم نے سکون سے اس کی سُستی ملاحظہ کی۔

تم اٹھ رہی ہو یا نہیں کہ ٹھنڈا پانی لا کر پھینکوں تم پر۔ پہلے ہی بہت چھٹیاں کر چکی ہو

یونی سے۔ تم سے اتنی لاپرواہی کی اُمید نہ تھی۔

اس معاملے میں میں بہت سخت ہوں۔ تمہیں ہر حال میں اپنی سٹڈی کمپلیٹ کرنی ہے۔

وہ اٹھ کر بیٹھ چکی تھی۔ جو بھی کر لیں آپ رہے گے سڑیل ہی۔ نیند سے بند ہوتی

آنکھوں سے ایک نظر وال کلاک پر ڈالی تھی۔ گھڑی کی سوئی یاں نوبجے کا پتہ دے رہی

تھی۔ اس کی ساری نیند بھک سے اڑی تھی۔

اتنی دیر ہوگئی اور آپ مجھے اب اٹھا رہے ہیں۔ وہ سارا الزام اس کے سر پر ڈالتی

فریش ہونے بھاگی۔

شازم نے اس کی پیٹھ کو گھورا تھا۔ خود وہ آفس جانے کے لیے مکمل تیار تھا۔

وہ پانچ منٹ بعد فریش ہو کر باہر آئی۔ ڈریسنگ کے سامنے جلدی جلدی ہاتھ چلاتی

بال سلجھانے میں مصروف تھی۔

اُو ناشتہ کر لو پہلے ٹھنڈا ہو جائے گا۔ شازم اس کی ہڑبڑی کو دیکھتا ہوا بولا۔

نہیں پہلے ہی دیر ہوگئی ہے۔ آپ کر لیں۔ مجھے اور لیٹ کو جائے گا۔

کوئی دیر نہیں ہوگی۔ وہ اُس کا ہاتھ پکڑتا صوفے پر بٹھا چکا تھا۔
 سر ارشد مجھے کلاس میں بھی بیٹھنے نہیں دیں گے۔ ایک تو اتنی چھٹیاں کیں اور آج بھی
 لیٹ ہو جاؤں گا۔ وہ روہانسی لہجے میں بولی۔

کوئی لیٹ نہیں ہوگا پہلی کلاس تمہاری ساڈھے نو بجے شروع ہے۔ میں ٹائی م پر
 تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔

عرشمان جا چکا ہے وہ تمہارے سر سے بات کر لے گا۔ اور یہ بات بات پر رونے مت
 بیٹھ جایا کرو۔

وہ اس کے گرد بازو کو گھیرا بناتا ہوا بولا۔ چلو جلدی سے ناشتہ کرو۔
 ناشتہ کر کے وہ دونوں یونی کے لیے نکل چکے تھے اسے ڈراپ کر کے اس نے سیدھا
 آفس جانا تھا۔

کار یونی کے سامنے روک کر وہ باہر نکل آیا۔ آئی زل بھی سُست رفتاری سے باہر نکل
 آئی۔ اُسے پکا یقین تھا کہ سر ارشد کسی کی بھی سفارش نہیں سُننے والے۔ بغیر بتائے
 جو وہ اتنی چھٹیاں کر چکی تھی اس کی بے عزتی پکی تھی وہ بھی پوری کلاس کے سامنے۔

ہائے۔ جیسے ہی وہ بول کر آگے بڑھی اسے فوراً ہی رُکنا پڑا کیونکہ اس کی کلائی کی شازم کے گرفت میں تھی۔ اس کا رخ اپنی طرف موڑ کر اس کے من موہنے چہرے پر نظر ٹکائی۔

اوائے میری ڈرامہ کوین! ایسے سیڈ فیس کیوں بنایا ہے۔ جب میں نے کہہ دیا کہ کام ہو جائے گا تو ٹینشن کیوں لے رہی ہو۔ چلو اب مسکرا کر دکھاؤ۔

دیس لائی ک گڈ گرل۔ وہ اُسے مسکراتا دیکھ کر بولا تھا۔

اچانک ہی وہ جھکا تھا اور اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑتا پیچھے ہٹا تھا۔

اس نے جھینپ کر ارد گرد دیکھا تھا۔ شکر تھا کوئی بھی انکی طرف متوجہ نہ تھا۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتا گاڑی میں بیٹھ آگے بڑھ گیا۔

اس کی نظریں کب سے گیٹ پر ٹکی تھی۔ کب سے اس کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ اُسے دیکھے آج دو دن گزر چکے تھے۔ ان دو دنوں میں اسے احساس ہو چکا تھا کہ وہ لڑکی اس کے لیے کتنی ضروری ہو چکی ہے۔

اُس کے ساتھ لڑنا جھگڑنا اور یہ نوک جھوک وہ انجوائے کرنے لگا تھا۔ اس کی باتوں اور حرکتوں کو سوچ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری۔

وہ اپنی سوچوں میں غرق تھا جب وہ سامنے سے آتی ہوئی ی نظر آئی ی۔ وہ ساری سوچیں جھٹک کر اس کی طرف بڑھا۔ اس کا دماغ شیطانی پلان بن رہا تھا۔ اس کی طرف بڑھتا وہ جان بوجھ کر اس سے ٹکرایا۔ کیا مسیٰ لہ ہے تم مجھ سے جان بوجھ کر ٹکرائی ی ہو۔ ہے نا۔ میں تو پہلے سے جانتا ہوں تم میرے اوپر فلیٹ ہو۔ جلدی سے سوری بولو۔ اور معاملہ نپٹاؤ۔ مجھے کلاس بھی لینا ہے۔ وہ جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہا تھا۔

حیرت کا جھٹکا سے تب لگا۔ جب سامنے والا وجود سوری بول کر آگے بڑھ گیا۔ یہ اس صدی کا انوکھا واقعہ تھا کہ مس پٹا خہ بغیر بحث کیے اسے سوری بول کر جا چکی تھی۔ ضرور کوئی ی بات تھی جس نے ایک بار بھی سر اٹھا کر اس کی طرف نہ دیکھا تھا۔ وہ فوراً اس کے پیچھے بھاگا۔ اس کا بازو پکڑ کے اسے آگے جانے سے روکا۔ عائی شہ کیا ہوا؟ اس کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔ عائی شہ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

اسی پل عریشان نے بھی اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ آنکھوں سے موتی جھلکنے کو بے تاب تھے۔ اب سچ میں عریشان کو اس کی فکر ہونے لگی۔ پلیزیار کچھ بتاؤ تو سہی کہ

ہوا کیا ہے۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔ سامنے والا وجود جیسے کچھ بھی نہ بولنے کی قسم کھا چکا تھا۔

آخر کار چپ کار وزہ ٹوٹا۔ کچھ نہیں ہوا۔ وہ بغیر اسے دیکھے مخاطب ہوئی۔ اپنا بازو اس کی گرفت سے چھوڑواتی آگے بڑھ گئی۔
عرشمان نے فکر مندی سے اس کی پشت کو دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE

آئی زل خاموشی سے کلاس میں آکر بیٹھ چکی تھی۔ اب بس وہ یہی دعا کر رہی تھی کہ سر اسے کچھ نہ کہے۔

سامنے سے آتی عائی شہ کو دیکھ اس نے ساری سوچوں کو جھٹکا۔
السلام علیکم عائی شہ! کیسی ہو؟ آئی زل نے چہکتے ہوئے پوچھا۔ وہ کب سے اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

وعلیکم السلام! ٹھیک ہوں۔ تم سناؤ کیسی گزر رہی ہے شادی شدہ لائی ف۔
اُس کے لہجے میں موجود ادا اسی کو وہ نوٹ کر چکی تھی۔

میری لائف تو اچھی گزر رہی ہے۔ تم بتاؤ اتنا سٹیڈ فیس کیوں بنایا ہوا ہے۔
 ویٹ کہی تمہاری سٹیپ مدر نے تو کچھ نہیں کہا۔ یا تمہاری اُس چڑیل بہن نے۔ ضرور
 انہی نے کچھ کہا ہوگا۔

عائی شہ اسے بہت پہلے سے اُن کے بارے میں سب بتا چکی تھی۔
 چلو شہا باش بتاؤ ہوا کیا ہے۔ آئی زل اسے پچھارتی ہوئی می بولی۔
 عائی شہ نے کچھ دن پہلے ہوا سا واقعہ اس کے گوش گزار کیا۔



سحرش جو کب سے اپنی پرسنل کار کی ڈیمانڈ کر رہی تھی۔ جسے اشفاق صاحب یہ کہہ کر
 انکار کر چکے تھے کہ ابھی اس کی عمر اس سب کے لیے چھوٹی ہے۔ جیسے ہی وہ یونی میں
 جائے گی وہ پکا سے اس کی پسند کی کار دلوائیں گے۔

پر سحرش کے دماغ میں کوئی می بات نہ پڑی۔ اُسے تو اپنی بات رد کیے جانے پر بے حد
 غصہ تھا۔ اسے یہی محسوس ہوا وہ صرف پیسوں کی وجہ سے یہ کر رہے تھے۔ جو وہ اس پر
 لگانا نہیں چاہتے تھے۔

یہ اس کے دماغ کا فتور تھا کہ یہ سب کچھ عائی شہ کی وجہ سے ہو رہا تھا۔ اسی نے اشفاق صاحب کو بھڑکایا ہوگا۔

پر ایسا کچھ نہیں تھا۔ عائی شہ نے کبھی انہیں اس کے خلاف کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

یہ بات جلتی پر تیل کا کام کر گئی۔ جب عائی شہ نے اپنی شاپنگ کے لیے پیسے مانگے تو اشفاق صاحب اُسے اپنا کارڈ دے چکے تھے۔

سعدیہ بیگم اس کے دل میں عائی شہ کے خلاف اچھی خاصی نفرت ڈال چکی تھی۔

عائی شہ کو سیرٹھیوں کی طرف بڑھتا دیکھ وہ بھی اس کے پیچھے بھاگی۔

عائی شہ! یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ پاپا کو میرے خلاف کر کے۔ وہ اس کے برابر آتی ہوئی بولی۔

عائی شہ رُک کر اس کی طرف مڑی۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کیا اور نہ ہی یہ میری عادت ہے۔ کہ پیٹھ پیچھے وار کرتی پھروں۔ یہ تم ماں، بیٹی کی عادت ہے۔

ہاؤ ڈی ریو! تمہاری ہمت کیسے ہی یہ بات کرنے کی۔ اس نے غصے میں عائی شہ کو دھکیلنا چاہا۔ عائی شہ اس کا ارادہ سمجھ چکی تھی اپنی طرف بڑھتے اس کے ہاتھ کو بروقت

جھٹک گئی۔ جس کے نتیجے میں سحرش اپنا توازن برقرار نہ رکھ پائی اور آخری تین سیڑھیوں سے نیچے گری۔

اس نے چیخ کر پورا گھر سر پر اٹھا لیا۔ اس کے چیخنے کی آواز سن کر اشفاق اور سعدیہ بیگم بھی وہی پہنچ گئے۔ اس کے ہاتھ سے نکلتے خون کو دیکھ کر سعدیہ بیگم واویلا مچا چکی تھی۔

کس نے کیا یہ؟ وہ روتی ہوئی بولی۔

ماما اس عائی شہ نے مجھے دھکا دیا ہے۔ میں نے اسے کچھ بھی تو نہیں کہا تھا۔ وہ زور شور سے روتی ہوئی بولی۔

اشفاق صاحب نے بے یقین نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

پاپایہ جھوٹ بول رہی ہے میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔

پاپایہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اسی نے مجھے دھکا دیا ہے سحرش بھی فوراً بولی۔ پاپا اس سے

پوچھیے کیا میں اس کی وجہ سے نہیں گری۔ وہ مگر مجھ کے آنسو بہاتی ہوئی بولی۔

اب آپ آرام سے کھڑے ہیں اس کا کچھ کہتے کیوں نہیں۔ اس کی جو مرضی ہوتی ہے

یہ وہی کرتی ہے۔ اب یہ میری بیٹی کی جان کی بھی دشمن ہو گئی ہے۔

مجھے سچ جانا ہے عائی شہ۔ کیا یہ تمہاری وجہ سے گری ہے۔

پاپا میں آپ کو پوری بات بتاتی ہوں۔ عائی شہ نے تمام حقیقت ان کے گوش گزار کرنی چاہی۔

میں یہ پوچھ رہا ہوں یہ تمہاری وجہ سے گری ہے۔ ہاں یا نہ۔ وہ دھاڑتے ہوئے بولے۔
جی! وہ سر جھکا کر بولی۔ پاپا پر میں نے یہ جان بوجھ کر نہیں کیا۔

بس خاموش! ایسی اُمید مجھے تم سے بالکل بھی نہ تھی۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تم اس حد تک گر چکی ہو۔ تمہاری ہر بات ہر شکایت میں یہ کہہ کر اگنور کرتا رہا کہ بچی ہے۔ سدھر جائے گی۔ پر آج مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آ رہی ہے کہ تم میری بیٹی ہو۔

میرا ریمانہ کی بیٹی اتنی خود غرض نہیں ہو سکتی۔ اس بات کے لیے میں کبھی تمہیں معاف نہیں کروں گا۔ ہر بار تمہیں سحرش پر ترجیح دی۔ پر تم نے کیا صلہ دیا۔ صحیح کہتی ہے سعد یہ تم واقعی ہی بے حد بد تمیز ہو چکی ہو۔

وہ بغیر اس کی ڈبڈبائی آنکھوں میں دیکھتے سحرش کو سہارا دیتے کمرے میں لے گئے۔

وہ اکیلی رہ گئی تھی۔ اور شاید زندگی کی دوڑ میں بھی۔ ایک باپ کا ساتھ تھا وہ بھی شاید اب نہ رہے۔

عائی شہ کی منہ سے تمام باتیں سُن کر اسے افسوس ہوام کہ اس کی خود کی بہن ہی اس کے خلاف تھی۔

آئی زل کو بے ساختہ اس سے ہمدردی ہوئی اور اُس کی بہن پر غصہ آیا۔ جو عائی شہ کو نچا دکھانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتی۔

آئی زل پاپا مجھ سے بہت ناراض ہیں وہ تو میری طرف دیکھ بھی نہیں رہے۔ پچھلے ایک ہفتے سے انہوں نے میری طرف دیکھا بھی نہیں۔

تم ہی بتاؤ ایسا کیا کروں کہ سب ٹھیک ہو جائے۔

میری زندگی میں اُن کے علاوہ تو کوئی رشتہ ہے ہی نہیں۔ میں انہیں کھونا نہیں

چاہتی۔

تو ہی بتا میں کیا کروں۔

تو ایسا کیوں کہہ رہی ہے کہ تیرا کوئی نہیں ہے میں ہوں نا تیرے ساتھ۔ وہ اسے

ساتھ لگاتی ہوئی بولی۔

ہمم! اس نے محض ہنکار بھرا۔
 کلاس میں سر کو داخل ہوتا دیکھ دو نونوں سیدھی ہو کر بیٹھی۔

دو گھنٹوں کے بعد انکی فلائی بیٹ تھی۔ انہوں نے بائے ای ٹی رجانا زیادہ بہتر سمجھا۔
 نمبرہ بیگم اور حیدر صاحب سے مل کر وہ ای ٹی رپورٹ کے لیے روانہ ہوئے۔
 نمبرہ بیگم اسے ماڑو کا خیال رکھنے کی ڈھیروں ہدایت دے چکی تھی۔
 آرش تو جل ہی گیا تھا اسے زیادہ امپورٹنس ملتا دیکھ۔

ماڑو بے حد اہسائی بیٹڈ تھی وہ پہلی بار بائے ای ٹی ر سفر کر رہی تھی۔ اس نے پہلے ہی
 سوچ لیا تھا کہ وہ ہر پل کو انجوائے کریں گی۔ کیا پتہ قسمت دوبارہ موقع دے نہ دے۔
 اور کیا پتہ اس کا اور آرش کا ساتھ کتنے وقت کا تھا۔ وہ اپنی طرف سے تو پوری کوشش کر
 رہی تھی اس کی زندگی میں جگہ بنانے کی۔ وہ اس کی زندگی میں تو زبردستی شامل ہو سکتی
 تھی پر اس کے دل میں نہیں۔

وہ یہ سوچ کر افسردہ ہو گئی کہ اس کی زندگی میں آج بھی الوینا ہے اور وہ خود کہی بھی نہ تھی۔

آرش اس کے چہرے پر بچوں جیسی خوشی نوٹ کر رہا تھا۔ جو پلین میں بیٹھنے سے آئی تھی۔

اس کے خوش دیکھ جانے سے کیوں اتنا سکون مل رہا تھا۔

ایسی رپورٹ سے نکل کر وہ باہر آئے تھے جہاں ایک آدمی پہلے ہی انکا انتظار کر رہا تھا۔ آرش نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔

اس کا ہاتھ تھام کر وہ ڈرائی یور کی طرف بڑھ گیا۔ کار میں بیٹھتے ہی ماڑو تو نیند کی وادیوں میں اتر چکی تھی۔ گاڑی ہوٹل کی طرف روانہ تھی جہاں پہلے سے ہی انکی بلنگ کروائی جا چکی تھی۔

ماڑو کا سر ڈھلک کر اس کے کندھے پر آچکا تھا۔ آرش نے غور سے اس کے چہرے کی طرف دیکھا جہاں سوتے ہوئے بے تحاشہ معصومیت تھی۔ اور جاگتے ہوئے وہ اس کی ناک میں دم کیے رہتی۔

کاش تم میری زندگی میں الوینا سے کی گئی کمیٹمنٹ سے پہلے آتی تو سچویشن آج کتنی الگ ہوتی۔ میں تمہاری زندگی میں موجود ہر محرومی کو دور کر دیتا۔

تم شاید یہ بات نہیں جانتی کہ میرا دل تمہاری خواہش کرنے لگا ہے۔ تمہارا ساتھ مانگنے لگا ہے۔ پر میں کبھی اُس کی سنتا ہی نہیں ہوں۔ تم سے لڑنا تمہیں باتیں سنانا تو ایک بہانا ہے تاکہ تم خود مجھ سے دور ہو جاؤ۔

میں سمجھتا تھا کہ مجھے کبھی محبت نہیں ہو سکتی۔ دیکھو ہو گئی نا تم سے محبت۔ کتنی عجیب بات ہے نا کہ اپنی بیوی سے محبت کے باوجود میں اظہار نہیں کر سکتا۔ کبھی کبھی دل کرتا ہے خود غرض ہو جاؤ اور صرف اپنے بارے میں سوچ کر تم سے ہر بات شیئی کر جاؤ۔ پر دوسرے ہی پل الوینا کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آتا ہے تو سوچتا ہوں وہ کتنا یقین کرتی ہے مجھ پر۔ کتنے سالوں سے میرا انتظار کر رہی ہے۔

میں جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ غلط کر رہا ہوں۔ پر یہ بات بھی جانتا ہوں۔ کہ اگر میں اپنی بات سے ایک آنچ بھی ہٹا تو الوینا خود کو نقصان پہنچالے گی۔ میں کیسے کسی کی زندگی چھیننے کا مرتکب ہو سکتا ہوں۔

اپنے کندھے پر موجود اُس کے سر کو دیکھا تھا اس کی پیشانی پر اپنی محبت کی پہلی نشانی چھوڑی تھی۔ پر وہ اس بات سے بے خبر تھی۔ اگر وہ ہوش میں ہوتی ضرور اس کی پیش قدمی پر حیران ہوتی۔

ساری سوچوں کو ذہن سے جھٹک کر اس کے سر کے ساتھ سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

عشر شمان کب سے عائی شہ کے بارے میں سوچ سوچ کر پریشان تھا۔ یونی سے واپس آ کر بھی اس کا دماغ وہی اٹکا تھا۔

کچھ سوچ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے آئی زل سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب سے عائی شہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تھے اسے سکون نہیں مل رہا تھا۔

جب تک ساری حقیقت نہ جان لیتا اسے چین نہیں ملتا تھا۔

آئی زل کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر اس نے دروازہ بجایا۔

آجائی پی۔ اندر سے آئی زل کی آواز آئی۔ اس نے گہرا سانس لیکر اندر کی طرف قدم بڑھائے۔ دروازہ وہ کھول چکا تھا۔ تاکہ وہ کوئی می جھجک محسوس نہ کرے۔

آئی زل اسے دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

بھابھی آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ وہ اسے دیکھتا ہوا بولا۔

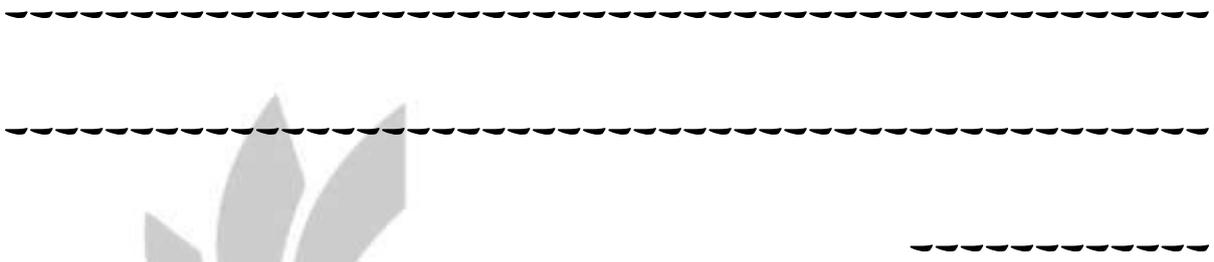
آئی زل نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

بھابھی! وہ۔۔ مجھے۔ وہ کچھ ہچکچا رہا تھا۔

وہ مجھے آپ سے عائی شہ کے بارے میں پوچھنا تھا وہ آج کچھ پریشان تھی یونی میں۔
 آپ کو تو پتہ ہی ہو گا۔ آپ اُس کی بیسٹ فرینڈ جو ہیں۔
 آپ کو کیوں جانتا ہے۔ آئی زل نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔ وہ کیوں عائی شہ کی
 ذات میں انٹرسٹ لے رہا تھا۔
 وہ گہرا سانس بھر کر بولا۔ دیکھئی بے بھابھی! مجھے گھما پھرا کر بات کرنی نہیں آتی۔ میں
 سیدھے طریقے سے بات کروں گا۔
 میں اُسے پسند کرتا ہوں۔ اُسے اپنی زندگی میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔
 سچ میں! وہ خوشی سے چلائی۔ اگرا ایسا ہو جاتا تو کتنا اچھا تھا۔ وہ ہمیشہ کے لیے یہی آجاتی
 اس کے پاس۔
 آپ سچ میں سرریس ہیں۔ وہ ایک دفعہ پھر تصدیق کرتی ہوئی بولی۔
 جی بھابھی بالکل! اب آپ بتائے گی کہ وہ صبح روکیوں رہی تھی۔
 آئی زل گہرا سانس بھرتی سارا واقعہ اس کے گوش گزار کر گئی۔
 اُس کے رویے سے کبھی لگا ہی نہیں کہ وہ ایسے حالات سے گزر رہی ہے۔ وہ سنجیدگی
 سے بولا۔

ہمم ! وہ یہ بات شئی رہی نہیں کرتی کسی سے۔ اپنی ہر پر اہلم خود ہی سولو کر لیتی ہے۔
پر صبح نا جانے کیوں وہ اس قدر ڈپر یس تھی۔

میں چاہتی ہوں اب وہ خوش رہے۔ اُس کی زندگی سے ہر پریشانی دور ہو جائے۔
آپ فکر مت کریں میں اُسے کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ ہمیشہ اُس کا ساتھ دوں گا۔



ان کی گاڑی ایک جھٹکے سے ایک شاندار سے ہوٹل کے سامنے روکی۔ آرش نے نظریں
اٹھا کر دیکھا۔ ان کی منزل آچکی تھی۔

آرش گاڑی سے نکل کر دوسری طرف آیا۔ کار کا دروازہ کھول کر اسے کندھوں سے
ہلایا۔

ماڑو! اٹھو ہم پہنچ گئے۔

اِس نے مندھی مندھی آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔

شاباش آ جاؤ باہر ہم پہنچ گئے۔ وہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہوا بولا۔

وہ بغیر سوچے سمجھے اس کا ہاتھ تھام چکی تھی۔ اس کی نیند سے کھلتی بند آنکھوں کو دیکھ کر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ نیند میں تھی۔

آرش نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے باہر نکالا۔ اس کے کندھے کے گرد بازو پھیلا کر اسے اپنے ساتھ لگا جا چکا تھا۔ اسے ڈر تھا کہ وہ گر ہی نہ جائے۔

آرش اسے تھام کر اندر بڑھ چکا تھا۔ ریسپشن سے چابی لیکر وہ اپنے روم کی طرف بڑھا۔

روم اچھا خاصہ بڑا تھا۔ اسے احتیاط کے ساتھ بیڈ پر لیٹا کر وہ اچھے سے اُس پر کنبل اوڑھا چکا تھا۔

یہاں سے ان کی زندگی کے سفر کی نئی شروعات ہونے والی تھی۔

بھرپور نیند پوری کر کے اس نے ایک آنکڑائی ی لی۔ نظر سامنے بیٹھے آرش پر پڑی تو فوراً ہاتھ نیچے کیے۔ وہ اسی کی طرف متوجہ تھا۔ فوراً اپنی پوزیشن کا احساس ہوتے ہی سائیڈ پر پڑا ڈوپٹہ اٹھایا۔

چاروں اور نظر دوڑائی تو اسے اندازہ ہوا وہ گھر نہیں ہیں۔ وہ ایکسائیٹیڈ سی اٹھ کر اس کے قریب آئی۔

ہم پہنچ گئے۔ آپ نے مجھے جگایا کیوں نہیں۔ چلیں نہ باہر چلتے ہیں۔ اس نے پُر امید نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

جانے کیوں اس کے چہرے کی چمک دیکھ کر آرش کو انکار کرنا اچھا نہ لگا۔ چلتے ہیں پہلے چینیج تو کر لو۔

میں ابھی فریش ہو کر آتی ہوں۔ وہ فوراً بیگ سے کپڑے نکالے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

وہ فریش فریش سی باہر آئی۔ چہرے پر چمکتے پانی کے ننھے ننھے قطرے اس کی دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے۔

آرش جس نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اپنے دل کا راز کبھی اسے پتہ نہیں لگنے دے گا۔ اُسے یہ سب نہایت مشکل لگ رہا تھا۔

اکثر اُس سے فرار کی خاطر وہ لیٹ آفس سے آتا تھا۔ پر یہاں تو وہ دونوں تنہا تھے۔ اسے سمجھ نہ آیا کہ کیسے اُس سے اور اپنے جذبوں سے چھٹکارا پائے۔

چلیں وہ فریش ہو کر اس کے قریب آئی۔

پاگل ہوگئی ہو۔ جانتی بھی ہو کتنی سردی ہے باہر آکر جاؤ گی۔

جاؤ جا کر جیکٹ اور شوز پہنو۔ پھر چلیں گے۔

پر مجھے سردی نہیں لگ رہی۔ وہ منمناتے ہوئے بولی۔

بیوقوف لڑکی یہاں پر ہیٹراون ہے۔ پر باہر شدید سردی ہے۔ اسے ڈھیٹوں کی طرح

کھڑا دیکھ کر وہ خود ہی اس کے بیگ سے جیکٹ نکال لایا۔ اب پہنو گی کہ یہ کام بھی میں

ہی انجام دوں۔

اس کے ہاتھ سے جیکٹ لیکر وہ خود پہننے لگی۔ اس کا خود کی فکر کرنا ایک نئے احساس

سے روشناس کروا گیا۔

اچھی طرح تسلی کر لینے کے بعد وہ اس کا ہاتھ تھام کر باہر لے آیا۔

وہ پہلے اسے لیکر مال روڈ گیا۔ اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے اپنی گرفت میں قید کر رکھا

تھا۔ ماڑو کے لیے یہ کسی خواب سے کم نہیں تھا کہ وہ پیل پیل اس کی اتنی کیٹی رک رہا

تھا۔

ہمسفر جب من چاہا ہو تو ہر سفر یادگار بن جاتا ہے۔

مما جب میں نے ایک دفعہ انکار کر دیا تو آپ بار بار کیوں انسٹ کر رہی ہیں۔ آپ جو بھی کر لیں میری نہ ہاں میں کبھی نہیں بدلے گی۔

تم اتنی ڈھیٹ کیوں ہو۔ تمہیں ایک بات سمجھ کیوں نہیں آتی۔ یہ تمہارے پاپا کا فیصلہ ہے وہ بھی یہی چاہتے ہیں۔

اب تم اپنی ضد چھوڑو۔ وہ جھنجھلاتی ہوئی بولی۔
 نہیں ماما میں شادی کروں گی تو صرف شازم سے۔ یہ میرا بھی آخری کا فیصلہ ہے۔
 عالیہ تم باز کیوں نہیں آتی۔ تم اچھے سے جانتی ہو کہ شازم کی شادی ہو چکی ہے۔ تم کیوں اُس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اُس کے پیچھے اپنی زندگی کیوں برباد کر رہی ہو۔
 جو بھی کہہ لیں شازم صرف اور صرف میرا ہے۔ اور یہ سب میرے دل میں ڈالنے والے کون ہیں۔

آپ اور خالہ۔ اور اب جب میں دل و جان سے اس رشتے کو مان رہی ہوں۔ تو کیا کیا آپ لوگوں نے مجھے دھوکا دے دیا۔

خالہ جانی کو تو میں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔ اگر وہ چاہتی تو شازم کو اس رشتے پر راضی کر سکتی تھی۔ پر انہوں نے کیا کیا۔ جہاں اُنکے بیٹے نے کہا فوراً چل پڑی۔ ایک بار بھی یہ نہیں سوچا کہ کتنے سالوں سے مجھے اس بات کا یقین دلارہی ہیں کہ ان کے گھر میں شازم کی بیوی بن کر میں ہی جاؤں گی۔ پر کیا کیا انہوں نے میرے جذبات کی ذرا بھی قدر نہیں کی۔

کیا تم ان سب باتوں کا پیچھا چھوڑ سکتی ہو۔ موواون کرنا سیکھو۔ اب چھوڑو شازم کا پیچھا اور جہاں تمہارے پاپا نے کہا ہے وہ رشتہ اچھا ہے۔ لڑکا بھی سیٹلڈ ہے۔ تمہیں خوش رکھے گا۔

NEW ERA MAGAZINE
www.AfsanaArtsBooksPoetryIntelligence.com

بالکل بھی نہیں ماما۔ کیا نام ہے اس کی بیوی کا۔ وہ سوچنے کی اداکاری کرتی ہوئی بولی۔

ہاں۔ آئی زل۔

اُس لڑکی نے مجھ سے خوشیاں چھیننی ہے۔ خوش تو میں اسے بھی رہنے نہیں دوں گی۔ وہ چہرے پر سفاکیت لاتی ہوئی بولی۔

ناراض ہو۔ وہ اُسے دیکھتا ہوا بولا جو دوسری طرف منہ کیے بیٹھی تھی۔
یار میری طرف تو دیکھو۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔ جو اُس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہی
تھی۔

آپ مجھے اگنور کر رہے ہیں۔ وہ بھرپور خفی سے بولی۔
اس کا شکوہ سن کر شازم کا منہ کھلا تھا۔ آزو! یار میں تمہیں اگنور کر سکتا ہوں۔
یار بیزی تھا۔ سچ میں ایک ایمپورٹنٹ پراجیکٹ تھا اُسے ہی کمپلیٹ کر رہا تھا۔ سچ میں
تمہیں اگنور بالکل بھی نہیں کر رہا تھا۔
شازم پچھلے تین دنوں سے بے حد بیزی تھا۔ صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی نکل جاتا اور
واپسی رات لیٹ نائیٹ ہوتی۔ ان دنوں وہ یونی بھی عریشان کے ساتھ جا رہی تھی۔
آج جب وہ گھر آیا تو وہ سوئی بالکل نہیں تھی۔ بلکہ جاگ کر اُس کا انتظار کر رہی تھی۔
آخر ناراضگی بھی جتانی تھی۔

یار پر نسزاد ہر دیکھو نامیری طرف پھر ہی کچھ سمجھا پاؤں گا۔ وہ جھنجھلاتے ہوئے بولا۔
کندھوں سے تھام کر اُس کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔ چلو اب بتاؤ کیا شکایت ہے اپنے اس
معصوم شوہر سے۔ وہ شرارتی انداز میں بولا۔
معصوم تو آپ بالکل بھی نہیں ہیں۔ پھولے ہوئے منہ کو مزید پھولا کر بولیے۔

اچھا جانم اب معاف کر دو۔ میری توبہ ہے جو دوبارہ ایسا ہو۔ چلو اب ذرا سے مسکرا ہی دو۔ وہ اسے پچکارتے ہوئے بولی۔

آئی زل کو اس کے انداز پر ہنسی سی آئی ی تھی جو بالکل بچوں کی طرح اسے ٹریٹ کر رہا تھا۔

اس کے گرد ہاتھ پھیلاتے وہ اسے قریب کرتا ہوا بولا۔

اس بات کا اندازہ تم خود بھی نہیں لگا سکتی کہ تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ کتنی ضروری ہو تم میرے لیے۔ تمہیں جانے کب سے دعاؤں میں مانگ رہا ہوں۔

کیا تمہیں لگتا ہے کہ قدرت کے اس انعام کی بے قدری کر سکتا ہوں۔ وہ سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا بولا۔

ذرا سا جھک کر اس کے ماتھے شدت بھرالمس چھوڑا۔ بے حد ضروری ہو تم مجھے۔ وہ اُس کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

اس کے اچانک پیش قدمی پر وہ آنکھیں بند کر گئی۔ شازم نے ذرا سا پیچھے ہٹ کر اس کے چہرے کو غور سے دیکھا۔

آنکھیں بند کیے وہ گھبرائی ی گھبرائی ی سی اس کے سامنے تھے۔

کبھی سوچنا بھی مت کہ میں تمہیں اگنور کر سکتا ہوں۔ وہ اس کے گالوں کو چومتا ہوا
 بولا۔

آئی زل نے اسے پیچھے ہٹانا چاہا لیکن اُس کا کوئی ارادہ نہ تھا۔
 مائی یو لو! وہ اس کے کان میں محبت بھری سرگوشیاں کرتا اُسے شرمانے پر مجبور کر گیا۔
 لمحہ لمحہ گزرتی رات میں وہ اسے اپنی محبت بھری گرفت میں قید کر گیا۔



وہ بیل کی آواز پر فون کی طرف متوجہ ہوئی۔ اس نے سکریں کی طرف دیکھا جہاں
 الوینا کالنگ لکھا آ رہا تھا۔

اپنے ازلی دشمن کی کال دیکھ کر اسے شدید غصہ آیا۔
 یہ چڑیل کس خوشی میں کال کر رہی ہے۔ اسے کبھی عقل نہیں آتی۔ وہ منہ ہی منہ میں
 بڑبڑائی۔

ایک نظر واش روم کے بند دروازے کو دیکھا اور موبائی ل اٹھا کر کمرے میں موجود
 بالکنی کی طرف بڑھ گئی۔

کال پک کرتے ہی وہ تڑخ کر بولی۔

جی فرمائی ہے۔

آرش کے موبائی ل پر اس لڑکی کی آواز میلوں دور بیٹھی الوینا کونا گوار گزری۔

آرش کو موبائی ل دو۔ وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

انہوں نے ہی مجھے دیا ہے تاکہ تم سے ان کی جان چھوڑا سکوں۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ چوہیا تمہیں کوئی ی اور کام نہیں ہے۔ جب دیکھو میرے ہز بینڈ

کو تنگ کرتی ہو۔

وہی کہی کی۔ خود کو تو کوئی ی کام نہیں ہے۔ دوسروں کو بھی اپنے جیسا سمجھ لیا ہے۔

ویسے تم ایک کام کیوں نہیں کرتی۔ اپنی لیے وہی سے کوئی ی بندر دیکھو اور شادی کرو

اور ہماری جان چھوڑو۔ وہ اسے مشورہ دیتی ہوئی ی بولی۔

ماڑو! یہ کس سے باتیں کر رہی ہو۔ پیچھے سے آرش کی آواز گونجی۔ ماڑو کا سانس حلق

میں ہی اٹک گیا۔

وہ مجھے کال کرنی تھی گھر والوں کو انفارم کرنا تھا۔ پر کال ملی نہیں۔ وہ موبائی ل اس کی

طرف بڑھاتی ہوئی ی بولی۔

آرش نے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔ اور اس کے ہاتھ سے جھپٹنے والے انداز میں اس سے موبائل کھینچا۔

کیا کر رہی تھی تم؟ اور کال تم کسی کو کر رہی تھی میں نے تمہیں بات کرتے ہوئے سنا ہے۔ پھر اس جھوٹ کی وجہ۔

کون تھا کال پر؟ اس نے سوالیہ نظر سامنے کھڑے وجود پر گاڑھی۔

ماڑونے شکر کا سانس لیا یعنی اس نے کچھ نہیں سنا تھا۔

تم میری جاسوسی کرتی ہو موبائل کس خوشی میں اٹھایا۔ ابھی میں نے تمہیں اتنی

اہمیت نہیں دی کہ تم پوچھے بغیر میری پرنٹس میں گھس سکو۔

وہ اسے اچھی خاصی سنا تاروم کی جانب بڑھ گیا۔

ماڑونے ادا سی سے اس کی پیٹھ دیکھی۔ یہ بندہ جو کبھی سُدھر جائے۔

پتچ پتچ! بڑا فسوس ہوا مس عائی شہ بڑا اچھلتی تھی تم۔ میرے حق پر ڈاکہ ڈال کر بیٹھی

تھی۔ بہت اچھا کیا تمہارے ساتھ۔ تمہیں تمہاری اوقات یاد دلا دی۔

بچپن سے تم پاپا کی نظروں میں قابل تعریف رہی ہو۔ ہمیشہ پاپا نے تمہیں مجھ سے زیادہ دیا ہے۔

اور تم بھی ہمیشہ انہیں میرے خلاف کرتی آئی ہو۔

صحیح کہتی ہیں ماما! کہ تم محبت کے قابل ہی نہیں ہو۔

تم ہمیشہ مجھ سے جلتی آئی ہو۔ حسد کرتی ہو تم مجھ سے۔ تمہیں سبق سکھانا بہت

ضروری ہو گیا تھا۔ ہر اُس نا انصافی کے لیے جو میرے حصے آئی ہے۔

میں نے سوچ لیا تھا کہ تمہیں پاپا کی نظر سے گرا کر رہوں گی۔

اور کچھ لو اب حالات تمہارے سامنے ہیں۔ کیسا لگا میرا گفٹ میری پیاری سی آپنی۔

عائشہ گہرا سانس بھرتی ہوئی گی گویا ہوئی گی۔

میں نے کبھی تمہیں سوتیلا نہیں سمجھا۔ اور نہ ہی تمہاری خوشیوں پر حسد کیا ہے۔ پر تم

میری بات نہیں سمجھو گی۔ کیونکہ تمہارے دماغ کو اس حد تک جھکڑا جا چکا ہے۔ کہ تم

خود سے کچھ نہیں سوچتی۔ بلکہ تم کھپتلی ہو تم وہ کرتی ہو جو تم سے کروایا جاتا ہے۔

کبھی خود کا دماغ استعمال کر کے سوچنا کہ تم کس طرف جا رہی ہو۔ کیا تم صحیح کر رہی ہو۔

وہ اسے سوالوں میں گرا چھوڑ کر وہاں سے ہٹ گئی۔



مارب & آرش اسپیشل

وہ فوراً ہی اس کے پیچھے آئی تھی اتنی چھوٹی سی بات پر اتنا اویلا کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

آرش! وہ اُسے دیکھ کر مخاطب ہوئی۔ جو کال پر اُس الوینا میڈم کو ہی کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

کیا آپ سے دو منٹ بات ہو سکتی ہے؟

آرش فون کان سے لگائے ہی اس کی طرف متوجہ ہوا۔

یہ کوئی اتنی بڑی بات تو بالکل بھی نہیں تھی کہ آپ ایسا رویہ اختیار کرتے۔

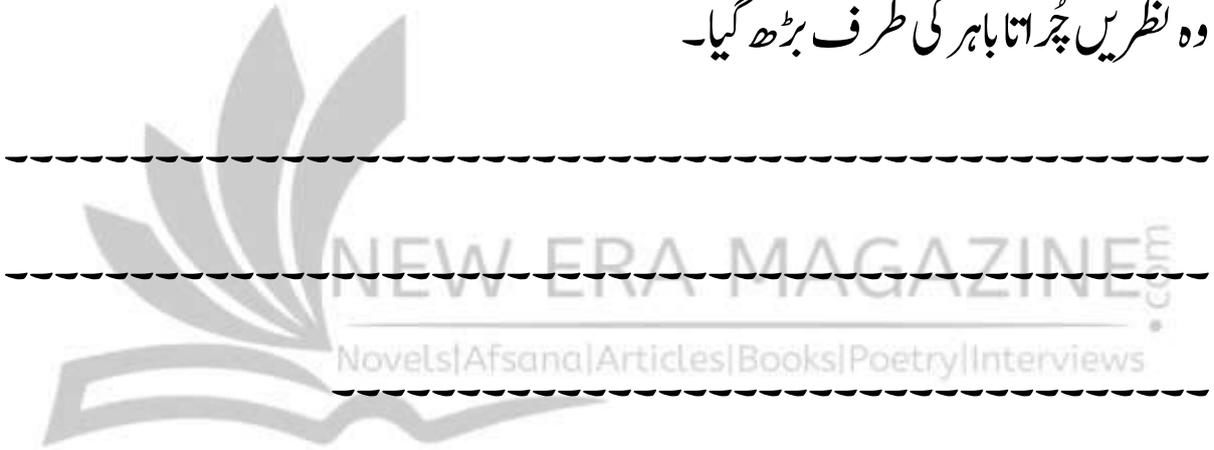
وہ کال بند کرتا اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تم نے کیا کہا ہے الوینا سے؟ وہ کتنی پریشان

تھی۔ وہ اس کی بات اگنور کرتا اپنی ہی سنانے لگا۔

میں آپ سے کچھ اور پوچھ رہی ہوں اور آپ بات کدھر لے جا رہے ہیں۔

تم پہلے میری بات کا جواب دو۔ تم شاید اپنے کی بات سے پھر رہی ہو۔ اپنی بات پر
قائم رہنا سیکھو۔

نہ ہی تمہاری میری زندگی میں کوئی اہمیت ہے نہ ہی کبھی ہوگی۔ انڈر سٹینڈ۔
ماڑنے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا جو اسے پل میں دو کوڑی کا کر گیا تھا۔ کہنے کو
کچھ تھا ہی نہ جب وہ خود ہی کہہ گیا تھا کہ اُس کی زندگی میں کوئی ویلیو نہیں۔
وہ نظریں چراتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔



وہ کب سے کھڑا تھوڑی دیر پہلے اپنے ماڑ سے برتے جانے والے رویے کے بارے
میں سوچ رہا تھا۔

اب رہ رہ کر خود پہ غصہ آرہا تھا۔ اسے پورا یقین تھا کہ وہ منہ پھولا کر بیٹھی ہوگی۔ کچھ
سوچ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے سوچا تھا کہ اُسے باہر لے جائے گا۔ اس طرح اُس کا موڈ فریش ہو جائے گا۔
تیز تیز قدموں سے چلتا وہ پانچ منٹ میں ہوٹل کے باہر موجود تھا۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی وہ اسے سامنے صوفے پر بیٹھی ہی نظر آگئی۔ توقع کے عین مطابق وہ سنجیدہ سی بیٹھی تھی۔

ماڑو! تھوڑی دیر پہلے جو بھی ہوا اُس کے لیے سوری۔ وہ مزید کچھ کہتا جب اُس کی سنجیدہ سی آواز گونجی۔

اس میں تمہارا قصور نہیں ہے میری قسمت شروع سے خراب ہے۔ یہ تو ہمیشہ ہی ہوتا آیا ہے۔ میں کبھی کسی کی زندگی میں ایمپورٹنٹ ہو ہی نہیں سکتی۔

پر اب میں یہ چاہتی ہوں کہ کوئی می ہو جو مجھ سے محبت کرے۔ مجھے اہمیت دے۔

میری کیٹی ر کرے۔

وہ صوفے سے اٹھتی قدم قدم بڑھاتی اس کے نزدیک آئی۔

کیا تمہاری زندگی میں میرے لیے تھوڑی سی بھی جگہ نہیں۔ جانے کیوں آج وہ آریا پار کرنے کے موڈ میں تھی۔

آرش نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا جس کا لہجہ کچھ بدلہ بدلہ سا تھا۔

ماڑو کیا ہوا ہے؟ یہ تم کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہی ہو۔ آرش نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ

تھا منا چاہا۔

لیکن وہ فوراً ہی چپے ہوئی۔ مجھے کچھ نہیں سمجھنا بس میری بات کا جواب دو۔

تمہیں مجھ سے محبت کیوں نہیں ہوتی بیوی ہوں تمہاری۔ تمہاری محرم۔ کیوں بار بار میری تذلیل کرتے ہو۔ بس مجھے ہاں یا نہ میں جواب دو۔

رخساروں پر بہتے آنسوؤں کو وہ بار بار بے دردی سے صاف کر رہی تھی۔

آج جیسے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا وہ اور اب اس بے نام رشتے کو نہیں نبھاسکتی تھی۔ اب وہ بھی خود غرض ہو کر صرف خود کے بارے میں سوچنا چاہتی تھی۔

آپ کی چیزوں پر اور آپ پر میرا کوئی حق نہیں ہے آپ کی بیوی ہونے کے باوجود۔

پر اُس الوینا کا ضرور ہے۔ ایسا کیوں؟

کاش میں کبھی آپ سے ملی ہی نہ ہوتی۔ اور نہ ہی اس شادی کے لیے مانتی۔ اس بے نام رشتے نے بڑی تکلیف دی ہے سیدھا دل پہ وار کیا ہے۔

اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ تو گھائے کا سودا ہے۔ جس میں نقصان سراسر میرا ہوا۔ آپ کا بار بار مجھے اُس الوینا کے لیے ریجیکٹ کرنا مجھے تکلیف دیتا ہے۔

اب میں اس تکلیف سے نجات پانا چاہتی ہوں۔ اگر آپ کو میرا ساتھ نہیں چاہیے ابھی مجھے بتائیے تاکہ آسانی سے آپ کی زندگی سے نکل جاؤں۔ مجھے جواب دیں۔

بولیے۔

وہ مسلسل اسے جھنجھوڑ رہی تھی۔

آرش نے اپنے بازو پر موجود اس کا ہاتھ ہٹایا تھا۔ اور اس سے نظریں چراتا ہوا بولا۔
تم شروع سے ہی سب جانتی ہو۔ میں نے کوئی بات بھی تم سے نہیں چھپائی۔
تمہیں کوئی دھوکا نہیں دیا۔

تم نے خود ہی امیدیں پالی ہیں ورنہ میری طرف سے ایسا کچھ نہیں ہے۔ تم یہ سب
کیوں کہہ رہی ہو۔ میں نہیں جانتا اگر تمہیں پیسے چاہیے تو تم ویسے ہی بتاؤ۔ وہ اس کے
مان کو یقین کو پیروں تلے روندھ گیا تھا۔

وہ اسے ایک دفعہ پھر تنہا کر گیا تھا۔ ماڑو نے بہتی آنکھوں سے اُسے کمرے میں موجود
بالکنی کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

اسے اپنی بے بسی پر غصہ آیا تھا۔ کیوں خود کو اُس کے سامنے اتنا رزاں کر دیا؟ کیوں
اپنے دل کا بھید اس کے سامنے کھولا؟

آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑتی وہ کسی انتہائی فیصلے پر پہنچی۔

کمرے کا دروازہ کھول وہ باہر نکل گئی اور شاید اُس کی زندگی سے بھی۔

بالکنی میں آکر خود کو پُرسکون کرنا چاہا۔ اُسے باتیں سنا کر آگیا تھا پر اب اُسے سوچنے کا
چھوڑ کر دم گھٹ رہا تھا۔

بیل کی آواز پر وہ موبائل کی طرف متوجہ ہوا۔ سکریں پر شازم کا نام جگمگاتا دیکھ اس
نے فوراً کال پک کی۔

ہے برو کیا چل رہا ہے۔ شازم کی کھلکھلاتی آواز گونجی۔

پر دوسری طرف سے کوئی ری اسپونس نہ ہوتا دیکھ وہ حیران ہوا۔ اسے پورا یقین تھا کہ
وہ ہمیشہ کی طرح اسے سلام نہ کرنے پر ٹوٹے گا۔ پر دوسری طرف گہری خاموشی تھی۔

آرش کیا ہوا؟ کچھ تو بول۔ اب کہ وہ پریشانی سے بولا۔

شازم میں بہت بُرا ہوں۔ اسے تکلیف دی میں نے۔ کیسے بتاؤ اُسے کہ وہ کتنی ضروری
ہے میرے لیے۔ میں بار بار اُسے اذیت میں دھکیل دیتا ہوں۔

دل کرتا ہے کہ وقت کے پیچھے جا کر سب ٹھیک کر دوں۔ کسی بھی طرح الوینا کو اپنی
زندگی سے نکال دوں۔

اب تو نے کیا کیا ہے؟ شازم سنجیدگی سے بولا۔

میں نے اُسے خود سے بہت دور کر دیا۔

اس کی ساری بات سُن کر شازم کو اس پر بے تحاشہ غصہ آیا۔

چلو بھر پانی میں ڈوب کر مر جا بیو قوف انسان۔

شازم پلیز میں پہلے ہی پریشان ہوں۔

کیا پریشان ہیں؟ مجھے تجھ سے ایسی اُمید نہیں تھی۔ اگر وہ آگے بڑھ کر پہل کر رہی تھی تو کیوں نہیں تھا ما تو نے اُس کا ہاتھ۔

ابھی بھی وقت ہے بیو قوفی مت کر۔ یارا نہوں نے اتنی سی عمر میں اتنا کچھ دیکھا ہے اُن کا بھی حق ہے خوشیوں پر۔ تو کیوں بار بار الوینا کو بیچ میں لاتا ہے۔ یار تو کیوں نہیں سمجھتا یہ قسمت کا فیصلہ ہے۔ کہ اُس نے بالکل اجنبی لڑکی کو تیری زندگی میں شامل کر دیا وہ بھی تیرا محرم بنا کر۔ اور فقط دو مہینوں میں تیرے دل میں ان کے لیے محبت ڈال دی۔ تو اور الوینا کتنے سالوں سے ساتھ ہیں کیا کبھی تو نے اُس کے لیے ایسا محسوس کیا۔ ویسے بھی تو کبھی اُس لڑکی کو سمجھ ہی نہیں پایا۔ وہ بالکل بھی مخلص نہ تھی تیرے ساتھ۔ اُسے صرف اپنی خوشیاں عزیز ہیں۔

خیر تو یہ بات نہیں سمجھے گا۔ تجھے الوینا کی فکر ہے۔ چل تو ہی بتا کیا تو اُسے خوش رکھ پائے گا۔ بالکل بھی نہیں۔ جب تجھے اُس سے محبت ہی نہیں ہے۔

بتا اب خاموش کیوں ہیں؟

تو سہی کہہ رہا ہے میں واقعی اُسے خوش نہیں رکھ پاؤں گا۔ وہ بے بسی سے بولا تھا۔ اگر ایک بار ماڑو میری زندگی میں شامل ہو گئی پھر الوینا کے لیے کوئی جگہ نہیں بچے گی۔

ہاں تو کرنے جو تیرا دل چاہتا ہے۔ شازم کی آواز ایک دفعہ پھر گونجی۔
شکر یہ شازم تو واقعی سچا دوست ہے جس نے ہر دفعہ مجھے صحیح راہ دکھائی ہے۔
چل اب زیادہ ایمو شنل نہ کر۔ اور میری ایک بات سُن لے کہ میری بہن کی طرف سے اب کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیے۔ سمجھا۔

جو حکم جناب۔
وہ کال بند کرتا کمرے کی طرف بڑھا۔ اب وہ پُرسکون تھا۔ اب بس اُسے منانا تھا جو شدید ناراض تھی۔

کمرے میں آکر اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ اسے کمرے میں ناپا کر اس نے آواز دی کہ شاید واش روم میں نہ ہو۔
ماڑو! کدھر ہو؟

کوئی جواب ناپا کر اسے تشویش نے گھیرا۔

پورا کمرہ چیک کر چکا تھا پر وہ کہی نہ تھی۔ کمرے کا کھلا دروازہ دیکھ وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ باہر ہے۔

دروازہ دھکیلتا وہ باہر کی جانب بھاگا۔ وہ

سیڑھیاں پھلانگتا لوبی میں پہنچا تھا۔ چاروں اور نگاہ دوڑائی پر وہ اسے کہی نظر نہ آئی۔ اسے اب خود پر غصہ آرہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ماڑو ناراض ہو کر گئی ہے۔ اس سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے کہاں ڈھونڈے۔ ہوٹل سے باہر نکلتے ہی سردی کی شدید لہر اس کے جسم سے ٹکرائی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ جس سے سردی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

اسے ڈھونڈتے تقریباً دو گھنٹے سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا۔ ہوٹل سے قریب قریب تمام جگہیں وہ دیکھ چکا تھا جہاں اُس کے جانے کا امکان تھا۔

اگر وہ اسے نہ ملی یہ سوچ کہ ہی اس کی سانس بند ہوتی محسوس ہوئی۔ بس ایک بار واپس آ جاؤ تمہیں کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔

اسے کس قدر اُس سے محبت تھی اس بات کا اندازہ اسے اب ہو رہا تھا۔ اگر اُس کے ساتھ کچھ غلط ہو گیا پھر کیا ہوگا۔ نہیں بالکل نہیں۔ خود ہی اپنی سوچ کی نفی کی۔

اس نئی جگہ پر اُسے کہا تلاشیں اس کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی تھی۔

اس کے ذہن میں جھماکا ہوا کچھ سوچ کہ وہ کچھ فاصلے پر موجود پارک کی طرف بڑھا تھا۔ یہ آخری جگہ تھی جہاں اسے اُمید تھی کہ وہ موجود ہو سکتی تھی۔

پورے پارک میں ادھر ادھر دیکھتے وہ اسے سامنے بیچ پر بیٹھی نظر آئی۔ اسے سامنے دیکھ جلتی آنکھوں کو قرار سا آیا۔ دل بے ساختہ شکر کے لیے جھکا تھا۔

اسے ایک دفعہ پھر خود پر غصہ آیا تھا۔ جو صرف اس کی وجہ سے شدید سردی میں بغیر

جرسی، بغیر شال، بغیر کسی کوٹ کے بیٹھی۔ اب تورات کا اندھیرا بھی پھیل چکا تھا۔ اسے یہاں بیٹھے نا جانے کتنی دیر ہو چکی تھی۔

اُس کے قریب پہنچ کر اُسے پکارا تھا۔ ماؤ

ماؤ نے جھک کر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اُسے سامنے دیکھ کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

آرش نے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا جسے اُس نے جھٹک دیا۔

کیا لینے آئے ہیں جا ئیے یہاں سے۔ میری بے بسی کا تماشہ دیکھنے آئے ہیں۔ اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار اندھیرا چھا رہا تھا۔ لیکن وہ خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

وہ بے ہوش ہوتی کرنے کو تھی جب آرش نے آگے بڑھ کر اسے باہوں میں سمیٹا تھا۔
اس کا گال تھپتھپاتے اسے ہوش دلانے کی کوشش کی۔

ماڑو! کیا ہوا؟ آنکھیں کھولو یا۔ اسے آنکھیں نہ کھولتا دیکھ اس کے ہاتھ پاؤں پھولے
تھے۔ وہ اسے باہوں میں بھرتا ہوٹل کی جانب بھاگا۔

کال دی ڈاکٹر۔ وہ ریسپشن پر پہنچتا تقریباً چنچتا ہوا بولا۔

اسے لیے فوراً گمرے کی جانب بڑھا۔ اسے بیڈ پر لیٹا کے روم ہیٹراؤن کیا تھا۔ کمرے اچھے
سے اوڑا کر بے چینی سے ڈاکٹر کا انتظار کرنے لگا۔

پانچ منٹ بعد ڈاکٹر اندر آیا تھا۔ چیک کرنے کے بعد اسے دیکھ کر مخاطب ہوا۔

میں نے انجیکشن دے دیا ہے کچھ دیر تک ہوش آجائے گا نہیں کچھ کھلا کر میڈیسن

دے دیں۔

ڈاکٹر اسے ہوا کیا ہے؟ وہ پریشانی سے بولا۔

ایک تو انہیں بخار بے حد تیز ہے۔ دوسرا شاید انہوں نے صبح سے کچھ کھایا یا نہیں ہے۔

بی پی بے حد لو ہے۔ یاد سے انہیں میڈیسن دے دینا۔

وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آ کر بیٹھا۔ میری وجہ سے خود کو تکلیف دینے کی کیا

ضرورت تھی۔

آئی ی ایم سوری باربی گرل! میری وجہ سے ہوا ہے نہ یہ سب۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔ اب تمہیں خود سے دور نہیں جانے دوں گا۔ وہ اس کے ماتھے کو لبوں سے چھوتے ہوئے بولا۔

وہ غور سے اس کے ایک ایک نقش کو حفظ کر رہا تھا۔ اس کی بند آنکھوں کو انگلی کی پوروں سے چھوا تھا۔ اس کی یہ کالی جھیل سی آنکھیں اسے اپنی طرف کھینچتی تھی۔ ریسپشن پر کال کر کے اس کے لیے کچھ کھانے کے لیے منگوایا تھا۔ ماڑو! اس کا گل تھپتھا کر اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ اس نے ذرا سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر آنکھیں بند کر لی۔

خود آگے بڑھ کر کندھوں سے تھام اسے ساتھ لگایا تھا۔ جیسے تیسے کر کے اسے تھوڑا بہت کھلا کر زبردستی میڈیسن بھی کھلا دی۔ اسے لٹا کر خود بھی اس کے ساتھ دراز ہو گیا۔

ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔ اس کے چہرے کو دیکھا تھا جو بخار کی شدت سے سُرخ تھا۔ محبت سے اس کا گال چوما تھا۔ سوری فور ایوری تھنگ۔

اس کی آنکھوں پر لب رکھے تھے۔ ان آنکھوں سے مجھے عشق ہے۔ ایک بار پھر اس کے بالوں پر لب رکھتا اسے خود میں سمیٹ گیا۔

اسے باہوں میں بھرتا وہ پُرسکون سا آنکھیں موند گیا۔

سورج کی روشنی کھڑکی سے آتی اس کے چہرے پر پڑی وہ نیند میں کسمائی ی۔ دُکھتی آنکھوں کو زبردستی کھولا۔ کچھ دیر سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کی۔ سر گھوما کر بیڈ کی دوسری طرف دیکھا۔ جہاں وہ ستم گرا سے خود میں سمیٹے سکون کی نیند سو رہا تھا۔

جھماکے سے رات کی ساری باتیں یاد آئی ی۔ کبھی اس کی فکر کرتا تو کبھی اس کی کی ئی ر کرتا اسے حیران کر گیا۔ پر اب اسے کسی بھی ہمدردی کی ضرورت نہیں تھی۔ اپنے گرد لپیٹا اس کا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔ اور اٹھ کر فریش ہونے کی غرض سے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ سر گھوم رہا تھا بخار کے اثرات ابھی بھی موجود تھے پر وہ اپنے لیے ازلی ڈھیٹ واقع ہوئی ی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ فریش سی باہر آئی ی۔ ایک نظر بیڈ پر لیٹے وجود پر ڈالی تھی جو ابھی تک پر سکون سا محو استراحت تھا۔

اسے اتنا پُرسکون دیکھ کر ماڑو کے دل میں ہونک سی اُٹھی تھی۔ کیا واقعی اسے کوئی ی فرق نہیں پڑا تھا کہ ماڑو جیسے یا مرے۔

اگر آپ کو فرق نہیں پڑتا تو مجھے بھی نہیں پڑتا۔ میں خود کو آپ کے آگے اب اور ذلیل نہیں کرواؤں گی۔

اس کے دماغ میں اس وقت بہت سی باتیں چل رہی تھی۔
اب دیکھنا یہ تھا کہ ان کی زندگی اب انہیں کس طرف لے کر جائے گی۔

پتہ نہیں اُس کے دماغ میں ایسا کیا چل رہا تھا جو وہ اس رشتے کے حق میں رضامندی ظاہر کر گئی۔

سب بڑوں کی آمادگی کے ساتھ اس جمعہ کو ان کا نکاح تھا۔ اور باقاعدہ رخصتی ایک سال بعد ہونا طے پائی تھی۔

اس سب میں وہ نہ تو اس تھی اور نہ ہی خوش بلکہ وہ مطمئن سی تھی۔
شاید وہ یہ بات سمجھ چکی تھی کہ شازم اُس کے نصیب میں نہیں ہے۔ یا شاید اس کے دماغ میں کوئی نیا پلان چل رہا تھا۔ یہ تو آنے والے وقت نے بتانا تھا۔

آپ بے فکر ہو کر جائیے۔ میں اپنا خیال رکھ لوں گی ویسے بھی کچھ ہی گھنٹوں کی بات ہے۔ آپ تو ایسے کر رہے ہیں جیسے آپ مہینے کے لیے جا رہے ہیں۔

ایک نکاح اٹینڈ کر کے واپس آ جانا ہے۔ آج عالیہ کا نکاح تھا جہاں جانے کے لیے عرثمان تو منع کر چکا تھا ویسے بھی اُس کے پیپر تھے اس کا ارادہ گروپ سٹڈی کا تھا۔ اُسے ویسے بھی عالیہ کچھ خاص پسند نہ تھی جو اس سے ایک سال بڑے ہونے کا رعب اکثر جھاڑتی رہتی تھی۔

آئی زل کا بھی صبح پیپر تھا اُس نے بھی جانے سے انکار کر دیا تھا۔ جب سے اسے شازم اور عالیہ کے رشتے کی بات پتہ چلی تھی اسے خود بھی وہاں جانے سے جھجک سی ہو رہی تھی۔ جانے سے دیکھ کر وہ کیاری ئی کشن دے اس لیے وہ ایگزام کا بہانا بنا کر منع کر گئی۔

یار میرا دل نہیں کر رہا تمہیں چھوڑ کر جانے کو۔ وہ اسے باہوں کے گھیرے میں لیتا ہوا بولا۔

کیا کر رہے ہیں پیچھے ہٹیں۔ آپ کو دیر ہو جائے گی۔ ماما آپ کا انتظار کر رہی ہوگی۔
کوئی بات نہیں انہیں جانے دو۔ میں ادھر ہی ہوں تمہارے پاس۔ وہ اسے مزید
قریب کرتا ہوا بولا۔

ویسے کبھی تمہیں کسی نے بتایا تم بے حد خوبصورت ہو بے بی گرل۔ وہ اس کے ماتھے کو
چومتا ہوا بولا۔

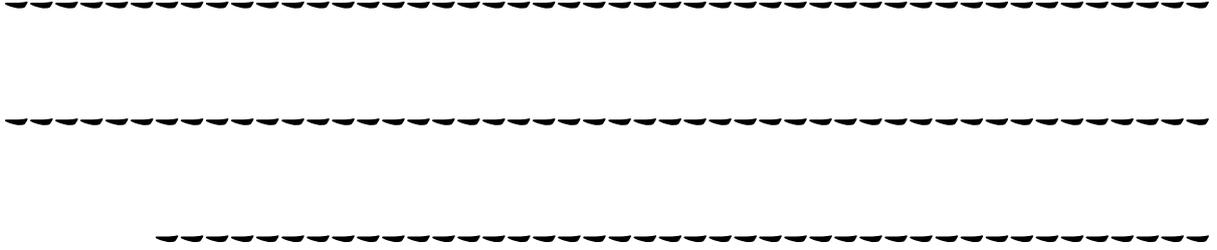
پہلے تو آپ مجھے یہ بے بی گرل کہنا بند کریں بالکل بچوں جیسی فیئنگ آتی ہے۔ وہ منہ
بناتی ہوئی بولی۔

اس کے منہ بنانے کے انداز پر شازم کو ہنسی آئی تھی۔
نووے! رہو گی تو تم میری بے بی گرل ہی۔ وہ اس کے چہرے پر نظر ٹکا کر بولا۔
میں تم سے بے حد محبت کرتا ہوں۔ کبھی بھی میری محبت پر شک مت کرنا۔ وہ کھوئے
کھوئے لہجے میں بولا۔ جانے کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔
یہ تو میں جانتی ہوں۔ وہ اٹھلا کر بولی۔

شازم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ہونٹوں سے لگایا۔ مائی می گرل۔
اس کے چہرے پر جھکتا ایک اور جسارت کر گیا۔ اس کی بے باکیوں پر وہ سُرخ سی ہو کر
اسے پیچھے دھکیل گئی۔

جائیے آپ دیر ہو جائے گی۔

وہ بالوں پر ہاتھ پھیرتا اپنی کیفیت پر قابو پاتا باہر بڑھ گیا۔



وہ بھرپور نیند پوری کر کے اٹھا۔ نظر اٹھا کر سامنے دیکھا تھا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی نظر آئی۔ آرش نے اُسے سمائل پاس کی۔ پر وہ اسے دیکھ کر منہ موڑ گئی۔ اس بات کا اسے بھی اندازہ تھا کہ وہ ناراض ہے۔ کچھ سوچ کر وہ بیڈ سے اترتا اس کی طرف بڑھا۔

کیسی طبیعت ہے اب؟ وہ فکر مندی سے اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

ٹھیک ہے۔ دوسری طرف سے مختصر سا جواب موصول ہوا۔

میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر ناشتے کے لیے باہر چلتے ہیں۔ اوکے۔ وہ یہ کہتا ہوا مڑا تھا

جب ماڑو کی سنجیدہ آواز پر اس کے قدم تھمے تھے۔

مجھے کہی نہیں جانا۔ آپ بس میرا واپس جانے کا انتظام کروادیں۔ میں اب اور یہاں نہیں رہ سکتی۔ آپ کو جب تک یہاں رہنا نہیں ہے پر میں واپس جانا چاہتی ہوں۔ اب میں مزید اس جھوٹے رشتے کو اور نہیں نبھاسکتی۔

ماڑو میری بات۔۔۔۔۔

آرش نے کچھ کہنا چاہا جب وہ اسے بولنے سے روکتی مزید گویا ہوئی۔
 آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے آپ کا کام کیے بغیر واپس نہیں لوٹوں گی۔ ماما پاپا کو آپ کے اور الوینا کے لیے راضی کر کے ہی جاؤں گی۔
 میں جلد سے جلد یہ سب ختم کر کے اپنی زندگی میں لوٹنا چاہتی ہوں۔ مجھے اب مزید کسی ہمدردی کی ضرورت نہیں۔

وہ اسے بولنے کا موقع دیے بغیر بالکنی کی طرف بڑھ گئی۔

آرش نے سر تھامنا تھا۔ ایک بات تو اسے سمجھ آگئی ہے کہ وہ جلد ماننے والی نہیں تھی

اب پاساپلٹ گیا تھا۔ اسے اپنی محبت کا یقین دلانے کی باری اس کی تھی۔

انہیں یہاں آئے دو گھنٹے ہونے والے تھے۔ پرا بھی تک بارات کے آنے کا کوئی امکان نہیں تھا۔

وہ ایک ہی جگہ بیٹھا اکتا سا گیا تھا۔

عالیہ کے والد شدید پریشان نظر آرہے تھے۔ کتنی ہی دفعہ ادھر کال کی گئی پر ادھر سے کوئی پک نہیں کر رہا تھا۔

آخر تھک ہار کر ایک دفعہ پھر کال ملائی گئی۔ جو اس دفعہ اٹھالی گئی۔

پر آگے سے جو سُننے کا ملا وہ سب کو انہیں کرب میں دھکیل گیا۔

لڑکے والوں کا کہنا تھا ان کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ بارات لانے سے منع کر چکے تھے۔ بغیر ان کی کوئی بات سُننے کا بند کر چکے تھے۔

ندا بیگم نے روتے ہوئے ان کی طرف دیکھا۔ اب کیا ہو گا ہماری بچی کے ساتھ۔

رور و کران کی طبیعت خراب ہو چکی تھی۔

آپی کیسے بتاؤں یہ سب اپنی پچی کو۔ اُس کے ساتھ ہی یہ کیوں ہوتا ہے۔ میری پچی بار بار یہ دُکھ سہہ رہی ہے۔

آپی میری ایک بات مان لیں۔ آپ شازم کو میری بیٹی سے نکاح کے لیے راضی کر لیں۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔ وہ بلک بلک کر رو پڑی۔ انہیں اس وقت کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ ایک بات تو طے تھی شازم مر کر بھی اس نکاح کے لیے راضی ہونے والا نہیں تھا۔

ندا میں شازم کو منانے کی کوشش کرتی ہوں۔ پر وعدہ نہیں کرتی۔ تم جانتی ہو کہ شازم آئی زل سے کتنی محبت کرتا ہے۔
 نہیں آپی آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ آپ اُسے منا کر رہے گی۔ وہ ضدی لہجے میں بولیں۔

میں وعدہ کرتی ہوں اُسے منانے کی پوری کوشش کروں گی۔ وہ بے بس ہو کر ان کے سامنے ہتھیار ڈال گی ئی۔

شازم نے جب یہ بات سنی وہ تو ہتھے سے اُکھڑ گیا۔
 ماما مجھے آپ سے ایسی اُمید نہیں تھی۔ آپ جانتی ہیں کہ آئی زل کا میری زندگی میں کیا مقام ہے۔ میں کبھی اُس سے بے وفائی کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ میں

نے بہت مشکلوں کے بعد اُسے پاپا ہے۔ اُسے تکلیف دینے کے بارے میں سوچ ہی نہیں سکتا۔

میں جا رہا ہوں۔ اگر آپ کو رُکنا ہے تو رُک سکتی ہیں۔ اس نے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے جب ان کے الفاظ اسے رُکنے پر مجبور کر گئے۔ اس نے مڑ کر بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا۔

شازم اگر تم آج یہاں سے گئے تو سمجھ لینا تمہاری ماں تمہارے لیے مر گئی۔ میں نے ندا سے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں راضی کر لوں گی۔

ماما آپ سمجھ کیوں نہیں رہی۔ اس سب کے بعد میری اور آئی زل کی زندگی تباہ ہو جائے گی۔ محبت میں شراکت کوئی برداشت نہیں کرتا۔ اگر اس دفعہ آئی زل مجھ سے دور ہوئی تو سمجھ لینا آپ نے اپنے بیٹے کو خود موت کی طرف دھکیلا ہے۔

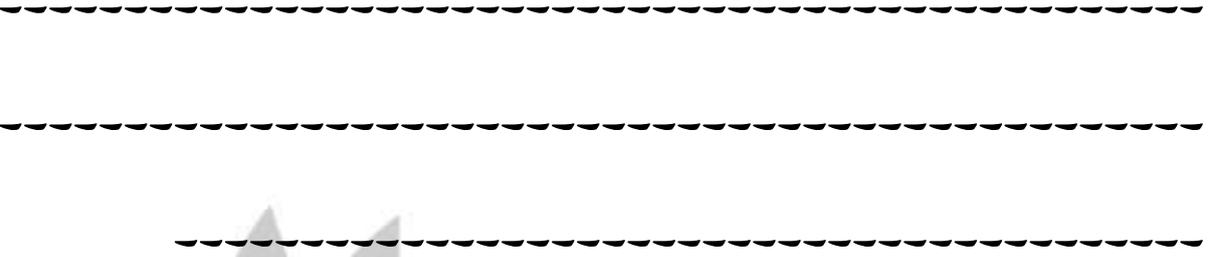
اس کی اتنی باتوں کے باوجود وہ ایک لفظ نہیں بولی۔ وہ تو ایسے ہو گئی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔ اس وقت انہیں اپنی بات منوانے کا جنون تھا۔

پھر کچھ دیر میں عالیہ کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا گیا۔ نکاح نامے پر سائی ن کرتے ہوئے اس کے ہاتھ یہ سوچ کانپے تھے کہ اس سب کے بعد آئی زل اگر اس سے دور

ہوگئی۔ نہیں میں کبھی اُسے دور نہیں جانے دوں گا۔ وہ خود کو دلاسا دیتے ہوئے

بولا۔

کیسے سمجھا پائے گا اُسے کہ یہ سب اُس نے کیوں کیا۔



اس وقت وہ اکیلی برائی ڈل روم میں بیٹھی تھی۔ یہ سوچ ہی اُسے سرشار کر رہی تھی کہ

شازم اب اس کا ہے۔ جو اس نے چاہا اب وہ اس کا تھا۔

جیسا اس نے سوچا تھا سب کچھ ویسا ہی ہوا تھا۔ بالکل پرفیکٹ۔

ایک پل کہ لیے یہ سوچ اسے پریشان کر گئی کہ اگر اس کے باپ کو اس کے کچھ

دیر قبل انجام دیے جانے والے کارنامے کا پتہ چل گیا تو کیا ہوگا۔

ہیلو! کیا یہ فرقان کا نمبر ہے؟

جی میں ہی فرقان ہو کہیے کیا کہنا ہے۔

دیکھیے میں عالیہ بات کر رہی ہوں۔

اسے حیرانی ہوئی تھی کہ آج سے پہلے تو کبھی اس کا فون نہیں آیا۔

میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔ آپ پلیز اس شادی سے انکار کر دیں۔ وہ منت بھرے لہجے میں بولی۔

تو آپ خود یہ کام کیوں نہیں کر لیتی۔

اگر میں کر سکتی تو آج یہ شادی نہ ہو رہی ہوتی۔ آپ پلیز سمجھنے کی کوشش کریں میں کسی کے نکاح میں ہوں۔ ہم دونوں بہت پہلے ہی ایک دوسرے سے جڑ چکے تھے۔ وہ مسلسل اسے اپنی باتوں میں الجھا رہی تھی۔

وٹ آپ کسی کے نکاح میں ہیں اور آپ یہ بات اب بتا رہی ہیں۔

دیکھئیے میں مجبور تھی میرے ڈیڈ اس نکاح کے خلاف ہیں اس لیے انہوں نے یہ بات آپ سے چھپائی۔

آپ پلیز میرا نام لیے بغیر اس شادی سے منع کر دیں میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی۔

ٹھیک ہے۔ میں ویسے بھی کسی ایسی لڑکی سے بالکل بھی شادی نہیں کرنا چاہتا جس کے دل میں کوئی اور ہو۔

ہا ہا ہا! بیچارہ میرے جھوٹ کو سچ سمجھ بیٹھا وہ قہقہہ لگاتی ہوئی بولی۔

سب میری سوچ کے مطابق ہوا ہے۔ کسی کو کچھ پتہ بھی نہیں چلا اور میرا کام بھی ہو گیا۔

جس طرح میں شازم کی زندگی میں شامل ہوئی ہوں۔ اس طرح اسکے دل تک بھی رسائی پالوں گی۔

بہت جلد تم اس کی زندگی سے باہر ہو گی۔ آئی زل میڈم



وہ اپنی سوچوں میں اتنی محو تھی کہ پیچھے اس کی موجودگی بھی محسوس نہ کر سکی۔ جو پچھلے پانچ منٹ سے کھڑا اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ اُس نے صرف ایک بات نوٹ کی تھی کہ وہ رونے کے علاوہ کچھ نہیں کر رہی تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد وہ سختی سے اپنے گال رگڑ رہی تھی۔ ماڑو! اس کی آواز سن کر وہ چونکی تھی۔

تم مجھ سے ناراض ہو تو خود کو کیوں نقصان پہنچا رہی ہو۔ دیکھو باہر کتنی سردی ہے اور تمہیں پہلے سے ہی بخار ہے۔

چلو شاباش اندر چلو طبیعت خراب ہو جائے گی۔ وہ نرمی سے بولا۔
 نہیں میں ٹھیک ہوں یہاں۔ بے فکر رہیے بڑی ڈھیٹ ہڈی ہوں یہ معمولی سا بخار میرا
 کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ وہ مڑے بغیر بولی۔

جب اتنے مشکل حالات فیس کر کے زندہ ہوں تو بے فکر رہیے بخار سے بالکل بھی
 نہیں مروں گی۔

مارو! کیسی باتیں کر رہی ہو؟ آرش نے اس کا ہاتھ پکڑ کر رخ اپنی طرف موڑا تھا۔
 دو قدم اس کے قریب ہو کر اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

کیا ہم یہ سب بھول کر نیا آغاز نہیں کر سکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ میں تمہارا دل دکھا
 چکا ہوں۔

کیا تم ایک موقع نہیں دے سکتی۔ میں سب ٹھیک کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے سنگ اپنی
 زندگی کو بھرپور طریقے سے نہیں گزار سکتا ساری خطائے بھول کر۔

کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی۔ وہ امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

مجھے آپ کی ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ اس لے ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولی۔

یار کیسے سمجھاؤں یہ کوئی می ہمدردی نہیں ہے۔ محبت کرتا ہوں تم سے۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔ آج اسے شدت سے اپنے جھوٹ کا احساس ہو رہا تھا۔ بار بار مارو کو جھٹلانا کہ میں الوینا سے محبت کرتا ہوں۔

واہ! کل تک تو آپ میری شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ اور اب رات رات ہی آپ کو مجھ سے محبت بھی ہو گئی۔ آپ ہی بتائے کیسے یقین کروں۔ آرش کے پاس کہنے کو کچھ تھا نہیں۔ صحیح تو کہہ رہی تھی کیسے یقین کرتی اس پر کہ واقعی ہی اسے چاہتا ہے۔ کبھی یقین کا دامن تو اسے تھمایا ہی نہیں تھا۔

اس کی خاموشی دیکھ کر وہ سنجیدگی سے بولی۔ پلیز کیا ہم یہاں سے واپس جاسکتے ہیں۔ اب مجھے مزید یہاں نہیں رہنا۔

وہ اسے ساکت چھوڑ کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

آرش نے کرب سے اسے خود سے دور ہوتا دیکھا تھا۔ کبھی اس نے محبت کو آزمانا چاہا تھا۔ اور آج محبت اسے بُری طرح آزما رہی تھی۔

آرش بھائی صاحب رخصتی کا کہہ رہے ہیں۔ نادیا بیگم اس کے قریب آتے ہوئے بولی۔

اب یہ کیا بکواس ہے۔ یہ صرف نکاح تھا نہ کہ رخصتی۔ پھر اب یہ سب کیوں؟ تم سمجھنے کی کوشش کرو۔ وہ ان سب حالات سے ڈر گئے ہیں۔ مجھے کچھ نہیں سمجھنا۔ بس آپ ایک بات یاد رکھیں۔ ان سب میں میری پرسن کو کوئی تکلیف نہیں ہونی چاہیے۔ نہیں تو آپ کی بھانجی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ سمجھا دینا اے۔

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا بغیر ان کی کوئی بات سنیں باہر کی طرف بڑھ گیا۔
پچھلے نادیا بیگم انہیں روکتی رہ گئی۔

وہ خود ہی عالیہ کو اپنے ہمراہ رخصت کروا کر لے آئی۔ انہیں بخوبی اندازہ تھا کہ سب مہمان دو لمبے کا خراب موڈ نوٹ کر چکے تھے۔

ساری سوچیں ذہن سے جھٹکتے وہ خود کو آنے والی سچویشن کے لیے تیار کر رہی تھیں۔

وہ وہاں سے فوراً نکلتا گھر کی طرف بڑھا تھا۔ اس وقت اس کا دماغ کچھ بھی سوچنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اسے رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا کہ کیسے وہ یہ سب کر گیا۔ نادیا بیگم نے اسے ایسا ایمو شنلی ٹریپ کیا تھا کہ وہ نکل ہی نہ سکا۔ اسے اُس ماحول سے وحشت سی ہو رہی تھی اس لیے وہ فوراً وہاں سے نکل آیا۔ جب آئی زل کو اس بات کا پتہ چلے گا تو اُس کا ری ای کشن کیا ہو گا۔ وہ شاید اسے کبھی بھی معاف نہ کریں۔

یہ سوچ ہی اتنی تکلیف دہ تھی کہ وہ اس دور نہ ہو جائے۔

اس نے کار ایک طرف روک کر سٹیئرنگ پر سر کو ٹکایا تھا۔ ایک باغی آنسو اس کی آنکھ سے نکلتا اس کی گود میں گرا تھا۔

آخر کار وہ خود میں ہمت مجتمع کرتا کار کا رخ گھر کی طرف کیا۔

گاڑی پورچ میں آکر رکی۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔

وہ اسے لاؤنج میں بیٹھی ہی مل گئی۔ وہ منہمک سی پڑھائی ی میں مگن تھی۔ قریب

ہی کافی کا کپ پڑا تھا جسے وہ وقفے وقفے سے ہونٹوں سے لگاتی۔

وہ اس قدر مصروف تھی کہ اس کی آہٹ بھی بھانپ نہ سکی۔

وہ ہمت مجتمع کرتا اس کی قریب آیا تھا۔

بے بی گرل! اس نے دھیمے سے اسے پکارا تھا۔
 آگے آپ وہ صوفے سے اٹھ کر اس کے قریب آئی تھی۔
 شازم یک ٹک اسے نہار رہا تھا۔ پھر جانے کیا ہوا وہ شدت سے اسے خود میں بھینچ گیا۔
 آئی زل یکدم اس کے ایسے رویے پر حیران ہوئی تھی۔
 شازم کیا ہوا؟

پر دوسری طرف سے جواب ندار۔ وہ بس اسے خود کے قریب محسوس کرنا چاہتا تھا۔
 شازم پلیز سانس رُک رہا ہے میرا۔ اُس کی گھٹی گھٹی آواز آئی۔
 شازم اس کی آواز سنتا اسے خود سے جدا کر گیا۔ اسے اپنی بے اختیاری کا اندازہ ہو چکا
 تھا۔
 Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اسے روبرو کیے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا گیا۔
 آئی زل اس کی عجیب و غریب حرکتوں سے پریشان ہو رہی تھی۔
 آئی زل دروازے سے آتی ناد یہ بیگم اور عالیہ کو دیکھ چکی تھی۔ ان کی موجودگی میں
 شازم کی بے اختیاری پر وہ نجات سے سُرخ ہوئی تھی۔ اس نے شازم کا کندھا ہلا کر
 ان کی موجودگی کا احساس دلایا۔
 وہ فوراً پیچھے ہوا۔ آئی زل کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں مقید تھا۔

آئی زل نے الجھن بھری نظروں سے دُہن کے لباس میں ملبوس عالیہ کی یہاں
موجودگی کو اچھنبے سے دیکھا۔

شازم یہ یہاں۔ مطلب اس کی تو آج شادی تھی۔ وہ کنفیوٹریسی بولی تھی۔
بالکل اس کی شادی تھی اور وہ خیر و عافیت سے ہو بھی گئی۔ نادیا بیگم نخوت سے بولی
تھی۔ انہیں آئی زل کچھ خاص پسند نہ تھی شروع سے ہی ان کی خواہش عالیہ کو بہو
بنانے کی تھی اور آج جیسے بھی کر کے وہ پوری ہو چکی تھی اس لیے وہ بے حد مطمئن نظر
آ رہی تھی۔

آئی زل کے دماغ میں شازم اور عالیہ کے رشتے کی بات بھی انہی نے ڈالی تھی۔ ورنہ وہ
جانتی تھی یہ صرف ان کے دماغ کا فتور ہے اس رشتے پر کوئی می بھی راضی نہ تھا۔
شادی ہوگئی پھر یہ یہاں۔ جانے کیوں اسے گھبراہٹ سی ہونے لگی تھی۔
ماما آپ پلیز ابھی اس بات کو یہی ختم کر سکتی ہیں۔ شازم ان کے کچھ کہنے سے پہلے ہی
بول پڑا۔

کیوں بھئی؟ وہ کون سا بھاگ کر آئی می ہے جو سب سے چھپایا جائے۔ آخر سب کو پتہ
چلنا چاہیے کہ وہ کس حیثیت سے یہاں موجود ہے۔
بس کریں ماما۔ آپ ساری حقیقت سے آگاہ ہیں پھر بھی۔ وہ مایوس سا بولا۔

آئی زل کبھی نظریں گھوما کر اس کو دیکھتی تو کبھی سامنے کھڑے نفوس کو۔ اس کی آنکھوں میں الجھن ہی الجھن تھی۔

دیکھو آئی زل! جیسے تم شازم کی بیوی ہو ویسے ہی عالیہ بھی اب سے شازم کی بیوی ہے۔ وہ نہایت تحمل سے بولیں۔ ان پر کسی بھی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ اب بھی وہ شازم کی بات پر غور کرنے کی بجائے اپنی کرنے میں لگی تھی۔

آئی زل نے بے یقینی سے ان کی طرف دیکھا تھا جیسے اسے امید ہو وہ یہی ہے گی کہ وہ تو بس مزاق کر رہی تھی۔ پر ان کا اتنا اطمینان بھرا لہجہ اسے ہضم نہیں ہو رہا تھا۔
مما آپ جھوٹ کہہ رہی ہیں۔ اس کے لہجے میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

لو بھلا میں جھوٹ کیوں بھولوں گی۔ کسی مسائیل کی بنا پر بارات نے انکار کر دیا۔ بس اس لیے شازم کا نکاح اس کے ساتھ کرنا پڑا۔

آئی زل نے بے یقینی سے شازم کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ سے گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔

اس کے آنکھوں میں یقین ٹوٹنے کا غم واضح تھا۔

نادیہ بیگم اب اطمینان سے عالیہ کا ہاتھ تھامے روم کی طرف بڑھ گئی۔ انہیں جو کرنا تھا وہ کر چکی تھیں۔

وہ گھٹنوں میں سر دیے رونے میں مصروف تھی۔۔ اندر داخل ہوتے وجود نے کرب سے یہ منظر دیکھا تھا۔۔ کچھ سوچ کر اس کی طرف قدم بڑھائے۔
 آہٹ پا کر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے اپنے قریب بیٹھا دیکھ بیڈ سے ایسے اتری جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔۔

کیوں آئے ہو یہاں؟
 اس نے کچھ کہنا چاہا۔۔ جب وہ پھر ایک بار دھاڑی۔۔ میں نے پوچھا کیوں آئے ہو یہاں؟ یہ دیکھنے کے میں کس حال میں ہوں یا میری بے بسی کا مزاق اڑانے۔
 غصے سے اُس کی آواز کانپ سی گئی تھی۔ لیکن آج وہ کمزور نہیں پڑھنا چاہتی تھی۔۔ اس لیے بار بار خساروں پر بہتے آنسوؤں کو بے دردی سے رگڑ رہی تھی۔
 پرنسز ایک دفعہ میری بات سن لو پلیز۔۔ شازم ک طرف سے التجا کی گئی۔
 مجھے کچھ نہیں سننا۔۔ آپ جھوٹے ہیں۔۔ آپ نے دھوکا دیا ہے مجھے۔

وہ اسے مسلسل پیچھے کی طرف دھکیل رہی تھی۔۔۔ اُس نے اس کے پیچھے دھکیلتے ہاتھوں کو تھامنا تھا۔۔۔ پر نسز مجھے خود سے دور مت کرو۔۔۔ اپنے ہاتھ میں مقید اس کے ہاتھوں کو چوما تھا۔۔۔ اور اس کے ماتھے کے ساتھ ماتھا ٹکایا۔۔۔ پر نسز ایک چانس دو۔۔۔ میں سب ٹھیک کر دوں گا۔

اس کے ہاتھوں میں قید اپنے ہاتھوں کو دیکھ غصے کی شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی۔ اس کا ہاتھ جھٹک کر اسے پیچھے دھکیل وہ ہذیبانی انداز میں چلائی۔

آپ کی یہ محبت بھی آپ کی طرح جھوٹی ہے۔۔۔ اپنی مجبور یوں کا راگ میرے سامنے مت الاپے۔۔۔ جو مجبور یوں کے آگے جھک جائے میرے خیال میں وہ محبت نہیں ہو سکتی ہاں وقتی جذبہ ضرور ہو سکتا ہے۔

اور آپ کو بھی یہ غلط فہمی ہوگئی تھی کہ آپ کو مجھ سے محبت ہے۔ بلکہ آپ کو تو شاید مجھ سے صرف ہمدردی تھی۔

وہ اپنی محبت کی توہین پر تڑپ اٹھا تھا۔ پلیز پر نسز یہ مت کہو۔۔۔

آپ جانتے ہیں کہ محبت میں شراکت کرنا گناہ ہے اور آپ اس گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔

میں کبھی بھی کسی سے محبت جیسے جذبے سے نہیں جڑنا چاہتی تھی۔۔۔ کیونکہ میں جانتی تھی میں خالی ہاتھ رہ جاؤں گی۔۔۔ اور دیکھیے میں سچ میں خالی ہاتھ رہ گئی۔ آپ نے میرے دامن میں صرف چند خوشیاں بھری تھی۔۔۔ پر جب چھیننے پر آئے تو اس بھیک میں دی گئی خوشیوں کے ساتھ میرے خواب بھی نوج کر لے جا رہے ہیں۔

آپ رشتوں کے امتحان میں تو سر خرو ہو گئے ہیں۔۔۔ پر آپ اپنی محبت ہار گئے ہیں۔۔۔ اپنے ہمسفر کو ہار گئے ہیں۔

شازم کرب سے اسے خود سے دور ہوتے دیکھ رہا تھا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نادیہ بیگم اسے کمرہ دکھا کر جا چکی تھیں۔ ان کے جاتے ہی اس نے کمرہ لوک کیا۔ پہلے اس بات کی یقین دہانی کی کہ کوئی یار د گرد موجود نہیں ہے۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے پرس سے موبائی ل نکال کر نڈا بیگم کا نمبر ڈائی ل کیا۔ جو دوسری بیل پر ہی اٹھا لیا گیا۔

ہائے ماما! سب بالکل ٹھیک جا رہا ہے۔ بالکل پلان کے مطابق آپ فکر ہی مت کریے گھر میں اینٹری تو کر ہی چکی ہوں۔ اب جلد ہی شازم کی زندگی میں بھی کر لوں گی۔

تھینک یو ماما! یہ سب آپ کے بغیر ممکن نہیں تھی۔

یو آر دی بیسٹ موم۔

اگر آپ میری مدد نہیں کرتی تو یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

فی الحال چوٹ تازہ لگی ہے اور وہ آئی زل بھی اُس سے سخت ناراض ہے۔ بس اسی

دوران مجھے اپنی جگہ بنانی ہے اور اُس آئی زل کو یہاں سے نکالنا ہے۔

اُس نے اچھا نہیں کیا شازم کو مجھ سے دور کر کے۔

اب میں اُسے اس کی اوقات یاد دلاؤں گی۔



چلو! وہ اس کے نزدیک آ کر بولا تھا۔

ماڑونے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

تم ہی تو یہاں سے جانا چاہتی تھی اُسی کا انتظام کر کے آرہا ہوں۔

تمہارا پاس آدھا گھنٹہ جو کرنا ہے کر لو۔ پھر ہم نکلے گے۔

وہ اپنی بات کہتا وہاں سے ہٹ گیا۔

ماڑونے افسوس سے اس کی پیٹھ دیکھی۔ یہ انسان ابھی کچھ دیر پہلے اس سے محبت کا دعویٰ دار تھا۔ اب وہ اسے اپنی محبت کا یقین دلانے کی بجائے واپس جا رہا تھا۔ اس انسان سے کوئی امید رکھنا ہی بیکار ہے۔ اگر اس نے غصے میں کہہ ہی دیا تھا تو وہ بھی فوراً تیار ہو گیا تھا۔

وہ بھی جلتے کڑھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پیننگ بھی تو کرنی تھی۔ اب اپنا بھرم بھی تو رکھنا تھا اپنی بات پر قائم رہ کر۔



اتنے دنوں سے اپنی لاڈلی بیٹی سے بات تک نہیں کی تھی۔ انہیں خود سے ہی شرمندگی ہو رہی تھی۔ حالانکہ وہ سحرش کی نیچر سے واقف تھے۔ وہ چھوٹی سی بات کو بھی ایسے بڑھا چڑھا کر پیش کرتی تھی۔

پھر بھی وہ عائی شہ کے ساتھ غلط کر گئے۔ انہیں خود پر غصہ آ رہا تھا۔ انہوں نے خود سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے کبھی کوئی تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔

وہ بالکل ریحانہ کا عکس تھی کوئی ی بھی پراہلم ہوتی وہ کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتی تھی
مسکرا کر ہر پریشانی کو ٹال دیتی۔

اس کی یہی عادت انہیں بہت پسند تھی۔ کہ وہ بے فضول کے الزام نہیں لگاتی تھی
چھوٹی چھوٹی باتوں پر واویلا نہیں کرتی تھی۔

کچھ سوچ کر وہ اٹھتے ہوئے عائی شہ کے کمرے کی طرف بڑھے۔ وہ انہیں کتابیں
پھیلائے پڑھنے میں مگن نظر آئی۔

انہوں نے دروازے پر دستک دی۔

عائی شہ نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا۔

میں اندر آ جاؤں بچے۔

جی! وہ مختصر جواب دے کر خاموش ہو چکی تھی۔ یہ اس کی ناراضگی جتانے کا طریقہ
تھا۔

وہ اس کی ناراضگی پر ذرا سا مسکرائے تھے۔

میری بیٹی مجھ سے ناراض ہے۔ وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے گویا ہوئے۔

آپ کو کونسا فرق پڑھتا ہے۔ آنکھیں فوراً نمکین پانیوں سے بھری۔

بے حد فرق پڑھتا ہے میری جان۔ میں خود سے خفا تھا کہ کیسے اپنی بیٹی کو اتنا ناراض کر دیا۔

میں نے سحرش کو دھکا نہیں دیا تھا۔ وہ جھوٹ بول رہی تھی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔
میں جانتا ہوں میری جان۔ بس غصے میں کہہ دیا وہ سب۔ ورنہ میں جانتا ہوں میری بیٹی
کتنی اچھی ہے۔ کسی کو بے فضول تنگ نہیں کرتا۔
وہ اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولے۔

پاپا ماما کیوں چلیں گی میں مجھے چھوڑ کر۔

کاش میری ماما بھی زندہ ہوتی۔ جیسے انٹی سحرش سے پیار کرتی ہیں ماما بھی مجھ سے کرتی۔
اس کے لہجے میں بچپن سے ہی ماں کا پیار نہ محسوس کرنے کی محرومی جھلک رہی تھی۔
وہ اچھے سے یہ جانتے تھے ان کے بڑوں کا یہ فیصلہ کتنا غلط ثابت ہوا تھا۔ سعدیہ بیگم
کبھی اسے ماں کی ممتا کا احساس تک نہ دلوا سکیں۔

میری جان پاپا ہے نا آپ کے پاس۔ وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولے۔

میں جانتا ہوں اپنی بیٹی کو زیادہ وقت نہیں دے سکا۔ اُس کے لیے سوری۔

اب جیسے ہی تمہارے پیپر ختم ہونگے ہم گھومنے جائے گے جہاں میری بیٹی کہے گی۔

صرف میں اور میری عاشو۔

سچی! وہ کھلکھلا کر بولی۔

انہیں اس کے چہرے پر یہ خوشی نہایت بھلی لگ رہی تھی۔ انہیں احساس ہو رہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ زیادتی کر چکے ہیں۔

وہ ہر طرف سے محبتوں کی ترسی ہوئی تھی۔

چلو اٹھو! وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے بولے۔

کدھر۔ عائی شہ نے نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھا۔

آج ڈنر باہر کریں گے۔ اور آپ کی فیورٹ آئی س کریم بھی کھائے گے۔

میں ابھی دو منٹ میں ریڈی ہو کر آتی ہوں۔ وہ ایکسائی ٹیڈ سی کپڑے نکالنے الماری کی طرف بڑھی۔

وہ واقعی ہی آدھے گھنٹے کے بعد گاڑی لیے ہوٹل کے باہر موجود تھا۔ وہ بھی خاموشی سے آکر بیٹھ گئی۔

گاڑی انجان راستوں پر گامزن تھی۔

وہ سامنے سے نظریں ہٹا کر گاہے بگاہے اس پر نظر ڈال رہا تھا جو جانے کن سوچوں میں گم تھی۔

وہ اس کی بار بار خود پر پڑتی نظروں سے بخوبی آگاہ تھی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رُکی تو وہ سوچوں کی بھنور سے نکل کر واپس آئی۔

اس نے سوالیہ نظروں سے آرش کی طرف دیکھا۔ کیونکہ سامنے ای ٹی رپورٹ تو نہیں تھی۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟ آخر کار دل میں مچلتا سوال زبان پر آ ہی گیا۔

نیچے اتر و بتانا ہوں یا۔

اس نے فی الحال خاموش رہنا ضروری سمجھا۔

چُپ چاپ اتر کر اس کے نزدیک آئی۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتے اسے لیے آگے کی طرف بڑھا۔

وہ حیران تھی کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں۔

وہ دونوں ایک خوبصورت سے ہٹ کے سامنے رُکے تھے۔ جس کے ارد گرد ہریالی

تھی۔ چھوٹا سا لکڑی سے بنا ہٹ نہایت خوبصورت تھا۔

ماڑونے ستائش سے دیکھا تھا جو باہر سے اتنا خوبصورت تھا اندر سے کتنا پیارا ہوگا۔

وہ اس کا ہاتھ تھامتا اندر کی جانب بڑھا۔

تم جاننا چاہتی ہو۔ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟

تمہیں یاد ہے تم نے کہاں تھا کہ تمہیں میری محبت پر یقین نہیں ہے۔ میں تمہیں اپنی

محبت کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ جب ہم واپس جائے تو ایک دوسرے

کو یقین کی ڈور تھما کر جائے۔

وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا محبت سے گویا ہوا۔

کیا تم مجھے ایک موقع دو گی تاکہ اپنی محبت کا یقین دلا سکوں۔

ماڑو نے محض اثبات میں سر ہلایا۔

آرش کے لیے اتنا ہی بہت تھا۔ وہ ایک ساٹھ مینٹ میں اسے خود سے لگا گیا۔

پھر اپنی بے اختیاری کا اندازہ ہوتے ہی اسے خود سے جدا کیا۔

ماڑو بھی گڑبڑ اسی گئی تھی۔

تم ریٹ کرو۔ میں آتا ہوں۔ وہ اسے کمرے کی طرف بیچتا خود باہر نکل گیا۔

ماڑو کمرے میں بیٹھی کب سے یہی سوچ رہی تھی کہ کیا آرش کو ایک چانس دے کر صحیح فیصلہ کر چکی تھی۔

کیا اتنی جلدی یقین کرنا اچھا ہے؟
نہیں میں اُن پر نظر رکھوں گی۔

اُس کے اظہار کے بعد کہی نا کہی دل کو اس بات کا یقین تھا کہ وہ واقعی اس سے محبت کرتا ہے۔ وہ کچھ پُر سکون سی ہو گئی تھی کہ وہ اکیلی نہیں ہے جو اس محبت کے جذبے میں قید ہے۔

وہ بھی اس کے ساتھ شامل ہے۔

کل سے ہی اُن پر نظر رکھتی ہوں آج فی الحال ریست کرتی ہوں۔

وہ کمبل سر تک تانے لیٹ گئی۔

ماڑو کب سے اسے دیکھ رہی تھی جو کب سے فون پر بات کر رہا تھا۔

ماڑو کا تجسس کا کیڑا کلبلا رہا تھا جو دوسرے روم میں پتہ نہیں کس سے لگا ہوا تھا۔

اس کے اندر کا جاسوس فوراً جاگا۔

وہ بے قدموں کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے کی جانب بڑھی جہاں آرش موجود تھا۔

کمرے کا دروازہ کھلا ہی تھا۔

وہ سائیڈ پر ہو کر کھڑی ہو گی تاکہ اُس کی نظر نہ جاسکے۔

آرش جیسے ہی فون رکھ کر مڑا اسے سامنے لگے شیشے میں مارو کا عکس نظر آچکا تھا۔
آرش کو حیرانی ہوئی وہ چھپ کر کیا کر رہی تھی۔

پھر ساری سچویشن سمجھتے ہی وہ جان گیا کہ وہ اس کی جاسوسی کر رہی ہے۔

اس کے دماغ میں بھی شیطانی پلان آچکا تھا۔

دوبارہ فون کان سے لگا کر وہ شروع ہو چکا تھا۔

ہاں الوینا یار تمہارا شک سہی نکلا وہ تو واقعی ہی اس شادی کو سرس لے چکی ہے اور ماما پاپا بھی اس کا بھرپور ساتھ دے رہے ہیں۔

میرا پاس پلان ہے کیوں نہ ہم اس اپنا راستہ یہی صاف کر لیں۔

بتا ہوں صبر تو رکھو۔

کیوں نہ میں رات کو سوتے وقت اس کا سانس تکیہ رکھ کر بند کر دوں۔ یا پھر دودھ میں نشے کی دواملا دوں تاکہ زیادہ حرکت نہ کریں۔ اور مارنے میں بی آسانی ہو۔ وہ بمشکل اپنے قہقے رو کے کھڑا تھا جو ماڑ کی شکل دیکھ کر اس کا لگانے کا دل چاہ رہا تھا۔ اس کے مڑنے سے پہلے وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہوئی۔ کمرے میں آتے ہی وہ ٹینشن میں بڑبڑانے لگی۔

چہرہ اوپر کو اٹھائے بولی۔

یا اللہ آپ خود ہی بتائے یہ نا انصافی نہیں میرے ساتھ اتنی چھوٹی عمر میں بھی کوئی مرتا ہے۔

ابھی تو میں نے ورلڈ ٹوور بھی نہیں کیا۔ ابھی تو اچھے اچھے کپڑے پہننا شروع کیے تھے۔

ہائے اللہ جی میں کدھر جاؤں۔

دروازے کے باہر کھڑا آرش اس کے سارے شکوے شکایتیں سن رہا تھا۔

پھر چہرے پر سنجیدگی طاری کرتا وہ اندر داخل ہوا۔ اسکے ہاتھ میں موجود دودھ کا گلاس دیکھ کر اسے سانپ سو نگھ گیا۔

وہ قدم بڑھاتا اس کے نزدیک آنے لگا۔ ماڑو تمہارے لیے دودھ لایا تھا۔

میرے پاس مت آئیے اور یہ دودھ خود ہی پی جائیے۔
مجھے سب پتہ ہے کہ آپ کا کیا پلان ہے؟
اچھا۔ وہ آنکھیں گھماتا ہوا بولا۔ اب جبکہ تمہیں سب پتہ چل چکا ہے تو اس ڈرامے کا کیا
فائی دہ۔

وہ دودھ کا گلاس سائیڈ پر رکھتا قدم قدم اس کے قریب آیا۔
ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا وہ ہاتھ بڑھا سے نزدیک کیے قید کر چکا تھا۔
مجھے نہیں پتہ تھا میری باربی جاسوس بھی ہے۔ وہ اس کی جھولتی ہوئی لیٹ کوکان کے
پیچھے کرتا ہوا بولا۔
اس کا مطلب آپ کو پتہ تھا کہ میں وہاں کھڑی ہوں۔ اب تب سے مجھے تنگ کر رہے
ہیں۔ وہ خفی سے بولی۔

اور نہیں تو کیا میں حیران ہوں کہ تم میری جاسوسی بھی کرو گی۔
آفس سے مینیجر کا فون تھا کچھ امپورٹنٹ ڈسکس کرنا تھا۔
تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو۔ وہ اس کے من موہنے چہرے کو تکتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

آج شام تک ریڈی رہنا ہمیں کہی جانا ہے۔ وہ اسے دیکھتا ہوا بولا۔

جب سے اُس نے اظہارِ محبت کیا تھا تب سے اس کے دیکھنے کا انداز ہی بدلا تھا۔ اس کے دیکھنے کے انداز پر کبھی کبھار گھبرا سی جاتی تھی۔

وہ دو قدم قریب آتا باقی فاصلہ بھی مٹا چکا تھا۔ اس کے نزدیک آتا وہ اس کا ہاتھ تھام گیا۔ چلو گی میرے ساتھ۔ وہ اس کا جھکاسر ٹھوڑی سے پکڑ کر اونچا کرتا ہوا بولا۔
ماڑونے پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔ جس کے ہر انداز میں اس کے لیے محبت ہی محبت تھی۔

اس کی آنکھوں میں خود کا عکس دیکھ کر وہ نظریں جھکا گئی۔

تم نے جواب نہیں دیا میری بات کا۔

جی میں ریڈی ہو جاؤں گی۔ وہ آہستہ آواز میں بولی۔

تھینک یو سو میچ مائی گرل۔ وہ اس کے ماتھے پر بوسہ دیتا ہوا بولا۔

مجھے یقین ہے جلد ہی تم مجھے پوری طرح معاف کر کے میری محبت کو قبول کر لو گی۔

مجھے اُس پل کا بڑی شدت سے انتظار ہے۔

آرش نے غور سے اس کے ایک ایک نقوش کو نہارا تھا۔ بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں

جن پر گھنی پلکوں کا سایہ تھا۔ گوری رنگت پر تیکھے نقوش۔ وہ شرمائی شرمائی سی

سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

ماڑو نے گھبرا کر پیچھے ہٹنا چاہا۔ وہ اس کا ارادہ سمجھتا اس کی کمر کے گرد حصار باندھتا فوراً اسے لوک کر گیا۔

اب مجھ سے دور جانا تمہارے لیے بہت مشکل ہے۔ شاید تم جانتی نہیں ہو جو چیز مجھے پسند آجائے میں اُسے بہت سہیل سہیل کر رکھتا ہوں۔ تم تو پھر بھی میری محبت ہو۔ میری باربی گرل۔ وہ اس کی ٹھوڑی چومتا ہوا بولا۔

ماڑو کمر پر موجود اس کا ہاتھ ہٹانے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔ مگر اس بار اس کا لمس ٹھوڑی پر محسوس کر کے وہ حیا سے سُرخ پڑی تھی۔

اس کا لرزتا وجود دیکھ وہ اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔

ریکس مائی ڈول۔ وہ اس کے کان میں سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

وہ بھی پُر سکون ہوتی آنکھیں موند گئی۔

آج اسے تقریباً دو ہفتے ہونے والے تھے اس نے شازم سے بات تک نہیں کی تھی۔ وہ تو اس کا کمرہ چھوڑ کر گیسٹ روم میں شفٹ ہو گئی تھی۔

اس نے اپنی من مانیاں شروع کر دی تھی جو اس کا دل کرتا وہی کرتی۔ اس دوران شازم اسے منانے کی بار بار کوشش کرتا رہا۔ پر وہ تو جیسے اپنی بات سے ایک انچ بھی ہٹنے سے تیار نہ تھی۔

اس دوران عالیہ اپنی پوری کوشش کر رہی تھی شازم کے قریب ہونے کی اس بات سے وہ بخوبی واقف تھی۔

اسے وہ لڑکی زہر لگتی تھی جو ہر وقت شازم کے آگے پیچھے پھرتی ہوئی نظر آتی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ وہ کس سے مشورہ کریں۔

اس کی ماما بھی کچھ دن پہلے ہی تو اپنی بہن سے صلح کر کے ان کے گھر گئی تھی۔ وہ انہیں یہ بات بتا کر بالکل پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ماڑو بھی یہاں نہیں تھی اسے گائیڈ کرنے کے لیے۔

شازم کی پچھلے دو دنوں کی روٹین یہی تھی کہ وہ آفس سے آکر اپنے کمرے میں چلا جاتا۔ ڈنر کے لیے بھی باہر نہ آتا۔

اسے بار بار یہی محسوس ہو رہا تھا کہ وہ شازم کے ساتھ غلط کر رہی ہے۔

وہ شخص کبھی اس کے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔
اسے کبھی کبھاریوں محسوس ہوتا کہ عالیہ نے اسے ٹریپ کیا ہے۔ پھر بھی ناجانے کیوں
وہ اسے معاف نہ کر پار ہی تھی۔

کچن میں جاتے اس کی نظر عالیہ پر پڑی۔ جو ارد گرد دیکھتی احتیاط سے ایک سائیڈ پر
ہوتی فون کان سے لگا گئی۔

آئی زل نے سر جھٹک کر آگے بڑھنا چاہا پھر تجسس کے ہاتھوں وہی ٹھہر کر اس کی باتیں
سننے لگی۔ عالیہ کی اس کی طرف پیٹھ تھی اس لیے وہ اس کی موجودگی سے بے خبر تھی۔
وہ سلام دعا کے بعد شروع ہو چکی تھی۔

مما میں کیا کروں؟ مجھے لگا تھا وہ لڑکی ہماری شادی کی بات سن کے یہاں سے چلی جائے
گی۔ پروہ ڈھیٹوں کی طرح یہی موجود ہے۔

اور شازم اس پر تو کوئی اثر ہی نہیں ہوتا میں جو بھی کر لوں۔ پتہ نہیں اُس آئی زل
میں ایسا کیا ہے جو اس کے بُرے رویے کے بعد بھی اس سے بدل نہیں ہوتا۔

تو مایوس کیوں ہو رہی ہے۔ عورت کے بُرے رویے کو کوئی بھی مرد اتنی دیر
برداشت نہیں کرتا۔ تو فکر کیوں کرتی ہے تو بس اُن دونوں کے بیچ کچھ بھی صحیح نہیں
ہونے دینا۔ سمجھی۔ فون کے دوسری طرف سے آواز گونجی۔

مجھے نہیں لگتا وہ شازم کبھی اُس آئی زل کو چھوڑ سکتا ہے۔

کیسی باتیں کر رہی ہے؟ تو بھول مت کہ تو نے شازم سے شادی کے لیے کتنا کچھ کیا ہے۔ کیسے اُسے اس کی ماں کے ہاتھوں ہی ٹریپ کروایا۔ اب تو ہمت نہ ہار۔ دیکھنا سب جیسے ہم نے سوچا ہے ویسا ہی ہوگا۔

تو بس اُس لڑکی کو شازم کے سامنے کسی بھی طریقے سے بُرا ثابت کر۔ دیکھنا پھر کیسے نکالتا ہے شازم خود اُسے گھر سے باہر۔

آئی زل بے یقینی سے ان کی باتیں سُن رہی تھی۔ اسے افسوس ہو رہا تھا کہ اس کی ماں اسے سیدھا راستہ دیکھانے کے باوجود اسے غلط سائیڈ لیکر جا رہی تھی۔

ان سب میں اس کی اور شازم کی زندگی بہت ڈسٹرب ہو چکی تھی۔ کیا وہ یوں شازم سے لا تعلق اختیار کر کے سہی کر رہی تھی۔ ایسے تو وہ خود ہی اُسے موقع دے رہی تھی ان کی زندگیوں کو برباد کرنے کا۔

سوچ سوچ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ عالیہ ابھی بھی جانے کیا راز و نیاز کر رہی تھی پر اس میں اور سُننے کی سکت نہیں تھی اس لیے وہ خاموشی سے وہاں سے ہٹ گئی۔

وہ تھکا ہارا سا آفس سے آیا تھا۔ انداز بوجھا بوجھا سا تھا۔ پچھلے دو ہفتوں سے اُسے منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ پر وہ تو اس سے لا تعلق سی ہو گئی تھی۔

وہ صوفے سے سرٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

وہ دروازہ کھولتی دھیرے سے چلتی ہوئی اندر آئی۔

وہ تھکا سا اس کے سامنے تھا۔ اسے بے ساختہ اس شخص سے ہمدردی محسوس ہوئی تھی جو رشتوں کی چکی میں پس رہا تھا۔ ایک طرف اس کی ماں اسے مسلسل عالیہ کی طرف کرنے کی طرف کوشش کر رہی تھی۔

اودوسری طرف آئی زل کی لا تعلق وہ مسلسل اذیت کا شکار تھا۔

اس کی آہٹ پر وہ ہلا تک نہیں تھا یا وہ اتنا محو تھا کہ اُسے کوئی آہٹ محسوس ہی نہیں ہوئی تھی۔

وہ اس کے ساتھ بیٹھتی اس کے کندھے پر سرٹکا گئی۔

وہ یکدم چونک سا گیا تھا۔ آنکھیں کھول اپنے نزدیک اس کی موجودگی محسوس کر کے سکون سا ملا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ اس کے گرد باندھتا سے خود میں بھینچ گیا۔ اس کے سینے سے لگتے ہی آئی زل کی آنکھیں بے ساختہ بھگنے لگی تھی۔ کتنے دنوں بعد کوئی می مہربان کندھا میسر آیا تھا۔ سارے شکوے شکایتیں آنسوؤں کی صورت میں نکلتے اس کا کندھا بگھور ہے تھے۔

اس کی سسکیوں کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ اگر وہ اتنے دنوں تکلیف میں رہی تھی تو خوش تو وہ بھی نہیں رہا تھا۔ وہ بھی بے آواز رو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو آئی زل کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

کتنی دیر رو لینے کے بعد وہ پیچھے ہٹی تھی۔ شازم نے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالوں میں بھرا تھا۔ اس کے رخساروں پر بہتے آنسوؤں کو انگلیوں کی پوروں سے چٹا تھا۔ پرنسز میرا یقین کرو میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں کبھی تم سے بے وفائی کو سوچ بھی نہیں سکتا۔ پر شاید ایک ماں کی دھمکی کے آگے کمزور پڑ گیا۔

اتنے دن جب تم مجھ سے لا تعلق رہی مجھے لگا میں نے تمہیں کھو دیا ہے۔ میرا ہر لمحہ تمہارے بغیر اذیت میں گزرا ہے۔

میرا یقین کرو پر نسز تم میرے لیے بے حد ضروری ہو۔ وہ اس کے ماتھے پر شدت بھرا لمس چھوڑتا ہوا بولا۔

وہ اپنے اذیت بھرے لمحوں کی داستان سُناتا اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا گیا۔



وہ اُس کے ہمراہ چلتی خود کو خوش نصیب تصور کر رہی تھی۔ آخر اتنی مشکلوں کے بعد خدا نے اس پیارے سے شخص کو اس کا ہمسفر بنا دیا تھا۔

جو آج کل اسے اپنی محبت کا یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے ہر انداز میں اس کے لیے محبت ہی ہوتی تھی۔

وہ اسے دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ اس کا پاؤں اس کی میکسی میں پھنسا تھا جس کے باعث وہ گرنے لگی تھی۔ آرش نے بروقت اسے تھاما تھا۔

تم ٹھیک ہو؟ وہ فکر مندی سے اسے دیکھتا ہوا بولا۔

اس نے محض سرہلانے پر اکتفا کیا۔

پہلے آرش نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ پر اب کی دفعہ وہ اسے اپنے حصار میں لیتا چلنے لگا۔

ایک مقام پر آ کر دونوں رُکے تھے۔ یہ جگہ آج کے لیے خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کی گئی تھی۔ یہ جگہ ان کے ہٹ سے کچھ دور تھی۔

ارد گرد گہرا سناٹا تھا رات کے اندھیرے میں خوبصورتی سے کی گئی لائی ٹنگ کی روشنی جگمگا رہی تھی۔

آرش نے نظریں گھوما کر اس کی طرف دیکھا جو ستائش سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔

آرش کو وہ اس وقت اتنی پیاری لگ رہی تھی جو اس کی فرمائی ش پر تیار ہوئی تھی۔ ریڈ کلر کی میکسی میں اس کی دو دھیانگت مزید کھل گئی تھی۔ لائی نر کی دھار نے آنکھوں کو مزید دلکشی بخشی تھی۔ ہونٹوں پر لگی سُرخ لپ اسٹک اُسے بار بار بہکار ہی تھی۔

چلیں مائی ی باری ڈول! وہ اُس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہوا بولا۔

ماڑونے جھجھکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

سمندر کے نزدیک کیا گیا انتظام ماحول کو مزید دلکش بنا رہا تھا۔
 وہ قدم قدم چلتے ٹیبل کے نزدیک آئے۔ اس کے لیے کرسی کھینچتا وہ اسے آرام سے بٹھا
 گیا۔ خود کرسی کھینچ کر سامنے بیٹھ گیا۔
 وہ اس سے چھوٹی چھوٹی باتیں کرتا اس کی جھلک دور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔



اس کے فون کی بیل مسلسل بج رہی تھی پر وہ ہر چیز کو فراموش کرتا بس اس کی طرف
 متوجہ تھا۔

وہ مسلسل اس کی قربت سے نروس سی ہو رہی تھی۔ اس نے اس کا دھیان خود پر سے
 ہٹانا چاہا۔

شازم کال آرہی ہے۔

ہممم! آنے دو۔

وہ اس کی ناک کی نوک پر ہونٹ رکھتا ہوا بولا۔

شازم پلیز پیچھے ہٹیں۔ شاید کوئی ای ایمپورٹنٹ کال نہ ہو اٹینڈ کر لیں۔ وہ ایک دفعہ پھر اس کی توجہ فون کی طرف کرتی ہوئی می بولی۔ اس کے سینے پر دباؤ ڈال کر خود سے دور کرنا چاہا۔

اسے مسلسل خود کی طرف دیکھتا پا کر وہ کنفیوز سی ہو رہی تھی۔ وہ بد مزہ ہوتا پیچھا ہٹتا۔ کال اٹینڈ کرتا کان سے لگا گیا۔ ہو اسپتال سے ڈاکٹر کی کال تھی اس لیے وہ سنجیدہ ہوتا فوراً سیدھا ہوا۔

جی ڈاکٹر بولیے۔

دوسری طرف کی بات سن کر وہ کھل اٹھا تھا۔

آئی زل مسلسل اس کے تاثرات نوٹ کر رہی تھی۔ جو تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے

فون بند کرتے ہی اس نے آئی زل کو گھوما ڈالا۔

کیا ہوا؟ کیا کر رہے ہیں۔

ابھی ہو اسپتال سے کال تھی۔ گیس کرو ایک اچھی نیوز ہے۔ وہ کچھ کچھ سمجھ تو گئی تھی مگر خوش فہم نہیں ہونا چاہتی تھی۔

آپ خود ہی بتادیں۔

انکل کو ہوش آ گیا ہے۔ آئی زل تم دوبارہ اپنے پاپا سے باتیں کر سکو گی۔ تم دوبارہ ان سے اپنی بات شیئی کر سکو گی۔ اپنی ہر پریشانی، دکھ، تکلیفیں ان کو سنا سکو گی۔ وہ اسے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

شازم۔۔۔۔۔ میرے۔۔۔۔۔ بابا۔۔۔۔۔ خوشی سے اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔ ہاں میری جان آپ کے بابا کو ہوش آ گیا ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے نام بھی تمہارا ہی لیا ہے۔ وہ تم سے ملنا چاہتے ہیں۔

چلیں نا جلدی چلیے۔ وہ جلدی مچاتی اس کا ہاتھ کھینچتی ہوئی بولی۔
 صبر میری جان پہلے فریش ہو جاؤ پھر چلتے ہیں۔ اوکے۔
 وہ سر ہلاتی ہوئی الماری کی جانب بڑھی۔
 آج کتنے دنوں بعد شازم نے اس کے چہرے پر سچی خوشی دیکھی تھی۔ شازم نے صدقِ دل سے اس کی مسکراہٹ کی دائی می ہونے کی دعا مانگی۔

رات کی تاریکی ہر سو پھیلی تھی۔ چاند کی روشنی پانی پر پڑتی دلکش منظر پیش کر رہی تھی۔ ایسے میں دونوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے آگے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

وہ دونوں ایک جگہ آکر ٹھہر گئے۔ ماڑو نے نظریں سامنے نظر آتے چاند پر ٹکائی۔
کتنا خوبصورت لگ رہا ہے یہ سب۔ وہ بغیر اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

آرش نے اس پر سے نظریں ہٹا کر سامنے دیکھا۔

واقعی یہ سب بے حد حسین لگ رہا ہے۔ اور میں کتنا پاگل تھا نا کہ میں ہمارے اس
خوبصورت رشتے کو ختم کرنے پر تڑپا تھا۔

ماڑو نے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔ ایک پل کے لیے دونوں کی نظریں ملی تھی۔
میں تو اس حسین نظارے کی بات کر رہی ہوں۔ وہ ذرا سا مسکراتے ہوئے بولی۔

پر میں تو ہمارے خوبصورت رشتے کی بات کر رہا تھا۔ وہ اس کے گرد بانہوں کا حصار
قائم کرتا ہوا بولا۔

شکر یہ میری زندگی میں آنے کے لیے۔ وہ اس کے ماتھے کو چومتا ہوا بولا۔

شکر یہ میری زندگی کو اتنا حسین بنانے کے لیے۔ وہ اس کے دائیں گال پر محبت بھرا
لمس چھوڑتا ہوا بولا۔

اور شکر یہ میری جان مجھے ایک موقع دینے کے لیے۔ ایک دفعہ پھر اس کے بائیں
گال کی طرف جھکتا ہوا بولا۔

ماڑو اس کی پیش قدمی پر بوکھلائی تھی۔

اس نے آرش کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ قائم کرنے کی کوشش کی تھی۔ کوشش ناکام ٹھہری۔

آرش اس کا وہی ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کرتا چومتا ہوا بولا۔
جانم یہ سب بیکار ہے۔ اب تو یہ کوشش بھی ناممکن ہے کہ تم مجھ سے دور جاسکتی ہو۔
دور کون جانا چاہتا ہے۔ میں آپ کے ساتھ اپنی زندگی بھر پور طریقے سے گزارنا چاہتی ہوں۔ وہ اس کے سینے پر سر ٹکاتی ہوئی بولی۔

آرش مسکراتا ہوا اسے اپنے ساتھ لگا گیا۔

آسمان پر چمکتا مانتا بھی ان کے پاکیزہ بندھن کے مضبوط ہونے پر مسکرایا تھا۔
دوا جنبی اس پاکیزہ بندھن میں بندھتے محبت کے پنجرے میں قید ہو گئے تھے۔

وہ دونوں ہسپتال کے راستے پر گامزن تھے۔ آئی زل کی خوشی چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔

وہ بے چینی سے راستہ ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔

شازم اور کتنا وقت لگے گا۔ ہم کب پہنچے گے۔ وہ کوئی می دسویں دفعہ ایک ہی بات دوہرا چکی تھی۔

شازم اس کی جلد بازی پر مسکرایا تھا۔ پرنسز یار صبر کرو پہنچنے والے ہیں ہم۔ صبر ہی تو نہیں ہو رہا۔ مجھے یقین نہیں آ رہا میں اپنے پاپا کو صحیح سلامت دیکھ سکوں گی۔ آپ یقین نہیں کریں گے کہ میں ان کی حالت دیکھ کر ناامید ہو گئی تھی۔ پر اللہ نے مجھے خالی ہاتھ نہیں لوٹایا۔

وہ آنکھوں میں آئی می نمی کو پیچھے دھکیلتی ہوئی می بولی۔

یار پرنسز اب یہ رونے مت بیٹھ جانا۔ یہ خوشی کا موقع ہے۔

جی! میں رو تو نہیں رہی۔ وہ چہرے پر مسکراہٹ سجاتی ہوئی می بولی۔

گاڑی ہو سپٹل کی بلڈنگ کے سامنے رکی۔

وہ دونوں گاڑی سے اترتے اندر کی طرف بڑھے۔

شازم اس کا ہاتھ تھامتا ڈاکٹر کے کیمین کی طرف بڑھ گیا۔

ڈاکٹر کھڑا ہو کر شازم سے خوشدلی سے ملا۔ اس لمبے عرصے میں شازم کی ان سے اچھی

خاصی سلام دعا ہو چکی تھی۔

اؤ شازم کیسے ہو؟ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔

میں ٹھیک ہوں۔ آپ سنائیے۔ شازم بھی خوشدلی سے بولا۔ آج اس کا موڈ پہلے کی نسبت کافی بہتر تھا۔

بیٹھو شازم۔ مجھے تم سے کچھ باتیں ڈسکس کرنی ہیں۔

وہ آئی زل کو اشارہ کرتا ہوا بولا۔

آئی زل خاموشی سے اس کے ساتھ والی سیٹ سنبھال گئی۔

پہلے تو مبارک ہو تمہارے پیشنٹ کو ہوش آ گیا ہے اور وہ خطرے سے باہر ہیں۔

مگر جیسے کہ تم جانتے ہو کہ وہ کافی عرصہ کو مہ میں رہے ہیں بظاہر تو وہ بالکل ٹھیک ہیں

مگر انہیں پراپر کیئر کی ضرورت ہے۔ ان کا بے حد دھیان رکھنا ہوگا۔

ویسے پریشانی والی کوئی بات نہیں یہ سب تو نارمل ہے۔ بس تم انہیں میڈیسن ٹائی م

پر دیتے رہنا۔ باقی سب اوکے ہے۔

کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟

جی ضرور مل سکتے ہیں۔ پرا بھی انہیں کم ہی مخاطب کریے گا اوکے۔

شازم سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گیا۔

شازم آپ نے ماما کو انفارم کر دیا تھا۔ وہ ڈاکٹر کے کیمین سے نکلتی فوراً اس سے مخاطب

ہوئی۔

ہاں میری جان کر دیا تھا۔ بس کچھ دیر تک پہنچتی ہو گئی۔ تب تک ہم اُن سے مل لیتے ہیں۔

جاؤ پہلے تم اُن سے مل لو۔ میں بعد میں مل لوں گا۔

آپ نہیں چلیں گے۔ وہ سوالیہ نگاہ اس پر ٹکاتی ہوئی بولی۔

نہیں کیونکہ یہ ایک باپ اور بیٹی کے خاص لمحے ہیں جنہیں میں خراب نہیں کرنا چاہتا۔ وہ سمجھتی ہوئی اثبات میں سر ہلاتی اندر کی طرف بڑھ گئی۔ اس کے قدم من بھر کے ہو رہے تھے۔

وہ دروازہ کھولتی اندر کی طرف بڑھی۔ سامنے ہی اس کے جان سے پیارے بابا آنکھیں موندیں لیٹے تھے۔

اس کا ذہن کچھ ماہ پیچھے چلا گیا تھا جب وہ اپنے پاپا کے زندہ ہونے کی خبر سُن کر بے حد خوش تھی۔

وہ قدم اٹھاتی ان کے قریب آئی تھی۔

پاپا! اس نے شدت سے انہیں پکارا تھا۔

انہوں نے ذرا سی آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا تھا۔ اپنے قریب جان سے پیاری بیٹی کو

دیکھ وہ رو پڑے تھے۔ انہیں تو یقین ہی نہیں تھا کہ وہ دوبارہ اس سے مل پائی سینگے۔

لیکن یہ سب شازم کی وجہ سے ممکن ہو پایا تھا جو بروقت انہیں ہو اسپتال لے آیا تھا۔
ڈاکٹر کے منہ سے یہ بات سُن کر کہ ان کا علاج شازم نے کروایا ہے انہیں ذرا بھی حیرانی
نہیں ہوئی تھی وہ اس کی رحمدل فطرت سے بخوبی واقف تھے۔

انہوں نے اُٹھنے کی کوشش کی مگر کمزوری کے باعث اُٹھ نہ پائے۔ انہوں نے لیٹے ہی
اپنے بازو آئی زل کے لیے دیکھے تھے۔ وہ ایک سکینڈ کی بھی دیری کے بنا ان کے
مہربان آغوش میں سماگئی تھی۔

اس لمس کو محسوس کرنے کے لیے وہ کتنا تڑپی تھی۔ اس نے پل پل اسی مہربان چھوؤں
کو میس کیا تھا۔ یہاں آکر وہ ہر دکھ، تکلیف بھول جاتی تھی۔
وہ تڑپ تڑپ کر روتی ان سے شکوے کر رہی تھی۔ وہ مسکرا کر اس کا ہر شکوہ سُن رہے
تھے۔

پاپا آپ کو پتہ ہے آپ کے بغیر ہم کتنے اکیلے ہو گئے تھے۔ میں نے اور ممانے آپ
کو بہت میس کیا۔

شازم دروازے کے باہر سے کھڑا یہ مکمل منظر آنکھوں میں بھر رہا تھا

عائی شہ! مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔

وہ تیزی سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف جاتی عائی شہ کو دیکھ کر مخاطب ہوا۔
ہاں بولو۔ وہ آج کافی خوش نظر آرہی تھی۔

نہیں یہاں نہیں۔ کیا آج آف ٹائی م کے بعد تمہارا کچھ وقت مل سکتا ہے۔

ایسی بھی کونسی بات ہے جو تم ابھی نہیں بتا سکتے۔ وہ جھنجھلاتی ہوئی بولی۔ اسے

عرشمان پر غصہ آرہا تھا جو سسپنس کریٹ کر کے اب کچھ بتا نہیں رہا تھا۔

تم یہ کہہ سکتی ہو کہ بہت ایمپورٹنٹ بات ہے۔ تمہیں ایک بہت اہم شخص سے ملوانا
ہے۔

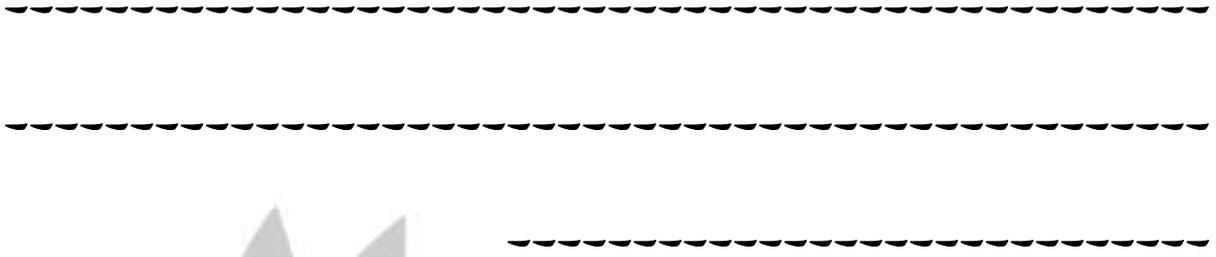
عائی شہ کا دل بے ساختہ ڈوبا یہ سوچ کر کہ کہی وہ اپنی کسی گرل فرینڈ سے تو نہیں ملوا
رہا۔ پھر اپنے ازلی لاپرواہ انداز میں بولی۔

اگر کوئی اسپیشل ہے تو تم مجھے کیوں اُس سے ملوا رہے ہو۔ اپنے بھائی کو یا گھر سے
کسی سے ملوؤ۔

اُف اللہ پاگل لڑکی کچھ بات کرنی ہے بس تم ریڈی رہنا۔

وہ مزید اس کی کوئی ی بھی بات نہ سُنتا یہ جاوہ جاہوا۔

عائی شہ نے منہ میں بڑ بڑاتے اس کی پیٹھ کو گھورا۔



آرش ہم واپس کب جا رہے ہیں؟ مجھے سب کی بہت یاد آرہی ہے۔

وہ سامنے سکرین سے نظریں ہٹاتی اس کی طرف دیکھتی ہوئی ی بولی۔

وہ دونوں بیڈ سے ٹیک لگا کر بیٹھے مووی دیکھنے میں مگن تھے۔

جلد ہی چلیں گے میری جان۔ میں خود سب کو مس کر رہا ہوں۔

وہ روموٹ اٹھاتا سامنے چلتی سکرین کو بند کرتا ہوا بولا۔

ویسے ماما پاپا یہ دیکھ کر کافی خوش ہونگے کہ اُن کے اڑیل بیٹے کو میں نے تیر کی طرح

سیدھا کر دیا۔ وہ اُسے دیکھ کر شرارت سے گویا ہوئی ی۔

وہ اس کی شرارت سمجھتا اس کا ہاتھ پکڑتا اپنی طرف کھینچ کیا۔

بڑی باتیں آگئی ہیں۔ باربی ڈول۔ وہ اس کا گال سہلاتا ہوا بولا۔

کافی چالاک ہوگئی ہو تم۔ وہ مزے سے بولا
 جی نہیں میں بالکل بھی چالاک نہیں ہوں بلکہ معصوم سی ہوں۔ وہ واقعی ہی معصوم سی
 شکل بناتی اس کی طرف دیکھتی ہوئی ہی بولی۔

جی نہیں کوئی ہی معصوم نہیں ہو تم۔ اچھی خاصی چالاک لڑکی ہو تبھی تو مجھے جال میں
 پھنسا لیا۔ وہ یہ سب مزاق میں کہہ رہا تھا۔ پرنا جانے کیوں اس کہ منہ سے اپنے لیے ایسی
 بتیں سن کر آنکھوں میں دُھند سی اترنے لگی۔

خدا گواہ ہے میں نے کبھی بھی آپ کو جال میں پھنسا کی کوشش نہیں کی۔
 مہا پاپا اور میں خود بھی یہی چاہتی تھی۔ کہ اس رشتے کو ایک موقع دوں۔ میں صرف
 اس رشتے کو ایک موقع دے کر آپ کے ساتھ رہنا چاہتی تھی۔ سچ میں میں نے کبھی
 آپ کا برا نہیں چاہا۔ کبھی آپ کے خلاف جا کر پلاننگ کرنے کی کوشش نہیں کی۔
 جانے کیوں وہ سرس ہوئی اپنی صفائی یاں دے رہی تھی۔

اس کو سنجیدہ ہوتا دیکھ آرش فوراً سیدھا ہوا تھا۔

اوائے! باری ڈول میں تو مزاق کر رہا تھا۔ تم سیریس کیوں ہو گئی۔ اور تمہیں اپنی
 ذات کے متعلق صفائی یاں مجھے دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اچھے سے جانتا ہوں
 کہ میری ماؤ کیسی ہے۔

وہ اس کا سر اپنے سینے سے لگاتا اس میں نگلیاں چلانے لگا۔
یار اتنی اتنی باتوں پر رونے مت بیٹھ جایا کرو۔ تمہارے ان خوبصورت سی آنکھوں میں
آنسو مجھے بالکل بھی پسند نہیں۔

وہ اس کی آنکھوں میں چمکتے موتیوں کو ہونٹوں سے چھنتا ہوا بولا۔
وہ شرمناک اس کی پناہوں میں چھپ گئی۔
جانم بہت غلط جگہ چُنی ہے چھپنے کی۔ ویسے بھی اب اس کا کوئی می فائی دہ نہیں۔ وہ اس
کے ماتھے کو چومتا ہوا بولا۔

قطرہ قطرہ پگھلاتی رات میں وہ اس کی آغوش میں سمٹی چلی گئی۔ اُس کے ہر عمل میں
اس کے لیے محبت ہی تھی۔ وہ اس کی محبت محسوس کر کے خود پر نازاں تھی۔

سورج کی تپش پورے جو بن پر تھی۔ ایسی چلچلاتی دھوپ میں وہ کب سے یہاں کھڑی
اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ دھوپ کی شدت سے اس کا گورا رنگ متمتا اٹھا تھا۔
اُس نے اسے یہی کھڑا ہونے کے لیے کہا تھا اب خود بیس منٹ گزر جانے کے باوجود
بھی نہ آیا تھا۔ اس کا کوئی می ارادہ نہیں تھا کہ دوبارہ گھوم کر اتنا لمبا چکر لگا کر اُس کے
ڈیپارٹمنٹ کی طرف جائے۔ وہ ڈھیٹ بنی وہی کھڑی رہی۔

اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تھا وہ جانے کے لیے مڑی۔

وہ سامنے سے آتا ہوا دکھائی دی۔

سوری سوری یار لیٹ ہو گیا۔

عائی شہ نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔

وہ بے نیاز سی بنتی آگے کو بڑھ گئی۔

عرشمان کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔ وہ اس سے پاس سے ہوتی آگے نکل گئی۔

وہ فوراً اس کے پیچھے بھاگا۔ عائی شہ میری بات سنو یار۔ سوری کہہ تو رہا ہوں۔ یار ایک

ایمپورٹنٹ پریزنٹیشن تھی اسی کے چکر میں لیٹ ہو گیا۔ وہ اس کے سامنے کھڑے ہو کر

بولی۔
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجبوراً اسے بھی رکن پڑا۔

میں کب سے انتظار کر رہی تھی۔ دیکھو دھوپ کتنی ہے۔ وہ نروٹھے پن سے بولی۔

ایم ریلی سوری۔ میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

او کے معاف کیا۔ تم بھی کیا یاد رکھو گے۔

نوازش میڈم۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

چلیں اب۔

عائی شہ سر ہلا کر اس کے ہمراہ ہوئی۔

وہ دونوں تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ایک عالیشان بلڈنگ کے سامنے کھڑے تھے۔

عائی شہ کو سمجھ نہیں آئی وہ اسے یہاں کیوں لایا ہے۔

عرشمان نے اپنا ہاتھ اس کے سامنے پھیلا دیا تھا۔

عائی شہ نے جھجھکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھمایا۔

وہ اسے لیتا اندر کی جانب بڑھا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جسے خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا۔

عائی شہ نے ارد گرد نظر دوڑائی۔ کچھ حیران سی ہوتی اس کی طرف مڑی۔

آج میری برتھڈے تو نہیں ہے۔

مجھے پتہ ہے آ جاؤ۔ وہ اسے لیتا واحد ٹیبل کی طرف بڑھا۔ جو اسپیشل انکے لیے سجایا گیا

تھا۔

اس نے کرسی کھینچ کر اسے بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گیا۔

اب تم بتاؤ گے کہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟

بالکل کیوں نہیں۔ اس نے کچھ دور کھڑے ویٹر کو اشارہ کیا تھا جس نے ایک

خوبصورت سا کیک لاکر ٹیبل پر رکھا تھا اور خود پھر دروازے کے پیچھے غائب ہو گیا۔

عائی شہ نے ایک نظر کیک پر ڈالی جس پر بڑے بڑے حروف میں لکھا تھا۔

Will you marry me?

کیک پر درج حروف پڑھ کر اس کا منہ حیرت سے کھلا تھا۔ ابھی وہ اس بات پر نہ سنبھلی تھی کہ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس کا ہاتھ تھام گیا۔

Will you be mine forever ?

اُسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا بولے۔

اسے کچھ بولتا دیکھ وہ مزید گویا ہوا۔

میں جانتا ہوں تم انگیج ہو۔ بس یہی بات یہاں پر چُب رہی ہے وہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا۔ بس ایک بار مجھ پر بھروسہ کر کے یہ ہاتھ ہمیشہ کے لیے تھام لو۔ یقین مانو کبھی مایوسی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ وہ امید بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔

عائی شہ کو ماڑو کی شادی میں اپنی کہی ہوئی بات یاد آئی۔ اُس نے تو بس ایسے ہی مزاق میں یہ بات کر دی تھی۔ وہ سچ سمجھ بیٹھا۔ عائی شہ کو بھی شیطانی سوچھی۔

نہیں عر شمان یہ نہیں ہو سکتا۔ میرا منگیترا ایسا کبھی نہیں ہونے دے گا۔ وہ معصوم سی شکل بناتی ہوئی بولی۔

لو بھلا اچھے خاصے امیر ہو۔ وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔
وہ تو بس اسے تنگ کر رہی تھی۔

آفس میرا نہیں میرے بھائی کی کا ہے۔ میں نے آج تک وہاں جھانک کر نہیں دیکھا۔
اچھا۔۔۔۔۔ چلو تم بھی کیا یاد کرو گے میری سخاوت۔
ڈائی منڈ سیٹ بنا کر دینا پھر۔ ایک اور ڈیمانڈ حاضر تھی۔
اس کی معصوم سی شکل جو معصوم بالکل نہیں تھی پر بنانے کی پوری کوشش کی گئی
تھی کو دیکھتی ہوئی بولی۔

تمہاری شکل دیکھ کر ترس آ گیا سمجھو۔ ڈائی منڈ رنگ دلو او گے۔ اور جب میں کہوں گی
شاہنگ بھی کرو او گے۔ منظور ہے۔ بھئی اتنا تو حق ہے میرا۔

تم شادی کے لیے ہاں کر رہی ہو یا ڈیل کے لیے۔ وہ بھی کمر کستا میدان میں کودا۔
جو بھی سمجھ لو بھئی میں تو ایسی ہی ہوں۔ اس وقت وہ بے حد خوش تھی۔ اُس کا اظہار
محبت اسے سرشار کر گیا۔ جانے کب وہ لڑتے لڑتے ایک دوسرے کی محبت میں قید
ہو گئے تھے۔ اب وہ اطمینان سے کھڑی اس کی چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ رہی
تھی جو بار بار اسے غصے والے ایکسپریشنز دے رہا تھا۔

نہیں منظور تو کوئی نہیں میرا منگیتر ویسے بھی مجھے دل و جان سے چاہتا ہے۔

پہلے تو تمہارے اس منگیترا کا قتل کروں گا۔ وہ غصے سے اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔
اس کے ایکسپریشنز دیکھ کر وہ جو اپنا قہقہہ ضبط کیے کھڑی تھی۔ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔
عرشمان یوں بے فضول اس کے پاگلوں کی طرح قہقہے لگانے پر کچھ حیران ہوا تھا۔
ولیس تم اپنے آپ کو بڑا سمارٹ سمجھتے ہو پر میرے ہاتھوں بدھو بن گئے۔ میرا
کوئی منگیترا نہیں ہے وہ تو میں ایویں کہہ رہی تھی۔ اور تم نے یقین بھی کر لیا۔
وٹ! کیا کہاں ابھی تم نے۔ یعنی تم کب سے مجھے بے وقوف بنا رہی ہو۔ ایسا ہے پھر میں
بھی کوئی ڈائی منڈ کی رنگ نہیں لیکر دوں گا اور شاپنگ کو تم بھول ہی جاؤ۔ وہ ہاتھ
جھاڑتے ہوئے بولا۔
کیا مطلب ہے اس بات کا۔ میں تو ضرور کروں گی شاپنگ وہ بھی تمہارے پیسوں
سے۔ وہ دانت پیستی ہوئی بولی۔
ایسا کرو کوئی اور بکرہ پکڑ لو جو تمہاری ہر بات بھی مانیں اور آگے سے کچھ بولے بھی
نہ۔

جی نہیں میں شادی بھی تم سے کروں گی اور خرچہ بھی تم سے ہی کرواؤں گی۔
ان کی تو تو میں میں شروع ہو چکی تھی۔
ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ ان کی کسی بات کا اختتام جھگڑے کے بنا ہو۔

سورج کی روشنی اس کے چہرے پر پڑی وہ ذرا سا کسمائی می تھی۔ اس کے اور نزدیک ہو کر سوگئی۔

آرش جو ابھی اٹھا تھا اس نے نظریں موڑ کر اسے دیکھا تھا۔ جو بکھری بکھری سی اس کے قریب تھی۔

وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔ اس نے جھک کر اس کے ماتھے پر عقیدت بھرا بھوسہ دیا۔

اٹھ جاؤ مائی لو۔ شام تک ہمیں نکلنا بھی ہے۔

فی الحال وہ جانا نہیں چاہتا تھا ابھی اس کا ارادہ کچھ دن اور رکنے کا تھا پر شازم کے منہ سے عالیہ اور اس کے نکاح کی بات سُن کہ اسے شدید غصہ آیا جو اسے سمجھاتے خود کتنی بڑی غلطی کر گیا تھا۔ اس لیے وہ جلد سے جلد واپس جانا چاہتا تھا تا کہ اس مسئی لے کا حل نکال سکے۔

فی الحال وہ ساری سوچیں جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہوا جو اس کے بازو پر سر رکھ
مزے سے سوئی تھی۔

آرش نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ صبح ہوگئی میری جان اٹھ جاؤ۔ اس نے
اس کے چہرے پر آتے بال پیچھے کیے تھے۔

ماڑونے ذرا سی آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا تھا۔

صبح بخیر زندگی۔ وہ محبت سے گویا ہوا۔

ماڑونے شرمناک پلکیں جھکائی۔

جلدی سے ریڈی ہو جاؤ شام تک گھر کے لیے نکلنا ہے۔ وہ ایک دفعہ پھر اس کا ماتھا

چومتا فون اٹھاتا بالکنی کی طرف بڑھ گیا۔

ماڑو بھی فریش ہونے کی غرض سے واش روم میں بند ہوئی۔

آرش نے شازم کو کال کر کے اپنے آنے کی اطلاع دے دی تھی۔

فون بند کرتا وہ کمرے میں داخل ہوا۔ جہاں وہ کہی نہیں تھی ایک نظر واش روم کے بند

دروازے پر ڈال کر کچھ سوچتے ہوئے سامان سمیٹنے لگا۔

ماڑو جب فریش ہو کر باہر آئی تو اسے پیکنگ کرتے دیکھ کر اس کی طرف آگئی۔

آپ رہنے دیں میں کر لیتی ہوں۔

خود بھی وہ بارہا فون کر کے ان کی طبیعت کے بارے میں پوچھتا رہتا تھا۔
رضیہ بیگم خود ہی اسے کال کر دیتی اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہوتی۔

وہ اس وقت ایک ریسٹورانٹ کے کیمپن میں بیٹھی اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ مزید پانچ
منٹ گزرے جب وہ اس کے سامنے تھا۔

مجھے نہیں پتہ تھا تم اس قدر بے وفانکو گی۔ میں صرف تین ماہ کے لیے اگر یہاں نہیں
تھا پر میں نہیں جانتا تھا کہ تم یہ کرو گی میرے ساتھ۔

شیراز میری بات سُنو۔ میں یہ سب نہیں کرنا چاہتی تھی پر پاپا کے مجبور کرنے پر کرنا
پڑا۔ تم جانتے تو ہو کہ میں بھی تم سے کتنا پیار کرتی ہوں۔

تم ایک دفعہ تو مجھے ان سب معاملات سے آگاہ کر سکتی تھی تاکہ میں یہ سب ہینڈل کر
سکتا۔

تم نے کسی اور سے نکاح کر کے مجھے دھوکا دیا ہے۔ وہ دانت پیتا ہوا غرایا۔
تم مجھے کچھ وقت تو دو میں سب ٹھیک کر دوں گی۔

یہی اچھا ہے تمہارے لیے۔ وہ مزید اس کی کوئی ی بھی بات سنے بغیر باہر نکل گیا۔

شیراز گل سے اس کی پہلی ملاقات یونی میں ہی ہوئی تھی۔

شیراز ایک امیر و کبیر گھرانے سے بلانگ کرتا تھا۔ وہ بہت ریزرو نیچر کا مالک تھا۔ عالیہ ایک کلاس فیلو سے لڑائی کے دوران شرط لگا چکی تھی کہ شیراز خود آکر اسے پرپوز کرے گا۔

اور واقعی ہی عالیہ نے پہلے اس سے دوستی کی پھر اپنی جھوٹی محبت کے جھال میں ایسا

پھنسا یا کہ وہ اسے سچ ہی سمجھ بیٹھا۔ یوں وہ دونوں یونی کے دنوں سے ساتھ تھے۔

عالیہ کو اس سے فائی دہ ہی ہوا تھا۔ عالیہ کے والدین شازم لوگوں کی طرح امیر نہ تھے۔

ایک یہ وجہ بھی تھی کہ وہ اب تک شیراز کے ساتھ تھی۔ عالیہ نے اس کے پیسوں سے

خوب عیش کی تھی۔ اب تو وہ اس سے پیچھا چھوڑنا چاہتی تھی۔ پر وہ تین ماہ بعد پھر آٹپکا

تھا۔

سیدھا سیدھا اُسے بتا بھی نہیں سکتی تھی کہ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اسے ڈرتھا کہ کہی وہ غصے میں آکر شازم کو سب بتا ہی نہ دے۔ اس لیے وہ سب سوچ سمجھ کر ہینڈل کرنا چاہتی تھی۔

اس کی زندگی میں پہلے ہی ایک کانٹا آئی زل کی شکل میں موجود تھا۔ اب یہ نئی مصیبت۔

افق پر پھیلی سیاہی شام کے سائے گہرے ہونے کا پتہ دے رہی تھی۔ مری کی وادیوں کو دھند نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔

گاڑی ای ای ٹی رپورٹ کے راستے پر گامزن تھی کچھ دیر بعد ان دونوں کی فلائی ٹ تھی۔

ماڑو مسلسل باہر راستوں کو دیکھتی ان حسین لمحوں کو آنکھوں میں قید کر رہی تھی۔

یہ اس کی زندگی کا حسین سفر تھا جس میں اس کا ہمسفر اس کے ہمراہ تھا۔

ماڑو نے باہر سے نظریں ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔ جو اسی کی طرف متوجہ تھا۔ وہ اس کا من موہنا چہرہ دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔ کیا دیکھ رہی ہو؟

کچھ نہیں بس یہ سوچ رہی تھی کہ یہ میری زندگی کا حسین ترین سفر تھا۔ کیا پتہ زندگی دوبارہ کوئی ایسا موقع دے ہی نہ۔ مجھے یہ لگا تھا کہ میں کبھی آپ کی زندگی میں جگہ نہیں بنا سکوں گی۔ وہ آنکھوں میں آئی ی نی کو پیچھے دھکیلتی ہوئی بولی۔

کیسی باتیں کر رہی ہوا بھی تو ہمیں ایسے بہت سے یادگار لمحے جینے ہیں۔ وہ اس کے گرد باہوں کا حصار قائم کرتا ہوا بولا۔

میری زندگی میں تمہاری کتنی اہمیت ہے یہ تم سوچ ہی نہیں سکتی۔ اور اب ایسی کوئی بات ذہن میں مت لانا۔

آرش اس کی آنکھوں میں جھانکتا محبت سے بولا۔

مارونے آسودگی سے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر سر ٹکایا۔

کہاں رہ گئے آپ؟ میں کب سے آپ کا ویٹ کر رہی ہوں۔ وہ فون کان سے لگائے لاؤنج میں آتی ہوئی بولی۔

وہ کب سے شازم کا انتظار کر رہی تھی۔ جس نے اسے چھ بجے تک ریڈی رہنے کے لیے کہا تھا۔ اب ناجانے خود کہاں تھا۔

بس میں گھر ہی آ رہا ہوں۔ فون کے دوسری طرف سے شازم کی آواز گونجی۔
اوکے جلدی آئی یے میں ویٹ کر رہی ہوں۔ آج اسے دو دن ہو گئے تھے وہ اپنے
پاپا کی طرف نہیں گئی تھی۔ اس لیے آج صبح ہی شازم نے اسے تیار رہنے کے لیے
کہا تھا۔

ابھی وہ کال بند کر کے مڑی ہی تھی جب عالیہ کی کرخت آواز اس کے کانوں میں
گونجی۔

تھکتی نہیں ہو تم یہ معصومیت کا ڈرامہ کرتے ہوئے۔ صحیح شازم کو پاگل بنا رکھا ہے۔
غاصب ہو تم میرا حق چھینا ہے۔ شازم تو ہمیشہ سے میرا تھا جانے تم کہاں درمیان میں
آگئی۔ تم فکر مت کرو شازم کو جلد ہی اس بات کا احساس ہو گا کہ تم سے شادی کرنا
اُس کی زندگی کا سب سے غلط فیصلہ ہو گا۔

وہ دن کبھی نہیں آئے گا یہ میرا یقین ہے۔ شازم اگر تمہارے نصیب میں ہوتا تو انہیں
مجھ سے محبت نہ ہوتی۔ اور غاصب میں نہیں تم ہو۔ یہ بات جاننے کے باوجود کہ وہ

میرے شوہر ہیں مجھ سے محبت کرتے ہیں تم نے پھر بھی اُن سے نکاح کیا۔ اُس کے لہجے میں شازم کا دیا ہوا مان بول رہا تھا۔
ایکسیوزمی شازم آنے والے ہونگے میں چلتی ہوں۔ آئی زل اسے کرارہ جواب دے کر جاچکی تھی۔

عالیہ کا چہرہ اہانت کے باعث سُرخ پڑا تھا۔ اُسے لگا تھا کہ وہ آئی زل کو جو بھی باتیں سُنائے گی وہ خاموشی سے سُن لے گی مگر اُس کا اعتماد بھرا لہجہ اس کے منہ پر طمانچہ کی طرح لگا تھا۔



آئی زل کو سیڑھیاں چڑھتے دیکھ کر عرشمان نے اسے آواز دی تھی۔
بھا بھی! اس کی پکار پر آئی زل نے مڑ کر سوالیہ نظر اس پر ڈالی۔
ایکپوئی لی بھا بھی وہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔
ہاں بولو۔۔۔

وہ بھا بھی میں عائی شہ سے محبت کرتا ہوں۔

یہ بات تو میں جانتی ہوں۔ آپ خود مجھے اس بارے میں بتا چکے ہیں۔

بھابھی میری بات تو سُنئے۔

میں عائی شہ سے بھی اس بارے میں بات کر چکا ہوں اور وہ اپنی رضامندی دے چکی

ہیں

یہ سب کب ہوا؟ مجھے تو کچھ بتایا ہی نہیں اُس میسنی نے۔

دو دن ہو چکے ہیں اس بات کو۔

تم لوگ تو بڑے فاسٹ نکلے۔ اظہارِ محبت بھی ہو گیا اور کسی کو خبر بھی نہ ہونے دی۔ وہ

حیرانگی سے بولی۔

بس کیا کریں بھابھی کرنا پڑتا ہے۔ میں کونسا شازم بھائی ہی ہوں جو اُن کی طرح مجنوں

بن کر بیٹھ جاؤں۔

بد تمیز بتاتی ہوں میں شازم کو۔

بھابھی یہ سب باتیں چھوڑیں۔ کام کی بات پر آئی ہیں۔ آپ کو میری مدد کرنی ہے ان

سب میں۔ بس شازم بھائی کی کو راضی کرنا وہ آگے ماما کو خود ہی راضی کر لیں گے۔

کبھی مجھ سے بھی بات کر لیا کرو۔ میں بھی تمہاری بھابھی ہوں۔ عالیہ ناجانے کہاں سے

نکل کر ان کے قریب آئی تھی۔

اسے دیکھتے ہی عرشمان کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

جنہیں میں بھا بھی مانتا ہوں اُن سے میں بات کر چکا ہوں۔ اور کسی کو مخاطب کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔ ویسے بھی کچھ لوگوں کو عادت ہے زبردستی دوسروں کی زندگیوں میں گھسنے کی۔

بھا بھی مجھے کام ہے میں چلتا ہوں۔ وہ آئی زل کو مخاطب کرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔



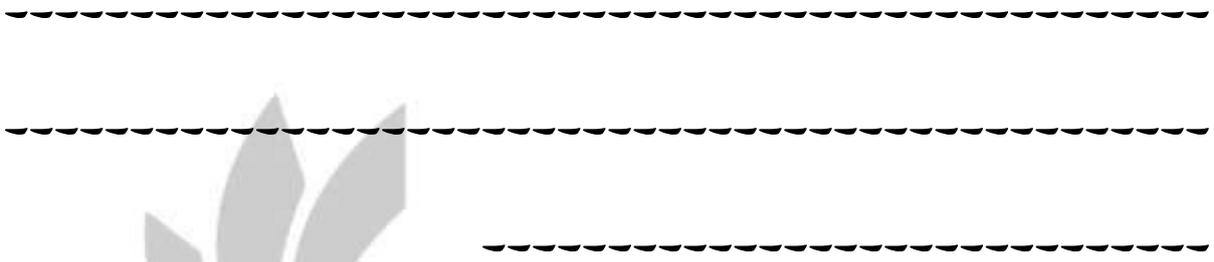
سوری پرنس مجھے آنے میں دیر ہو گئی۔ پر دوسری طرف سے کوئی بھی رسپانس نہ ہوتا دیکھ وہ حیرانگی سے اس کے قریب آیا۔

آزو کیا ہوا؟

وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ نہیں کچھ نہیں بس دل گھبرا رہا ہے جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔

کیسی باتیں کر رہی ہو؟ کیا کوئی بات ہوئی ہے گھر میں؟ کہیں عالیہ نے تو نہیں کچھ کہاں۔

نہیں شازم ایسا کچھ نہیں ہے بس نا جانے مجھے ایسا فیمل ہو رہا تھا تو میں نے شیئی رکھ لیا۔
 چلیں آپ جلدی سے فریش ہو جائے ہمیں دیر ہو رہی ہے۔
 اوکے۔ میں بس پانچ منٹوں میں آیا پھر چلتے ہیں۔
 آئی زل ساری سوچیں ذہن سے جھٹک کر جانے کی تیاری کرنے لگی۔



آرش اور ماڈوا بھی کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچے تھے۔ حیدر صاحب اور نمرہ بیگم انہیں دیکھ
 کر کھل اُٹھے تھے۔

نمرہ بیگم ان دونوں کو ایک ساتھ خوش دیکھ کر خود بھی خوش تھی۔
 ہوگئے نامیری بیٹی کے اسیر۔ وہ پاس بیٹھے آرش کے نزدیک سرگوشی کے انداز میں
 بولیں۔

اچھا خاصہ۔ بھئی آپ کی بیٹی تو جادو گرینی ہے۔ ماننا پڑے گا۔ وہ بھی ہنستے ہوئے
 سرگوشی کرتا ہوا بولا۔

اب اُس کے ساتھ کچھ غلط مت کرنا۔ بہت اچھی لڑکی ہے اُس کی قدر کرنا۔ اب کی بار وہ سنجیدگی سے بولی۔

وعدہ ہے آپ سے کہ اس دفعہ میری وجہ سے اس کی زندگی میں کبھی کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔

السلام علیکم! کیسے ہیں سب؟ شازم کی خوشی سے بھرپور آواز گونجی۔

آرش نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ جہاں شازم اور آئی زل کھڑے تھے۔ آرش ہنستے ہوئے اس سے بغلگیر ہوا۔ ابھی صبح ہی آرش نے اسے اپنے آنے کی اطلاع دی تھی۔ وہ

اسے سرپرائی زدینے آپہنچا تھا۔

آئی زل حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی یعنی وہ اسے یہ سرپرائی زدینے کے لیے وہاں سے جلدی لے آیا تھا۔

آئی زل گاڑی میں بار بار اس سے جلدی آنے کی وجہ پوچھ رہی تھی پر اُس نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ تمہارے لیے ایک سرپرائی ہے۔ تو اُس کا سرپرائی زیہ تھا۔

وہ خوش ہوتی ماڑو کی طرف بڑھ گئی۔

آرش اور شازم گاڑن کی طرف چلے گئے۔

بتا ذرا کیا کرتا پھر رہا ہے تو تو مجھے سمجھاتا تھا پھر کیسے تو نے عالیہ سے نکاح کر لیا۔ تو کیسے یہ غلطی کر سکتا ہے۔ آئی زل کے بارے میں تو نے ایک دفعہ نہیں سوچا۔ آرش سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

میں جانتا ہوں کہ بہت غلط فیصلہ کر چکا ہوں۔ اور جب سے مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ سب عالیہ کا پلان تھا تب سے خود کو آئی زل کا مجرم سمجھ رہا ہوں۔
کیا کہہ رہا ہے تجھے کیسے پتہ یہ سب عالیہ کا پلان تھا۔
(کچھ دن پہلے)

آفس کی ایک ڈیل کے سلسلے میں وہ ایک ریستوران میں موجود تھا۔ ڈیل فائی ٹل کرنے کے بعد جب وہ وہاں سے نکلا تو اسے سامنے ایک جانا پہچانا چہرہ نظر آیا۔
عالیہ کے منگیترا کو دیکھ کر اسے غصہ آیا تھا اصل فساد کی جڑ تو یہ تھا۔ نہ وہ عین وقت پر انکار کرتا اور نہ ہی اس کا نکاح عالیہ سے ہوتا۔ وہ غصے میں اس کی طرف بڑھا۔
اُس کا گریبان ہاتھوں میں تھا مے وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی۔ اگر تمہیں عالیہ سے شادی نہیں کرنی تھی تو تم پہلے ہی منع کر سکتے تھے۔ پر تمہارا عین وقت پر کیا گیا انکار بہت سی زندگیوں کو تہس نہس کر گیا ہے۔
صرف اور صرف تمہاری وجہ سے میری لائی ف بے حد ڈسٹرب ہو چکی ہے۔

دیکھیے جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ویسے تو عالیہ نے مجھے یہ سب کسی کو بھی بتانے سے منع کیا تھا۔ اور میں نے تب سے یہ بات کسی سے بھی شئی نہیں کی۔ لیکن اب بات میری ذات پر آرہی ہے اس لیے میں کوئی بات بھی برداشت نہیں کروں گا۔ جہاں میں غلط نہیں ہوں وہاں میں کسی کی بھی کوئی بات نہیں سنتا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔ شازم کی گرفت اس کے گریبان پر ڈھیلی پڑی۔ نکاح والے دن عالیہ کا مجھے فون آیا تھا وہ مجھ سے ریکویسٹ کر رہی تھی کہ میں اس شادی سے انکار کر دوں کیونکہ وہ کسی اور سے محبت کرتی ہے اور یہ نکاح بھی اُس کی مرضی کے خلاف ہو رہا ہے۔ وہ یہ چاہتی تھی کہ اس سب میں اُس کا نام نہ آئے نہیں تو اس کے والد اُسے جان سے مار دیں گے۔ اور اُس کا کہنا تھا کہ وہ کسی کے نکاح میں ہے۔ آپ خود ہی بتائیے کیا میں کسی ایسی لڑکی سے شادی کرتا جس کی لائیف میں پہلے سے کوئی اور موجود تھا۔

یاریہ سب عالیہ نے جان بوجھ کر کیا مجھے تو یقین نہیں آرہا۔ آرش کی بے یقین آواز گونجی۔

اس کی ساری باتیں سُننے کے بعد وہ بے یقین سا تھا۔

یقین تو مجھے بھی نہیں آیا تھا پر یہ سب سچ ہے۔

آرش کے موبائل کی رنگ ٹون نے اس کا دھیان بٹایا سکرین پر الوینا کالنگ جگمگاتا دیکھ کر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

اس کے کال پک کرتے ہی وہ شروع ہو چکی تھی۔ آرش میں واپس آرہی ہوں اب مجھ سے اور انتظار نہیں ہوتا۔ ویسے بھی کافی ٹائی م گزر چکا ہے اب تک اُس لڑکی کو کام مکمل کر لینا چاہیے۔

میں بہت ایکساٹڈ ہوں واپس آنے کے نام سے۔ تم سوچ بھی نہیں سکتے تم سے ملنے پر میں کتنا خوش ہوں۔

چلو آرش میں بعد میں بات کرتی ہوں۔ بس یہی بتانے کے لیے فون کیا تھا۔ بائے۔ وہ چہکتی ہوئی ی بغیر اس کی خاموشی کو نوٹ کیے کال بند کر چکی تھی۔

آرش نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا جو عجیب نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔

آخر کار جھنجھلا کر وہ بول پڑا۔ کیا مسئی لہ ہے؟

تو کرنا کیا چاہتا ہے۔ تو نے اسے سب بتایا کیوں نہیں۔ کہیں تیرے دماغ میں پھر

کوئی فنتور تو نہیں آگیا۔ شازم طنزیہ لہجے میں گویا ہوا۔

تو پاگل ہے تجھے لگتا ہے کہ میں مار ب کو دھوکا دینے کے بارے میں سوچ سکتا ہوں۔
 اور الوینا کو سب بتانے کی بات ہے تو اُسے ایک بار یہاں آنے دے پھر تحمل سے سب
 سمجھاؤں گا۔ تیری طرح دل سے نہیں بلکہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتا ہوں۔ آرش نے
 ایک بار پھر اسے عالیہ سے نکاح کرنے پر طنز کیا۔
 شازم نے اس کی آخری بات پر اسے گھوری سے نوازا۔

کیا مجھے یہ کرنا چاہیے۔ پر میں کیسے وہ تو شاید مجھے پہچانے بھی نہ۔ کیا وہ میری باتوں پر
 یقین کرے گا۔
 وہ کیوں یقین کرے گا میری باتوں پر۔

پر مجھے ایک کوشش تو کرنی چاہیے اُسے حقیقت سے آگاہ کرنے کی۔
 اپنے فیصلہ پر یقین کی مہر ثبت کرتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ الماری سے اپنا حجاب نکالتی
 اچھے سے اپنے سر کو ڈھانپتی وہ گھر کی دہلیز پار کرتی باہر نکل گئی۔
 کچھ دُور پہنچ کر اس نے ایک رکشہ روکا۔ ڈرائیور کو پتہ سمجھا کر اس میں سوار ہو گئی

آدھے گھنٹے کے بعد وہ اپنے بتائے ہوئے پتے کے باہر کھڑی تھی۔ ایک دفعہ دل کیا کہ واپس چلی جائے۔ نہیں میرا اب آئی ہو تو تمہیں اپنی طرف سے پوری کوشش کرنی چاہیے۔ کسی کے لیے اچھا سوچنا غلط نہیں ہے۔

ہمت مجتمع کر کے اپنے قدم سامنے موجود بلڈنگ کی طرف بڑھائے۔ ریسپشن پر پہنچ کر وہ سامنے بیٹھی ماڈرن سی لڑکی کو دیکھ کر مخاطب ہوئی۔ جی مجھے شیراز گل سے ملنا ہے۔ اس نے کچھ جھجھکتے ہوئے اپنی بات کہی۔

آپ کی اپائی ٹمنٹ ہے سر کے ساتھ۔ یا سرنے آپ کو بلا یا ہے۔ سامنے بیٹھی لڑکی اسے دیکھ کر مخاطب ہوئی۔

وہ میں اُن کی کلاس فیلو ہوں۔ وہ مجھے جانتے ہیں۔ بس مجھے پانچ منٹ چاہیے۔

میم میں ایسے آپ کو ایسے اندر جانے نہیں دے سکتی۔

آپ میری بات سمجھنے کی کوشش کریں میرا ملنا ضروری ہے۔ وہ التجائی یہ لہجے میں

بولی۔

اچھا میم ویٹ کیجیئے میں سر سے پوچھ لیتی ہوں۔

پاس پڑا انٹر کوم اٹھا کر شیراز سے مخاطب ہوئی

سر وہ ایکچولی کوئی ی لڑکی آئی ی ہے آپ سے ملنے آئی ی ہے۔ اُس کا کہنا ہے وہ آپ کی کلاس فیلو ہے اور آپ اُسے جانتے ہیں۔

دوسری طرف سے اجازت ملتے ہی اسے اندر جانے کا اشارہ کیا۔

اجازت ملتے ہی وہ اُس کے کئین کی طرف مڑی۔ دروازے پر ہلکا سا نوک کر کے وہ اندر کی طرف بڑھی۔ وہ سامنے ہی بڑی شان سے بیٹھا آنے والے کی طرف ہی متوجہ تھا۔ وہ سُست قدموں سے چلتی ٹیبل کے قریب آئی۔

آپ نے مجھے نہیں پہچانا ہوگا۔ وہ ہمت مجتمع کرتے ہوئے بولی۔

مس میرب نور۔ ہماری کلاس کی ٹاپر۔ عالیہ کی دوست پر اُس سے بالکل برعکس۔ میں جانتا ہوں تمہیں۔ او بیٹھو۔ اس نے سامنے رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

میرب جھجھکتی ہوئی بیٹھ گئی۔

کیا لوگی؟ چائے یا کافی۔

نہیں مجھے کچھ نہیں لینا۔ مجھے بس آپ سے بات کرنی ہے۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔

ہاں بولو میں سُن رہا ہوں۔

وہ ایکچولی میں عالیہ کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ عالیہ کی شادی ہو چکی ہے۔

میں جانتا ہوں۔

وہ آپ سے محبت نہیں کرتی۔ وہ دھوکا دے رہی ہے آپ کو۔ آپ کا اور اُس کا رشتہ بس ایک شرط کی وجہ سے شروع ہوا ہے۔ وہ کہتی ہے کہ وہ اپنے کزن شازم سے محبت کرتی ہے پر میں کہتی ہوں وہ کسی سے محبت نہیں کرتی وہ بہت خود غرض ہے بس خود سے محبت ہے اُسے۔ میں جانتی ہوں آپ کو میری بات پر یقین نہیں آ رہا ہو گا۔ پر میرا کام تھا آپ کو آگاہ کرنا باقی آپ کی مرضی ہے ماننا یا نہ ماننا۔ وہ سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ کر بول رہی تھی۔

وہ اب بھی کسی کی زندگی میں زبردستی شامل ہو کر اُن کی زندگی تباہ کرنا چاہتی ہے۔ میں نہیں جانتی اُس نے آپ سے کیا کہا ہے پر وہ ایک دفعہ پھر کچھ غلط کرنا چاہتی ہے۔ وہ آپ سے بھی ضرور مدد مانگے گی۔

تم یہ سب کیسے جانتی ہو؟ شیراز کی سنجیدہ سی آواز گونجی۔

مجھ سے سب شئی رکرتی ہے۔ میں اُسے بہت دفعہ منع کر چکی ہوں۔ پر وہ میری بات پر دھیان ہی نہیں دیتی۔ اب بھی وہ اپنے کزن کی زندگی میں زبردستی شامل ہو گئی ہے اور اُسے اسکی کی بیوی سے بدگمان کرنا چاہتی ہے۔ اس سلسلے میں وہ مجھ سے بھی مدد چاہتی تھی کہ میں اُس لڑکی کی کچھ جھوٹی تصویریں بنانے میں اُس کی مدد کروں۔ تاکہ

شازم اسے اپنی زندگی سے نکال دے۔ پر میں صاف انکار کر چکی ہوں۔ میرا کام تھا آپ کو بتانا آگے عمل کرنا آپ کا کام ہے۔ وہ جی ٹی ردھکیلتی اٹھ کھڑی ہوئی۔
مجھے یہ سب بتانے کا مقصد۔ آپ بھی تو اُس کی دوست ہیں میں آپ پر یقین کیوں کروں۔

آپ مجھے یہ سب بتانے آئی ہیں۔ اس کی وجہ جاننا چاہتا ہوں۔ اگر آپ میری خیر خواہ ہیں تو اس کی کیا وجہ۔ اُسے دروازے کی طرف جاتا دیکھ کر وہ بھولا۔
میں بس سچ کا ساتھ دینا چاہتی ہوں۔ عالیہ کو بہت موقعے دے چکی ہوں سُدھرنے کے۔ پر وہ سُدھرنا ہی نہیں چاہتی۔ اور رہی بات کہ میں آپ کا بھلا کیوں چاہتی ہوں۔
تو آپ کو سچ جاننے سے غرض ہونا چاہیے نہ کہ اس بات سے کہ سچ بتانے والا کون ہے۔
سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کرتی دروازہ دھکیلتی باہر نکل گئی۔

پاکستان کی زمین پر قدم رکھتے ہی اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔ کچھ دُور ہی اسے اپنا ڈرائی یور نظر آگیا جو اسے ہی لینے آیا تھا۔ اس نے اپنے قدم اُسی جانب بڑھائے۔

ڈرائی یور سے دیکھ کر فوراً لڑٹ ہو چکا تھا۔ وہ گاڑی کے قریب آتی پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ چکی تھی

کچھ لوگوں کی خصلت نہیں بدل سکتی وہ ہمیشہ ہی بس دوسروں کو نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں۔ اس وقت بھی اس کا دماغ یہی تانے بانے بٹ رہا تھا۔ کہ جلد سے جلد مارب اور آرش کو علحیدہ کرنا ہے۔

آرش اس کی محبت سے زیادہ اس کی ضد تھا۔ وہ ہر حال میں اُسے پانا چاہتی تھی۔ یہ بات اسے گوارا ہی نہ تھی کہ وہ اسے چھوڑا لڑکی کو اپنا ہمسفر چُنے۔

اُس میں ہے ہی کیا جو آرش اُسے چُنے۔ میرا اور اُس کا کوئی می مقابلہ نہیں۔ اس نے غرور سے سوچا۔

وہ آرش کو بتائے بغیر آئی تھی تاکہ اُسے سرپرائی زدے سکے۔ پر شاید وہ نہیں جانتی تھی کہ سرپرائی ز تو قسمت اسے دینے والی تھی۔

آئی زل شازم سے عرشان اور عائی شہ کے رشتے کے متعلق بات کر چکی تھی۔ شازم کو کوئی اعتراض نہیں تھی وہ اپنے گھر والوں کو بھی منا چکا تھا۔

سب گھر والے عرشان کا پرپوزل لیکر عائی شہ کی طرف جارہے تھے۔

سب اپنی اپنی تیاریوں میں مگن تھے ایسے میں صرف شازم ہی تھا جو آفس جا کر بیٹھا تھا سب گھر والے نکلنے کی تیاریوں میں تھے اُس کا کوئی اتہ پتہ ہی نہیں تھا۔ آفس جانے سے پہلے وہ آئی زل کو حکم دے چکا تھا کہ وہ اُس کا انتظار کریں۔ کیونکہ وہ اس کے ساتھ ہی جائے گی۔ آئی زل ریڈی ہو کر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ جو آنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

بھابھی بھائی کو فون کیا آپ نے؟ عرشان اس سے مخاطب تھا سب سے زیادہ جلدی اسے ہی تھی جانے کی۔

ہاں کیا ہے۔ وہ ابھی آفس سے نکلے ہیں دس منٹ تک پہنچ جائے گے۔ آپ لوگ چلو ہم کچھ دیر تک پہنچ جائے گے۔

اوکے۔ پھر ہم نکلتے ہیں۔ عرشان باقی سب کو لیکر گھر سے نکل گیا۔ پیچھے آئی زل اکیلی رہ گئی۔

مزید پانچ منٹ گزرے وہ موبائی ل یوز کرتی بوری ہو گئی۔

کھٹکے کی آواز پر وہ کمرے سے نکل کر لاؤنج کی طرف بڑھی۔

شازم آگئے۔ وہ خود سے ہی بڑبڑائی۔

پر خالی لاؤنج دیکھ کر اسے حیرانی ہوئی۔ آہٹ پر پیچھے مڑ کر دیکھا اپنے سامنے ایک انجان وجود کو دیکھا اسے حیرانی ہوئی۔ اس نے کچھ خوفزدہ نظروں سے سامنے والے کی طرف دیکھا۔ جسے اس نے زندگی میں شاید پہلی بار دیکھا تھا۔ کون ہو تم؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ اس کی آواز میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔



ابھی ان کی گاڑی گھر سے دُور کچھ فاصلے پر پہنچی تھی۔ جب عریشان کی جھنجھلائی ہوئی آواز گونجی۔

اوشٹ! لگتا ہے میں اپنا موبائل گھر بھول آیا۔ لاؤنج میں ہی رکھا تھا اٹھانا بھول گیا۔ کوئی ضروری کال بھی آسکتی ہے۔

ہاں تم گاڑی ٹرن کر لو۔ ابھی زیادہ دور نہیں آئے ہم۔ عالیہ نے اپنی ٹانگ پھنسانا ضروری سمجھا۔

عرشمان اس کی بات پر کان دھرے بغیر گاڑی ٹرن کر چکا تھا۔
 جیسے ہی انکی گاڑی گھر کے باہر رکی۔ ان کے ساتھ ہی شازم کی کار بھی رکی۔
 شازم کار سے اترتا ان کے قریب آیا۔ آپ لوگ واپس آگئے خیریت۔
 ہاں میرا موبائل گھر رہ گیا۔ ابھی نکلے ہی تھے ہم تو میں نے سوچا ابھی اتنی دُور نہیں
 گئے موبائل لے آتا ہوں کوئی ضروری کال بھی آسکتی ہے۔
 تو ہے ہی صدا کا بھلکڑ۔ شازم اس پر طنز کرتا اندر کی جانب بڑھ گیا۔
 شازم اور عرشمان ایک ساتھ ہی اندر پہنچے۔
 عالیہ تیز تیز قدم اٹھاتی ان سے پہلے اندر موجود تھی۔ پر اندر کا منظر اسکی سوچ کے
 برعکس تھا آئی زل سامنے صوفے پر ہی بیٹھی تھی۔ انہیں دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی
 شازم آپ آگئے۔ ارے عرشمان تم لوگ واپس آگئے۔ خیریت۔ وہ حیرانگی سے
 بولی۔

بھابھی موبائل گھر رہ گیا تھا۔
 عالیہ صدمے سے کھڑی سب دیکھ رہی تھی۔ عرشمان کا موبائل اسی نے چھپایا تھا تاکہ
 وہ واپس گھر آسکے۔ شیراز کدھر تھا سب اس کے پلان کے برعکس کیسے ہو گیا۔ اپنی
 طرف سے پلان تو اس کا فل پروف تھا۔

آئی زل اطمینان سے کھڑی اس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی جس پر ایک رنگ
آ رہا تھا ایک جا رہا تھا۔

دو دن پہلے

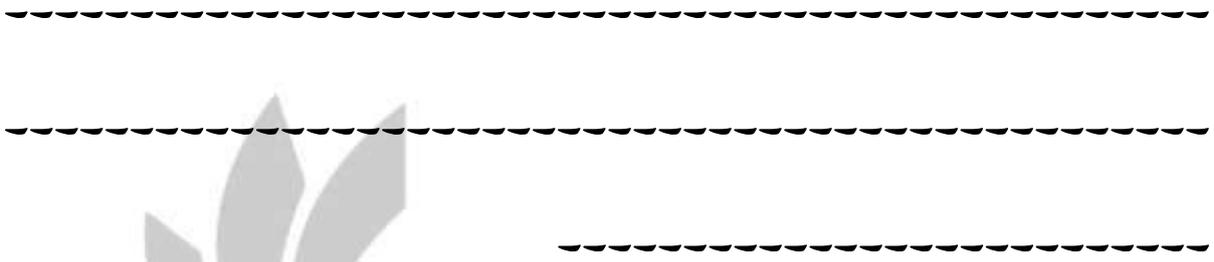
ہائے شیراز! مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ غور سے میری بات سُننا اور سمجھنے کی
کوشش کرنا۔

ہاں بولو میں سُن رہا ہوں۔ شازم ایک بہت اچھا انسان ہیں پر اُس کی بیوی اُسے دھوکہ
دے رہی ہے۔ شازم میرا کزن ہونے کے ساتھ میرا اچھا دوست بھی رہ چکا ہے۔ میں
نے چاہتی اُس کے ساتھ کچھ بھی بُرا ہو۔

اُس کی زندگی سے نکلنے سے پہلے میں اُس لڑکی کو شازم سے دُور کرنا چاہتی ہوں۔ وہ
سمجھے نہ سمجھے میں اُسے اب بھی اپنا دوست سمجھتی ہوں اُس کا بھلا ہی چاہتی ہوں۔
تمہیں میری مدد کرنی ہوگی شازم کی زندگی سے اُس دھوکے باز کو دُور کرنے کی۔

بولو کیا تم میری مدد کرو گے۔ اگر تم انکار کرتے ہو تو مجھے کہی اور سے مدد لینا ہوگی۔
بولو کرو گے میری مدد۔

ہہمم! میں تیار ہوں۔ شیراز کی سنجیدہ سی آواز گونجی۔
شکر یہ شیراز! مجھے پتہ تھا تم میری مدد ضرور کرو گے۔



وہ آرش کو سرپرائی زدینے کی غرض سے اُس کے گھر کے باہر موجود تھی۔
وہ مسرور سی چلتی گھر کے اندر داخل ہوئی۔ گارڈا سے جانتا تھا اس لیے وہ کسی بھی
دقت کے بغیر اندر داخل ہو چکی تھی۔

وہ اندر جانے ہی والی تھی جب اس کی نظر گارڈن میں کھڑے آرش پر پڑی۔ اُس کے
ساتھ ماؤ بھی موجود تھی۔

اب وہ جھک کر اسے کان میں کچھ سرگوشی کر رہا تھا۔ ماؤ نے بلش کرتے ہوئے اس
کے کندھے پر تھپڑ رسید کیا۔

سامنے کھڑی وہ لڑکی اسے زہر سے بھی بُری لگی اور یہ منظر اسے آگ لگا گیا۔

وہ گاڑی سے باہر ڈھلتے ہوئے سورن چر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔ سوچوں کا محور مسلسل کچھ دیر پہلے ہونے والے واقعہ کی طرف تھا۔

کچھ وقت پہلے

دیکھئی بے میں آپ کو کوئی نقصان پہنچانے نہیں آیا۔ بس ایک دفعہ میری بات سن لیں۔ میں یہاں آنا تو نہیں چاہتا تھا پر بے حد سوچنے کے بعد میں یہاں آیا ہوں۔ شاید میں یہاں کبھی نہ آتا پر میں نے سوچا اگر میرے آپ کو سچ بتانے سے حالات بہتر ہو سکتے ہیں تو کیوں نا کسی کا بھلا کر دوں۔ یہی سمجھ لیں کہ کسی نے میرے ساتھ بھلا کیا ہے۔ آخری بات کہتے اس کے ذہن کے پردے پر ایک حجاب میں لپٹے من موہنے چہرے کی شبہیہ لہرائی۔

اس کے اتنی لمبی تمہید باندھنے پر آئی زل تھوڑی پُر سکون ہوئی تھی۔ پر اب بھی وہ اس سے دوری پر کھڑی تھی جو بھی تھا وہ ایک انجان شخص پر بھروسہ کرنے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی۔

آپ جاننے چاہے گی میں یہاں کیوں آیا ہوں؟ اور مجھے یہاں کس نے بھیجا ہے؟

مجھے یہاں بھیجنے والی اور کوئی ی نہیں عالیہ ہے۔ وہ آپ پر الزام لگا کر آپ کو آپ کے شوہر کی زندگی سے دُور بھیجنا چاہتی ہے۔ کل تک میرا ارادہ یہاں آن کا بالکل بھی نہیں تھا بے شک میں عالیہ سے ہامی بھر چکا تھا اُس کی مدد کرنے کی پر میرا اُس کی مدد کا کوئی ی ارادہ نہیں تھا۔ پر آج صبح کوئی ی مخلص سا انسان آکر مجھے عالیہ کی سچائی ی سے آگاہ کر کے گیا ہے وہ بھی کسی غرض کے بغیر۔ تو میں نے سوچا میں بھی کسی کا بھلا کر جاؤں۔ عالیہ میرے ساتھ یونی میں پڑھتی تھی۔ اور پچھلے پانچ سالوں سے مجھ سے جھوٹی محبت کا ڈرامہ کرتی رہی ہے۔ اور میں اُسے سچ سمجھ بیٹھا۔ اور اب وہ آپ کے ہسپینڈ کے پیچھے ہے۔ میرا کام تھا آپ کو حقیقت سے آگاہ کرنا آگے آپ کا کام ہے کہ آپ اس سارے معاملے کو کیسے ہینڈل کرتی ہیں۔

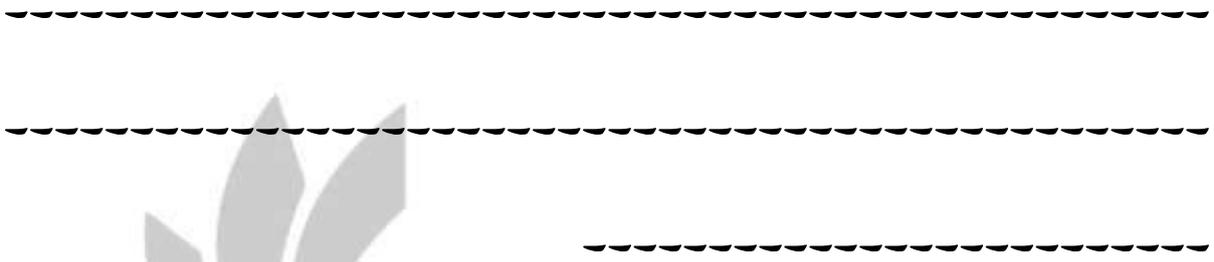
چلتا ہوں۔ وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔ پر آئی زل اب بھی وہی کھڑی اس کی باتوں پر غور کر رہی تھی۔

آئی زل۔۔۔۔۔ شازم کی آواز سے ہوش کی دنیا میں واپس لائی ی۔ جہاں شازم اس کی طرف دیکھتا اسی سے مخاطب تھا۔

کہاں گم ہو؟

نہیں کہیں بھی نہیں۔ آپ بتائیے کیا کہہ رہے تھے۔

کچھ نہیں جانم میں پوچھ رہا تھا اتنی پریشان کیوں ہو۔
 نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔ وہ اس کے کندھے پر سر رکھتی ہوئی بولی۔
 شازم نے ایک محبت بھری نگاہ اس کے وجود پر ڈال کر واپس اپنی نظریں سامنے روڈ پر
 ٹکائی۔



کمرے میں اندھیرا کیے وہ مسلسل صرف چند گھنٹے پہلے رونما ہوئے واقعے کے بارے
 میں سوچ رہی تھی۔

آرش اور ماڑو کے قربت کے لمحے دیکھنے کے بعد وہ وہاں رُکی نہیں تھی۔ بغیر کسی سے
 ملے جیسے آئی تھی ویسے ہی واپس چلی گئی۔

اس کا دل کر رہا تھا کہ کیسے بھی کر کے ماڑو کے چہرے پر سے مسکراہٹ نونچ ڈالے۔
 یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم دو ٹکے کی لڑکی میرے مقابلے پر اتر آئی ہو۔ تمہیں تو میں
 اچھے سے بتاؤں گی۔ کہ کیسے دوسروں سے اُن کی قیمتی اشیاء چھینتے ہیں۔ تمہارے اس
 خوبصورت چہرے سے مسکراہٹ چھین نہ لیں تو میرا نام بھی الوینا نہیں۔

وہ مکرو مسکراہٹ چہرے پر سجاتے ہوئے بولی۔

وہ دبے قدموں چلتا ہوا اس کے قریب آیا۔ اس کے گرد بانہوں کا حصار قائم کر گیا۔
 ماڑو جواںہاک سے ناشتہ بنانے میں مگن تھی۔ اچانک ہونے والی افتاد پر گھبرائی۔
 پیچھے مڑ کر اسے گھوری سے نوازا۔

کیا کرتے ہیں؟ ڈرا کے رکھ دیا۔ وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔
 ہاں تو کیا کروں۔ میرے لیے تو تمہارے پاس ٹائی م ہی نہیں ہے۔ اب تو جیسے
 تمہارے سراچھی بہونے کا بھوت سوار ہے۔ کبھی ماما پاپا کے روم میں پائی جاتی ہو یا
 اس کچن میں۔

یار یہ تو نا انصافی ہے۔ پہلے پورا دن آفس رہو۔ اور وہاں سے آکر بھی بیوی منہ نہ
 لگائے تو شوہر بچا رہ کیا کرے۔

اس کے شکوے سُن کر ماڑو کو ہنسی آئی تھی۔

ہنس لو ہنس لو میں یہاں تمہیں جوک سنارہا ہوں۔ وہ اس کے ہنسنے پر بد مزہ ہوتے ہوئے
 بولا۔

یار چلو باہر چلتے ہیں کہیں گھومنے۔ جہاں صرف ہم دونوں ہو۔ وہ اُس کا رخ اپنی طرف
 کرتا ہوا بولا۔

ارے کیا کر رہے ہیں۔ مجھے کھانا بنانے دیں۔

کھانا بھی بن جائے گا۔ پہلے میں نے جو پوچھا اُس کا جواب دو۔

آج رہنے دیں پھر کبھی چلیں گے۔ وہ سمجھانے والے انداز میں بولی۔

یار کبھی میری بات بھی مان جایا کرو۔ وہ اسے قریب کرتا ہوا بولا۔

ماڑو اس کی قربت پر بوکھلائی تھی۔ کیا کر رہے ہیں؟ پیچھے ہٹیں۔ وہ اس کے سینے پر

ہاتھ رکھتی اسے پیچھے کرتی ہوئی بولی۔

نووے۔ جب تک تمہاں نہیں کہو گی تب تک ایسے ہی تمہیں تنگ کرتا رہوں گا۔

اچانک ہی اس کے موبائل کی رنگ ٹون بجی۔

آرٹھ کال آرہی ہے۔ پک کر لیں۔ کوئی ضروری کال بھی ہو سکتی ہے۔ وہ اس کا

دھیان ہٹانے کی غرض سے بولی۔

اس کی توجہ موبائل کی طرف ہوتا دیکھ اس نے سکون کا سانس بھرا۔

آرش موبائل فون نکالتا ذرا سا پیچھے ہٹا۔ پھر شرارت سے اسے سوچنے کا موقع دے
 بغیر اس کے رخسار پر گستاخی کرتا ہوا فون لیے باہر نکل گیا۔
 ماڑونے ایک نظر ارد گرد دوڑائی۔ یہ تسلی کر کے کہ کسی نے انہیں نہیں دیکھا سوچ
 کر سکون کا سانس لیا۔ پھر یاد آیا کہ ماما پاپا تو آج گھر نہیں ہیں ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ کسی
 رشتے دار کے گھر گئے تھے۔

پاگل۔ وہ ہولے سے مسکراتی ہوئی بڑبڑائی۔
 آرش مسکراتا ہوا باہر آیا۔ فون پر الوینا کا پاکستانی نمبر جگمگاتا ہوا دیکھ کر اس کی مسکراہٹ
 پل میں سمٹی۔ خود کوریلیکس کر کے اس نے کال پک کی۔
 السلام علیکم! اس کی سنجیدہ سی آواز ابھری۔

دوسری طرف سے الوینا نے سلام کا جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔
 اگر تمہارے پاس وقت ہے تو مجھے کچھ وقت دے سکتے ہو۔ مجھے تم سے کچھ ضروری
 بات کرنی ہے۔

تم پاکستان کب واپس آئی۔ وہ حیرانگی سے بولا۔
 کل آئی تھی۔

کل سے آئی ہوئی ہو پر تم نے تو بتایا ہی نہیں یوں اچانک۔

یہ سب باتیں چھوڑو تم اس بات کا جواب دو۔ کیا ہم مل سکتے ہیں۔ وہ اُس کی بات کاٹتی ہوئی بولی۔

اوکے کل صبح مل کر بات کرتے ہیں۔ اس نے خاموشی سے حامی بھری۔

میں تمہارے گھر کے باہر کھڑی ہوں۔ کیا ہم ابھی مل سکتے ہیں؟

تم باہر کیوں کھڑی ہو۔ اندر آ جاؤ۔

مجھے لگا تم شاید مجھ سے ملنا پسند نہ کرو۔ اس لیے سوچا پہلے تم سے اجازت لے لوں۔ وہ

معصومیت کی اداکاری کرتی ہوئی بولی۔

ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو۔ ہم دوست ہونے کے ساتھ ساتھ کزنز بھی ہیں۔ تم یہ

سب کچھ کیوں سوچ رہی ہو۔

ہہممم! وہ ہنکار بھرتی ہوئی بولی۔

وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی عائی شہ کے گھر پہنچے تھے۔ عرثمان کے دانت اندر جانے کا نام

نہیں لے رہے تھے۔ سب سے مل کر وہ اس وقت ڈرائی نگ روم میں بیٹھے تھے۔

سعدیہ بیگم حسد بھری نظروں سے عائی شہ کو دیکھ رہی تھی۔ بیٹھے بیٹھائے ہی اُس کے لیے اتنا چھارشتہ آگیا تھا۔

کچھ سوچتے ہوئے وہ اُس کے کمرے میں داخل ہوئی۔

یونیورسٹی یہی کرنے جاتی ہو۔ کیسے پھنسیا اس لڑکے کو۔ بھئی ہم تو تمہیں ایویں معصوم سمجھتے رہے۔ تم تو بہت چالاک نکلی۔ اپنے لیے لڑکا بھی ڈھونڈ لیا اور کسی کو خبر تک نہ ہونے دی۔

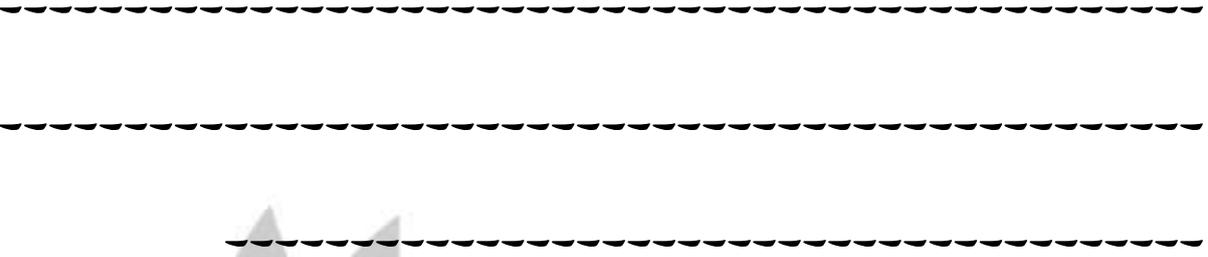
عائی شہ جو مسرور سی اپنی تیاریوں میں مگن تھی۔ سعدیہ بیگم کے یکدم کمرے میں آنے پر کچھ بوکھلا سی گئی تھی۔ اپنے لیے ان کے الفاظ سُن کر اسے حقیقی معنوں میں دُکھ ہوا۔ وہ خاموشی سے اُن کی باتیں سُنتی رہی۔

ہو گیا آپ کا اب آپ جاسکتی ہیں۔ اور آپ کو یہ بات سوچنے کی بالکل بھی ضرورت نہیں کہ میں نے کیسے عریشان کو پھنسیا۔ ان کی باتیں سُننے کے بعد وہ تحمل سے گویا ہوئی۔

آپ ابھی تک یہی کھڑی ہیں جائیے بھی مجھے تیار ہونا ہے۔ ویسے آپ کو اپنی بیٹی کو یہ سب سکھانے کی بالکل بھی ضرورت نہیں۔ حقیقت میں وہ آپ پر ہی گئی ہے اُسے سب ازبر ہے۔ وہ ہنستی ہوئی انہیں آگ لگا گئی۔

سعدیہ بیگم نے نفرت بھری نگاہ اس کے وجود پر ڈالی۔ دھاڑ کی آواز سے دروازہ بند کرتی باہر نکل گئی۔

عائی شہ نے افسوس سے ان کی حرکات ملاحظہ کی۔



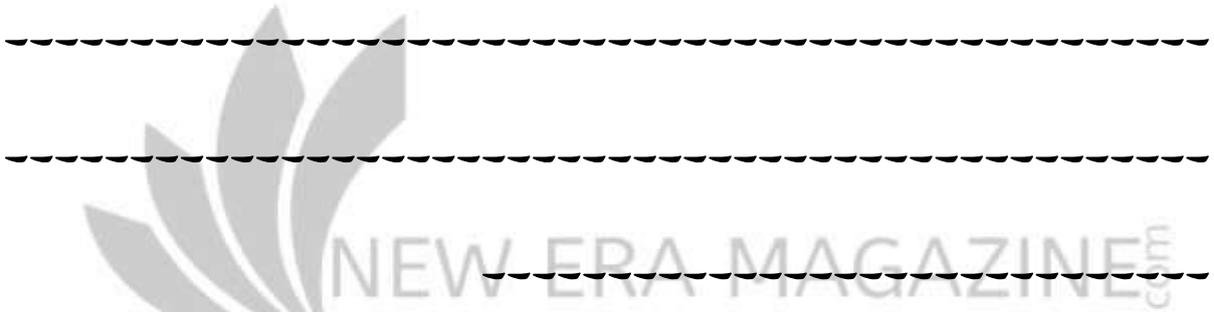
عرشمان کے دوست کی کال تھی وہ سُننے کے لیے ڈرائی نگ روم سے باہر نکل گیا۔ کال سُن کے جیسے ہی مڑا سامنے ہی ایک لڑکی کو کھڑے پایا۔ عرشمان نے سوالیہ نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

میں سحرش۔ آپ وہی ہیں نا جو عائی شہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ ویسے آپ کو اُس میں کیا پسند آیا۔ مجھے تو حیرانگی ہوتی ہے کہ آپ جیسا ڈیسنٹ سا بندہ عائی شہ کے جال میں کیسے پھنس گیا۔

ایکسیوزمی آپ کہنا کیا چاہتی ہیں؟ عرشمان نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا۔ وہی تو سمجھانا چاہتی ہوں کہ عائی شہ بالکل بھی آپ کے لیے پرفیکٹ نہیں ہے۔ وہ بالکل بھی اچھی لڑکی نہیں ہے۔ جانے کتنے لڑکوں سے اُس کی دوستی ہے۔

اپنی زبان سنبھال کر بات کرے۔ آپ ہوتی کون ہیں کسی کو حج کرنے والی۔ ویسے بھی میں جانتا ہوں وہ کیسی ہے اور کیسی نہیں۔ مجھے کسی سے بھی اُس کے کردار کا سر ٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں۔

ایکسیوزمی سب میرا انتظار کر رہے ہونگے۔ وہ اس کے سائیڈ سے ہوتا نکلتا چلا گیا۔ سحرش اپنے پلان کے ناکام ہونے پر غصے سے اسکی پیٹھ کو گھور کر رہ گئی۔



ماڑو کب سے پریشانی سے یہاں وہاں ٹہل رہی تھی پتہ نہیں وہ الوینا اب کیا کرنے آئی تھی یہاں۔ آرش سے کسی بات کرنے کے بہانے وہ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔ آرش نے اسے بہانے سے کچن میں بھیج دیا تاکہ وہ ان کی کوئی بات نہ سُن سکے۔ وہ جلتی کڑھتی پاؤں پٹکتی کچن میں آگئی۔

ماڑو کو یہاں سے بھیجنے کے بعد وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ جان بوجھ کر بہانے سے اُسے یہاں سے بھیج چکا تھا۔ وہ الوینا کی عادت سے بخوبی آگاہ تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ الوینا

کوئی بھی ایسی ویسی بات کہہ دے جس سے ماڑو کو تکلیف ہو۔ اسے پتہ تھا ماڑو اس سے ناراض ہو کر یہاں سے گئی ہے۔ اس نے بعد میں اُسے منانے کا سوچا۔ اور کب تک چلے گا یہ ڈرامہ۔ کب نکالو گے اُس لڑکی کو اپنی زندگی سے۔ وہ بغیر لگی لپٹی سیدھا مدعے کی بات پر آئی۔

دیکھو الوینا میں مانتا ہوں میری اور ماڑو کی شادی اسی شرط پر ہوئی تھی کہ اس رشتے کو جلد ہی ختم کر دیں گے۔ پر اس رشتے میں جڑنے کے بعد مجھے احساس ہوا کہ شادی بیاہ کوئی کھیل نہیں ہے جسے مطلب کے لیے جوڑا جائے۔ اور واقعی سچ کہتے ہیں کہ نکاح کے بول میں اتنی طاقت ہوتی کہ دو انجان دلوں کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے۔ میں نے یہ رشتہ صرف تمہارے کہنے پر جوڑا تھا لیکن اب وہ مجھے خود سے بھی عزیز ہو چکی ہے۔ تم سمجھنے کی کوشش کرو کہ میں تمہیں کبھی خوش نہیں رکھ سکتا۔ پہلے کی بات اور تھی میری زندگی میں ماڑو نہیں تھی۔

اس کی باتیں سنتے ہی الوینا کا چہرہ اہانت سے سُرخ پڑا۔ یعنی اُس لڑکی کو وہ اس پر فوقیت دے رہا تھا۔

ماڑو جو تجسس کے ہاتھوں مجبوران کی باتیں سن رہی تھی۔ آرش کی باتیں سن کر پُر سکون ہو گئی۔

الوینا اس کی موجودگی کو محسوس کر چکی تھی۔ آرش کی باتیں سُن کر اس کا دماغ ویسے ہی گھوم چکا تھا۔

پلر کی اوٹ میں کھڑی ماڑو کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ ماڑو اس اچانک ہونے والے افتاد پر بوکھلائی ی تھی۔

تم اس لڑکی کی خاطر مجھے ریجیکٹ کر رہے ہو۔ اس دو ٹوکے کی لڑکی کی خاطر۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ الوینا نے طیش میں آ کر اس کا گلا دبا یا۔ ماڑو نے اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی۔

آرش فوراً اس کی طرف بڑھا تھا ماڑو کو اس سے چھوڑوا کر اپنے حصار میں لیا تھا۔ یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ آرش اور ماڑو دونوں کو سوچنے کا موقع تک نہ ملا۔

ماڑو نے کھانستے ہوئے اپنا سر اس کے بازو پر ٹکایا۔

آرش نے اس کی کمر تھپتھپاتے اسے پُر سکون کرنے کی کوشش کی۔

اس نے قہر آلود نظروں سے اُسے گھورا۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی ی اسے نقصان

پہنچانے کی۔ کب سے تحمل سے تمہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ پر تم سمجھنا ہی

نہیں چاہتی۔ میں تم سے محبت نہیں کرتا ہم اب تک تمہاری ضد کی وجہ سے ساتھ

تھے۔

تم نے مارو کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ تم جاسکتی ہو یہاں سے۔ وہ انگلی کی مدد سے باہر کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

چھوڑوں گی نہیں میں اس لڑکی کو۔ وہ دھمکی دیتی ہوئی باہر کی جانب بڑھ گئی۔ آرش نے اپنی توجہ کندھے سے لگی اپنی بیوی کی جانب کی۔ جو یقیناً رو کر اس کا کندھا بھگور ہی تھی۔

ارے میری شیرنی رو رہی ہے حالانکہ وہ تو دوسروں کو زولادے۔ وہ اُس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا ہوا بولا۔

آپ کو وہ دوست چڑیل ہے سمجھے آپ۔ آج اگر آپ اُس کی حمایت میں بولے تو آپ کو گھر سے نکال دوں گی۔ آنے دو ماما پاپا کو بتاؤں گی کہ اُن کے جانے کے بعد آپ اُس چوہیا کو بلاتے ہیں ملاقات کرنے کے لیے۔ وہ اس کے کندھے سے سر ہٹا اس کے مقابل آتی سوں سوں کرتی ہوئی بولی۔

خدا کو مانویار میں نے کب بلایا وہ خود آئی تھی۔ آرش اس کی دھمکی سُن کر اپنی صفائی دیتا ہوا بولا۔

آج کے بعد آپ اُس سے نہیں ملیں گے۔

بالکل بھی نہیں ملوں گا۔

اُس کی کال بھی پک نہیں کریں گے۔ ایک اور حکم صادر ہوا۔

بالکل بھی نہیں پک کروں گا۔ وہ ہاتھ اٹھاتا ہوا بولا۔

اگر کبھی وہ گھر آ بھی جائے تو اُسے اندر نہیں آنے دیں گے۔

نہیں آنے دوں گا۔ اور کوئی ی حکم ملکہ عالیہ۔ وہ اسے کھینچ کر ساتھ لگاتا ہوا بولا۔

تمہیں کسی بھی بات کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جانم۔ میں صرف تم سے محبت

کرتا ہوں۔ وہ اس کے بالوں پر ہونٹ رکھتا ہوا بولا۔

NEW ERA MAGAZINE

انف پر پھیلی سُرخ سورج ڈھلنے کا پتہ دے رہی تھی۔ دسمبر کی ٹھٹھرتی سردی میں ہر

ذی روح گھر میں دُبا بیٹھا تھا۔ سڑکیں بھی کچھ ویران سی تھی۔ ایسے میں وہ بغیر کسی

شال جرسی کی گارڈن میں کھڑی تھی۔ نظریں چاند پر ٹکائے سوچیں کہی اور کا سفر طے

کر رہی تھی۔

شازم اسے روم میں نہ پاتے اسے ڈھونڈتے ہوئے وہاں آیا تھا۔

یار ادھر کیا کر رہی ہو۔ دیکھو کتنی سردی ہو رہی ہے۔ وہ نزدیک آتا خفی سے بولا۔

آئی زل نے سامنے سے نظر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا۔ اس کی طرف دیکھتی گویا ہوئی۔ یہ سب ہمارے ساتھ ہی کیوں ہوا؟ پہلے میری غلط فہمی کی وجہ سے ہم ایک دوسرے سے دور رہے۔ اور اب عالیہ کیوں ہمارے درمیان آگئی ہے۔ میں آپ کو کسی اور کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتی۔ پر یہ حقیقت بھی جھٹلائی نہیں جاسکتی کہ وہ بھی آپ کی بیوی ہے۔ وہ بھرائی کی ہوئی کی آواز میں اس کے کندھے پر سر ٹکاتے ہوئے بولی۔

سب ٹھیک ہو جائے گا تم ٹینشن مت لو۔ میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔ جلد ہی حالات بہتر ہو جائے گے۔ جب ہم دونوں ساتھ ہیں پھر تمہیں ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔ وہ اُس کے گرد حصار باندھتا ہوا بولا۔

آئی زل کے دل میں آیا کہ وہ عالیہ کی حقیقت شازم کو بتادے۔ چلو اندر چلتے ہیں بیمار ہو جاؤ گی۔ ویسے بھی بہت تھک گیا ہوں۔ اُس کی تھکن والی بات سننتی وہ فی الحال اپنا ارادہ ملتوی کر گئی۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتاند ر کی جانب بڑھ گیا۔

یا اللہ میں جانتی ہوں کہ ایک نامحرم سے محبت کر کے میں نے غلطی کی ہے۔ پر میں نے ایسا کبھی نہیں چاہا۔ یا خدا! اگر وہ میرا محرم نہیں بن سکتا تو اس کی محبت میرے دل سے نکال دے۔ وہ روتی ہوئی میری دعا مانگ رہی تھی۔

واقعی پچھلے تین سالوں سے وہ ایک نامحرم کی محبت میں مبتلا تھی کسی بھی غرض کے بغیر۔ اس حقیقت سے تو وہ خود بھی آگاہ تھی کہ وہ کبھی اس کا نہیں ہو سکتا کہاں وہ محلوں میں پلنے والا شہزادہ جس کی ہر خواہش بن کہے ہی پوری ہو جاتی تھی اور کہاں وہ خود جسے ایک سوٹ خریدنے کے لیے بھی دس دفعہ سوچنا پڑتا تھا۔

یہ سفر ہمیشہ لا حاصل ہی رہنا تھا۔ وہ ہمیشہ سے ہی کسی معجزے کا انتظار کر رہی تھی۔ اور شاید یہ انتظار ہمیشہ انتظار ہی رہنا تھا۔ اب وہ خود اس لا حاصل سفر سے نجات چاہتی تھی۔ ان سب میں وہ اپنے والدین کی خواہش کو تو بھول ہی گئی تھی۔

اپنی خواہش کو بھول کر ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے وہ کل اپنے لیے آئے
گئے پر پوزل کے لیے ہاں کر چکی تھی۔ پر جانے کیوں دل کو کہی بھی چین نہیں مل
رہا تھا۔

میں اب بالکل بھی نہیں روؤں گی۔ وہ بے دردی سے گال رگڑتی ہوئی بولی۔
یہ سوچ ہی اسے تکلیف دے رہی تھی کہ اپنے آنسو ایک ایسے شخص کے لیے برباد
کر رہی تھی جسے خبر ہی نہ تھی۔ جو اس کے نام کے علاوہ کچھ جانتا ہی نہیں تھا۔ جسے اس
میں رتی بھر بھی دلچسپی نہ تھی۔ جس کے لیے وہ بس اس کی ایک کلاس فیلو تھی بس۔
میں اب اُسے کبھی یاد نہیں کروں گی۔ اس نے خود کا من بہلایا۔

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بولو کیا کام ہے کیوں ملنے کے لیے بلایا۔ وہ شان بے نیازی سے گویا ہوا۔
اس وقت وہ دونوں آمنے سامنے موجود تھے۔ عالیہ غصے بھری نگاہوں سے اسے گھور
رہی تھی۔

تم نے میرا کام کیوں نہیں کیا حالانکہ تم نے خود ہی حامی بھری تھی۔ وہ غصے سے اس دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

میری مرضی۔ میرا دل نہیں مانا تو میں نہیں آیا۔ کیونکہ میری سوچ تمہارے جتنی گرا نہیں سکتی۔ وہ بے نیازی سے بولا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔ وہ گڑ بڑاتی ہوئی بولی۔

تم کیا سمجھتی ہو کہ تم بہت سمارٹ ہو۔ تم جو بھی کر لو کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔

ابھی بھی وقت ہے سنبھل جاؤ۔ کیونکہ برائی کے انجام ہمیشہ بُرا ہی ہوتا ہے۔ تم دوسروں کی زندگیاں برباد کرتے شاید یہ بات بھول چکی ہو کہ وہ اللہ سب دیکھ رہا ہے۔ تم کیا سمجھتی ہو دوسروں کی زندگیاں برباد کر کے تم بچ جاؤ گی۔ تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔

تم تو مجھ سے محبت کرتے ہو۔ ہے نا۔ وہ کسی اُمید کے تحت بولی۔ زبان لڑکھڑاسی گئی تھی۔

تم سمجھتی ہو کہ میں پاگل ہوں کہ تم جیسی دوغلی لڑکی سے محبت کروں گا۔ سب جاننے کے بعد بھی پاگلوں کی طرح تمہارے پیچھے پیچھے پھروں گا۔ یہ حقیقت ہے کہ میں

واقعی تمہارے ساتھ مخلص تھا ہمیشہ تمہارے ساتھ سریس تھا کبھی تمہیں دھوکا دینے کے بارے میں نہیں سوچا۔

جب جب تم سے ہمارے رشتے کی بات کی تمہارا بار بار ٹالنا تب تو میں سمجھ نہیں پایا پر اب اچھے سے سمجھ چکا ہوں۔ تمہارے ساتھ مجھے کوئی ی طوفانی محبت نہیں تھی۔ پر میں نے ہمیشہ تمہیں ہی اپنا شریکِ حیات تصور کیا۔ پر تم اس قابل ہو ہی نہیں کہ تمہیں اپنا ہمسفر بنایا جائے۔

آج کے بعد مجھے کال کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں اب تم سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ وہ جی ٹی سے اٹھتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔
اُسے تو کہہ آیا تھا کہ عالیہ سے اسے کوئی ی محبت نہیں رہی۔ پر سچ تو یہ تھا کہ اسے واقعی ہی تکلیف ہوئی ی تھی۔ وہ انسان جس کے ساتھ آپ نے اپنے سارے خواب جوڑ رکھے ہوا گر وہ بیچ راہ اکیلا چھوڑ جائے تکلیف تو ہوتی ہے۔

آنکھوں میں آئی ی نمی چھپانے کی خاطر سن گلاسز آنکھوں پر ٹکاتا وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

وہ پُرسکون سی کمبل میں لیٹی تھی پچھلے دو دنوں سے بخار تھا جسکی وجہ سے وہ یونی نہ جا
پائی تھی۔ کوئی ایک بار بھی اس کا حال پوچھنے نہ آیا تھا۔ اس نے ویسے بھی ان
لوگوں سے اُمید لگانا چھوڑ دیا تھا۔

موبائل پر آتی کال نے اسے سوچوں سے لا کر حقیقت میں پٹکا تھا۔ موبائل پر جگمگانا
عرشمان کالنگ دیکھ کر اسے غصے آیا تھا۔ وہ دو دنوں سے یونی نہیں جا رہی تھی۔ مجال ہے
جو اس بندے نے ایک بار بھی کال کر کے پوچھا ہو کہ تم کیوں نہیں یونی آرہی۔
اس نے بُجھے دل سے کال پک کی۔

تم دو دنوں سے یونی نہیں آرہی۔ بندہ ایک کال کر کے بتا دیتا ہے کہ کیا مسئی لہ تھا۔
اب بتانا پسند کرو گی۔ کہ کیوں نہیں آرہی کیا وجہ ہے۔ وہ بغیر سلام دُعا شروع ہو چکا
تھا۔

بریک پر پاؤں رکھو گے تو ہی میں کچھ بتا پاؤں گی۔ وہ اسے رکتے نہ دیکھ کر طنزیہ لہجے
میں گویا ہوئی۔

بخار تھا پچھلے دو دنوں سے اس لیے نہیں آئی۔ اور تمہیں بھی خیال نہیں آیا کہ پوچھ ہی لوں آخر مسئی لہ کیا ہے۔ وہ نروٹھے پن سے بولی۔

تم نے بتایا کیوں نہیں کہ تمہاری طبیعت خراب ہے۔ تمہاری ماں اور تمہاری بہن کو تو تمہارا کوئی خیال نہیں۔ تم مجھے تو بتا سکتی تھی میں آئی زل بھا بھی کو ہی بھجوادیتا۔ ٹھیک ہوں میں اب۔ اور پاپا مجھے ڈاکٹر کے لے گئے تھے۔ کام والی آپا نے میرے لیے سوپ بنا دیا تھا۔ باقی سارا دن میں اپنے روم میں پڑی رہی۔ میں ٹھیک ہوں صبح سے آؤں گی یونی۔

پکانا کہ تم ٹھیک ہو۔ اگر زیادہ طبیعت خراب ہے تو بتاؤ مجھے میں آئی زل بھا بھی کے ساتھ آجاتا ہوں۔

کوئی ضرورت نہیں آنے کی۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ یہ تم بہانے سے میرے گھر آنے کے بارے میں نہ سوچو۔

چلو اب مجھے آرام کرنے دو۔ صبح مل کر بات ہوگی۔ اوکے بائے۔

بائے اپنا خیال رکھنا اور جب بھی کوئی پرولم ہو تم سب سے پہلے مجھے کال کروگی۔ اوکے۔

جی بالکل۔ سب سے پہلے تمہیں کال کروں گی۔ اوکے۔

وہ سرہاتھوں میں گرائے بیٹھی تھی۔ جب کوئی چلتا ہوا اس کے سامنے آ بیٹھا۔
 عالیہ نے سر اٹھا کر سامنے والے کو دیکھا۔ سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھ اس کا حلق تک
 کڑوا ہو گیا تھا۔ سامنے بیٹھی لڑکی کافی حد تک اس کی نیچر سے میل کھاتی تھی۔ اس کے
 باوجود ان دونوں کی بالکل نہ بن سکی۔

کیا کر رہی ہو ادھر۔ میرا تماشہ دیکھنے بیٹھی ہوں۔
 نہیں یار۔ میں دیکھ چکی ہوں کہ تم ہر طرف سے ناکام ہو چکی ہو۔ تو میں نے سوچا کیوں
 نہ تمہاری مدد کر دوں۔ آخر تمہارا اور میرا معاملہ ایک سا ہے۔ اُن دونوں بہنوں نے
 ہماری محبت ہم سے چھینی ہے۔ تم مجھ سے ہاتھ ملا لو۔ مل کر ان دونوں کو راستے سے ہٹا
 دیں گے۔ کیا کہتی ہو۔ وہ تائی یدی نگاہ اس پر ڈالتی ہوئی بولی۔
 تم میری مدد کیوں کر ناچاہتی ہو۔ عالیہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

تمہیں کس نے کہا کہ میں تمہاری مدد کرنا چاہتی ہوں۔ تمہاری غلط فہمی ہے۔ میں تو بس ایک ڈیل کر رہی ہوں تم میری مدد کرو میں تمہاری مدد کرتی ہوں سمپل۔ وہ کندھے اچکاتے ہوئے بولی۔

کیسے کروں تم پر یقین۔ کیا تم اپنا مطلب نکال کر چلتی بنو۔ عالیہ اس کی فطرت سے بخوبی آگاہ تھی۔ اس لیے اپنا خدشہ ظاہر کرتی ہوئی بولی۔ یہ وعدہ ہے الوینا کا مران کا کہ وہ تمہیں دھوکا نہیں دے گی۔

الوینا کل کے واقعے کے بعد شدید پریشان تھی کیسے وہ لڑکی اس کی جگہ قابض ہو گئی۔ گھر میں بھی تو کوئی نہیں تھا جس سے وہ سب شئی رکر سکے۔ اس کے پاپا اپنے کاموں میں بیزی تھے اور اس کی ماں کو پارٹیز سے فرصت نہیں تھی۔ اس سب سے تنگ آکر وہ آؤٹنگ کے لیے آگئی۔ بھوک محسوس ہونے پر وہ یہاں موجود تھی۔ یہاں آکر اسے عالیہ ایک لڑکے کے ساتھ نظر آئی۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اس کے ٹیبل کے پاس بیٹھ گئی۔ اسے یہ جان کر بالکل حیرانگی نہیں ہوئی کہ وہ اُس لڑکے کو دھوکا دے کر شازم سے شادی کر چکی تھی۔ اس کی فطرت سے تو وہ خود بھی آگاہ تھی۔ کہ وہ خود غرض ہو کر صرف اپنے بارے میں سوچنے والی لڑکی ہے۔

وہ لڑکا سے باتیں سُننا کر جاچُکا تھا۔ اسی دوران الوینا کے شیطانی دماغ میں یہ بات آئی ی
 کیوں نا عالیہ سے ہاتھ ملا کر اُن دونوں بہنوں کا جینا حرام کیا جائے۔
 منظور ہے پھر تمہیں یہ سب۔ وہ ایک دفعہ پھر عالیہ سے بولی۔
 منظور ہے۔ اب جو بھی ہو میں اُس آئی زل کو شازم کی زندگی میں نہیں رہنے دوں گی۔
 وہ الوینا سے ہاتھ ملاتی ہوئی بولی۔



وہ اُسے کب سے گم سُم بیٹھا دیکھ رہا تھا۔ اسے بے حد کام تھا جو ختم کرنا تھا۔ پر ساتھ
 بیٹھی اس کی زندگی اُداس تھی تو سامنے پڑا لپ ٹاپ بھی اس کی توجہ اپنی طرف نہ کھینچ
 سکا۔ آخر تنگ آکر اس نے لپ ٹاپ بند کیا اور پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا۔
 ماڑو! اس کے آواز دینے پر بھی وہ متوجہ نہ ہوئی ی۔
 ماڑو جانم۔ آرش نے اس کا کندھا ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔
 جی۔ وہ چونک کر اس کی طرف متوجہ ہوئی ی۔

کیا سوچ رہی ہو؟ میں کب سے تمہیں ایسے ہی بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ وہ اس کے گرد حصار باندھتا ہوا بولا۔

کچھ نہیں۔ ماڑو نے دھیرے سے نفی میں سر ہلایا۔

میں جانتا ہوں کوئی ی پر اہلم ہے نہیں تو تم کبھی ایسا بیسیو نہیں کرتی۔ چلو شاہاش بتاؤ کیا مسئی لہ ہے۔ وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بولا۔

پتہ نہیں کیوں دل گھبرا رہا ہے۔ مجھے کبھی خوشیاں راس نہیں آئی۔ میں اب آپ کے بغیر نہیں رہنا چاہتی اپنی زندگی کے آخری لمحے تک آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ الوینا اتنی جلدی ہمارا پیچھے نہیں چھوڑے گی۔ وہ اداسی سے بولی۔

تم ٹینشن کیوں لے رہی ہو میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔ پھر کیوں پریشان ہو رہی ہو۔ جیسے بھی حالات ہونگے تم مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی۔ تم نے صرف کل کے واقعے کو خود پر سوار کر لیا ہے۔ اس لیے تمہیں ایسا لگ رہا ہے۔ وہ اس کے ہاتھوں کو لبوں سے لگاتے ہوئے بولا۔

ہاں شاید یہی بات ہو۔ اس نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

آرش نے محبت سے تکتے ہوئے اس کے بال کان کے پیچھے اڑ سے۔ پتہ نہیں تم میں ایسا کیا ہے جو ہر دن مجھے تم سے نئے سرے سے محبت ہوتی ہے۔ صرف تم ہی نہیں میں

بھی تمہارے بغیر نہیں رہنا چاہتا۔ اور نہ ہی رہ سکتا ہوں۔ وہ اسے قریب کرتا ہوا اس کے ماتھے پر مہکتا لمس چھوڑتا ہوا بولا۔

چلو آؤ کوئی می مووی دیکھتے ہیں تم فریش فیل کرو گی۔ چلو بتاؤ کونسی مووی لگاؤ۔

باربی والی مووی لگائے۔ میں اور آئی زل اکثر دیکھتے تھے۔ بہت مزہ آتا ہے۔ وہ فوراً موڈ ٹھیک کرتے چمکتی ہوئی بولی۔

آر ش نے منہ کھول کر اسے دیکھا۔ وٹ۔ باربی کارٹون دیکھنے ہیں تمہیں۔ تم کوئی می پنچی ہو جو یہ بچوں والے کارٹون دیکھو گی۔

ہاں تو آپ نے خود میری مرضی پوچھی۔ وہ منہ بناتی ہوئی بولی۔

ہاں تو مجھے کیا پتا تھا کہ تم میں بچوں والے شوق ہونگے۔ وہ بھی اسی انداز میں بولا۔

دونوں کی ناختم ہونے والی بحث شروع ہو چکی تھی۔

عائشہ کے نکاح کی ڈیٹ فکس ہو چکی تھی۔ ان سب میں اسے اپنی شاپنگ کی فکر تھی۔ اسے رہ رہ کر آئی زل پر غصہ آرہا تھا جس نے ایک بار بھی نکاح کی شاپنگ میں اس کی مدد کرنے کو نہیں کہا تھا۔

اس کا دماغ بے حد گرم ہو رہا تھا نکاح میں محض ایک ہفتہ باقی تھا اور یہاں اس کی کوئی تیاری نہ تھی۔ اس نے غصے سے آئی زل کو کال ملائی تھی۔ بغیر سلام دُعا وہ شروع ہو چکی تھی۔

بڑی ہی کوئی بد لحاظ دوست پلس ہونے والی بھا بھی ہو۔ یعنی بندہ ایک بار تو پوچھ لیتا ہے کہ عائی شہ تم نے نکاح کی شاپنگ کر لیں کہ نہیں۔ صرف ایک ہفتہ باقی ہے تمہیں اپنے آپ احساس نہیں۔

بریک پر پاؤں رکھو گی۔ تمہارا نکاح کا جوڑا ہماری طرف سے ہے۔ ذرا تحمل سے بات تو

سنو۔

بہت اچھے یعنی تم وہی ٹیپیکل جیٹھانیوں کی طرح بغیر مجھے ساتھ لیجا کر خود ہی اپنی پسند کا ڈریس لے آؤ گی۔ عائی شہ اس کی بات سنتی ترکی بہ ترکی بولی۔

تم پاگل تو نہیں میں نے کب کہاں کہ ہم اپنی پسند کا ڈریس لیں گے۔ بے وقوف لڑکی ظاہری سے بات ہے تمہارا نکاح ہے تو ڈریس بھی تمہاری مرضی کا ہو گا۔ حد کرتی ہو تم بھی۔ آئی زل کا دل چاہا اس کی بات پر اپنا سر پیٹ لے۔

اچھا یہ بتاؤ کب چل رہے ہیں شاپنگ پر۔ وہ اس کی ساری باتوں کو انور کرتی مطلب کی بات پر آئی۔

آج ہی جانا ہے میں تمہیں ہی کال کرنے والی تھی۔ تم، میں اور ماڑو آپی چل رہے ہیں۔
آئی زل اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے بولی۔

ہاں یہ اچھا ہے ماڑو سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ کافی دن ہوگئے اُس سے ملے۔ چلو
اب فون رکھو گی تو میں جانے کی تیاری کروں گی۔ بائے۔ اُسے بولنے کا موقع دیے بغیر
وہ فون رکھ چکی تھی۔

آئی زل کی بات درمیان میں ہی رہ گئی۔ اس نے فون کو گھورا۔ بے وقوف نہ ہو تو
ہمیشہ ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتی ہے۔ وہ فون کو گھورتی بڑبڑائی۔



ہیلو! میں عالیہ بول رہی ہوں۔

ہاں بولو کیا کام تھا۔ فون کے دوسری طرف سے الوینا کی سنجیدہ سی آواز گونجی۔

بہت اچھا موقع ہے ہمارے پاس وہ آئی زل اور ماڑو آج شاپنگ پر جا رہی ہیں اُس ایکسٹرا

اسمارٹ عائی شہ کے ساتھ۔۔ عالیہ نے اُسے اُن کے آج کے پلان کے بارے میں آگاہ

کیا۔

دیٹس گڈ! الوینا کی خوشی سے بھرپور آواز آئی۔ یعنی قدرت بھی ہمارے ساتھ ہے۔
مجھے یقین نہیں تھا اتنی جلدی موقع مل جائے گا۔ یہ تو بہت اچھا ہو گیا۔
اب تم یوں کرنا ان کے ایک ایک لمحے کی خبر مجھے دیتی رہنا۔ ہمیں پلان کے مطابق ہی
کام کرنا ہے باقی تم سمجھ گئی ہو گی۔
تم فکر مت کرو میں تمہیں ایک ایک خبر سے آگاہ کرتی رہوں گی۔ عالیہ تسلی دینے
والے انداز میں بولی۔

الوینا سے تفصیل سے ساری بات سمجھاتی فون بند کر گئی۔
کچھ ہی وقت ہے تمہارے پاس ہنس لومس آئی زل۔ وہ کھڑکی کے پار گارڈن میں
کھڑی آئی زل کو دیکھ کر بڑبڑائی۔

آرش جی! وہ ہچکچاتی ہوئی آرش کو دیکھ کر مخاطب ہوئی جو آئی نے کے سامنے
کھڑا آفس کی تیاری کر رہا تھا۔ وہ اُس سے آئی زل اور عائی شہ کے ساتھ جانے کی
اجازت لینا چاہتی تھی۔ لیکن اسے ڈر تھا کہ کہی وہ منع ہی نہ کر دیں۔

جب سے الویناد ہمکی دے کر گئی تھی وہ ماڑو کی طرف سے بہت محتاط ہو گیا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا اس کی ذرا سی لاپرواہی ماڑو کو کوئی نقصان پہنچائے۔

ہاں بولو! وہ ٹائی بی باندھ کر اس کی طرف مڑا۔ نظریں اس کے حسین چہرے پر ٹکائی۔ ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر جھولتی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔ وہ آج عائی شہ کے نکاح کی شاپنگ کرنی ہے۔ تو آئی زل اور عائی شہ چاہتی ہیں میں بھی اُن کے ساتھ جاؤ۔ تو کیا میں جاؤ۔

یار تم لوگ اکیلی تمہیں تو پتا ہے اُس الوینا پر مجھے رتی برابر بھروسہ نہیں۔ آرش سمجھانے والے انداز میں بولا۔

پلیز آرش جانے دیں۔ آئی بی پرومس میں دھیان رکھوں گی۔ اگر کوئی بی بھی مسئی لہ ہو تو فوراً آپ کو انفارم کروں گی۔ پلیز۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتتی معصوم سامنے بنا کر بولی۔

اچھا یار چلی جاؤ۔ دھیان رکھنا اپنا اوکے۔ جلدی آجانا۔ ڈرائی یور کو ساتھ لے جانا اوکے۔ وہ اس کا گال تھپتھپاتا ہوا بولا۔ چلو آؤ ناشتہ کر لیں۔ پھر مجھے آفس کے لیے نکلنا ہے۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتتا کرے سے باہر نکل گیا۔

ناشتہ کرنے کے بعد وہ جانا کے لیے تیار تھا۔ ماؤ اس کے ساتھ چلتی دروازے تک آئی۔ آرشرک کر اس کی طرف مڑا۔ معمول کی طرح اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔ ماؤ نے محبت سے اس کی پشت کو دیکھا۔ وہ خدا کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا جس نے اتنی مشکلوں کے بعد اس کی زندگی میں بھی سکون بھر دیا۔

وہ اس کا ہر پل خیال رکھتا۔ اسے کبھی بھی کوئی کمی محسوس نہ ہونے دی تھی۔ اس گھر میں آکر اس کی زندگی مکمل ہو گئی تھی۔ آرشرک کے ساتھ ساتھ اُس کے والدین بھی اسے بہت چاہتے تھے۔ اُن کا رویہ اس کے ساتھ بے حد اچھا تھا اسے بالکل اپنی بیٹی سمجھتے تھے۔ ان کی زندگی پر سکون ہو چکی تھی۔ اُن کی بیٹی کی کمی ماؤ نے آکر پوری کر دی تھی۔

میری ضروری میٹنگ نہ ہوتی تو تم لوگوں کو خود لے جاتا۔ اب اگر تم لوگ جاہی رہی ہو تو دھیان سے جانا۔ کچھ اُلٹا سیدھا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ماؤ بھابھی کی میں گارنٹی

دے سکتا ہوں۔ تم دونوں کا کوئی می بھروسہ نہیں۔ تمہاری وہ دوست تو آفت کی پرکالہ ہے عریشان کو خوب ٹھیک رکھے گی۔

کیا مطلب ہے اس بات کا کہ میں اُٹے سیدھے پنگے لیتی ہوں۔ وہ اسے خشکیوں نگاہوں سے گھورتی ہوئی بولی۔

بالکل! یاد نہیں جب میں تمہیں پڑھانے آتا تھا کیسے اُٹے سیدھے پنگے لیتی تھی۔ شازم اس کے تپے تپے چہرے کو دیکھ کر مزے سے بولا۔

ہاں تو تب میں چھوٹی تھی۔ اگر کوئی می شرارت کر بھی لی تو اس میں اتنی بڑی بات نہیں۔ وہ فوراً اپنی صفائی پیش کرتی ہوئی بولی۔ آپ تو ہیں ہی صدا کے بور انسان وہ منہ بناتی ہوئی می آگے کو بڑھ گئی۔

شازم نے فوراً اس کا ہاتھ جھکڑتے اسے قریب کیا۔ کدھر جا رہی ہو منہ بھلا کر میری تیکھی مرچ۔

آئی زل کا منہ صدمے سے کھلا۔ وہ جو اس موڈ میں تھی کہ اب وہ پیار سے اسے منائے گا۔ اُس کے منہ سے اپنے لیے تیکھی مرچ سُن کر اسے تپ چڑھی۔

میں آپ کو تیکھی مرچ لگتی ہو۔ مجھ معصوم کو خواہ مخواہ بدنام کر رہے ہو۔ اس نے سینے پر دباؤ ڈال اسے دور کرنا چاہا پر ناکام رہی۔

مزاق کر رہا تھا پرس۔ سیریس مت ہو جایا کرو اتنی جلدی میں تو تمہیں تنگ کر رہا تھا۔ شازم اس کے خفا خفا چہرے پر نظریں ٹکا کر بولا۔

آپ کو کس نے کہا میں خفا ہوں۔ میں بھی ایکٹنگ کر رہی تھی وہ مزے سے بولی۔

بڑی چالاک ہو۔ وہ اس کے چہرہ کو نظروں کے حصار میں لیتا ہوا بولا۔

خود ہونگے چالاک۔ وہ چڑ کر بولی۔ وہ مسلسل اسے کسی ناکسی نام سے بھلا رہا تھا۔

شازم کا بھرپور قہقہہ کمرے میں گونجا۔ او میری لٹل پرس ناراض ہو گئی۔ دیکھو تمہاری چھوٹی سی ناک بھی ریڈ ہو رہی ہے غصے سے۔

یار غصہ کرتے ہوئے تم کتنی کیوٹ لگتی ہو۔ وہ اسے ساتھ لگاتا ہوا بولا۔

مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔ وہ اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے بولی۔

مجھے تو کرنی ہے۔ شازم نے ایک دفعہ پھر اسے قریب کیا۔

آپ ہمیشہ ہی ایسے کرتے ہیں۔ وہ نروٹھے پن سے بولی۔

وہ اس کے ساتھ لگی اسی کی شکایت اسی سے کر رہی تھی۔

عائی شہ انہیں پچھلے ایک گھنٹے سے خوار کر رہی تھی۔ مجال ہے جو اسے کچھ پسند آجائے۔

یار عائی شہ اب بس بھی کرو۔ اور کتنا خوار کرنا ہے تم نے۔ میں اب بور ہونے لگی ہوں۔ آئی زل دُہائی ی دیتی ہوئی ی بولی۔

بھئی آئی زل کی بات سے میں بھی متفق ہوں۔ توبہ ہے جو تمہارے ساتھ پھر کبھی شاپنگ پر آئے۔ مارو بھی فوراً بولی۔

اچھا نایار کر لیتی ہوں پسند۔ اب کوئی ی ڈریس نہیں دل کو لگ رہا تو کیسے لے لوں۔ ہاں یہ اچھا ہے کتنے پیارے پیارے ڈریس دیکھے ہیں ہم نے ابھی بھی کوئی ی تمہارے دل کو نہیں لگ رہا۔ آئی زل طنزیہ انداز میں گویا ہوئی ی۔

تم ابھی سے اپنا جیٹھانیوں والا روپ مت دیکھاؤ۔ عائی شہ جل کر بولی۔

تم دونوں اپنا منہ بند کرو چلو اس شاپ پر چلتے ہیں۔ مارو سائی یڈ کی طرف اشارہ کرتی ہوئی ی بولی۔

اللہ اللہ کر کے عائی شہ کو ایک ڈریس پسند آئی ی۔ انہوں نے فوراً پیک کر والی۔ کبھی عائی شہ کا ارادہ بدل ہی نہ جائے۔

بھئی اب تو میں تھک گئی ہوں باقی شاپنگ پھر کریں گے۔ ماڑو نے تھکن سے چور لہجے میں کہا۔ میں نے ڈرائی یور کو کال کر دی ہے وہ ہمارا انتظار کر رہا ہے۔ چلو۔ وہ تینوں تھک ہار کر واپسی کے لیے باہر نکلی۔

وہ شاپنگ مال سے نکلتی باہر روڈ کی طرف آئی۔ ایک تیز رفتار گاڑی نے اچانک ماڑو کو اندر کی طرف کھینچا اور گاڑی آگے بھگلے گئی۔ وہ دونوں اس اچانک ہونے والی افتاد پر گھبرائی۔

آئی زل حواس باختہ سی گاڑی کے پیچھے بھاگی۔ عائشہ ابھی اس افتاد پر سنبھلی نہ تھی کہ ایک تیز رفتار گاڑی آئی زل کو ٹکراتی آگے بڑھ گئی۔ عائشہ گھبراتی ہوئی اس کے نزدیک آئی تھی اسے سمجھ نہ آئی وہ کس طرف جائے۔ ایک طرف ماڑو اور دوسری طرف آئی زل۔

آئی زل وہ چیختی ہوئی اس کے نزدیک بیٹھ گئی۔ روڈ کے دوسری طرف کھڑا ڈرائی یور گاڑی لیکر اس کے نزدیک آیا۔

میم! جلدی کرے میم کو ہو اسپتال لیکر جانا پڑے گا۔ وہ عائشہ کو دیکھ کر مخاطب ہوا۔ عائشہ ہوش میں آتی اسے سہارا دے کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اس وقت اس کے

حواس کام نہیں کر رہے تھے۔ وہ تو بس یک ٹک آئی زل کا خون میں لپٹا وجود دیکھ رہی تھی۔

ڈرائی یور گاڑی بگاتا پانچ منٹ میں قریبی ہو اسپتال کے سامنے تھا۔
آئی زل کو جلد ہی ایمر جنسی وارڈ میں لیکر جایا گیا۔ دس منٹ گزرنے کے بعد عائی شہ کو ہوش آیا۔

فوراً عریشان کو کال ملائی۔

زہے نصیب آج کیسے میری یاد آگئی۔ وہ شوخی سے بولا۔

عریشان! وہ روتی ہوئی ہی بمشکل بولی۔

اس کے رونے کی آواز سن کر عریشان کی ساری شوخی اڑن چھو ہوئی۔ عاشو تم رو

کیوں رہی ہو۔ کیا ہوا ہے؟ تم ٹھیک تو ہو۔

عریشان۔۔۔ سب غلط ہو گیا۔ آئی زل کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ تم جلدی یہاں آ جاؤ۔ مجھے

کچھ سمجھ نہیں لگ رہی۔

کس ہو اسپتال میں ہو تم؟ میں آ رہا ہوں۔ تم ٹینشن نہ لو پہنچ رہا ہوں میں۔

فون رکھتے عریشان نے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ گھڑی کی طرف نظر دوڑائی جو دو بجنے کے پتہ دے رہی تھی۔ کچھ سوچ کر اس نے آرش کی نمبر ملا یا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا لچ ٹائی م پر دونوں ایک ساتھ ہوتے تھے۔ ہونا ہو وہ دونوں ایک ساتھ ہونگے۔

دوسری بیل پر ہی کال پک کر لی گئی۔

آرش بھائی می میں عریشان بول رہا ہوں۔ شازم بھائی می آپ کے پاس ہی ہیں۔

ہاں شازم میرے ساتھ ہے۔ کیوں کیا ہوا؟

شازم نے سوالیہ نگاہ سے اس کی طرف دیکھا۔

آرش نے کندھے اچکاتے نفی میں سر ہلایا۔

بھائی می میری بات سنیے۔ جلدی سے شازم بھائی می کو لیکر ہو اسپتال پہنچے۔ آئی زل

بھا بھی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا۔

شازم بھائی می کی بھا بھی کے لیے دیوانگی سے تو آپ بھی آگاہ ہیں۔ اس لیے آپ کو فون

کیا ہے مجھے پتا ہے آپ سنبھال لینگے۔ میں بھی ادھر ہی جا رہا ہوں۔

اوکے بائے۔ وہ جلدی جلدی میں سارے معاملے سے آگاہ کرتا فون رکھ گیا۔

عریشان تقریباً بھاگتا ہوا راہدار یوں سے گزرا۔ پر عالیہ کے کمرے سے آتی ہوئی می آواز

پر وہ چکرا کے رہ گیا۔ اس کے منہ سے ہونے والا انکشاف اسے منجمد کر گیا۔

تھینک یو سوچ لو یینا تمہاری مدد کیلئے۔ اگر تم نہ ہوتی تو کبھی بھی یہ سب ممکن نہیں تھا۔ شکر ہے اُس آئی زل نام کی تلوار سے جان چھوٹی۔ چوبیس گھنٹے سر پر لٹکی رہتی۔ میرے اور شازم کے درمیان وہی ایک دیوار تھی جو تمہاری وجہ سے ختم ہو گئی۔ اور بتاؤ اُس ماڑو بی بی کا کیا بنا۔

گڈ یہ اچھا ہو گیا کہ وہ بھی راستے سے ہٹی۔

عرشمان نے ہوش میں آتے اس کا ایک ایک جرم اپنے موبائل پر ریکارڈ کیا۔ جلد ہی تمہارا بھی انتظام کرتا ہوں۔ وہ بڑبڑاتا آگے بڑھ گیا۔



شازم جلدی چل ہمیں نکلنا ہے۔ آرش فون رکھتا فوراً اس کی طرف متوجہ ہوا۔ کدھر جانا ہے یارا بھی تو آئے ہیں لہجہ بھی نہیں کیا۔ شازم کھڑا ہوتا پریشانی سے بولا۔ یار سمجھ ایمر جنسی ہے تو چل۔ وہ تیز تیز چلتا باہر کی طرف بڑھا۔ شازم نے بھی اس کی تقلید کی۔

آرش گاڑی بھگاتا جلد ہی ہو سپٹل کے باہر تھا۔ پورا راستہ شازم بار بار اس کی جلد بازی کی وجہ پوچھتا رہا۔ پر وہ خاموشی سے ڈرائی یو کرتا رہا۔ اب ہو سپٹل کے سامنے گاڑی رکتے دیکھ وہ بولے بنانہ رہ سکا۔

اب بتائے گا بھی ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔ سب ٹھیک تو ہے۔ اب مجھے گھبراہٹ ہو رہی ہے۔ شازم تقریباً جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

میری بات دھیان سے سُن۔ وہ ایک چولی آئی زل بھا بھی کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ ابھی آرش کی بات سچ میں تھی وہ تیر کی تیزی کی طرح کار کا دروازہ کھول آندھی طوفان بنا اندر کی طرف بھاگا۔ آرش بھی اس کے پیچھے ہوا۔

ریسیپشن سے آئی زل کے بارے میں پتا کرتے وہ راہداریوں سے گزرتے ایمر جنسی کی طرف بڑھے۔ جہاں انہیں عائی شہ اور عریشان پریشانی سے ٹہلتے ہوئے نظر آئے۔ وہ فوراً اس کی طرف بڑھے۔ شازم عریشان کے قریب آتا ہوا بولا۔ کیسی ہے میری آئی زل؟ وہ ٹھیک تو ہے۔ وہ بے چینی سے گویا ہوا۔

ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے ڈاکٹر اندر ہی ہیں۔ عریشان بے بسی سے گویا ہوا۔ شازم دیوار سے ٹیک لگاتا ایک سائی بیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ ضبط کے چکر میں اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھی۔ آرش اسے خاموش کھڑا دیکھ کر اس کے قریب آیا۔ تو فکر مت کر

سب ٹھیک ہو جائے گا۔ کچھ نہیں ہوگا انہیں۔ شازم نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ بے ساختہ آگے ہو کر اس کے گلے لگ گیا۔

آرش میں اُس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ وہ بار بار مجھ سے دُور ہونے کی کوشش کیوں کرتی ہے۔ ابھی صبح ہی تو وہ کتنی خوش تھی نا۔ وہ روتا ہوا اس سے مخاطب ہوا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا تیری محبت اُسے کچھ بھی ہونے نہیں دے گی۔ شازم سر ہلاتا پیچھے ہو کر کھڑا ہو گیا۔

آرش نے ارد گرد نظر دوڑائی پر اسے ماڑو کہی نظر نہ آئی۔ وہ کب سے دیکھ رہا تھا ماڑو کہی بھی نہیں تھی۔ اس سے پہلے وہ عائشہ سے اُس کے بارے میں پوچھتا ڈاکٹر ایمر جنسی سے نکلتا ہوا باہر آیا۔

شازم بھاگتا ہوا اُن کے نزدیک آیا۔ ڈاکٹر میری وائی ف کیسی ہے؟ شی از فائی ن ناؤ۔ وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے آگے کی طرف بڑھ گئے۔ شازم نے بے ساختہ شکر ادا کیا۔

سب کی سانس میں سانس آئی۔

عرشمان آئی زل کے گھر بھی فون کر چکا تھا وہ بھی ابھی ابھی پہنچے تھے۔

آرش عائی شہ کے نزدیک آکر اس سے مخاطب ہوا۔ ماڑو کدھر ہے عائی شہ۔ میں کب سے نوٹ کر رہا ہوں وہ مجھے کہی نہیں دکھ رہی۔

آرش کی بات سننے عائی شہ کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ ان سب میں وہ مارب کو تو بالکل ہی فراموش کر چکی تھی۔

بھائی ی! وہ ماڑو کو کوئی می زبردستی کنڈنیپ کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔

کیا بکواس ہے یہ۔ آرش کی دھاڑ پر وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی ی۔ اس کی آواز پر سب اس کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

کہاں ہے میری ماڑو تم کب سے خاموش کھڑی ہو۔ تم نے مجھے بتانا تک گوارہ نہیں کیا۔ وہ تقریباً سے جھنجھوڑتا ہوا بولا۔

وہ آئی زل کی ٹینشن میں میرے ذہن سے یہ بات سکپ ہو گئی۔ وہ روتے ہوئے بولی۔

یہ کوئی ی چھوٹی سی بات ہے جو تمہارے ذہن سے سکپ ہو گئی۔

اگر میری ماڑو کو کچھ ہو اسب تہس نہس کر دوں گا۔

وہ تن فن کرتا باہر کی طرف بھاگا۔

گاڑی میں بیٹھتے اس نے ماڑو کا نمبر ملا یا جو بند جا رہا تھا۔

ڈیم! اس نے غصے سے سٹیرنگ ویل پر ہاتھ مارا۔

الوینا! میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ گاڑی بھگاتا وہ الوینا کے گھر کی جانب بڑھا۔

تم اپنی خیر منانا الوینا تم نے ماڑو کو ان سب میں ان لو کو کر کے اچھا نہیں کیا۔ میں تمہاری

جان لے لوں گا۔

ماڑو کے بارے میں سوچ سوچ کر اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کی نسیں

پھٹ جائے گی۔

جیسے سورج ڈھل رہا تھا۔ شام کی سُرخی اپنے پر پھیلانے لگی تھی ویسے ہی آرش کا

دل ڈوب رہا تھا۔ کتنے گھنٹے گزر چکے تھے۔ اسے اپنی لاپرواہی پر بھی غصہ آیا تھا جو اس

کی غیر موجودگی محسوس کرنے کے باوجود بھی اس مے کسی سے بھی کچھ نہ پوچھا۔ پتہ

نہیں وہ کیسی ہوگی۔

وہ ریش ڈرائی یونگ کرتا ہوا الوینا کے گھر پہنچا تھا۔ جیسے ہی اس کی کارر کی وہ عجلت میں کار سے نکلتا گیٹ تک پہنچا۔ گارڈ آرش کو دیکھ کر گیٹ کھول چکا تھا۔ آرش بیٹا بڑے دنوں بعد آئے ہو۔

بابا الوینا اندر ہی ہے۔ وہ انہیں دیکھتا ہوا بولا۔

کہاں بچے گھر پر کوئی می بھی نہیں ہے بیگم اور صاحب جی باہر گئے ہیں اور الوینا میم کا پتا نہیں انہیں تو ہفتہ ہو گیا ہے وہ گھر نہیں آئی۔ ایک بات کہو آرش بیٹا۔ مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی تھی کہ آپ نے اس الوینا کو چھوڑ کر کسی اور سے شادی کر لی۔ یہ لڑکی بالکل بھی آپ کے قابل نہیں ہے۔ اسے نہ بڑوں سے بات کرنے کی تمیز ہے نہ چھوٹوں سے۔ اچھا کیا آپ نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔

آپ اور حیدر صاحب بہت اچھے انسان ہیں سیدھے سادے سے۔

گارڈ انہیں کئی سالوں سے جانتا تھا اکثر حیدر صاحب ان کی مالی مدد بھی کرتے رہتے تھے۔ وہ یہاں نوکری کامران کے والد کے زمانے سے کر رہے تھے۔ کامران کے والد جتنے اچھے انسان تھے۔ وہ بالکل اپنے باپ کے الٹ تھے۔

ویسے بیٹا آپ یہاں کسی کام سے آئے تھے۔

بس یہ سمجھ لیں بابا کہ الوینا سے میرا ملنا بے حد ضروری ہے اگر وہ گھر آئے تو آپ مجھے
انفارم کر دینا۔ میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گا۔

کیسی باتیں کر رہے ہونچے اس میں احسان کیسا۔ اگر وہ گھر آئی تو میں آپ کو انفارم
کردوں گا۔

شکر یہ بابا۔

وہ ان کا شکر یہ ادا کرتا عجلت سے وہاں سے نکلا۔ ایک دفعہ پھر الوینا کے نمبر پر کال کی جو
کہ بند جا رہا تھا۔ کتنی دفعہ وہ الوینا کو کال کر چکا تھا پر اُس کا نمبر بند جا رہا تھا۔

کہاں ڈھونڈوں تمہیں ماڑو۔ میں نے تمہیں جانے ہی کیوں دیا۔ ساری غلطی ہی میری
ہے۔

اس کی ساری سوچیں صرف اور صرف ماڑو کے گرد گردش کر رہی تھی۔ دماغ جیسے
سُن ہو رہا تھا۔

شازم اس کے ہو اسپتال سے نکلتے ہی اس کے پیچھے آیا تھا۔ عریشان کو وہاں سب سنبھالنے کا کہہ کر خود وہ آرش کے پیچھے پیچھے ہی تھا۔ آئی زل خطرے سے باہر تھی یہ بات اسے پُر سکون کر گئی تھی اب اس طرف سے اسے کوئی ٹینشن نہ تھی۔ ماڑو اسے بالکل اپنی بہنوں کی طرح عزیز تھی۔ اس کے اور آئی زل کے ایک ساتھ ہونے کی وجہ بھی وہ ہی تھی۔

شازم کی گاڑی اس کے تعاقب میں ہی تھی۔ جیسے ہی وہ الوینا کے گھر کے آگے رُکا اس نے بھی اپنی گاڑی کچھ دور کھڑی کر دی۔ وہ آرش کو ہی دیکھ رہا تھا۔ جو اندر سے باہر آتا سر ہاتھوں میں گرائے گاڑی سے ٹیک لگا گیا۔ شازم قدم اٹھاتا اس کے نزدیک آیا۔ آرش! تو ٹھیک تو ہے۔ شازم کی آواز سن کر اس نے اپنا جھکا سر اٹھایا۔ شازم دیکھ وہ مجھ سے دور چلی گئی۔ میں نے محبت کی ناقدری کی تھی نا۔ پر تو یقین مان جب اُسے اپنا پورا دل سے اپنا مانا۔

یاد ساری تکلیفیں اُس کے لیے کیوں ہیں؟ بچپن سے ہی تو دکھ دیکھتی آئی ہے۔ کیا اس کا حق نہیں ہے کہ وہ بھی خوش رہ سکے۔

میں اُسے کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ اُس الوینا کا قتل میرے ہاتھوں ہی لکھا ہے۔ وہ غصے سے بولا۔

شازم الوینا کے نام پر ٹھٹھکا۔ تجھے کیسے پتا یہ سب الوینا نے کیا ہے۔ اور تو اُس کے گھر یہ چیک کرنے آیا ہے۔ جلدی بتا مجھے کیا معاملہ ہے۔

کچھ دنوں پہلے گھر آئی تھی مارو کو نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی ہے اُس نے اور دھمکی بھی دے کر گئی تھی کہ اُسے جان سے مار دے گی۔ یہ سب جانتے ہوئے بھی میں نے اُسے کیوں جانے دیا۔

ساری غلطی میری ہے مجھے اُسے روکنا چاہیے تھا۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔ تیری کوئی غلطی نہیں ہے اگر یہ سب اُس الوینا نے کیا ہے تو تو فکر مت کر اسے چھوڑے گے نہیں ہم۔ شازم اس کی باتوں کے جواب میں بولا۔
تو نے اس کا نمبر ٹرائے کیا۔

کیا تھا پر نمبر بند جا رہا ہے۔ یار مجھے سمجھ نہیں لگ رہی کہاں ڈھونڈو اُسے۔
تو فکر مت کر میں کچھ کرتا ہوا۔ الوینا کا نمبر ٹریس کرو اتا ہوں۔

وہ کب سے اس کے چہرے پر نظر ٹکائے بیٹھی تھی۔ اس کا دل کر رہا تھا سامنے لیٹے اس وجود کا حشر بگاڑ دے۔ اس کا یہ حسین چہرہ مسخ کر دے اسی کا دیوانہ ہے آرش۔
 تم فکر مت کرو ایک دفعہ میرا کام ہو جانے دو۔ بالکل بھی آسان موت نہیں دوں گی تمہیں۔ تڑپا تڑپا کر ماروں گی۔ تم دو ٹکے کی لڑکی میری جگہ لینے کے چکروں میں ہو۔
 اوقات کیا ہے تمہاری۔ آرش کو تم سے چھین لوں گی۔ وہ صرف میرا ہے۔ اُسے میرا ہونا ہی ہوگا۔ وہ چیختی ہوئی ی بولی۔

مارو جو پچھلے چار گھنٹوں سے بیہوش تھی۔ شاید ڈوز زیادہ ہو گئی تھی۔ اُس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھا یہ تو اس کا گھر نہیں تھا پھر کہاں تھی وہ۔ وہ اپنے چکراتے سر کو سنبھالتے بمشکل اُٹھ بیٹھی۔ اس نے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں وہ تنفر سے کھڑی نفرت بھری نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

بڑے مضبوط اعصاب کی مالک ہو جتنی تمہیں ڈوز دی تھی مجھے لگا تھا کہ تمہیں رات کو ہی ہوش آئے گا۔ پر تم تو محض چار گھنٹوں میں ہی اُٹھ گئی۔ بہت خوب۔
 تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو۔ کیا کرنا چاہتی ہو تم۔ یہ سب کرنے سے آرش تمہارا ہو جائے گا تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ وہ بغیر ڈرے اس سے مخاطب ہوئی۔

اس کی باتیں سُن کر الوینا کو بے تحاشہ غصہ آیا۔ تیزی سے چلتی اس کے قریب آئی۔
ایک گھٹنہ فولڈ کر کے بیڈ پر رکھے وہ اس پر جھکی۔ بکو اس بند کر واپس وہ اس کا منہ دبوچ
کر بولی۔

تم کیا سمجھتی ہو یہاں سے زندہ جاسکتی ہو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ تمہیں ایسی موت
دوں گی کہ تم مجھ سے پناہ مانگو گی۔

ابھی تو آرش بیچارہ تمہاری تلاش میں پاگل ہو رہا ہو گا۔ کچھ دیر ذرا اسے خوار ہونے دو۔
وہ مکر وہ قہقہہ لگا کر بولی۔

ماڑو نے پوری طاقت لگا کر اسے پیچھے دھکیلا۔ تم بیچ نہیں سکتی۔ تمہارے ارادے کبھی
پورے نہیں ہونگے۔ سمجھی تم۔ ماڑو چیختی ہوئی۔

الوینا نے ایک دم ہاتھ بڑھا کر اس کے تھپڑ مارا۔ آواز پتلی رکھو سمجھی تم۔
ماڑو کو اس سے اس رد عمل کی توقع نہ تھی۔ وہ سُن سی بیٹھی اس پاگل لڑکی کو دیکھ رہی
تھی۔

بیٹھی رہو یہی جلد ہی تمہارا انتظام کرتی ہوں۔

اس کے جاتے ہی ماڑو اٹھ کھڑی ہوئی وہ اتنی آسانی سے اسے کامیاب ہونے نہیں
دے سکتی تھی۔ مجھے کچھ کرنا ہو گا۔

یار وہ تو بہت چالاک نکلی۔ فون کی لوکیشن اس کے گھر کی شوہور ہی ہے اس کا مطلب وہ اپنا موبائل گھر چھوڑ کر گئی ہے۔ بہت تیز دماغ چلتا ہے اس لڑکی کا۔ میں تجھے شروع سے سمجھتا رہا ہوں کہ اس لڑکی سے دور رہتے تو میری بات سمجھ ہی نہیں آئی کبھی۔ خیر ان سب باتوں کو چھوڑ آگے بتا کیا کرنا ہے۔

مارو کی کڈنپنگ شاپنگ مال کے باہر سے ہوئی ہے۔ وہاں ارد گرد کوئی کیمرہ تو ہوگا وہاں جا کر پتا کرتے ہیں کیا پتا کچھ انفارمیشن مل جائے۔ وہ سنجیدہ سا بولا۔

شازم نے غور سے اس کا الجھا بکھراروپ دیکھا تھا۔ وہ صبح والے کپڑوں میں ہی موجود تھا پر اس کا حلیہ صبح سے یکسر مختلف تھا۔ بال بھی بکھرے سے تھے۔ شازم کو یقین ہو گیا تھا کہ اسے واقعی ہی مارب سے عشق ہو گیا تھا۔ اس کا بھیگا بھیگا لہجہ صاف اس کی محبت کا پتہ دے رہا تھا۔

تو رہنے دے میں ڈرائیو کرتا ہوں۔ وہ سر ہلاتا دوسری طرف بیٹھ گیا۔ وہاں ایک گھنٹہ خوار ہونے کے باوجود بھی انہیں کچھ پتہ نہ چل سکا۔

شازم نے تشویش سے اس کی طرف دیکھا جو خاموش بیٹھا شیشے سے پار آتی جاتی
گاڑیوں پر نظریں ٹکائے بیٹھا تھا۔

شازم کچھ کہتا اس سے پہلے ہی آرش کے موبائل کی رینگ ہوئی ی۔ کسی انجان نمبر
سے کال تھی۔ آرش نے فوراً کال پک کی کیا پتہ ماڑو کے بارے میں کوئی خبر نہ ہو۔
آرش دیکھ لی میری ہمت۔ دیکھ لیا میں کیا کر سکتی ہوں۔ تم نے اُسے میری جگہ دے کر
اچھا نہیں کیا۔ اب بیچاری کو مرنا ہو گا۔ وہ مرے گی تو پھر ہی تمہیں میری محبت نظر
آئی گی۔ اس کی مکر وہ آواز گونجی۔

الوینا سے ہاتھ لگانے کی غلطی بھی نہ کرنا۔ وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔ وہ پہچان چکا تھا فون
کے دوسری طرف کون ہے۔

یہ سب تو تمہاری خود کی غلطی ہے نہ تم مجھے دھتکارتے اور نہ ہی یہ سب ہوتا۔ اور جہاں
تک ہاتھ لگانے کی بات ہے کال بند ہوتے ہی تمہیں ایک ویڈیو سٹیو ہو جائے گی دیکھ
لینا۔

خیر ان سب باتوں کو چھوڑو۔ تم جان بچانا چاہتے ہو اپنی بیوی کی۔ تو تمہیں میری کچھ
شرطیں ماننی ہو گی۔

کیا بکواس ہے۔ کیسی شرط اور میں کیوں مانوں تمہاری بات۔ تم سیدھی طرح بتاؤ ماؤ
کدھر ہے۔

لگتا ہے تمہیں اُس لڑکی جان پیاری نہیں ہے تبھی منع کر رہے ہو۔ تم مجھے جانتے ہو کسی
کی جان لینا میرے لیے مشکل نہیں۔ وہ اسے دھمکاتی ہوئی بولی۔
بولو کیا کرنا ہو گا مجھے وہ ضبط کرتے ہوئے بولا۔

کچھ زیادہ نہیں بس تمہیں مجھ سے نکاح کرنا ہو گا اور اُس مارب کو طلاق دینی ہوگی۔
سمپل

اپنی بکواس بند رکھو۔ میں کیوں طلاق دوں گا اُسے اور تم سے نکاح تو بہت دور کی بات
ہے۔ سمجھی تم۔ چپ چاپ مارب کو میرے حوالے کر دو ورنہ تمہیں جان سے مار دوں
گا۔ میرا ضبط مت آزماؤ۔ تمہارا جو بھی مسیٰ لہ ہے میرے ساتھ ہے اُسے چھوڑ دو۔
ان سب میں اس کا کوئی قصور نہیں۔

اُسی کا قصور ہے۔ وہ کیوں آئی ہے ہم دونوں کے درمیان۔ خیر تمہارے پاس صبح
تک کا وقت ہے آرام سے سوچو اور تمہارا جواب مثبت ہونا چاہیے۔ ورنہ انجام کے ذمہ
دار تم ہو گے۔ اوکے بائے۔ وہ اپنی بات مکمل کرتی فون کاٹ گئی۔
ہیلو ہیلو۔ آرش اسے پکارتا رہ گیا۔ پر دوسری طرف سے کال کٹ چکی تھی۔

ڈیم۔ میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔ کال کٹتے ہی واٹس ایپ نوٹیفیکیشن شوہر ہاتھ تھا۔
کوئی ویڈیو تھی۔

وہ ویڈیو ماڑو کی تھی دس سکینڈ کی ویڈیو تھی۔ جس میں ماڑو سے بیڈ پر بیٹھی نظر آئی۔
اسے سہی سلامت دیکھ کر آرش کے دل کو قرار سا آیا تھا۔ جب الوینا نے اُس کے منہ پر
تھپڑ مارا آرش تڑپ اٹھا۔

ایک بار اسے میرے ہاتھ لگنے دے اب تک جو رعایت برتی صرف اس کے لڑکی
ہونے کی وجہ سے پر اب اس نے ہر حد کر اس کر دی ہے۔

واقعی یہ لڑکی ہر حد پار کر رہی ہے۔ شازم کو بھی اس کی حرکتوں کی وجہ سے غصہ آیا۔
اب آگے کیا کرنا ہے آرش۔ دیکھ سب سوچ سمجھ کر کرنا ہوگا۔ ہماری ایک غلطی ماڑو
بھا بھی کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔
ہہممم! آرش نے پُر سوچ انداز میں سر ہلایا۔

ماڑو اس کے جاتے ہی روم کا جائی زہ لیا۔ پر اسے کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں سے وہ بھاگ سکتی۔ کمرے میں واحد کھڑی تھی جہاں سے جھانک کر وہ نیچے دیکھ چکی تھی۔ روم کی اونچائی دیکھ کر اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ کسی فلیٹ کے کمرے میں ہے۔ یہ تو طے تھا کہ اگر اسے یہاں سے نکلنا ہے تو اس کا صرف ایک ہی راستہ ہے۔ دروازہ لو کڈ تھا۔ دروازہ کھولنا اس کے لیے مشکل نہ تھا۔ پر اسے ڈر تھا کہ کہی باہر زیادہ لوگ نہ ہو۔ اکیلی الوینا کو تو وہ آسانی سے سنبھال سکتی تھی۔ لیکن اگر باہر زیادہ لوگ ہونگے تو اس کے بھاگنے پر وہ الرٹ ہو سکتے تھے۔

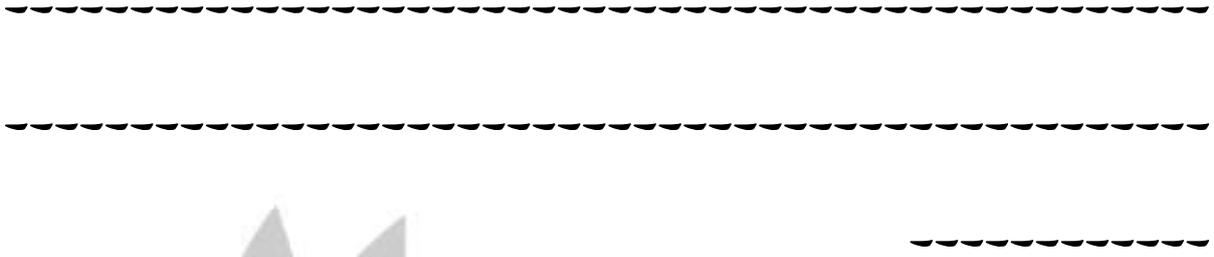
اگر ایک بار وہ یہاں سے بھاگتی پکڑی گئی تو اس کی سکیورٹی اور ٹائیٹ ہو جائے گی۔ اسے فل پروف پلان بنانا تھا ایسا کہ جس کی بدولت وہ ایک دفعہ ہی یہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو جائے۔

عجب حالات تھے یوں دل کا سودا ہو گیا آخر
 محبت کی حویلی جس طرح نیلام ہو جائے
 سمندر کے سفر میں اس طرح آواز دے ہم کو
 ہوائی تیز ہوں اور کشتیوں میں شام ہو جائے

مجھے معلوم ہے اُس کا ٹھکانا پھر کہاں ہوگا
 پرندہ آسمان چھونے میں جب ناکام ہو جائے
 اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
 ناجانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے
 رات کا سناٹا ہر سو پھیل چکا تھا۔ آسمان پر اڑتے پرندے اپنے گھروں کی طرف جا چکے
 تھے۔ ایسے گہرے سنائے میں وہ دونوں بھی خاموش بیٹھے تھے۔
 جب خاموشی کو چیرتی شازم کی آواز گونجی۔ آرش یار اب بتائے گا بھی کے آگے کیا کرنا
 ہے۔ تب سے بس اس فون کو ہی گھورتا جا رہا ہے۔
 تو ہی بتا کیا کروں مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے میرے دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اس کے
 لہجے میں واضح بے بسی تھی۔
 مجھ سے زیادہ الوینا کو تو جانتا ہے۔ تو ٹھنڈے دماغ سے سوچ کے وہ ماڑو بھابھی کو کہا لے
 کر جاسکتی ہے۔

اس شہر سے باہر تو وہ جا نہیں سکتی۔ شازم اپنا خیال بیان کرتا ہوا بولا۔
 آرش کسی گہری سوچ میں ڈوبا تھا۔ جب اچانک اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔ اس کی
 آنکھیں چمکی۔ وہ موبائی ل پر جانے کیا تلاش کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اس کی جلدی بازی دیکھ کر شازم پوچھے بنانہ رہ سکا۔ کیا ہوا کچھ بتائے گا۔
تو سمجھ مل گئی ماڈو۔ وہ پوری طرح شازم کی طرف متوجہ ہوتا سب اس کے گوش
گزار کرنے لگا۔



اس نے مندی مندی آنکھیں کھول کر ارد گرد دیکھ جگہ کا اندازہ کرنا چاہا۔
پاس کھڑی نرس کو دیکھ وہ اندازہ کر چکی تھی کہ وہ ہو اسپتال میں ہے۔
نرس اسے ہوش میں آتا دیکھ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔ آپ ٹھیک ہیں۔
پلیز باہر سے میرے گھر والوں کو بھیج دیں۔ وہ بمشکل بولی تھی۔
ابھی آپ کسی سے بات نہیں کر سکتی۔ نرس پیشہ وارانہ انداز میں بولی۔
پلیز۔ مجھے اپنی آپنی سے ملنا ہے۔ اس کے ذہن میں محض وہی بات گھوم رہی تھی جب
ماڈ کڈنیپ ہوئی۔

اچھا میں ڈاکٹر سے بات کرتی ہوں اگر وہ اجازت دیں گے تو ہی میں کسی کو آپ سے ملنے
بھیجوں گی۔

آئی زل اس کی بات سُنتی آنکھیں موند گئی۔
 کچھ دیر بعد ڈاکٹر کی اجازت ملنے پر عائی شہ اس کے سامنے تھی۔
 عائی شہ پلیر بتاؤ ماڑو آپنی ٹھیک تو ہیں۔ کہاں ہیں وہ مجھے اُن سے ملنا ہے۔ پلیر عائی شہ
 کچھ تو بتاؤ مجھے۔

ٹھیک ہیں وہ۔ عائی شہ نظر چراتی ہوئی ی بولی۔
 ٹھیک ہیں تو بلاؤ اُن کو۔ جب تک میں انہیں دیکھ نہیں لوں گی مجھے تسلی نہیں ہوگی۔
 مجھے سچ بتاؤ عاشو پلیر۔

شازم بھائی ی اور آر ش بھائی ی انہیں ہی ڈھونڈنے گئے ہیں۔ انشا اللہ وہ جلد ہی
 انہیں مل جائے گی۔ تم ٹینشن مت لو۔
 کیسے نہ ٹینشن لوں اس واقعے کو کتنی دیر ہوگئی وہ ابھی تک نہیں ملیں۔ پتہ نہیں کیسی
 ہوگی وہ۔

وہ روتی ہوئی ی بولی۔ مجھے بھی جانا ہے شازم کے پاس میں بھی اُن کے ساتھ ماڑو آپنی کو
 ڈھونڈوں گی۔ یہاں مجھے چین نہیں ملے گا۔ مجھے جانا ہے یہاں سے۔ وہ بے چینی سے
 گویا ہوئی ی۔

تم پاگل ہو آئی زل تمہاری خود کی طبیعت نہیں ٹھیک ایسی اُلٹی باتیں فی الحال اپنے ذہن سے دُور رکھو۔ سمجھی تم۔ وہ ڈانٹنے کے انداز میں بولی۔

کیا ہوا ہے کچھ بتائے گا بھی۔ شازم جھنجھلاتا ہوا بولا۔

آرٹس نے ویڈیو چلا کر فون اس کے سامنے کر دیا۔

ذرا غور کریں کس فلیٹ کا کمرہ ہے۔

شازم نے غور سے ویڈیو میں موجود کمرے کو دیکھا۔ یہ تو احسن کا فلیٹ ہے جہاں

لاسٹ ایئر ہی سب پارٹی کے لیے جمع ہوئے تھے۔

اگزیکیٹو! یہاں غلطی کر دی اُس الوینا میڈم نے۔ مجھے تڑپانے کے چکر میں اُس نے

ویڈیو تو بھیج دی۔ اور جس نمبر سے بھیجی وہ سم بھی بند کر دی تاکہ ہم اُس تک پہنچ نہ

جائے۔ پر وہ شاید یہ بھول گئی کہ ہم پہلے وہاں آچکے ہیں۔

احسن کو تو شاید پتہ بھی نہ ہو کہ اُس کی پاگل کزن کرتی کیا پھر رہی ہے۔

احسن جو کہ الوینا کی خالہ کا بیٹا تھا جو کہ یونی میں ان کا سینیٹی رہتا۔ جس سے ان کی اچھی خاصی سلام دُعا تھی۔ جس نے لاسٹ ایٹی رسارے دوستوں کا گیٹ ٹو گیدر کیا تھا جن میں شازم اور آرش بھی شامل تھے۔

احسن اسکا کزن ہونے کے باوجود اچھی نیچر کا انسان تھا یہی وجہ تھی ان کی دوستی اُس سے برقرار تھی۔

اب جلدی کر احسن کے فلیٹ کی طرف گاڑی بھگا۔ مجھے کسی بھی حال میں جلد سے جلد اس تک پہنچنا ہے۔ تو سمجھ رہا ہے نامیں کیا کہنا چاہتا ہوں۔

تو فکر مت کر انشا اللہ جلد ہی ہم وہاں ہونگے۔ شازم اسے تسلی دیتا گاڑی فل سپیڈ پر بھگا لے گیا۔

وہ اداس سی بیچ پر بیٹھی تھی جب وہ اس کا ساتھ آکر بیٹھا تھا۔

کیا ہوا؟ اتنی اداس کیوں ہو بھابھی ٹھیک تو ہیں۔

آئی زل بالکل ٹھیک ہے جب سے اسے ہوش آیا ہے اُس کی زبان پر بس یہی الفاظ تھے کہ ماڑو کدھر ہے۔ ڈاکٹر نے بے ہوشی کا انجیکشن لگا کر اُسے پُر سکون کیا ہے۔ یہ سب ہمیشہ اچھے لوگوں کے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے۔ پتہ نہیں ماڑو کیسی ہوگی۔ وہ تو کتنی اچھی ہے ہر کسی کا احساس کرنے والی جانے کون ہے جس نے اس کے ساتھ یہ کیا ہے۔

عائی شہ کے الفاظ سے عرشمان کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ وہ کیسے بھول گیا کہ وہ جانتا ہے کہ کس نے کیا ہے ماڑو اور آئی زل کے ساتھ یہ۔ وہ یہاں سب کو یہ بتانا چاہتا تھا پر پہلے آئی زل کی ٹینشن اور پھر مارب کی ٹینشن وہ کسی کو کچھ بتا ہی نہیں پایا۔

عائی شہ مجھے تمہیں ایک بہت ضروری بات بتانی ہے۔
عائی شہ اپنے آنسو صاف کرتی اس کی طرف متوجہ ہوئی۔
میں جانتا ہوا کہ آئی زل بھا بھی کا ایکسیڈنٹ کس نے کیا ہے اور ماڑو بھا بھی کا کڈنیپ بھی۔

عرشمان کی بات پر وہ چونک سی گئی۔ کیا مطلب تم جانتے ہو۔

ہاں جب تمہاری کال آئی تھی مجھے۔ تو میں یہی کے لیے نکل رہا تھا۔ تب ہی میں نے عالیہ کی باتیں سنی وہ الوینا سے یہی بات کر رہی تھی۔ رُو کو میں تمہیں ریکاڈنگ دکھاتا ہوں۔

عرشمان نے جیب سے موبائی ل نکال کر ایک ویڈیو چلا کر موبائی ل اس کی جانب بڑھایا جس میں صاف واضح ہو رہا تھا کہ یہ سب اُس کا اور الوینا کا کیا دھرا ہے کیونکہ وہ بار بار الوینا کا نام دُھرا رہی تھی۔

مجھے پہلے ہی سمجھ جانا چاہیے تھے کہ ان سب کے پیچھے یہ ہے پر مجھے لگا کہ وہ اس حد تک نہیں جاسکتی پر میں غلط تھی۔

عرشمان ہمیں یہ بات جلد سے جلد شازم بھائی می یا آرش بھائی می کو بتانی چاہیے۔ کال کروا نہیں۔

عرشمان نے اثبات میں سر ہلاتے شازم کا نمبر ملا یا جس پر بیل تو جا رہی تھی پر وہ پک نہیں کر رہا تھا۔

بھائی می کال نہیں پک کر رہے۔ عرشمان فون کان سے ہٹاتا ہوا بولا۔

آرش بھائی می کا ڈائی ل کرو۔ عائی شہ فوراً سے بولی۔

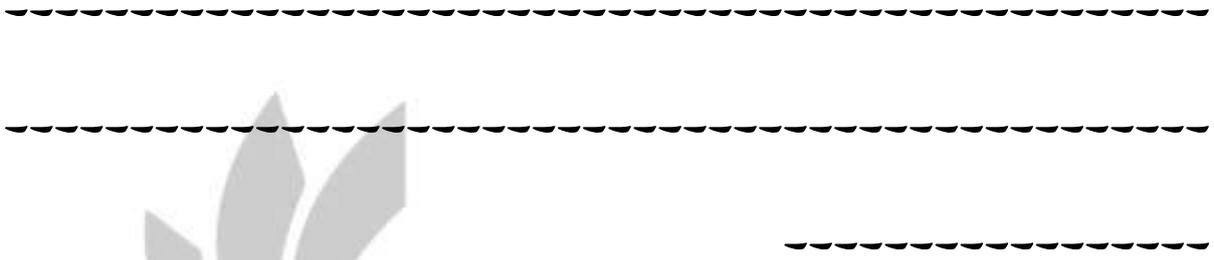
او کے کرتا ہوں۔ آرش کا نمبر بند جا رہا تھا۔

بند جا رہا ہے اُن کا بھی۔ اب کیا کریں۔

میں تو کہتی ہوں تم انہیں یہ ویڈیو ہی سینڈ کر دو۔ وہ خود ہی سب سمجھ جائے گا۔

اوکے ایسا کرتا ہوں دونوں کو ہی کر دیتا ہوں کوئی تو دیکھے گا۔

ہہممم یہ ٹھیک ہے۔ وہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی بولی۔



وہ جو کب سے باہر کی بل چل ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی آخر کار اس کا انتظار ختم

ہوا۔ باہر سے پہلے جو آوازیں آرہی تھی وہ بھی آنا بند ہو چکی تھی۔

الوینا نے ان غنڈوں کو رقم دے کر فارغ کر دیا تھا یہ کہہ کہ فی الحال میں سنبھال لوں

گی۔ اُس نے انہیں صبح بلا یا تھا وہ ماڑو کو یہاں رکھنے کا رسک نہیں لے سکتی تھی وہ جلدی

میں فی الحال اسے یہاں لے آئی تھی۔ پر وہ صبح آرش کو بلانے سے پہلے ماڑو کو کہی اور

شفٹ کرنا چاہتی تھی۔

وہ یہ بھی نہیں چاہتی تھی کہ کسی کو شک ہو۔ وہ ارد گرد موجود لوگوں کو خود پر شک

کرنے کا کوئی موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔

خود وہ باہر کا دروازہ لوک کرنے کے بعد ماڑو کے کمرے کا دروازہ چیک کر کے تسلی کر کے اپنے روم کی طرف بڑھ گئی۔

ماڑو نے جب محسوس کیا کہ باہر خاموشی چھا چکی ہے۔ اس نے بالوں میں موجود پین سے احتیاط کے ساتھ دروازہ کھولا۔ اس چیز کی اُسے اچھی خاصی پریکٹس تھی اس لیے اسے دروازہ کھولنے میں زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ بغیر کسی آواز کے ساتھ اس نے باہر لائنچ میں قدم رکھا جہاں گھپ اندھیرا تھا۔

کچھ دیر میں ہی اس کی آنکھیں اندھیرے میں مانوس ہوئی تو وہ احتیاط سے چلتی بیرونی دروازے کی طرف بڑھی۔ آہستگی سے بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکلنے کو تھی جب لائنچ کی لائیٹ روشن ہوئی۔

کہاں جانے کا پلان ہے مس ماڑو۔ اوپس مسز مارب آر ش حیدر۔ بھاگنے کے چکروں میں ہو۔ تمہیں کیا لگا کہ میرا تم پر سے دھیان ہٹ گیا ہے اور میں مزے سے جا کر سو جاؤں گی۔

ماڑو کا سکون قابل دید تھا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ اسے آسانی سے ہینڈل کر لے گی۔

ہاں دراصل تمہارا منحوس چہرہ دیکھ لیا آج کے دن سارا دن ہی بکواس گزرا۔ اب میرا بالکل بھی موڈ نہیں ہے کہ میرا کل کا دن بھی خراب گزرے۔ سمجھی مس الوینا واپس میرا مطلب ہے مس چوہیا۔

اڑ لو جتنا اڑنا ہے پر یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ میں تمہیں یہاں سے جانے دوں گی۔ وہ اپنے لیے اس کے منہ سے چوہیا سن کر آگ بگھولہ ہوئی دوسرا اسے اس کا نڈر انداز بالکل نہ بھایا۔

دیکھتے ہیں ماڑو چیلینجنگ انداز میں بولی۔

الوینا بھی جارحانہ تیور لیے اسی کی طرف بڑھی۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

تمہیں آرٹس جی پہلے بھی وارننگ دے چکے ہیں پر تم باز نہیں آئی۔ کئی لوگوں کی فطرت ہوتی ہے وہ سانپ کی طرح ڈسنا نہیں چھوڑتے تم بھی ویسی ہی فطرت کی مالک ہو جس سے دوسروں کی خوشیاں دیکھی نہیں جاتی۔ تم چاہتی ہو ہمیشہ ہر چیز تمہارے تابع ہو جیسے تم چاہو ویسے ہی ہو۔

شاید تم نے آرٹس کو بھی کٹھ پتلی سمجھ لیا تھا کہ وہ تمہارے آگے پیچھے گھومیں گے پر جب سب کچھ تمہاری توقع کے برعکس ہوا انہوں نے تمہاری جگہ مجھے چوز کیا تو تمہاری اناپر

وار ہوا۔ تم یہ بات کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ آرش تمہیں چھوڑ کر دی گریٹ الوینا کا مران کو چھوڑ کر ایک معمولی سے لڑکی کو اپنا چکا ہے۔

اس کے منہ سے یہ ساری باتیں سُن کر الوینا آپے سے باہر ہو گئی۔ اُس نے مجھے ریجیکٹ نہیں کیا بلکہ تم نے اُسے اپنے جال میں پھنسا یا ہے۔ سمجھی تم ورنہ تم میں ایسا ہے ہی کیا جو وہ تمہاری خاطر مجھے ریجیکٹ کرے۔ وہ بس تمہارے حالات دیکھ کر تم پر ترس کھا رہا ہے اور تم یہ مت بھولو کہ تم اُس کی زندگی میں میری وجہ سے شامل ہوئی ہو۔ اپنی حد میں رہنا سیکھو۔

میں تو اپنی حد میں ہی ہوں تم اپنی حد سے تجاوز کر چکی ہو۔ ماڑو اس کے سامنے آتی دو بد و انداز میں بولی۔

اب تم مجھے جانے دو گی یا اپنا حشر بگاڑنا ہے میرے ہاتھوں سے۔ وہ آئی ی بروا چکاتی ہوئی ی گویا ہوئی ی۔

تمہارا حشر تو آج میں بگاڑوں گی الوینا اس کے سامنے آتی ہوئی ی بولی۔ لگتا ہے تم صبح والا تھپڑ بھول چکی ہو۔ وہ استہزایہ انداز میں گویا ہوئی ی۔

الوینا نے ہاتھ گھوما کر اسے پھر سے تھپڑ مارنا چاہا جب ماڑو اس کا ہاتھ درمیان میں ہی روک چکی تھی۔ ماڑو نے اس کا ہاتھ بے دردی سے پرے جھٹکا۔ ماڑو اپنا ہاتھ گھوما کر ایک بیچ اس کے منہ پر مار چکی تھی۔

الوینا درد سے بلبلائی دو قدم پیچھے ہوئی۔ تمہاری یہ ہمت وہ پھر سے وار کرنے آگے بڑھی۔ لیکن اسے منہ کی کھانی پڑی جب ماڑو اس کی بازو مڑوڑ کر اس کی پشت پر غرائی۔

جب سامنے والا اپنی حد کر اس کر جائے تو لحاظ میں بھی بھول جاتی ہوں۔ ماڑو نے اس کا بازو آزاد کر کے اسے پرے دھکیلا تھا۔ میرے خیال سے اتنا بہت ہے جتنی تم نازک مزاج ہو سمجھ تو میں چکی ہوں۔ ماڑو ہاتھ جھاڑتی پیچھے ہوئی۔ میں چلتی ہوں اب تمہاری جہاں اوقات تھی تم وہاں تک پہنچ چکی ہوں۔ ماڑو اسے زمین پر گرے دیکھ کر طنزیہ انداز سے بولی۔

اس سے پہلے ماڑو باہر کا رخ کرتی وہی تین غنڈے دروازے سے اندر آئے۔
الوینا ہاتھ جھاڑتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ یعنی اتنی دیر سے وہ صرف ماڑو کو وہاں روکنے کے جتن کر رہی تھی جس میں وہ کامیاب بھی ہوئی تھی۔
ماڑو کو اپنی محنت بیکار جاتی ہوئی محسوس ہوئی۔

پکڑ لو اس لڑکی کو بہت ہو گیا اس کا تماشہ۔

تم نے مجھے بیوقوف سمجھا ہے میں نے ان لوگوں کا کال کر کے واپس آنے کا اسی وقت کہہ دیا تھا جب تمہیں بھاگتے ہوئے دیکھا تھا۔

وہ آدمی ماڑو کو پکڑنے اس کے قریب آئے۔ ماڑو نے ایک نظر کھلے دروازے کی طرف دیکھا۔ اور ایک نظر خود کے قریب آتے ان غنڈوں کو۔ کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر وہ کھلے دروازے کی طرف دوڑ لگا چکی تھی۔

باہر نکلتے ہی وہ دروازے کی کنڈی باہر سے لگاتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔
 - اسے یقین تھا کہ وہ جلد ہی دروازہ کھول لیں گے اسے جلد سے جلد ان کی پہنچ سے دور ہونا تھا۔ بلڈنگ کے گیٹ سے باہر نکلتے اس نے ایک نظر سنسان راستوں پر ڈالی۔ اسے بالکل بھی اندازہ نہ ہو سکا کہ یہ کونسی جگہ ہے۔ اللہ کا نام لیتے وہ دائی میں جانب مڑ گئی۔

شازم اور آرش کی گاڑی مختلف راہداریوں سے گزرتی اب اپنی منزل کے قریب تھی۔

پولیس کو کتنا وقت لگے کا پہنچنے میں۔ شازم اسے دیکھ کر مخاطب ہوا۔
تو فکر مت کر میں ان سے رابطے میں ہوں۔ وہ ویڈیو ان تک پہنچ چکی ہے۔ ٹھینکس ٹو
عرشمان جس نے وقت پر یہ ویڈیو ہم تک پہنچا دی۔

مجھے یقین نہیں آرہا لوینا کے ساتھ عالیہ بھی اس حد تک گر گئی۔ ان کے لیے کسی کی
جان لینا کتنا آسان ہے اس کا اشارہ آئی زل کے ایکسیڈینٹ کی طرف تھا۔ آرش کی آواز
میں افسوس تھا۔

شازم لب بھینچے گاڑی چلا رہا تھا۔ اسے فی الحال اپنے غصے کو کنٹرول رکھنا تھا ورنہ اس
ویڈیو کو دیکھ کر اسے بے تحاشہ غصہ آرہا تھا۔ اس کا دل تھا کہ عالیہ کا حشر بگاڑ دے۔
جس کی وجہ سے آئی زل ہو اسپتال میں تھی۔

اور کتنی دیر لگے کی پہنچنے میں۔ اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر آرش نے موضوع گفتگو تبدیل
کیا۔

بس پہنچنے والے ہیں۔ تو تو جانتا ہے کہ یہ جگہ ہمارے گھر سے دو گھنٹے کی مسافت پر ہیں
میں پھر بھی فاسٹ ڈرائی یونگ کرتا کم وقت میں یہاں آیا ہوں۔ تو بس دُعا کر کہ ہمیں
بھا بھی وہاں مل جائیں۔

تقریباً پانچ منٹ کے بعد وہ لوگ بلڈنگ کے باہر تھے۔ احسن کافلیٹ دسویں منزل پر تھا وہ دونوں اسی جانب بڑھے۔ وہ دونوں پہلے بھی یہاں آچکے تھے اس لیے راستوں وہ بخوبی آگاہ تھے۔ کیونکہ وہ پہلے بھی یہاں آچکے تھے۔

تجھے کیا لگتا ہے ہمیں پولیس کا انتظار کرنا چاہیے یا نہیں۔

نہیں میں اب اور انتظار نہیں کر سکتا تو چاہے تو انتظار کر سکتا ہے۔ جب پولیس یہاں پہنچ

جائے تو انہیں لے کر یہاں پہنچ جانا۔ وہ سنجیدہ سا کہتا آگے کی طرف بڑھا۔

تو پاگل ہے تجھے لگتا ہے کہ میں تجھے اکیلے جانے دوں گا۔

اتنے میں شازم کے موبائل پر کال آئی۔ انسپکٹر ساجد کی کال ہے۔ شاید وہ آس

پاس ہی ہو۔ اس نے کال پک کر کے فون کان سے لگایا۔

جی انسپکٹر صاحب کدھر ہیں۔ جی ٹھیک ہے ہم ویٹ کر رہے ہیں۔

وہ کال بند کرتا آرش کی طرف متوجہ ہوا۔ انسپکٹر صاحب بس پانچ منٹ میں ادھر

ہوں گے۔

پانچ منٹ میں واقعی ہی وہ وہاں موجود تھے۔ وہ ان دونوں سے مصافحہ کرتا سارا معاملہ

ان کے منہ سے سنتا آگے کی طرف بڑھا۔

ان کے پلین کے مطابق پہلے وہ دونوں اندر جائے گے پھر سہی موقع پر وہ خود اندر جائے گے۔

انسپکٹر ساجدان کے جاننے والا تھا۔ آرش کے مشورے پر ہی وہ نارمل ڈریسز میں موجود تھے تاکہ کسی کو شک نہ ہو۔

شازم اور آرش احتیاط سے چلتے اندر کی طرف بڑھے۔ دروانے کے قریب پہنچتے کچھ غنڈے انہیں دبوچ چکے تھے۔ یہ بھی انکے پلان کا حصہ تھا۔ وہ انہیں لیکر اندر کی طرف بڑھے

جہاں انہیں الوینا سامنے صوفے پر پریشان سی بیٹھی نظر آگئی۔

میڈم یہ لوگ باہر جا سوسی کر رہے تھے۔ الوینا ان کی طرف متوجہ ہوئی۔ انہیں یہاں موجود دیکھ کر اس کی ہوائیاں اڑ گئی۔ یہ لوگ یہاں کیسے پہنچے۔

خود کے جذبات کو قابو میں کر کے وہ ہشاش بشاش لہجے میں بولی۔

داد دینی پڑے گی آرش تمہیں۔ اپنی بیوی کو ڈھونڈتے آخر تم یہاں پہنچ ہی گئے۔

اپنی بکواس بند کرو اور یہ بتاؤ ماڈر کدھر ہے نہیں تو تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ آرش

دھاڑتا ہوا بولا۔

اتنا غصہ۔۔ تمہارے سامنے آفر تو رکھی تھی میں نے پر تم شاید میری شرط ماننے کے موڈ میں نہیں ہو۔

میری آفر ابھی بھی موجود ہے مجھ سے نکاح کر لو تو تمہاری اس بیوی کی زندگی بچ سکتی ہے ورنہ مجھ سے کوئی امید مت رکھنا۔

تمہیں ایک بات سمجھ کیوں نہیں آتی کہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں سمجھی تم۔ وہ غصے سے اس کی طرف بڑھا پر وہ غنڈے ایک دفعہ پھر اسے جکڑ چکے تھے۔

یہ غلطی مت کرنا بس میری جواب کا ایک لفظی جواب دو۔ ہاں یا نہ۔

تم سمجھ کیوں نہیں رہی ان سب میں مارو کی کیا غلطی ہے جو تم بے فضول اسے ان سب میں گھسیٹ رہی ہو۔ وہ بے بسی سے گویا ہوا۔

اُسی کی تو غلطی ہے اور سزا بھی اُسے ہی ملے گی۔ وہ اطمینان سے گویا ہوئی۔

کہاں ہے مار ب؟ مارو کدھر ہو تم۔ وہ اسے پکارتا چیختا ہوا بولا۔

کوئی فائی دہ نہیں وہ یہاں ہو گی تو ہی جواب دے گی۔ تم نے مجھے بیوقوف سمجھا ہے جو

اسے یہاں رکھوں گی تو یہ تمہاری بھول ہے بہت پہلے ہی اُسے تمہاری پہنچ سے دور

کر چکی ہوں۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے اُس کی زندگی چاہیے یا موت۔

تمہارا انکار اور اُس کا کھیل ختم۔ وہ انگھوٹے کی مدد سے ختم کا اشارہ کرتی ہوئی بولی۔

آرش غصے میں ان غنڈوں کا ہاتھ پیچھے دھکیلتے ہوئے اس کے نزدیک آتا اس کی گردن کو جھکڑ چکا تھا۔ کیا بکو اس لگا رکھی ہے جلدی بتاؤ کدھر ہے میری ماؤ۔ نہیں تو تمہاری یہ سانسوں میں اپنے ہاتھوں سے بند کروں گا۔ وہ اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتے ہوئے بولا۔

شازم نے اسے زبردستی کھینچتے ہوئے پیچھے کیا۔

وہ کھانستی ہوئی پیچھے ہوئی۔ تم جو بھی کر لو اب تمہاری وہ بیوی زندہ واپس نہیں آئے گی۔ تم شاید نہیں جانتے کہ میں اسے بہت پہلے ہی لاہور بھجوا چکی یوں۔



وہ وہاں سے تو نکل آئی تھی اب اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کس طرف جائے۔ ان تاریک راستوں پر اب اسے خوف محسوس ہونے لگا تھا۔

وہ بھاگتی ہوئی کچھ دور نکل آئی۔ وہاں سے نکلنے کے بعد وہ محسوس کر چکی تھی کہ وہی لوگ اس کے پیچھے آرہے ہیں۔ اسی لیے وہ راستوں کا متعین کیے بغیر کافی دُور نکل آئی تھی۔

آدھی رات کا وقت سنسان راستہ اس کے خوف کو بڑھارہا تھا ارد گرد گھنے جنگل تھے۔
 اب مجھے آگے جانا چاہیے یا نہیں۔ یا اللہ پلیز آرش کو میرے پاس بھیج دیں۔
 اسے یہاں اپنی جان کے ساتھ عزت کا بھی خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔
 آرش پلیز آجائیں۔ وہ روتی ہوئی بی بی سے بولی۔

ماما سب ٹھیک ہو جائے گا اب۔ وہ آئی زل جو میرے راستے کا واحد کانٹا تھی سمجھیے ہٹ
 گیا۔ وہ سرشار سی ہوتی سامنے موجود بیڈ پر بیٹھ چکی تھی۔
 کیا مطلب ہے اس بات کا۔ کیا شازم نے اپنی پہلی بیوی کو چھوڑ دیا۔ وہ حیرانگی سے بولی۔
 ارے نہیں میری پیاری ماما۔ میں نے اُس الوینا کے ساتھ مل کر اسے راستے سے ہٹوا
 دیا۔

کیا مطلب۔ ان کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ انہیں اپنی بیٹی کے لہجے میں کچھ بہت غلط
 ہونے کا احساس ہوا۔

ارے میری معصوم سی ماما۔ ہم نے اُس کا ایکسیڈنٹ کروادیا۔ اب تک تو شاید وہ اللہ کو
بھی پیاری ہو چکی ہو۔ وہ تمہے لگاتی ہوئی ی بولی۔

کمرے میں اچانک تھپڑ کی آواز گونجی۔ مجھے یقین نہیں ہو رہا تم کسی کی جان بھی لے
سکتی ہو۔

واقعی ہی یہ میری ہی غلطی ہے جو تمہیں کبھی غلط بات پر نہیں ٹوکا۔ آج تم اس قدر
آگے نکل گئی ہو جو کسی کی جان لینا تمہارے لیے چھوٹی سی بات ہے۔
ہوش کرو عالیہ تم نے کسی کی جان لینے کی کوشش کی ہے۔ تم سمجھ کیوں نہیں رہی۔
کیوں خود کو اس اندیکھے کنویں میں دھکیل رہی ہو۔ کیوں اپنی زندگی برباد کر رہی ہو۔
عالیہ نے رخسار پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے اُن کی طرف دیکھا۔

مما آپ کو تو یہ بات بتانی ہی نہیں چاہیے تھی۔ آپ بھی تو چاہتی تھی کہ شازم اُس
آئی زل کو چھوڑ دیں اور مجھے اپنالے۔ بس اب وہی ہو رہا ہے آئی زل شازم کی زندگی
سے چلی گئی ہے۔ وہ منہ بناتی ہوئی ی بولی۔

ہاں میں چاہتی تھی کہ تم شازم کی زندگی میں شامل ہو جاؤ۔ پر یہ کبھی نہیں چاہا کہ تم
کسی کی جان لینے کی کوشش کرو۔

آپ رہنے دیں ماما میری بات کبھی بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ آپ سے بات کرنا ہی بیکار ہے۔ خواہ مخواہ مجھے تھپڑ بھی مار دیا۔ جارہی ہوں میں تب تک نہیں آؤں گی۔ جب تک آپ مجھے خود نہیں بلائیں گی۔

وہ تن فن کرتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔

انہوں نے ندامت سے اسے جاتے دیکھا یہ سب اسی کی ڈھیل کا نتیجہ تھا جو وہ اس قدر خود سر ہو چکی تھی۔



اس کے منہ سے ہونے والا تمام اعتراف جرم ریکارڈ ہو چکا تھا۔ اب انہیں مزید انتظار کی ضرورت نہیں تھی۔ سیول ڈریسز میں موجود پولیس سٹاف جو ادھر ادھر بکھرا ہوا تھا۔ انسپکٹر ساجد کے اشارہ ملتے ہی وہ اندر آچکے تھے۔

مس الوینا آپ کا کھیل ختم ہو چکا ہے۔ آپ کی ساری باتیں ریکارڈ کی جا چکی ہیں۔ آپ اپنے منہ سے اعتراف جرم کر چکی ہیں۔ پولیس نے اندر آتے سب کو گھیرے میں لے لیا۔

الوینا اس اچانک ہونے والے افتاد پر گھبرائی ی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں ہار نہیں سکتی۔
وہ چیختی ہوئی ی بولی۔

تم لوگوں کو کسی نے غلط خبر دی ہے تم لوگ جانتے نہیں ہو کہ میں کس کی بیٹی ہوں۔
ہمیں جاننے کی ضرورت نہیں۔ جلدی سے یہ بتاؤ کہ آرش کی بیوی کدھر ہے۔
ساتھ ہی وہ ایک کانسٹیبل کو اشارہ کر چکا تھا فلیٹ کی تلاشی لینے کے لیے۔ کانسٹیبل سر ہلا
کر فلیٹ کی تلاشی لینے لگا مگر اسے مارو کہی نہیں ملی۔

سر اندر کمرے میں تو کوئی ی نہیں ہے۔ میں نے ہر طرف دیکھ لیا۔
ہا ہا ہا! وہ یہاں ہوگی تو ہی تمہیں ملے گی۔ اب تک تو وہ اوپر پہنچ چکی ہوگی۔ اگر تم میرے
ساتھ دھوکہ کر سکتے ہو تو میں کیوں نہیں۔ اُسے خود بھی معلوم نہیں تھا کہ مار ب
کدھر ہے لیکن وہ جھوٹ بول کر آرش کو تکلیف دینا چاہتی تھی۔ جس نے اُس معمولی
سے لڑکی کے لیے اسے ریجیکٹ کیا۔

کیا بکو اس ہے یہ۔ آرش کی دھاڑتی آواز فلیٹ میں گونجی۔
بکو اس نہیں سچائی ی ہے یہ سمجھے تم۔ وہ اطمینان سے بولی۔
سرجی یہ میڈم جی جھوٹ بول رہی ہیں اگر آپ ہمیں جانے دیں تو میں آپ کو سچائی ی
بتا سکتا ہوں۔ ان غنڈوں میں سے ایک ان کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

تم اپنی بکواس بند رکھو۔ اگر ایک لفظ بھی بتایا تو تمہارا حشر بگاڑ دوں گی۔ الوینا چیختی ہوئی ی بولی۔

انسپیکٹر نے ایک لیڈی کا انسٹیبل کو اسے یہاں سے لیکر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ آگے بڑھتی اسے کھینچتی وہاں سے لیکر جا چکی تھی۔

ہاں اب بولو کیا کہہ رہے تھے تم۔ وہ ایک دفعہ پھر اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے۔ سرجی وہ میڈم جی تو کب کی یہاں سے بھاگ چکی ہیں۔ ہمارے کچھ ساتھی اُس کے پیچھے گئے ہیں اُسے ڈھونڈنے۔ وہ میڈم جی جھوٹ بول رہی ہے انہیں تو پتہ بھی نہیں ہے کہ وہ کدھر گئی ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels | Afango | Articles | Books | Poetry | Interviews

صاحب جی اب ہمیں جانے دیں میں نے بتا دیا جو ہمیں پتہ تھا۔

کنسٹیبل انہیں پکڑ کر جیب میں ڈالو۔ ایسے ہی انہیں جانے دیں گے یہ ان کی غلط فہمی ہے۔

انسپیکٹر ساجد اب آرش کی طرف متوجہ ہوا۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں انہیں ڈھونڈنے کی۔ اطلاع ملتے ہی تمہیں خبر دے دیں گے۔

او کے شکر یہ ساجد۔

وہ ساجد سے مصافحہ کرتا شازم کی طرف متوجہ ہوا۔ شازم تو بھی ان کے ساتھ جا اور ہو سکے تو واپس چلے جانا آئی زل کو بھی تمہاری ضرورت ہے۔

میں تیرے ساتھ جاؤں گا۔ وہ آرش کو دیکھتا ہوا بولا۔

پلیز شازم سمجھنے کی کوشش کر تو واپس جا مجھے جیسے ہی کوئی خبر ملے گی میں تجھے اطلاع دے دوں گا۔

شازم نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ مجھے بھی ایک ایمپورٹنٹ کام نمٹانا ہے۔ تو دھیان سے جانا بھابھی کی اطلاع ملتے ہی مجھے بھی بتانا۔ اوکے۔

آرش سر ہلاتا گاڑی میں بیٹھا دایں طرف گاڑی بھگالے گیا۔ کیونکہ بائیں جانب سے وہ خود آئے تھے پرا نہیں کہیں بھی مارو نظر نہ آئی۔ اس لیے اس نے دایں

جانب جانے کا فیصلہ کیا۔

شازم نے بھی اپنا رخ گھر کے جانب کیا۔

شازم نہایت ہی غصے میں گھر پہنچا تھا وہ خود ہی جانتا تھا کہ تب سے اس نے اپنے غصے پر کیسے کنٹرول کر رکھا تھا۔

عالیہ! لاؤنج میں آتے ہی وہ دھاڑتے ہوئے بولا۔

کمرے میں سکون سے بیٹھی عالیہ اس کی دھاڑ سُن کر ڈر سی گئی۔ ایک بار پھر اس کے نام کی پکار کی گئی۔ وہ ہمت مجتمع کرتی نیچے کی جانب بڑھی۔

نازیہ بیگم بھی اس کی آواز سنتی کمرے سے باہر آچکی تھی۔ کیا ہوا شازم تم اتنے غصے میں عالیہ کا نام کیوں پکار رہے ہو۔

ماما آج آپ کچھ نہیں بولے گی۔ اب تک میں چپ ہوں تو صرف آپ کی وجہ سے۔
 عرشان بھی اس کی آواز سنتا باہر آچکا تھا۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی ہو سہیل سے واپس آیا تھا۔ رضیہ بیگم اسے اور عائشہ کو واپس بھیج چکی تھی یہ کہہ کر کہ وہ وہی ہیں۔ تم دونوں گھر جا کر ریسٹ کرو۔

عالیہ کو نیچے آتا دیکھ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ کیا کرتی پھر رہی ہو تم۔ تم کیا سمجھتی ہو یہ سب کر کے تم میرے دل میں جگہ بنا لو گی۔

میں نے کیا کیا؟ وہ معصوم بنتی ہوئی ی بولی۔ خالہ یہ دیکھیں مجھ سے کیسی باتیں کر رہے ہیں انہیں آئی زل کے علاوہ کچھ دکھتا ہی نہیں ہے۔ وہ نازیہ بیگم کے قریب آتی ہوئی ی بولی۔

آئی زل کا تم نام ہی مت لو۔ اسے اس سب سے دُور رکھو سمجھی تم۔

بیٹا بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔ وہ اس کا غصہ دیکھ کر تحمل سے گویا ہوئی ی۔

مما بات اب بہت آگے جا چکی ہے۔ آپ جانتی ہیں یہ کیا کرتی پھر رہی ہے۔

نازیہ بیگم نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

آپ کی یہ لاڈلی اُس الوینا کے ساتھ مل کر بڑے بڑے کارنامے سرانجام دے رہی ہے۔

Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

الوینا کا نام سُن کر سہی معنوں میں اس کی ہوائی یاں اُڑی۔

آپ جاننا چاہے گی کہ آئی زل کا ایکسیڈنٹ کس نے کروایا۔ آپ کی اس لاڈلی نے اُس

الوینا کے ساتھ مل کر اور تو اور مارو بھا بھی کا کڈنیپ بھی انہی کی کارستانی ہے۔

بیٹا تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی۔ وہ بوکھلاہٹ میں بولی۔

مما مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ی۔ یہ آپ کا بیٹا اس بات کا چشم دید گواہ ہے۔ وہ

عرشمان کی طرف اشارہ کرتا ہوا بولا۔

ابھی بھی آپ کو یقین نہیں ہے تو آپ یہ ویڈیو دیکھ سکتی ہیں۔ وہ موبائی ل پروہی ویڈیو
چلاتا فون کا رخ ان کی طرف دیکھا۔

انہوں نے بے یقینی سے چلتی ویڈیو کو دیکھا۔

ابھی تو آپ جانتی نہیں ہے کہ آپ کی بہو کیا کیا کارنامہ سرانجام دے چکی ہے۔ شادی
سے پہلے یہ کسی لڑکے میں انٹرسٹڈ تھی۔ کتنے سال ہی یہ اُس کے ساتھ بھی یہ ڈرامہ
کھیل چکی ہے۔

یاد تو ہوگا تمہیں وہ لڑکا شیراز تمہاری ہی یونی میں پڑھتا تھا۔ سب بتا کر گیا ہے وہ مجھے۔

اُس وقت میں چپ رہا کہ چلو کیا پتا تم سُدھر جاؤ پر تم تو سُدھرنا ہی نہیں چاہتی۔

اس نے سامنے کھڑے اپنے شوہر کی طرف دیکھا صرف نام کا ہی شوہر تھا۔ جو اس

کے لیے

شازم کب سے قہر آلود نظریں اس پر ٹکائے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں غصے کی شدت سے

سُرخ ہو رہی تھی۔

اس نے خوف سے جھر جھری سی لی تھی۔۔۔

میری بات۔۔۔۔ اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا تھا لیکن سامنے والے کی دھاڑ

اسے خاموش کر واچکی تھی۔۔۔

خاموش! ایک لفظ بھی تمہارے منہ سے نہ نکلے سمجھی تم۔۔۔۔
 تمہاری ہمت کیسے ہوئی ی اس کے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے کی۔۔۔۔
 اس کا اشارہ آئی زل کی طرف تھا۔ بولو۔
 عالیہ جو کب سے ضبط کیے کھڑی تھی بھرپور غصے میں چلائی ی۔
 آپ پر میرا حق ہے پہلے سمجھے آپ اس ڈائین کا نہیں جس نے مجھ سے آپ کو چھینا
 ہے۔۔۔ میرا بس چلے تو اسے جان سے مار دوں۔۔۔ وہ ہدیائی کیفیت میں
 چلائی ی۔۔۔۔

وہ نہیں تم غاصب ہو۔۔۔ آئی ی بات سمجھ میں تم نے اس کا حق چھیننے کی کوشش کی
 ہے۔۔۔ محبت ہے وہ میری۔۔۔ میری زندگی میں خوشیوں کی وجہ ہے۔۔۔
 اس کے الفاظ نے جیسے اس کے دل پر تیر چلائے۔۔ اس نے زخمی نظروں سے اس کی
 طرف دیکھا۔۔۔

جو روز ہی اپنے الفاظ سے اسے قطرہ قطرہ موت دیتا تھا۔۔ اس کے آنکھوں سے
 بے ساختہ آنسو لڑیوں کی صورت میں بہنے لگے تھے۔۔۔
 ایسا کبھی نہیں ہوا تھا جب اس نے اس سے پیار سے بات کی ہو۔

میں تم جیسی لڑکی سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔ جو اتنی غلط بھی ہو سکتی ہے۔۔۔
میں تو اس رشتے کے خلاف تھا جو تمہارے ساتھ جڑا ہے۔۔۔۔۔ پر کیا کروں مجبور
تھا۔۔۔

میں تمہیں بار بار موقع دے رہا تھا کہ کیا پتا تم میں کچھ بدلاؤ آجائے۔ پر وہ کہتے ہیں نا
جن کی فطرت میں ہی دھوکہ دینا لکھا ہو وہ کبھی وفا نہیں کر سکتے۔
تم ایک خود غرض لڑکی ہو جس کو صرف اپنی میں عزیز ہے۔۔۔ اس لیے میں تم سے
ہر رشتہ توڑتا ہوں۔

میں پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔
اس نے سامنے کھڑے اپنے شوہر کو بے یقینی سے دیکھا جو پیل میں اس کی دنیا اُجاڑ گیا
تھا۔۔۔ جس کی خاطر وہ سب سے لڑگئی۔۔۔ سہی غلط کافرق بھلائے اسے اپنا بنانے
کی کوشش کی۔۔۔ وہ اس کاغذی بے نام رشتوں کو سرے سے ختم کر گیا تھا۔۔۔
وہ جیسے آیا تھا ویسے ہی تن فن کرتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔

وہ جو کب سے اسے تلاش کر رہے تھے۔ اب تھک سے گئے تھے ناجانے کدھر
غائب ہو گئی تھی وہ لڑکی۔

ماڑو جو کب سے بھاگ بھاگ کر تھک گئی تھی۔ جب اس نے دیکھا کوئی بھی اس
کے پیچھے نہیں آ رہا تو وہ تھک کر ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔

ابھی مشکل سے دو منٹ گزرے تھے جب پھر سے ان غنڈوں کی آواز آئی تھی۔

سرجی مجھے لگتا ہے وہ کہیں اور چلی گئی ہے اب تو ہم بھی تھک چکے ہیں۔ اب کیا

ساری رات ان سڑکوں پر آوارہ گردی کرنی ہے۔ ہم چلتے ہیں صبح کہہ دیں گے کہ وہ

ہمیں نہیں ملی۔ ویسے بھی وہاں کوئی فون تو اٹھا نہیں رہا۔ وہ شاید باتیں کرتے اسی

طرف آ رہے تھے۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ دور سے اسے نہ دیکھ سکے۔

ماڑو کسی کی آہٹ پاتے جھاڑیوں کے پیچھے چھپ چکی تھی۔

کچھ دیر بعد ساری آوازیں آنے بند ہو چکی تھی۔ وہ سکون کا سانس لیتی وہی ایک درخت

سے پشت ٹکا چکی تھی۔

جانے کب آرش یہاں آئیں گے۔ اس کی آنکھ سے آنسو موتیوں کی صورت بہنے

لگے تھے۔ جو خود کو بہادر سمجھتی تھی جانے آج اپنا آپ بے حد بے بس محسوس ہو رہا

تھا۔

کب سے سڑکوں پر گھوم کر اس کی اُمیدیں ٹوٹنے لگی تھی۔ اللہ پلیز سب ٹھیک
کر دیں۔ اب میری آزمائشوں کو ختم کر دیں۔

وہ فلیٹ سے کافی دُور آچکا تھا کب سے وہ اسی سڑک پر کارڈوڑا رہا تھا پر اسے کہی بھی
'ما' ب نہ ملی تھی۔ اب اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ پیدل اسے ارد گرد ڈھونڈے گا۔
گھڑی صبح کے تین بجنے کا پتہ دے رہی تھی۔ جانے کہاں چلی گئی تھی وہ۔
سڑک پر چلتا وہ ارد گرد نگاہ دوڑا رہا تھا۔ کچھ سوچ کر اس نے 'ما' کو آواز دی تھی۔
'ما' رو! اگر تم آس پاس ہو تو میری بات کا جواب دو۔ پر جواب ندر۔ وہ آگے بڑھتا بار بار
اسے پکار رہا تھا۔

اسے پیدل چلتے تقریباً ایک گھنٹہ گزر چکا تھا پر کوئی اُمید کی کرن نظر نہیں آرہی
تھی۔

'ما' رو پلیز یار لوٹ آؤ۔ وہ ایک دفعہ پھر اسے پکار گیا تھا۔

ماڑو جو کب سے اسی درخت سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی کسی اپنے کی جانی پہچانی آواز سُن کر جوش سے کھڑی ہو چکی تھی۔ یہ آواز تو آرش کی تھی وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ وہ جھاڑیوں سے نکلتی روڈ پر آئی ی تھی۔ سامنے ہی وہ اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا وہ دُور سے ہی اسے پہچان چکی تھی۔

آرش! اس نے چیخ کر اسے پکارا تھا۔

آرش کسی کی آواز پر پلٹا تھا سامنے ہی اپنے جینے کی وجہ کو دیکھتا وہ فریز ہو چکا تھا۔

آرش جی وہ اسے پکارتی تیزی سے اس کے قریب آئی۔

آرش بھی ہوش میں آتا اس کی طرف بھاگا تھا۔ قریب آتا وہ اسے خود میں بھینچ چکا تھا۔ وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے سسکنے لگی تھی۔

آرش اس کی پشت کو سہلاتا اسے پُر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آپ اتنی دیر سے کیوں آئے ہیں میں کتنا ڈر گئی تھی۔ اس کے آنسو آرش کا کندھا بگھور رہے تھے۔

وہ اسے سامنے کرتا اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھر چکا تھا۔

بیتابی و بے چینی سے اس کے ایک ایک نقوش کو ہونٹوں سے معتبر کرنے لگا۔

ڈر تو میں بھی گیا تھا جانم۔ جانے کب سے تمہیں ہی ڈھونڈ رہا تھا۔

اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکاتا وہ خود کو پُر سکون کرنے لگا۔ اس کے ہونے کا یقین خود کو دلانے لگا۔ اس کچھ وقت میں اس کی سانسیں اٹکی پڑی تھی۔

اندھیری رات، سنسان سڑک پر دو وجود خود میں گم ماتھے سے ماتھا ٹکائے کھڑے تھے۔ ارد گرد سے انجان آرش نے اسے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ چاند کی روشنی ان کے ارد گرد رقص کرتی معلوم ہو رہی تھی۔ ماحول میں چھائی کی خاموشی کو آرش کی آواز نے توڑا۔ وہ اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا اس کی نم آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتا ہوا بولا۔

تم میری لیے خدا کا وہ خوبصورت انعام ہو جس کے بدلے میں اُس کا تا عمر شکر ادا کروں تو کم ہے۔ آج تمہیں کھو کر دوبارہ پایا ہے تو جانا ہے کہ سانسیں رُکنا کسے کہتے ہیں۔ کچھ لمحوں کے لیے میں ڈر سا گیا تھا کہ اگر تم مجھے نہ ملی تو میں کیا کروں گا۔

پر اس معاملے میں خدا کا بے حد شکر گزار ہوں جو اس نے مجھے بغیر کسی بڑے امتحان سے گزارے سُرخ رو کر دیا۔

ماڑو اس کے اقرارِ محبت پر آسودگی سے مسکراتی اس کے شانے پر سر ٹکا گئی۔ اس کی
 دُعا میں قبول ہو گئی تھی اللہ نے اس کی آزمائی شوں کو ختم کر کے ایک مخلص
 انسان کو اس کے ہمسفر کے طور پر اس کی زندگی میں بھیج دیا تھا۔
 چلیں گھر وہ اس کا ماتھا چومتا اس کے بالوں کو کانوں کے پیچھے اڑستا ہوا بولا۔
 ماڑو نے اثبات میں سر ہلاتے اس کے پیچھے کار کو دیکھنا چاہا پر دُور دُور تک کار کا کوئی نام
 و نشان نہیں تھی۔

گاڑی کدھر ہے آپ کی۔ اس نے حیرانگی سے بولی۔
 وہ تمہیں ڈھونڈتے ہوئے ادھر نکل آیا گاڑی ذرا دور کھڑی ہے ہمیں چل کر وہاں تک
 جانا پڑے گا۔
 Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

آپ بھی حد کرتے ہیں پیدل چل پڑے مجھے ڈھونڈنے۔ گاڑی میں نہیں ڈھونڈ سکتے
 تھے۔ کب سے بھاگ بھاگ کر تھک گئی ہوں۔
 اب جائیے لیکر آئیے کار میں ادھر ہی ویٹ کر رہی ہوں۔ مجھ سے نہیں چلا جا رہا۔
 وہ جھنجھلاتی ہوئی بولی۔

تم نے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے تمہارے پیچھے صبح سے خوار ہو رہا ہوں اب تمہیں چھوڑ
 کر یہاں چلا جاؤں یہ رسک نہیں لے سکتا میں۔ چپ چاپ چلو۔

اور جہاں تک بھاگنے کی بات ہے تو میں بھی صبح سے ادھر ادھر خوار ہو رہا ہوں۔
 چلو شباش چلتے ہیں بس کچھ دیر کی بات ہے۔ وہ اسے پچکارتے ہوئے بولا۔
 وہ ڈھیٹ بنتی ایک بڑے سے پتھر پر بیٹھ گئی۔ میرا کوئی ارادہ نہیں ہے مزید چلنے
 کا۔

آرش اسے گھوری سے نوازتا اس کے سر پر سوار ہوا۔
 اچھا ایسے کریں مجھے گود میں اٹھا کر لے جائیں۔ وہ مزے سے اپنے مشورے سے
 نوازتی ہوئی بولی۔

میرا بھی کوئی موڈ نہیں ہے اتنا وزن اٹھا کر چلو۔ وہ بھی مزے سے اس کے نزدیک
 بیٹھتا ہوا بولا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا کہ میں موٹی ہوں۔ وہ جھٹکے سے کھڑے ہوتی کمر پر ہاتھ
 ٹکاتے ہوئے بولی۔

تو اور کیا اچھی خاصی موٹی ہو۔ میں پاگل تھوڑی ہوں جو اتنا وزن اٹھا کر اتنا فاصلہ طے
 کرو۔ وہ اس کا کھلا منہ دیکھ کر مسکراہٹ دبا گیا۔

آپ خود ہونگے موٹے۔ ہاتھی کہی کے۔ وہ اس کے ہاتھوں کو پرے جھٹکتی ناراض
 ناراض سی آگے بڑھ گئی۔

آرش بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ ماڑو کو یار مزاق کر رہا تھا۔ وہ اس کے قریب پہنچتا سے
کندھوں سے تھامے نزدیک کھنچتا ہوا بولا۔

اس ٹھٹھرتی سردی میں وہ دو دیوانے سب کچھ بھلائے ایک دوسرے میں مگن تھے۔

شازم گھر سے نکلتا ہوا ہو اسپتال کی طرف بڑھ گیا۔ گھر سے نکلنے سے پہلے وہ ایک کام کرنا

نہیں بھولا تھا انسپکٹر ساجد کو فون کر کے عالیہ کو اریسٹ کرنے کا کام۔

وہ چلتا ہوا ہو اسپتال کے اُس روم میں داخل ہوا جہاں آئی زل کو رکھا ہوا تھا۔

وہ اس کے ہوش میں آنے کے باوجود بھی اس سے مل نہ سکا تھا کیونکہ اس وقت اسے

مارب کی فکر تھی جانے وہ کہاں ہوگی۔

اب اسے یوں پٹیوں سے جکڑا دیکھ اسے تکلیف ہوئی تھی۔ وہ اس کے نزدیک آتا اس

پر جھکتا اس کے ماتھے پر ہونٹ ٹکا گیا۔

کبھی نہیں سوچا تھا کہ تم میری وجہ سے اس حال میں بھی پہنچ سکتی ہو۔ کاش میں کبھی عالیہ کے ساتھ نکاح پر راضی نہ ہوتا۔ وہ انگلیوں کی پوروں سے اس کے گال سہلاتا ہوا سرگوشی نما آواز میں بولا۔

آئی زل اپنے نزدیک آہٹ محسوس کرتی کسمسا کر آنکھیں کھول گئی۔ اسے سامنے دیکھ وہ ہلکا سا مسکرائی می تھی۔ پھر سب یاد آنے پر پریشانی سے دھیمی سی آواز میں بولی۔
آپی ٹھیک ہیں؟

پرنس تم ٹینشن مت لو بھابھی مل گئی ہیں تم بس ریسٹ کرو۔ ابھی تمہیں صرف ریسٹ کی ضرورت ہے۔ کچھ مت سوچو۔ وہ اس کے نزدیک ہی بیٹھتا اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا۔

عالیہ کو خود کی زندگی سے دور کرتے اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے سر سے کوئی می بوجھ ہٹ گیا ہو۔

اس نے عالیہ کو بہت موقعے دیے تھے کہ وہ خود کو سدھار لے پر وہ اپنی جگہ بنانے کی بجائے آئی زل کی جگہ چھیننا چاہتی تھی۔
وہ پیچھے ٹیک لگاتا اپنی آنکھیں موند گیا۔

وہ رب کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا جو اُس نے اسے بغیر کسی امتحان میں ڈالے اس کی محبت اس کی جھولی میں ڈال دی تھی۔

اس نے رشتے کے لیے تو اپنے والدین کو اقرار کر دیا تھا ان کی خوشی کی خاطر۔ پر خود کو بارہا سمجھانے کے بعد بھی وہ خود خوش نہ ہو سکی۔

اس وقت اسے اپنے خد پر بے حد پیار آیا جب اسے پتہ چلا کہ اس کا رشتہ اور کسی سے نہیں شیراز سے طے ہوا ہے۔

آج سے ایک ہفتے کے بعد اس کی شادی تھی شیراز کے ساتھ۔ وہ بے حد خوش تھی۔ اُس دن کا اسے بے صبری سے انتظار تھا جب اسے میرب خان سے میرب شیراز بننا تھا۔

کیا تو اس سے محبت کرتا ہے اس کا دوست اسے دیکھ کر مخاطب ہوا۔
 شیراز نے سنجیدہ سی نظر اس پر ڈالی۔ محبت کا تو پتہ نہیں ہاں اس کی عزت بہت کرتا
 ہوں۔ اسے دیکھ کر بس یہ فیلنگ آتی ہے کہ اس کی عزت کی جائے۔
 تو جانتا ہے کہ میں کتنے سال عالیہ کے ساتھ اس ریلیشن میں رہا ہوں۔ میں بارہا اسے
 نکاح کی پیشکش کی کیونکہ میں صرف اسی پر بلیور کھتا ہوں۔ میرا ماننا ہے کہ اگر آپ کو
 واقعی کسی سے محبت ہے تو سب سے پہلے اُس سے نکاح کرو۔ خیر اُسے چھوڑ۔
 تو یہ جاننا چاہتا ہے کہ میں نے اُس کے گھر رشتہ کیوں بھیجا۔ ہے ناں۔ اسے دیکھ کر بس
 مجھے یہی فیمل ہوتا ہے کہ یہ وہی ہے جسے میں نے آج تک سوچا تھا میں بالکل ایسی ہی
 لڑکی کو اپنا لائیو پارٹنر بنانا چاہتا تھا۔ پر عالیہ بیچ میں آگئی۔ اور جہاں تک محبت کی
 بات ہے وہ تو نکاح کے بعد ہو ہی جاتی ہے۔
 مجھے یہ نہیں پتہ کہ میں خوش ہوں کہ نہیں پرہاں مطمئن ضرور ہوں۔
 وہ اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ وہ میرب کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھ چکا ہے۔ اُس
 کا یہاں آنا اس کی محبت پر یقین کی مہر لگا چکا تھا۔ وہ یہاں اس پر یقین کر کے آئی تھی
 وہ کیسے اس کا یقین توڑ کر اسے رسوا کر سکتا تھا۔ اس لیے خاموش ہی رہا۔

آئی زل کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے عائی شہ اور عر شمان کا نکاح جو کہ ایک ہفتے کے بعد
تھا اُسے کینسل کر کے ایک مہینے کے بعد باقاعدہ شادی کا پلان تھا۔

آئی زل جب ہو سہیل سے واپس گھر آئی تھی وہ عالیہ کو گھر میں نہ پا کر حیران
ہوئی پھر جب اُسے عالیہ اور الوینا کے پلان کے بارے میں پتہ چلا تو اسے افسوس ہوا
تھا کہ کوئی اس حد تک بھی گر سکتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج عائی شہ اور عر شمان کی بارات کا فنکشن تھا۔ جو بڑے پیمانے پر اریج کیا گیا تھا۔
مہندی کا فنکشن کمبائی ن تھا جو اچھے سے نیٹ گیا تھا۔ سارے اپنی اپنی تیاریوں میں
مصروف تھے۔

وہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنی تیاری دیکھتی مطمئن ہوئی پیچھے مڑی۔ جب اسے وہ سامنے ہی دروازے پر بازو باندھے کھڑا اسی کی طرف متوجہ نظر آیا۔ اس کے مڑنے پر وہ قدم بڑھاتا اس کے نزدیک آیا۔

اس کے ماتھے پر سب سے ٹیکے کو ہلکا سے چھوا۔ لوکنگ بیوٹیفل مائی لیڈی۔ وہ اس کی کمر کے گرد حصار باندھتا اسے قریب کر گیا۔

شکر یہ میری زندگی کو مکمل کرنے کے لیے۔ جب تمہارا ایکسیڈنٹ ہوا تو میں ڈر گیا تھا کہ کہی تمہیں کھونہ دوں پر اللہ نے مجھے مایوس نہیں کیا۔

ہماری زندگی میں کتنے اتار چڑھاؤ آئے پر پھر بھی ہم ساتھ ہیں کیونکہ تم ازل سے ہی میرے نام لکھ دی گئی تھی۔ تمہارا اور میرا روح کا رشتہ ہے۔ اگر ایک کو زرا سی بھی تکلیف ہوتی ہے تو دوسرا تڑپ اٹھتا ہے۔ شازم نے اپنے ہاتھوں میں قید اس کے ہاتھوں پر لب رکھے۔

میری وجہ سے تم نے تکلیف سہی ہے اس بات کا دکھ مجھے ہمیشہ رہے گا۔ پر میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اب تمہاری زندگی میں کبھی دکھ نہیں آنے دوں گا۔

شازم نے دھیرے سے اس کے ماتھے پر لب رکھے تھے۔ آئی زل نے اس عقیدت بھرے لمس کو محسوس کر کے اس کے کندھے پر سر ٹکایا۔

وہ کب سے بیڈ پر بیٹھی اس کی تیاری ملاحظہ فرما رہی تھی جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ اب کہ وہ جھنجھلا کر بستر سے اٹھی تھی۔

آرش کیا آپ کی تیاری ختم ہو جائے گی۔ مطلب لڑکیوں سے زیادہ تو آپ وقت لے رہے ہیں حد ہے پیچھے ہو جائے مجھے بھی ریڈی ہونا پھر خود ہی آپ جلدی مچانے لگتے ہیں۔

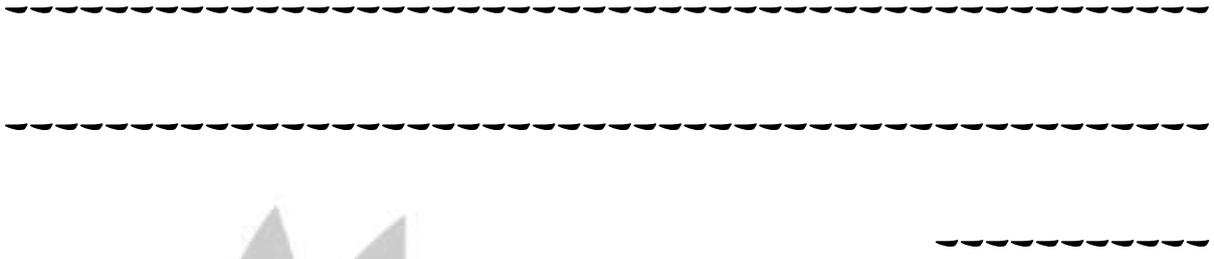
آرش خود پر پر فیوم چھڑکتا آخر کار ڈریننگ سے پیچھے ہٹتا اس کے نزدیک آیا تھا۔
او میری کیوٹی پائی۔ تم ایسے ہی اتنی پیاری لگ رہی ہو تمہیں میک اپ کی بالکل بھی ضرورت نہیں ہے۔ او کے جانم۔

مطلب خود آپ اتنے بن ٹھن کے جا رہے ہیں اور میں اسے ہی منہ اٹھا کر چل پڑوں۔
آپ بھی حد کرتے ہیں۔ اب پیچھے ہٹیں مجھے ریڈی ہونا ہے پہلے ہی ہم لیٹ ہو چکے ہیں۔

وہ اس کی ٹھوڑی چومتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ او کے جانم۔

ماڑو اس کی بچگانہ حرکت پر مسکرائی تھی۔ ان کی زندگی مکمل تھی۔ جس میں نوک
جھوک بھی تھی اور محبت تھی۔

وہ اپنے سر پر ہلکی سی چپت لگاتی ڈریسنگ کے آگے کھڑے ہو گئی۔



بھائی میں ٹھیک لگ رہا ہوں۔ وہ کوئی دسویں بار یہی بات دُہرا چکا تھا۔
شازم اطمینان سے کھڑا اس کی بوکھلاہٹ دیکھ رہا تھا سب کو پاگل کرنے والے والا
عرشمان آج خود کنفیوز تھا۔

شازم اس کے کندھے کے گرد بازو حائل کرتا تسلی دینے والے انداز میں بولا۔

یار بہت اچھا لگ رہا ہے یقین رکھ۔ چل اب نیچے سب ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔

گائی زکیا ہو رہا ہے چلنا نہیں ہے۔ آرش اندر آتا ہوا بولا۔

تو پہلے یہ بتا یہ کیسا لگ رہا ہے۔ شازم نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

آرش نے نظریں گھوما کر اس کی طرف دیکھا۔ جو بلیک شیروانی میں بے حد جاذب نظر

لگ رہا تھا۔

ماشا اللہ بہت اچھا لگ رہا ہے اللہ نظرِ بد سے بچائے۔ وہ سچے دل سے اس کی تعریف کرتا
ہوا بولا۔

شازم اور آرش دونوں ایک جیسے بلیک تھری پیس سوٹ میں ملبوس تھے۔ وہ دونوں
بھی بے حد اچھے لگ رہے تھے۔

اس طرح یہ قافلہ میرنج ہال کی جانب بڑھا۔



NEW ERA MAGAZINE

آرش سے پہلے ہی اسے میرنج ہال میں چھوڑ کر جا چکا تھا کیونکہ ماؤ نے لڑکی والوں کی
طرف سے شامل ہونا تھا۔

وہ چلتی ہوئی برائی یڈل روم میں داخل ہوئی جہاں آئی زل پہلے سے موجود تھی۔

سوری سوری میں لیٹ ہو گئی وہ اندر آتی ہوئی بولی۔

ابھی بھی نہ آتی عائی شہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

وہ اس کے ساتھ لگتی کان پکڑتی بولی۔ سوری یار آرش کی وجہ سے لیٹ ہوا۔

اوکے اوکے معاف کیا۔ عائی شہ مسکراتی ہوئی بولی۔

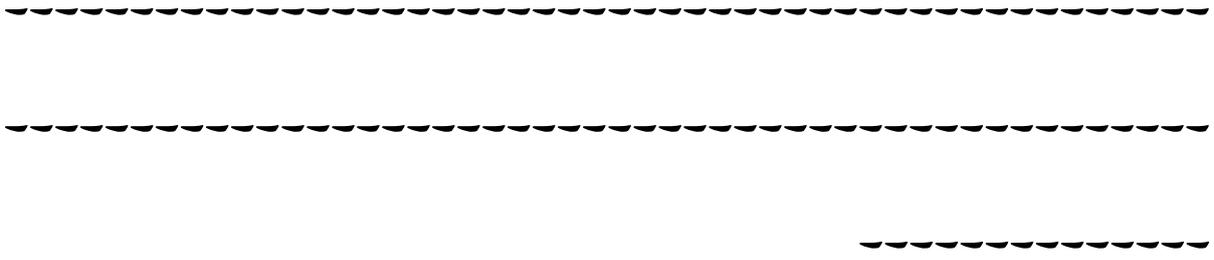
ماشا اللہ بہت ہی پیاری لگ رہی ہوں۔ ماڈر اس کے من موہنے چہرے کو تکتی ہوئی
بولی۔

تم بھی بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ عائی شہ بھی بدلے میں بولی۔
عائی شہ بلڈ ریڈ کلر کے لہنگے میں ملبوس تھی جس پر گولڈن کلر کے سٹون لگے تھے۔
عائی شہ اس خوبصورت سے بھاری لہنگے میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔
ماڈر اور آئی زل ایک جسی سفید میکسی میں ملبوس تھی۔ دونوں ہی بے حد حسین لگ رہی
تھی۔

ابھی وہ باتوں میں مشغول تھی کہ بارات آنے کا شور اٹھا۔
بارات کا اچھے سے استقبال کیا گیا۔ ہر چیز پر فیکٹ تھی۔ کھانے کا انتظام بھی نہایت اچھے
سے کیا گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں نکاح کے مقدس رشتے میں بندھ چکے تھے۔
عائی شہ ان دونوں کے ہمراہ اسٹیج کی طرف آئی عریشان نے اس کا ہاتھ تھامتے اسے
اسٹیج پر چڑھنے میں مدد دی۔

کچھ ہی دیر میں رخصتی کا شور اٹھا۔ یوں عائی شہ اپنے بابا کے دعاؤں کے حصار میں اپنے
ہمسفر کے ساتھ اک نئی شروعات پر چل نکلی۔



عائی شہ کو چند ایک رسومات کے بعد عرشان کے کمرے میں بٹھا دیا گیا۔
 عائی شہ جتنی بھی بولڈ سہی پر اس وقت وہ کچھ گھبرا سی رہی تھی۔ بچپن سے ماں کے
 لمس کو ترستی رہی۔ اسے لگا تھا کہ شاید اس کی شادی کی خبر پر وہ کچھ موم ہو جائے پر یہ
 صرف اس کی خام خیالی تھی۔

اس کے بابا اس کی مہاسے بے حد محبت کرتے تھے یہ بات وہ جانتی تھی کہ وہ آج تک
 انہیں بھول نہیں پائے۔ اس نے اکثر اوقات اپنے بابا کو اپنی مہاسے کی تصویر پکڑے اکیلے
 میں روتے دیکھا تھا۔

اسے بھی بالکل اپنا بابا جیسا، مسافر چاہیے تھا جو بن کہے اس کی ہر بات سمجھ جائے۔ جو اس
 کے دکھوں کو سمیٹ لے۔

اس کی ایک عادت بہت اچھی تھی کہ وہ اپنے تکلیفوں کو اپنے چہرے سے جھلکنے نہیں
 دیتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ جن باتوں کو اور کوئی ہی کبھی سمجھ نہیں پایا وہ اس کا

ہمسفر سمجھ جائے۔ وہ اپنی سوچ میں محو تھی جب عرشان دروازہ کھول کر اندر آیا وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

السلام علیکم! اس نے اندر آتے سلام کیا۔

عائی شہ نے ہولے سے اس کے سلام کا جواب دیا۔

وہ چلتا ہوا اس کے قریب آ کر براجمان ہو گیا۔ عرشان نے ٹھنڈے سے سرد پڑتے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیا۔

عائی شہ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

میں بڑے بڑے وعدے نہیں کروں گا۔ بس اتنا کہوں گا۔ کہ جب میں نے تمہیں پہلی دفعہ دیکھا تھا تبھی سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی خود کو سب کے سامنے جو ظاہر کرتی ہے بالکل بھی وہ نہیں ہے۔ اوپر سے ہنسنے والی سب کو ہنسانے والی اندر سے خود ٹوٹی ہوئی ہے۔ پھر جلد ہی یہ بات بھی سمجھ آگئی کہ وہ ایسی کیوں ہیں۔ ماں کے لمس سے ہمیشہ سے محروم رہ کر اپنی سٹیپ مدر کی کڑوی باتیں سُننے کے باوجود بھی ہمیشہ مسکراتی ہوئی ہے نظر آئی۔

تمہیں پتہ ہے تمہاری یہ عادت مجھے بے حد پسند ہے کہ تم اپنے غموں کا اشتہار لگا کر لوگوں کی ہمدردی نہیں سمیٹتی۔ پر میں چاہتا جو بات تم نے کبھی کسی سے شئی ر نہیں کی وہ بھی تم مجھ سے شئی ر کرو۔

بائی می داوے! آج تم بے حد حسین لگ رہی ہو۔ وہ ساری باتوں کے بعد اس کے حسین چہرے کو تکتا ہوا بولا۔

عائی شہ نے ڈبڈبائی کی آنکھوں سے اپنے ہمسفر کو دیکھا۔
 عر شمان نے ہاتھ بڑھا کر اس کی آنکھوں سے بہتے قیمتی موتیوں کو چننا۔
 ہے میری شیرنی رو کیوں رہی ہے۔ وہ اسے ساتھ لگاتا اس کی کمر تھپکتا ہوا بولا۔ مجھے اپنی وہی سب کو ڈرانے دھمکانے والی عائی شہ چاہیے نہ کہ یہ روندو عائی شہ۔ وہ محبت سے اس کے بال سہلاتا ہوا بولا۔

عائی شہ روتے ہوئے مسکرا دی۔ اسے پورا یقین تھا اس کا ہمسفر اسے کبھی اکیلا ہونے نہیں دے ہر مشکل میں اس کے ہمراہ ہوگا۔

عر شمان نے جھکتے ہوئے اس کی بہتی آنکھوں پر لب رکھے۔
 عائی شہ اس کا پہلا لمس محسوس کر کے کچھ جھجھکی۔ اس نے پیچھا ہونے چاہا پر وہ اس کے گرد گھیرا تنگ کرتا مزید اپنے نزدیک کر گیا۔

عرشمان اس کی جھجک کو دیکھتے ذرا سا مسکرایا۔ پھر اس پر جھکتا اس کے ماتھے پر عقیدت
پھر لمس چھوڑ گیا۔

اُف کتنا تھک گئی میں اب تو بس لمبی تان کے سوؤں گی۔ شازم اور وہ ابھی تھکے
ہارے آئے تھے جب وہ جمائی لیٹی ہوئی بولی۔
ایسے ہی پہلے مجھے دیکھ لینے دو میری پرنس کتنی پیاری لگ رہی ہے۔ آج تو ہمیں لفٹ
ہی نہیں کروائی۔ وہ شکوہ کرتے ہوئے بولا۔
ایسی کوئی بات نہیں ہے شازم جی۔ آج اتنا بیزی تھی کہ کسی چیز کی طرف دھیان ہی
نہیں گیا۔ آخر بڑی بہو ہوں وہ اتراتی ہوئی بولی۔
نازک سی جان ہو۔ اتنے کام مت کیا کرو۔ ابھی ابھی تو ٹھیک ہوئی ہو اتنی بھاگ دوڑ
مت کیا کرو اب میں صبح تمہیں کوئی کام کرتا ہوا نہ دیکھو۔ وہ اس کے گرد اپنا حصار
بناتا ہوا بولا۔

میں آج بے حد خوش ہوں سب ٹھیک ہو گیا مناسب اپنی زندگیوں میں مطمئن ہیں
میں ماؤ و آپی کے لیے بے حد خوش ہوں وہ آج کتنی خوش دکھ رہی تھی اور آرش
بھائی ان سے محبت بھی تو کتنی کرتے ہیں۔

اور میں کتنی محبت کرتا ہوں اپنی پرنسس سے وہ بھی تو دیکھو۔ یارا بھی صرف ہماری
بات ہوگی۔

وہ اس کی براؤن چمکتی آنکھوں کو دیکھتا سے مزید نزدیک کر گیا۔ اس کی ہاتھوں کی
انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں پھنساتا وہ اس کے ہاتھوں کو لبوں سے چھوتا محبت سے اس کے
ایک ایک نقش کو نہارتا بولا۔

زندگی کی خوبصورتی تو تب سے محسوس کی جب سے تم زندگی میں آئی ہو۔
وہ اس کے کندھے پر سر ٹکاتی آنکھیں موند گئی وہ اپنی زندگی سے بے حد مطمئن
تھی۔ اسے اب زندگی میں کسی اور چیز کی ضرورت نہ تھی۔

وہ کب سے بالکنی میں چاند پر نظریں جمائے کھڑی تھی۔

آرش فریش ہوتا روم میں اسے نہ پا کر بالکنی کا کھلا دروازہ دیکھ کر وہی آگیا۔ پیچھے سے آکر اسے اپنے حصار میں لیتا اپنی گرد لپٹی شال اس کے گرد بھی لپیٹ گیا۔ کیا دیکھ رہی ہو۔ وہ اس کے کندھے پر سر ٹکاتا ہوا بولا۔

ماڑونے چہرہ گھما کر اس کی طرف دیکھا۔ کچھ بھی نہیں۔ سوچنے کو کچھ ہے ہی نہیں جب سے آپ زندگی میں آئے اب تو کوئی خواہش ہی نہیں رہی۔ سب تو مل گیا۔ ماں باپ کے پیار کو اتنے سال ترستی رہی وہ بھی یہاں آکر مل گیا۔ اب کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

آرش اس کی باتوں پر مسکراتا اس کا گال چوم گیا۔ تم خود اتنی پیاری ہو کہ کوئی خود کو تم سے پیار کیا بنا روک نہیں سکتا۔ میں بھی تو کسے دیوانہ ہو گیا نا تمہارا۔ اور یہ کہنے میں مجھے کوئی عار نہیں کہ مجھے میری بیوی سے بے پناہ محبت ہے۔ آرش نے اسے گھما کر اس کا رخ خود کی طرف کیا۔

سردی سے سُرخ پڑتی اس کی ناک کو چوما۔ میں بار بار اس چیز کا اظہار کر سکتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے۔ چلو ایک دفعہ پھر کر دیتے ہیں اپنی محبت کو بیان۔

ساری دنیا سے جیت کے

میں آیا ہوں ادھر

تیرے آگے ہی میں ہارا

کیا تو نے کیا اثر

میں دل کار از کہتا ہوں

کہ جب جب سانسیں لیتا ہوں

تیرا ہی نام لیتا ہوں

یہ تو نے کیا کیا

میرا بانہوں کو تیری سانسوں کی جو

عادتیں لگی ہیں ویسے

جی لیتا ہوں اب میں تھوڑا اور

میری دل کی ریت پہ

آنکھوں کی جو پڑے پر چھائی تیری

پی لیتا ہوں اب میں تھوڑا اور

جانے کون ہے تو میری

میں نہ جانو یہ مگر

جہاں جاؤں میں

کروں میں وہاں تیرا ہی ذکر

مجھے توں راضی لگتی ہے

جیتتی ہوئی می بازی لگتی ہے

طبیعت تازی لگتی ہے

یہ تو نے کیا کیا

میں دل کار از کہتا ہوں

کہ جب جب سانسیں لیتا ہوں

تیرا ہی نام لیتا ہوں

یہ تو نے کیا کیا

اس کی میٹھی آواز نے ماڑو کو اپنے حصار میں لیا تھا۔

مجھے گانے یہ بول بے حد پسند ہے یہ میرے دل کی آواز ہے جو صرف تمہارے لیے

ہے۔ وہ نرم سی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتا ہوا بولا۔

آپ کی آواز بے حد اچھی ہے وہ مسرور سی بولی۔ یہ بات ہی اس کی انگ انگ میں سرور

بھر جاتی تھی کہ سامنے کھڑے شخص کے سارے جذبے صرف اس کے لیے تھے۔

اچانک آرش نے اسے گود میں اٹھا ہا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

ارے یہ کیا کر رہے ہیں نیچے اُتارے وہ چلائی ی۔

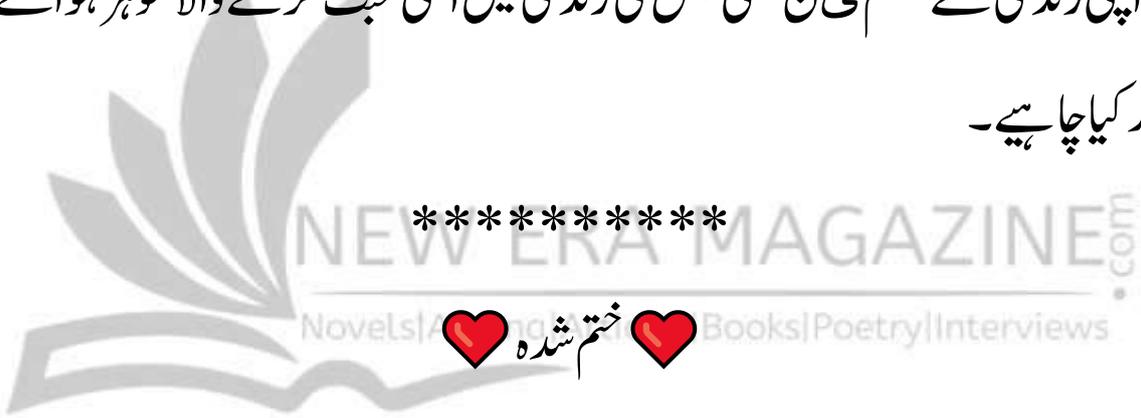
باہر سردی بہت ہو رہی ہے اور تمہیں جب جب دیکھتا ہوں تمہاری محبت کے حصار میں جھکڑا جاتا ہوں جیسے کہ ابھی ہمیں باہر کھڑے کافی وقت گزر چکا ہے اس چکر میں تم بیمار

ہو جاؤ گی۔ اور یہ میں بالکل انورڈ نہیں کر سکتا۔ وہ اس کی گال چومتا ہوا بولا۔

ماڑونے مطمئی ن نگاہ اپنے ہمسفر پر ڈالی پھر مسکرا کے اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔

وہ اپنی زندگی سے مطمئی ن تھی جس کی زندگی میں اتنی محبت کرنے والا شوہر ہوا سے

اور کیا چاہیے۔



NEW ERA MAGAZINE.COM

Novels | Poetry | Interviews



ختم شدہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایر میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی

ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ

کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے

ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE.com

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

(Neramag@gmail.com)

(انشا اللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات

کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایر میگزین